فتاوے

قیام الملة والدین

جو

کثیر التعداد علماے فرنگی محل کے مستقل فتاوون اور صدہا متفرق
استفتون کا دنیا مین سب سے پہلا مجموعہ ہے

جسکو

جامع کمالات صوری و معنوی حضرت مولانا حافظ حاجی شاہ
محمد قیام الدین عبد الباری لکھنوی فرنگی محلی عم فیضہ الجلی والخفی نے
نہایت جانفشانی اور تلاش سے فراہم کرکے تالیف فرمایا اور رجب ۱۳۳۵ھ
مین جناب مفتی محمد یوسف صاحب کے

یوسفی پریس فرنگی محل لکھنؤ مین چھپوایا

 ——— قیمت فی جلد ——— عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب العقائد

باب الالوہیت

سوال ۱ بعض مردان مذہب خود ہمہ اوست میدانند یعنے میگویند کہ غیر خدا کسے شخص موجود نیست وآن کسان غنا را مع مزامیر حلال وقرب الی اللہ میدانند ونیز بیان می سازند کہ اولیای متقدمین ہمین اعتقاد داشتہ بودند پس نام بردگان از چنین اعتقاد کافر ہستند یا مسلمان اند **جواب** اگر مراد از ہمہ اوست این است کہ خدا بہ تعدد در جمیع ممکنات حلول کردہ پس کفر است و اگر مراد آنست کہ در سوال مذکور است یعنی وجود غیر را اعتبارے نیست فلا باس بہ وغنا را مع مزامیر کسے حلال گفتہ است وتقرب الی اللہ ہم نیست واین عقیدہ باطل است مشایخ چشتیہ رحمہم اللہ سرود شنیدہ بے مزامیر ودران تاویلات فرمودہ وبا مزامیر کسی نشنیدہ وہمیشہ علما برایشان درین مقدمات زجر وتوبیخ کردہ مہمل نگذاشتہ اند۔ واللہ اعلم نمقہ محمد معین عفی عنہ جامع الفتاوے میگوید غناے مجرد از مزامیر حلال ومباح است باتفاق جمعے از محدثین وفقہای مذاہب اربعہ وبعض احناف فتوی بر عدم جواز دادہ اند اما ارجح واصح من حیث الدلائل والآیات والاحادیث الکثیرۃ قول اول است وبرین فتوی است اما در مزامیر اختلاف بسیار است ارجح عدم حلت مطلقاً الا دف مستثنے است وعود ہم از بعض صحابہ بثبوت پیوستہ پس امثال آن ہم برین قیاس مباح ومستثنی است مثل دہل وطنبورہ

وبعضے گفته‌اند همه برای غرض صحیح حلال و برای غرض غیر صحیح حرام والله اعلم بالصواب وسیاتی تحقیقه فی محلهان شاء الله تعالی ۱۲ **سوال** ۳ چه فرمایند علمای دین اندرین صورت که شخصی بوحدت وجود یا بوحدت شهود قائل است و میگوید که انزال کتب وارسال رسل برای همین مطلب بوده و شخصے که معنی کلمه طیبه بطور وحدت وجود یا بطور وحدت شهود بقیدا یمان بکلمه طیبه درست نکرد واگرچه ایمان رسالت محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم موجب ایمان اجمالی بجمیع ما جاء به من عنده شد و باعث نجات او هم گردید لاکن بسبب عدم تصدیق بمعنی توحید مذکور مشرک گشت اگرچه علمای محدثین و ائمه مجتهدین باشند پس شخصے که این عقیده دارد داخل مذهب اهل سنت وجماعت هست یا نیست ونماز خلف او چه حکم دارد بینوا توجروا **هوالموفق** هر که از قائلان توحید وجودی پای از جای اعتدال بیرون نهاده نوبت بالحاد وزندقه رساند البته ضال وگمراه میشود وهمچنین هر که از قائلان توحید شهودی پای از جای اعتدال بیرون نهاده تکفیر وتضلیل جمع کثیر از علمای کبار نماید مطعون وملام شود خلاصه آن است که هر که نتقاید کدامی طرف از هردو غلو پیدا کرده فرق مراتب را از نظر انداخته پای از جای اعتدال بیرون نهاده عابد را معبود وحادث را قدیم وملوث را منزه وحلال را حرام ونجس را طاهر انگارد بلاشبهه از ملحدان وزندیقان میگردد ونماز خلف آن جائز نیست. والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب نمقه احقر العلما خادم احمد غفرله الله الصمد **جامع الفتاوے** میگوید که جواب توضیح طلب است چه سائل حکم قائل وحدت وجود یا وحدت شهود را دریافت نمیکند بلکه حکم آنکس دریافت می‌کند که ایمان تفصیلی یکی ازین هردو معنی را ضروری دانند پس میگوییم وبالله التوفیق که قول این از جاے اعتدال بیرون است چه ایمان بر هر کسے که عاقل بالغ است واجب ولازم خواه عامی باشد یا از خواص بدوی باشد یا شهری وادراک این معنی همه را آسان نیست تکلیف مالایطاق است وآن نزد ما یان از اخلاف رفانخواهد بود وهم ایمان اجمالی برای امور اجمالیه وتفصیلی برای امور تفصیلیه کفایت کند واز شارع تفصیل ازین هردو معنی متواترا منقول نیست پس هر که ایمان بیکے ازین هردو معنی تفصیلا نمیکند مشرک بچه طور خواهد شد والله اعلم ۱۲ **سوال** ۴ زید کا یہ قول اثبات

توحید وجودی مین صحیح ہے یا نہین اور دلیل عقلی و نقلی اسکی صحیح یا غلط ہی قول اسکا یہ ہے
اور توحید وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی تفصیل کے لیے تو دفتر چاہیے
مختصر ایک دلیل عقلی اور ایک نقلی لکھتا ہون عقلی یہ ہی کہ کوئی شئے غیر اللہ موجود نہین ہوسکتی
اس لیے کہ حکمت مین ثابت ہوچکا ہی کہ وجود عین ذات واجب ہی اور غیر وجود نہین
مگر عدم تو غیر واجب نہین مگر عدم اور عدم موجود نہین ہوسکتا پس غیر واجب یعنے غیر اللہ
موجود نہین ہوسکتا اور دلیل نقلی کلمۂ توحید ہی کہ جسکا حاصل یہ ہی کہ ہر الٰہ عین اللہ یعنی ہر موجود
عین اللہ ہی اسلیے کہ ہر موجود مصداق الٰہ ہی اسواسطے کہ الٰہ کہتے ہین معبود کو اور معبود کہتے
ہین اسکو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہین تابعداری کرنے کو اسواسطے
جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہی تو اسکو اسکا عبد اور بندہ کہتے ہین جیسے کہتے ہین عبد الدینار
عبد الدرہم اور بندۂ پیٹ کا اور بندۂ روپیہ کا اور جس کا کوئی تابعدار ہو تو اسکو معبود اور
الٰہ کہتے ہین جیسے قولہ تعالے الٰہ ہواہ ہو کو الٰہ کہا بالجملہ اطلاق الٰہ کا ہر اس شئے پر ہوتا ہے
جسکا کوئی تابعدار ہو اور کوئی موجود موجودات مین ایسا نہین جسکا کوئی تابع نہین پس غور
کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر موجود مصداق الٰہ کا ہی لا الٰہ الا اللہ اسپر دال ہی کہ جو مصداق
الٰہ کا ہی عین اللہ ہی پس ثابت ہوا کہ ہر موجود عین اللہ ہی بینوا توجروا **ہو المصوب**
زید کا یہ کلام من اولہ الی آخرہ مغلطہ و سفسطہ ہی اور ہر تقریر اسکی اس امر پر دلالت کرتی ہی
کہ اسکو علم معقول و منقول دونون مین استعداد وافی نہین ہی ورنہ ایسی تقریر اس سے
نہ صادر ہوتی چند وجوہ سے کل تقریر غلط ہی تطویل کے لیے تو ایک دفتر چاہیے مختصرا
یہان سمجھ لینا چاہیے وجہ اول یہ کہ زید نے جو دلیل عقلی قائم کی بعد صحت اسکے مقدمات
کے وہ منتج اس امر کو ہی کہ کوئی شئے غیر اللہ کے موجود نہین ہوسکتی ہی اور کسی چیز کو
سواے ذات وحدہ لاشریک کے وجود کا حصول نہین سکتا ہی بلکہ عدم محض ہر چیز کو
سواے اللہ کے حاصل ہی اور دلیل نقلی بعد تسلیم اسکے مقدمات کے منتج اس امر کو ہی
کہ ہر چیز عین اللہ کی ہی اور یہ ظاہر ہی کہ اللہ موجود ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جو چیز عین موجود
ہوگی وہ بالضرورت موجود ہوگی اس وجہ سے کہ عینیت بین الشیئین مستلزم تشارک

وجودی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ ہر چیز موجود ہی پس ایک دلیل تو مثبت عدم محض تمام اشیا سوائے اللہ کے ہی اور دوسری دلیل مثبت وجود جمیع اشیا ہی و ہل ہذا الا تہافت وتساقط وجہ دوم یہ کہ دلیل عقلی کا یہ مقدمہ کہ وجود عین ذات واجب ہی اس سے کیا مراد ہی اگر یہ مراد ہی کہ وجود مصدری کہ جسکو بودن و ہستی کہتے ہین عین ذات پروردگار ہی تو محض غلط ہی شرح سلم قاضی مبارک اور حاشیۂ قدیمہ وغیرہ کتب منطق و حکمت کی مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہی کہ عین ذات واجب فلاسفہ کے نزدیک وجود بمعنے ما بہ الموجودیتہ ہی نہ بمعنی مصدری اور جس نے عینیت مصدری کی عینیت کا حکم کیا ہی اسکی مراد یہ ہی کہ منشاء انتزاع وجود مصدری واجب مین نفس ذات واجب ہی کسی وصف اور حیثیت کو اس مین دخلت نہین ہی بخلاف ممکنات کے کہ مصداق وجود مصدری ان مین ذوات ممکنات ہین بحیثیت استناد الی الجاعل وغیرہ اور یہ مذہب کسی عاقل کا نہین ہی کہ وجود مصدری عین ذات واجب ہی بعینیت بحتہ اور کیونکر یہ مذہب کسی عاقل کا ہوسکتا ہی ہر عاقل جسکو ادنی بھی تمیز ہی سمجھ سکتا ہی کہ وجود مصدری قبیل انتزاعیات سے ہی اور ذات واجب موجودات خارجیہ سے ہی پس اگر یہ دونون بالکلیہ متحد ہون تو لازم آتا ہی کہ شئے مصدری بھی موجود خارجی عین مصدری ہوجاوے و بطلانہ ظاہر علی کل عاقل فضلاً عن ماہر اور اگر یہ مراد ہی کہ وجود بمعنے ما بہ الموجودیتہ عین واجب ہی یا یہ کہ منشاء انتزاع وجود مصدری کا نفس ذات واجب ہی تو صحیح ہی مگر مفید مطلب نہین کیونکہ اس سے اگر ثابت ہوگا تو یہ ہوگا کہ غیر واجب ما بہ الموجودیتہ نہین اور نفس ذات اسکی منشاء انتزاع وجود مصدری نہین اور اس سے یہ نہین لازم آتا کہ غیر واجب معدوم محض ہوجاوے وجہ سوم یہ کہ دلیل عقلی کا یہ مقدمہ کہ غیر وجود نہین مگر عدم محض غلط ہی کیونکہ غیر وجود مصدری تمام موجودات خارجیہ اور ذہنیہ مین صرف غیریت وجود عدم کے ساتھ خاص نہین ہی ہر عاقل سمجھ سکتا ہی کہ زید و عمرو و بکر و فرس و حمار و حجر و شجر و سما و ارض و شمس و قمر وغیرہ جتنی چیزین بخلعت وجود و مشاہدہ ہین یہ سب غیر وجود مصدری ہین اور اگر غیر نہ ہون تو لازم آتا ہی کہ یہ سب عین وجود مصدری ہون یا عین ما بہ الموجودیتہ ہون اور بطلان اسکا ظاہر ہے کہ وجود مصدری انتزاعی غیر موجود خارجی و غیر مشاہدست

اور کجا یہ اشیاے محسوسہ موجودہ وجہ چہارم یہ کہ نتیجہ مقدمتین مذکورتین کہ غیر واجب نہین مگر عدم محض باطل ہی ہرگاہ دونون مقدمے سابق باطل ہوے اس نتیجہ کے ابطال مین کیا شبہہ رہا وجہ پنجم یہ کہ یہ مقدمہ دلیل عقلی کا کہ عدم موجود ہو نہین سکتا ہی بھی باطل ہی اس وجہ سے کہ عدم موجودات ذہنیہ سے ہی اور حصہ وجود کا اسکو عارض ہی جیسا کہ حواشی میرزاہد مین جو شرح مواقف وغیرہ پر ہین بتفصیل تمام مذکور ہی اور اگر عدم موجود ہو تو لامحالہ معدوم ہوگا اور عدم العدم مستلزم وجود ہی الحاصل اس دلیل عقلی کا ہر مقدمہ محض باطل و لغو ہی اگر کتب مطولہ حکمیہ سے قطع نظر کی جاوے اور کتب مختصرہ متداولہ پر نظر کی جاوے تو بطلان ان سب کا مخفی نرہے وجہ ششم یہ کہ دلیل نقلی کا یہ مقدمہ کہ ہر موجود مصداق اللہ کا ہی اسواسطے کہ اللہ کہتے ہین معبود کو اور معبود کہتے ہین اسکو جسکی کوئی عبادت کرے محض لغو ہی اس وجہ سے کہ اللہ نام ہی مستحق کا نہ ہر ایسی چیز کا کہ جسکی کوئی عبادت حماقت سے کرنے لگے جیسا کہ معائنہ کتب لغت سے یہ امر واضح ہی پس مصداق الہ کا موجودات مین وہی ہوگا جو مستحق عبادت ہی نہ ہر عبادت کردہ شدہ وجہ ہفتم یہ کہ یہ قول کہ عبادت کہتے ہین تابعداری کو دال ہی علوم شرعیہ و علوم لغویہ کی ناواقفیت پر مطلق تابعداری معنے عبادت نہین ہین بلکہ معنی عبادت کے پرستش اور غایت خضوع کے ہین ہر کس و ناکس اس امر سے واقف ہی کہ تابعداری اور چیز ہی اور پرستش اور چیز ہی ہان غیر پرستش پر اطلاق عبودیت کا مبالغۃً کیا جاتا ہی خلاصہ یہ کہ اس دلیل نقلی کا ہر مقدمہ خلاف لغت و عرف و شرع ہی ہر گاہ دونون دلیلین مزخرف ٹھہرین ثبوت دعوی ندارد ہو گیا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی سوال شاعرے در شعر خود وجودیہ و شہودیہ را ذم کردہ عالمی از علما نسبت آن شاعر حکم تکفیر کردہ چرا کہ وجودیہ و شہودیہ یا انبیا بودہ اند یا اولیا و ہیچ یکے از عارفان خارج ازین دو گروہ نبودہ اند عالمی دیگر نسبت مفتی مذکور رنجیدہ کردہ در فتوی خود نوشتہ کہ ہیچ یکے از انبیا و اولیا نہ وجودی بودند و نہ شہودی بلکہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت بودہ اند پس آنچہ درین مسئلہ صواب است ارقام فرمایند ہو المصوب اکابر اولیاے امت محمدیہ بر دو فرقہ مختلف اند

بعضے قائل بتوحید وجودی شدہ اند از ین طائفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی ہستند کہ رسالہ تسویہ درین
بحث نوشتہ اند و ملا محمود جونپوری در رد شان رسالہ حرز الایمان نوشتہ از تحقیقات انیقہ
آنرا مملو ساختہ اند و در رد ایشان مولانا عبد الرحمن لکھنوی کہ رسالہ کلمۃ الحق نوشتہ بزعم خود اثبات
توحید وجودی بدلائل عقلیہ و نقلیہ کردند و شارح آن رسالہ جابجا اقوال شان را مخدوش
ساختہ و از ایشان سید الطائفہ محی الدین عربی مؤلف فتوحات و فصوص ہستند چنانچہ ظاہر
عبارات شان بران دلالت می سازد و بعضے قائل بتوحید شہودی شدہ اقوال اکابر را
بر محامل صحیحہ محمول کردہ اند مجدد الف ثانی در مکتوبات خود می نویسند انچہ لابد است توحید
شہودی است کہ فنا بآن مربوط است و بعقل و شرع مخالفت ندارد بخلاف توحید وجودی
و اقوال مشائخ بتوحید شہودی باید فرود آورد انتہی و تحقیق این بحث در مکتوبات و رسالہ التقیید
فی مبانی کلمۃ التوحید موجود است پس کسیکہ میگوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش
قابل اعتبار نیست و منشأ قولش جہل و ناواقفیت است از احوال اولیاء و از معنے توحید وجودی
و شہودی و شاعر کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است۔ واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ

جامع الفتاوے کہتا ہے کہ اوپر کے جواب سے اور اس جواب سے کوئی تفرقہ نہیں
ہے اسواسطے کہ دعوی صحیح پر اگر دلیل کوئی ناقص قائم کی جائے اور ابطال دلیل ہو تو اس
سے صحت دعوے میں کوئی فرق نہیں آتا ہے اوپر کے جواب میں ابطال دلیل کا مقصود
ہے اور ان دلائل سے ثبوت دعوی دشوار اور اس جواب سے قائل ہونا ارباب تحقیق
اور حکماے ملت کا ثابت کیا گیا ہے جنکے دلائل قویہ اونکے مبسوط کتب میں مرقوم ہیں اور
حق یہ ہے کہ توحید وجودی پر دقیق دلائل قویہ قائم ہیں جن کے ادا سے قلم قاصر اور عقول
متوسطہ متحیر ہیں اسوجہ سے اس میں گفتگو نہ کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت شاہ عبد العزیز
صاحب دہلوی قدس سرہ نے اپنے خط میں جو بنام مولوی نور محمد صاحب ہے تحریر کیا ہے
مشتمل فوائد پر ہونے کی وجہ سے بجنسہ خط انکا اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے طالب خدا کو واسطے
امر حق کو وہ کافی ہے اگرچہ بہانہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے نقل خط کہ بمولوی
نور محمد نوشتہ دادہ شد سلسلہ از فقیر عبد العزیز در خدمت مشائخ عظام و علمای ذوی الاحترام

وجمہور اہل اسلام از خواص وعوام الناس آنکہ جمیع اہلسنت را باید کہ آنچہ شارع جمیع بنی آدم را
بسوی آن دعوت فرمودہ خواہ از قبیل عقائد ضروریہ اسلامیہ باشد کہ مجموع آن در فقہ اکبر و
عقائد حافظیہ وقصیدۂ امالی وعقائد نسفی مندرج است خواہ از قبیل احکام کہ مجموع آن در
کتب فقہیہ معتبرہ مندرج است خواہ از قبیل اخلاق کہ مجموع آن در کتاب قوۃ القلوب واحیاء العلوم
وعین العلم مندرج است ہمہ را بجان ودل قبول نمایند وخود را بران مستقیم دارند وہر گونہ
سبیلے از ان طریقہ مسلوکہ بجیپ وراست ننمایند وبر تصحیح عقائد اسلامیہ برطبق فرمودہ ائمہ دین
سعی بلیغ نمایند واشاعت وافشاے آنرا بر سر محافل ومجالس اصل الاصول طاعات انگارند
وہر کسیکہ بسوی آن دعوت کند او را واجب التعظیم دانند ودر بجا آوردن احکام عملیہ کمر خود
راچست بندند ودر تعلیم وتعلم آن اوقات خود را صرف نمایند ودر تحصیل اخلاق محمودہ شب وروز
کوشش بجا آرند واوقات خود را بذکر وفکر مملو سازند ودر تعظیم اہل اللہ عموماً از ہر طبقہ کہ باشند
دائما چست وچالاک باشند بنا بر آنکہ بعض از کلمات ایشان از افہام عوام بعید است ہرگز
زبان طعن نکشایند وہرگز در راہ اہانت وتحقیر ایشان قدم ننہند کہ این راہ نہایت مخطور
است ودر حل معانی آن کلمات درمیان خود قیل وقال وبحث وجدال نیندازند وباب
تکفیر وتفسیق درمیان خود مسدود دارند ودر مقدمۂ اثبات وابطال وحدت وجود لب
نکشایند وبابت اقرار وانکار مسئلہ مسطورہ درمابین خود منازعت نیارند واین مسئلہ را
اقراراً وانکاراً در مجالس عوام برزبان نیارند وباہم مثل شیر وشکر آمیختہ در اشاعت امور
شرعیہ وابطال رسوم جاہلیہ اعانت یکدیگر بکار برند وتمامی ہمت خود را درین امر عظیم صرف نمایند
وبلند پروازی بعد تحقیق حقائق کشفیہ کہ منصب ہر کس نیست ہرگز نفرمایند کہ ما ہلک امرء
عرف قدرہ حدیث ماثور است وہمین صراط مستقیم را بکمال ہمت وعزیمت گرفتہ موجب
استرضاے حق انگارند کہ کریمہ ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل
فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم بہ لعلکم تتقون بیان حال اوست والسلام
علی من اتبع الہدیٰ ۔ **سوال ۵** واجب تعالیٰ شانہ بر پیدا کردن شریک خود قادر ہست یا نہ
بینوا توجروا **ہو المصوب** واجب تعالیٰ بر پیدا کردن شریک خود قادر نیست

چہ جملہ متکلمین تصریح این امر می سازند کہ علت مقدوریت امکان است پس شریک الباری کہ ممتنع
است مقدور نخواہد شد و نیز شریک الباری ممتنع است بالاجماع و قدرت الٰہی بر ممتنع نیست امام
فخر الدین رازی و علامہ سعد الدین تفتازانی می نویسند لا شیٔ من الواجب والممتنع بمقدور لہ
تعالیٰ لزوال امکان الترک فی الاول والفعل فی الثانی انتہی و ملا علی قاری در شرح
فقہ اکبر تحریر می سازند قد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالیٰ واللہ علی کل شیٔ قدیر
بما شاء لا یخرج ذاتہ وصفاتہ وما لم یشاء من مخلوقاتہ وما یکون من المحال
وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیٔ تعلقت بہ مشیئتہ تعلقت بہ قدرتہ و
الا فلا یقال ھو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ انتہی اور علامہ کمال الدین ابن
ابی شریف تلمیذ صاحب فتح القدیر در شرح رسالہ مسائرہ تصنیف استاد خود می نویسند متعلق العلم
اعم من متعلق القدرۃ فان العلم یتعلق بالواجب والممکن والممتنع والقدرۃ انما تتعلق بالممکن
دون الواجب والممتنع انتہی اگر در قلب اختلاج این امر شود کہ عدم قدرت واجب تعالیٰ بر
شریک الباری مستلزم عجز اوست و ہو مستلزم للنقص در دفع آن گفتہ خواہد شد کہ عدم قدرت بر
امری کہ لائق تعلق قدرت نباشد نقص نیست بلکہ عین کمال است در کتب علم کلام و فقہ تصریح
این امر موجود است علامہ عبد الغنی نابلسی در مطالب وفیہ می آرند قال المحققون المراد بالممکن
ما لا یجب وجودہ ولا عدمہ لذاتہ فدخل ما لا یتصور من الممکنات لا لذاتہ بل لغیرہ
کممکن تعلق علم اللہ تعالیٰ بعدم وقوعہ کایمان ابی جہل و وقع لابن حزم ما ھو بین
البطلان حیث قال انہ تعالیٰ قادر علی ان یتخذ ولدا اذ لو لم یقدر علیہ لکان عجزا
وقد نقلہ بعض الاغبیاء من المبتدعۃ فانظر الی اختلال ھذا المبتدع کیف فان
العجز انما یکون لو کان القصور جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم قبول المستحیل
تعلق القدرۃ فلا یتوھم متوھم ان ھذا عجز وقد سئل الامام عبد اللہ بن سعد
الیمنی عن کون اللہ قادرا علی جمیع الممکنات ھل یلحق بذلک شیٔ من المستحیلات
فاجاب بان جمیع المستحیلات العقلیۃ لا تعلق القدرۃ بہا سواء کانت استحالتہ شرعا
کقولہ تعالیٰ ولا اللیل سابق النہار او عقلا کولوج الجمل فی سم الخیاط وقولہ تعالیٰ حتی یلج

الجمل في سم الخياط فيدل على انقطاع طمع الكفار لدخول الجنة فان قيل اولم يوصف
الحق بالاقتدار على ذلك وعدم القول به يؤدي الى قصر القدرة قلت ذلك لا يؤدي
[illegible] فان الله قادر على ان يصغر الجمل الى ان يصير بحيث يلج في سم الخياط
وعلى توسيع سم الخياط الى ان يسع الجمل واما لو وجد فيه وكل منهما على صورته فذلك من
المستحيل العقلي الذي نص العلماء على ان لا تعلق لقدرة الله وكذلك لا يعقل النهار
الا بعد ذهاب الليل والليل الا بعد ذهاب النهار كل منهما شرط لمجيء الآخر اجتماع النهار
مع الليل مستحيل عقلي فلا يتعلق القدرة به وقوله تعالى خالق كل شيء معناه خالق كل شيء
وجد او سيوجد والمستحيل العقلي غير موجود ولا يمكنه ان يوجد فلا يدخل تحت ذلك
ولا يجد العقل الى خالق ذلك سبيلا انتهى كلام النابلسي ملخصاً الحاصل عبارات منقولہ صریح
دلالت میکنند برین که واجب تعالی را قدرتی بر خلق امور مستحیله مثل اجتماع نقیضین و دخول جمل در سم
خیاط و وجود شریک باری و اتخاذ ولد و امثال آنها نیست و انتفای قدرت بر این امور موجب
نقص نیست بلکه عین کمال است وعلی هذا اطبق المتکلمون واجمع العلماء المتشرعون
وشهد به العقل والنقل فمن انکر ذلك فقد اتی بشيء عجاب والله اعلم بالصواب وعنده
ام الكتاب كتبه محمد عبد الحي عفا الله عنه الجواب صحيح محمد نور الحسنين جامع الفتاوی کہتا ہے کہ
اس تحریر سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ اگر کذب باری ممتنع ہے تو اس پر عدم قدرت منافی قول
ان الله علی کل شیء قدیر کے نہیں ہے بلکہ انتفاء قدرت ایسے امور پر موجب نقص نہیں
بلکہ عین کمال ہے اگر یہ شبہہ کیا جائے کہ کذب عبد پر جب خدا قادر ہے تو اپنے کذب پر تو بدرجہ
اولی اسکو قدرت ہونا چاہیے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کذب عبد ممکن ہے برخلاف کذب باری کے کہ وہ ممتنع ہے جیسا کہ
عبد کا نظیر پیدا کرنا ممکن ہے اسپر اسکو قدرت ہے مگر باری تعالی کو اپنی نظیر پر قدرت نہیں ہے لہذا
قائل ہونا امکان کذب کا تحت غلطی اور خلاف عقل و نقل ہے والتحقیق سے موضح واللہ اعلم
سوال [illegible] باب آیات متشابہات مثل استوی علی العرش و ید الله وغیرہ میں مسلک تاویل حق
ہے یا [illegible] وا هو المصوب اس باب میں علما کے چند مسلک
ہیں [illegible] تمثیل و ید [illegible] قدرت [illegible] ذات [illegible] القیاس

اور یہی مختار اکثر متاخرین متکلمین کا ہی دوسرا مسلک التشابہ فی المعنی ونفی الکیفیۃ تیسرا مسلک معلوم
المعنی متشابہۃ الکیفیۃ اور حق انہین مسالک مین مسلک ثالث ہی اور یہی مذہب صحابہ وتابعین و ائمہ مجتہدین
ومحدثین وفقہا واصولیین محققین کا ہی شیخ الاسلام ذہبی سیر النبلاء مین ترجمہ قتیبہ بن سعید مین
لکھتے ہین روی غیر واحد عن ابی العباس السراج فقال سمعت قتیبۃ یقول ہذا قول
ائمۃ الاسلام واہل السنۃ والجماعۃ ان ربنا عز وجل علی العرش انتہی اور ترجمہ
علی بن المدینی مین لکھتے ہین قال اکثر العلماء ان اللہ علی العرش انتہی اور ترجمہ اسحق بن
راہویہ مین لکھتے ہین قال حرب الکرمانی قلت لاسحاق ما تقول فی قولہ تعالی ما یکون
من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم کیف تقول قال حیث ما کنت فہو اقرب الیک وہو
بائن من خلقہ انتہی اور ترجمہ مزنی مین لکھتے ہین قال محمد بن اسمعیل سمعت
المزنی یقول لا یصح لاحد التوحید حتی یعلم ان اللہ علی عرشہ انتہی اور ترجمہ ابو حاتم
رازی مین لکھتے ہین قال ابو حاتم مذہبنا واختیارنا اتباع رسول اللہ واصحابہ ونعتقد
ان اللہ علی عرشہ لیس کمثلہ شیء وہو السمیع البصیر انتہی اور یہی ذہبی نے کتاب العرش مین اسی
قسم کے اقوال کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حق جلشانہ فوق العرش ہی بلا کیف صدہا صحابہ اور
تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل کیے ہین اور احادیث نبویہ جو فوقیت رب پر دال ہین بھی
کیے ہین اور ابو شکور سالمی حنفی تمہید مین لکھتے ہین سئل رجل عن الامام مالک عن قولہ
تعالی الرحمن علی العرش استوی کیف استوی فقال لہ الاستواء غیر مجہول والکیف
غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ وما اراک الا ضالا فامر بہ فاذا
ہو جہم بن صفوان وقال ابو مطیع البلخی سئلت ابا حنیفۃ فیمن قال لا ادری این اللہ
فقال ابو حنیفۃ انہ یکفر لانہ خالف النص واللہ یقول الرحمن علی العرش استوی
اقروہا وامنوا بہ فقال ابو مطیع کیف استوی فقال امنوا بہ کما جاء انتہی اور
سراج الدین علی حنفی قصیدہ بدء الامالی مین لکھتے ہین ع ورب العرش فوق العرش لکن ۔ بلا وصف
التمکن واتصال ملا علی قاری حنفی اسکی شرح مین لکھتے ہین سئل الشافعی عن الاستواء
فقال امنت بہ بلا تشبیہ واتہمت نفسی فی الادراک وامسکت عن الخوض فیہ [illegible]

على ان استواءه على العرش صفة له بلا كيف نؤمن به ويكل العلم الى الله ومذهب الخلف تاويل الاستواء بالاستيلاء ومختار السلف عدم التاويل بل اعتقاد التنزيل مع وصف التنزيه له عما يوجب التشبيه كما قال مالك الاستواء معلوم والكيفية مجهولة واختاره امامنا الاعظم وكذا كل ما ورد من الآيات والاحاديث المتشابهات من ذكر اليد والوجه ونحوه ومنه لفظ فوق فلا نؤولونه بالعظمة و الرفعة كما قاله الخلف انتهى اور ابن ہمام حنفی مؤلف فتح القدیر مسائرہ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ میں لکھتے ہیں نؤمن انه تعالى مستوى على العرش مع الحكم بان استواءه ليس كاستواء الاجساد من التمكن والمماسة والمحاذاة بل بمعنى يليق به وهو اعلم به وحاصله وجوب الايمان بانه استوى على العرش مع نفي التشبيه فاما كون المراد به استيلاءه على العرش فامر جائز الارادة لكن لا دليل عليه عينا فالواجب علينا ما ذكرناه وكذا كل ما ورد به مما ظاهره الجسمية كالاصبع والقدم واليد فيجب الايمان به فان اليد والاصبع صفة له لا بمعنى الجارحة بل بمعنى يليق به وتداول اليد والاصبع بالقدرة والقهر يصرف العامة من فهم الجسمية وهو ممكن ان يراد ولا يجزم بارادته انتهى اور عبد العزیز بخاری حنفی کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں لکھتے ہیں اثبات الروية واثبات الوجه واليد لله حق عندنا خلافا لقول من قال انه لا يوصف الله بالوجه واليد بل المراد بالوجه الرضاء والذات ومن اليد القدرة او القوة او النعمة فقال المصنف بل الله يوصف بصفة الوجه واليد مع تنزيهه عن الصورة والجارحة لان الوجه واليد من صفات الكمال في المشاهد لان من لا وجه له ولا يد له يعد ناقصا وهو موصوف بصفات الكمال فيوصف بهما ايضا الا ان اثبات الكيفية مستحيل فيتشابه وصفه فيجب تسليمه على اعتقاد حقيقته من غير اشتغال بالتاويل انتهى اور ابو شکور تمہید میں لکھتے ہیں قال بعضهم ان الله موجود في كل مكان وهم صنف من الجهمية واحتجوا بقوله تعالى هو الذي في السماء اله وفي الارض اله وقوله وهو الله في السموات وفي الارض وقوله ان الله مع الذين اتقوا وقوله ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم الجواب ان معنى الآية الاولى انه اله اهل السماء واهل الارض

والآیة الثانیة تدبیرہ فی السموات والارض ومعنی الآیة الثالثة انه معہم بالقدرة ومعنی الرابعة انه سمیع بمقالتہم بصیر بافعالہم ونحن نقول ان الله لو کان فی کل مکان یؤدی ان یکون فی افواہ الدواب واخراج النساء والاماء وھذا اکفر قبیح انتہی ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جلشانہ کی فوقیت عرش پر وید و وجہ وغیرہ صفات بلاکیف ہین اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہین ہے منشا تاویل کا صرف اسی قدر رہے کہ جب مجسمہ نے اس قسم کے آیات واحادیث سے خیال تجسیم کا کیا علما نے اُنکے الزام واسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ یہی معنی ماول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ شبہہ تجسیم دفع ہو جائے الحاصل آیات فوقیت واستوا وید ووجہ وغیرہ سب معانی ظاہرہ پر محمول ہین اور کیفیات ان سبکے مجہول ہین اور اس مین تجسیم بھی لازم نہین آتا ہی کیونکہ جب کیفیت مجہول کہی گئی اور خیال لیس کمثلہ شئی کا بھی رہا اور تنزیہ تام کی گئی تجسیم کسی طرح سے لازم نہ آویگا۔ والله اعلم وحکمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبہ الجلی والخفی **جامع الفتاوی** کہتا ہی کہ قول اسلم سلف کا ہی مگر قول سلف کو وہ لوگ جنھین شبہات واقع ہوا کرتے ہین مسکت نہین سمجھتے ہین اسواسطے طریقۂ تاویل خلف نے اختیار کیا ہی اور طریقہ شبہات سے محفوظ ہی علاوہ اسکے مجسمہ اور مشبہہ کے عقائد سے بھی اس طریقۂ خلف مین حفاظت کی گئی ہی اور خلف نے جو تاویل کی ہی لفظ اُسکو محتمل ہی اسواسطے وہ تاویل غیر مسموع نہین ہی والله اعلم ۲۵۹ **سوال** ذات باری تعالی کو فقط عرش ہی پر سمجھے یعنی موجود سمجھے یا مستقر سمجھے یا جو کچھ جانین اور ماسوا فوق العرش کوئی چیز کو مخلوقات الٰہی سے بذات باری تعالی محیط نجانتا بلکہ یہ کہنا کہ فقط علم الٰہی ساری اشیا کو محیط ہی اور ذات اُسکی فقط عرش ہی پر ہی اور دوسری جگہہ نہین یہ عقیدہ اہلسنت کا ہی یا نہین اور جو معتقد اس عقیدے کا ہو نماز اُسکے پیچھے ادا کرنا جائز ہی یا نہین و این ہم تحریر فرمایند کہ الیشایان این عقیدہ را منسوب بحنابلہ گویند فی الحقیقت عقائد حنابلہ ہمین است یا نہ **ھو المصوب** ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدون بیان کیفیت استوا اور اُسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیات معیت وقرب وغیرہ کو قرب ومعیت علمی پر حمل کرنا مذہب اہل سنت کا ہی اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہی بلا کراہت شرح حکمت نبویہ مین ہی نعتقد انہ علی العرش

مستو علیہ استواء منزھا عن التمکن والاستقرار وانہ فوق العرش ومع ذالک ھو قریب من کل موجود وھو اقرب من حبل الورید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام انتھی اور سیر النبلاء مین ہی قال اسحق بن راھویہ اجمع اھل العلم علی انہ تعالی علی العرش استوی وھو یعلم کل شئ فی اسفل الارض السابعۃ انتھی اور جامع ترمذی مین بعد ذکر حدیث لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لھبط علی اللہ ثم قرء رسول اللہ ﷺ ھو الاول والاخر والظاہر والباطن وھو بکل شئ علیم مرقوم ہی قراءۃ الایۃ تدل علی انہ اراد یھبط علی اللہ علی علم اللہ وقدرتہ وسلطانہ وعلم اللہ فی کل مکان وھو علی العرش کما وصف نفسہ فی کتابہ انتھی اور یہ جو مشہور ہی کہ یہ مذہب حنابلہ کا ہی غلط ہی بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ وشافعیہ وحنابلہ ومالکیہ ومحدثین وغیرہم کا ہی البتہ بعض حنابلہ استواء مع بیان الکیفیۃ کے قائل ہو گئے ہین اور استقرار پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہین یہ مذہب مردود ہی والتفصیل یستدعی بسطا وفیما ذکرناہ کفایۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** خدای تعالی عرش کے اوپر ہے اسکا اعتقاد رکھنا اُسکی تنزیہ کے ساتھ یعنی اُسکا عرش کے اوپر رہنا ایک جسم ایک جسم کے اوپر رہنے کے مانند نہین اور عرش اُسکا مکان وحامل نہین اور وہ اللہ اُسپر متمکن ومتصل نہین بلکہ جو کچھ کیفیت ہمارے ذہن اور تصور مین آوے اُس سے بھی مبرہ ہی پس اسطرح اعتقاد رکھنا صحیح وحق ہی یا نہین اور یہ بات عقائد کی کتابون مین اہل سنت وجماعت کے ہی یا نہین اور یہی اعتقاد سلف کا یعنے صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین وغیرہم کا ہی یا نہین اور دلائل اس اعتقاد کے محکمات سے ہین یا متشابہات سے اور اس اعتقاد سے جہت وجسم جیسے متکلمین نے تنزیہ ذات خدا کی کی ہی ثابت ہوتا ہی یا نہین اور قرب ومعیت اُسکی ہمارے ساتھ ذاتی ہے یا علمی وغیرہ بینوا توجروا **ھو الموفق** بسم اللہ الرحمن الرحیم مجیب باحسن الجواب بعون اللہ الملہم للحق والصواب اعتقاد رکھنا اس طرح پر کہ خدای تعالے اپنی ذات سے عرش کے اوپر ہی تنزیہ مذکور کے ساتھ صحیح وحق ہی کیونکہ یہ بات قرآن وحدیث واجماع سلف سے ثابت ہی اور عقائد کی کتابون مین اہل سنت وجماعت کے موجود او سلف صالحین یعنے صحابہ

وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کا بھی یہی اعتقاد تھا اب
چند دلائل اسکے بطور مشتے نمونہ از خروارے مذکور ہوتے ہیں روی ابو داؤد فی سننہ
عن جبیر بن مطعم قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فقال یا رسول اللہ
جهدت الانفس وضاعت العیال ونهکت الاموال وهلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع
بک علی اللہ ونستشفع باللہ علیک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحک اتدری ما تقول
وسبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما زال یسبح حتی عرف ذلک فی وجوه اصحابه ثم
قال ویحک انه لا یستشفع باللہ علی احد من خلقه شان اللہ اعظم من ذلک ویحک
اتدری ما اللہ ان عرشه علی سمواته هکذا وقال باصابعه مثل القبة علیه وانه لیئط به
اطیط الرحل بالراکب قال ابن بشار فی حدیثه ان اللہ فوق عرشه وعرشه فوق سمواته
وساق الحدیث انتهی وحدیث ابن بشار حدیث حسن کما قال الامام الذهبی
فی کتاب العرش والعلو رواه ابو داؤد فی الرد علی الجهمیة باسناد حسن عنده
من حدیث محمد بن بشار نقله صاحب الانتباه وقال قد اخرجه البخاری فی رسالة خلق
افعال العباد ولفظه ان اللہ علی عرشه وعرشه فوق سمواته وسمواته فوق ارضه مثل القبة
انتهی وعن عباس بن عبد المطلب قال کنت فی البطحاء فی عصابة فیهم رسول اللہ
صلی اللہ علیه وعلی اله وسلم فمرت بهم سحابة فنظر الیها فقال ما تسمون هذه
قالوا السحاب قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان الحدیث وفی اخر الحدیث
بعد ذکر العرش ثم اللہ تعالی فوق ذلک رواه الترمذی قال هذا حدیث حسن وفوق
حسن غریب انتهی وقال الذهبی فی کتاب العرش والعلو رواه ابو داؤد باسناد
حسن وفوق الحسن انتهی وروی الامام البغوی هذا الحدیث فی تفسیر
سورة الحاقة باسناده عن عباس بن عبد المطلب وزاد بعد قوله واللہ تعالی
فوق ذلک ولیس یخفی علیه من اعمال بنی ادم شیء انتهی ویؤیده ما جاء
عن ابن مسعود رضی اللہ عنه انه قال ما بین السماء القصوی والکرسی
خمسمائة عام وما بین الکرسی والماء کذلک والعرش فوق الماء واللہ فوق العرش

لا يخفى عليه شئ من اعمالكم انتهى رواه البيهقي باسناد صحيح وكذا رواه ابن المنذر
وعبد الله بن احمد بن حنبل وابو القاسم الطبراني وغيرهم كما قال الذهبي في كتاب
العرش وهذه الزيادة توكد كون وجوده تعالى فوق العرش كما لا يخفى وعن جابر
بن سليم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ان رجلا ممن
كان قبلكم ليس له دين فتبختر فنظر الله اليه من فوق عرشه فمقته فامر الارض
فاخذته فهو يتجلجل فيها قال الامام الذهبي في كتاب العرش رواه سهل بن بكار
شيخ البخاري عن عبد السلام بن عجلان عن عبيدة التميمي قال قال ابو احمد سمعت
قال جابر بن سليم فذكره انتهى اب تھوڑے اقوال کتب عقائد سے لکھے جاتے ہیں
امام ابو محمد ابن ابی زید مالکی نے اپنے رسالہ میں جو مشتمل عقائد اور فقہ کے مسائل پر ہے لکھا ہے انه
تعالى فوق عرشه المجيد بذاته وانه في كل مكان بعلمه انتهى قال الامام الذهبي
في كتاب العرش وابن ابي زيد من كبار الائمة بالمغرب وشهرته يغني عن
ذكر فضله اجتمع فيه العقل والدين والورع والعلم وكان نهاية في علم الاصول
توفي سنة ست وثمانين وثلثمائة بالقيروان انتهى وايضا قال الذهبي قال
الامام عبد الله ابو اسمعيل الانصاري شيخ الاسلام في رسالته مثل قول ابن ابي زيد
وقال قد جاء في اخبار شتى ان الله فوق السماء السابعة على العرش بنفسه وهو ينظر
كيف تعملون وعلمه وقدرته واستماعه ونظره ورحمته في كل مكان انتهى ثم قال
الذهبي ابو اسمعيل هذا معروف عند مشائخ الطريقة وكان عالما بالحديث صحيحه وسقيمه
وبآثار السلف وبلغات العرب واختلافها وتفسير الكتاب ومعانيهما واقوال
المفسرين وباحوال القلوب وكان له كرامات معروفة توفي في سنة احدى
وثمانين واربعمائة وله خمس وثمانون سنة انتهى وايضا قال قال الامام الاوحد
ابو زكريا يحيى بن عمار السجستاني في رسالته لا نقول كما قال الجهمية انه مداخل
الامكنة وممازج بكل شئ ولا نعلم اين هو بل هو بذاته على عرشه وعلمه محيط بكل شئ
وسمعه وبصره وقدرته مدركة لكل شئ وهو معنى قوله وهو معكم اينما كنتم

واللہ بما تعملون بصیر وھو یدل انه علی عرشه کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وعلی آله وسلم
انتھی قال الذھبی یحیی بن عمار من کبار ائمة الھدی جمع بین العلم والروایة والزھد
توفی سنة ثمانین واربعمائة وھو احد شیوخ ابی اسمعیل الانصاری شیخ الاسلام
صاحب منازل السائرین والامام ابی نصر السجزی انتھی وقال صاحب القصیدة الامالیة

ــــه وربّ العرش فوق العرش لکن * بلا وصف التمکن واتصال * قال الامام الغزالی

فی کیمیاء السعادت فی بیان اعتقاد اھل السنة ہرچہ در عالم است ہمہ زیر عرش است وعرش زیر
قدرت او مسخر ہست روی فوق عرش است نہ چنانکہ جسمی فوق جسمی باشد کہ وی جسم نیست وعرش
حامل وبردارندۂ او نیست بلکہ عرش وحملۂ عرش ہمہ برداشتہ ومحمول لطف وقدرت وے اند
امروز ہم بآن صفت است کہ در ازل بود پیش ازانکہ عرش را آفرید انتہی اب چند اقوال کہ
جن سے اجماع ہونا سلف صالحین کا اس اعتقاد پر ثابت ہوتا ہے مذکور ہوتے ہیں قال
الامام ابن حجر العسقلانی فی شرح البخاری واخرج البیہقی بسند جید عن الامام الاوزاعی
قال کنا والتابعون متوافرون نقول ان اللہ علی عرشه ونؤمن بما ورد به السنة من
صفاته تعالی انتھی اقول انما قید کلامه بالجملة الحالیة ای والتابعون متوافرون
لئلا یتوھم ان ھذہ العقیدة حدثت فیھم فاذا ثبت بھذا القول ان ھذہ العقیدة
عقیدة التابعین ولم یثبت اختلافھم فیھا ثبت انھا عقیدة الصحابة ایضا لانھم کانوا اخذین
من الصحابة دینھم من العقائد والاعمال فحصل الاجماع واصرح من ذلك ما قاله عثمان
ابن سعید الدارمی فی کتاب النقض علی بشر المریسی قد اتفقت الکلمة من المسلمین ان اللہ
تعالی فوق عرشه وعرشه فوق سمواته انتھی نقله الامام الذھبی فی کتاب العرش قال عثمان
ابن سعید الدارمی احد الائمة والحفاظ من اھل المشرق وقال فیه البخاری ما رأیت مثل
عثمان بن سعید الدارمی انتھی وقال الامام ابو عبداللہ ابن بطة العکبری فی کتاب
الابانة له اجمع المسلمون من الصحابة والتابعین ان اللہ علی عرشه فوق سمواته بائن من
خلقه انتھی قال الذھبی بعد نقله ابن بطة ھذا من کبار الائمة والزھاد والحفاظ الف
کتاب الابانة المذکور اربع مجلدات اتی فیه بمذاھب اھل السنة التی یخالف فیھا

المبتدعة من الجهمية والحرورية والقدرية والرافضية والمرجئة والمعتزلة
دل ذلك على علم واسع وكثرة من الحديث توفى بعد ثمانين وثلث مائة سمع منه
البغوی ونحووه انتهى وقال الامام ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابونی فی كتاب
السنة له اصحاب الحديث يشهدون ان الله فوق سبع سموٰاته كما نطق به كتابه وعلماء الامة
واعيان الائمة من السلف لم يختلفوا فی ان الله عز وجل على عرشه فوق سموٰاته انتهى
قال الامام الذهبی ابو عثمان الصابونی هذا من كبار الائمة كان فقيها محدثا حافظا
صوفيا واعظم الشيوخ شيخ نيشاپور فی وقته مات سنة تسع واربعين
واربعمائة روى عنه كثيرون منهم الحافظ ابو بكر البيهقی انتهى وقال الامام
الذهبی فی كتاب العرش والعلو والدليل على ان الله فوق العرش فوق المخلوقات
مباين لها ليس بداخل فی شیء منها وعلى ان علمه فی كل مكان الكتاب والسنة
واجماع الصحابة والتابعين والائمة المهديين انتهى وقال الحافظ ابن تيمية
الحرانی فی العقيدة الواسطية وقد دخل فيما ذكرناه من الايمان بالله وبما اخبر به الله
فی كتابه وتواتر عن رسول الله صلى الله عليه وعلى اله وسلم واجمع عليه سلف الامة
ان الله سبحانه فوق سموٰاته على عرشه علا على خلقه انتهى فاذا ثبت الاجماع وجب علينا اتباعه
ولا يجوز مخالفته قال الله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع
غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا قال صاحب تفسير المدارك
تحت هذه الاية ای السبيل الذی هم عليه من الدين الحنفی وهو دليل على ان الاجماع حجة لا يجوز
مخالفتها كما لا يجوز مخالفة الكتاب والسنة انتهى اب چند اقوال ائمہ مجتہدین کے ذکر کرتا ہوں تا کہ
عقیدۂ حقہ درجۂ یقین کو پہونچے اور دلوں کو تسکین بخشے ملا اسلام اللہ نے کمالین میں کہا امام بیہقی نے امام
ابو حنیفہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا ان الله فی السماء دون الارض انتهى وقال
الامام الذهبی فی كتاب العرش واخرج عبد الله بن احمد بن حنبل فی كتاب الرد على الجهمية
عن ابيه عن شريح بن النعمان عن عبد الله ابن نافع تلميذ مالك وخصيصه قال سمعت
مالك بن انس يقول الله فی السماء وعلمه فی كل مكان انتهى قال الذهبی هذا اسناد ثابت

عن مالک رح انتہی اقول لم یرد مالک رح بنفی السماء الدنیا الا نفی المکان بل اراد العلو الاعلی
یدل علیہ قولہ وعلمہ فی کل مکان ای لا ذاتہ بل هی فی العلو الذی لیس بمکان وهو ما وراء
العرش وکذا ینبغی ان یفہم من قول امامنا ابی حنیفۃ رح والدلیل علی هذا قول ابی معاذ
البلخی انہ قال ان اللہ فی السماء علی العرش کما وصف نفسہ انتہی ای فی العلو علی العرش لانہ
لیس فی هذہ السماء ولا فی غیرها فعلم انہ اراد بنفی السماء العلو قال الذهبی فی کتاب العرش
والعلو وهذا الحدیث ثابت عن ابی معاذ وهو احد الائمۃ انتہی وقال ایضا فیہ وقصۃ
ابی یوسف صاحب ابی حنیفۃ مشہورۃ فی استتابتہ بشر المریسی لما انکر ان یکون اللہ فوق العرش
رواها عبد الرحمن ابن ابی حاتم وغیرہ فی کتبہم انتہی وفی الحمویۃ للحافظ ابن تیمیۃ روی عبد اللہ
ابن احمد بن حنبل وغیرہ باسانید صحیحۃ عن ابن المبارک انہ قیل لہ بماذا نعرف ربنا قال بانہ
تعالی فوق سمواتہ علی عرشہ بائن من خلقہ ولا نقول کما تقول الجہمیۃ انہ تعالی ههنا
فی الارض انتہی وفیہا ایضا وروی ابن ابی حاتم ان هشام بن عبید اللہ الرازی صاحب محمد
ابن الحسن القاضی حبس رجلا فی التجہم فتاب فجیء بہ لیطلقہ فقال الحمد للہ علی التوبۃ وامتحنہ
هشام فقال اتشہد بان اللہ تعالی علی عرشہ بائن من خلقہ فقال اشہد ان اللہ علی عرشہ ولکن
لا ادری ما بائن من خلقہ فقال ردوہ الی الحبس فانہ لم یتب انتہی قال الامام الذهبی فی کتاب العرش قال
الامام الشافعی فی وصیتہ التی رواها الہکاری والحافظ عبد الغنی فی العقیدۃ ان اللہ یری فی الآخرۃ عیانا ینظر
الیہ المؤمنون ویسمعون کلامہ وانہ تعالی فوق العرش انتہی وقال الذهبی ایضا واخرج الخلال عن یوسف
ابن موسی القطان قیل لابی عبد اللہ احمد بن حنبل اللہ فوق السماء السابعۃ علی عرشہ بائن من خلقہ وعلمہ وقدرتہ بکل مکان قال نعم انتہی

اور دلائل اس اعتقاد کے محکمات سے ہیں کیونکہ اثبات اعتقاد و عمل کا محکمات ہی سے ہوا کرتا ہے نہ
متشابہات سے اور اس محکمات میں نص اور ظاہر اور مفسر اور محکم اصطلاحی اہل اصول بھی داخل ہیں جو کہ
دلائل عقائد و احکام کے ہیں صاحب کمالین ملا سلام اللہ نے سورۂ آل عمران کے تفسیر جلالین کے
حاشیہ پر لکھا ہے فاحکمت عبارتہا بان حفظت عن الاحتمال والاشتباہ فید خل فیہا النص
والظاهر والمفسر والمحکم علی مصطلح اهل الاصول من علمائنا انتہی پس جبکہ اس
اعتقاد کو اہل سنت کے بزرگوں نے عقائد کی کتب میں داخل کیا اور اس پر اجماع سلف بھی ثابت

کر چکے اب ان دلائل کا محکمات سے ہونے مین کیا تردد باقی رہا اور اس اعتقاد سے یعنی خدا لئے
تعالی عرش کے اوپر ہی جدا اپنی مخلوقات سے کہنے مین جہت کہ جس سے علمای متکلمین نے تنزیہ
ذات خدا کی کی ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ جہات مکانات کے حدود و اطراف کو کہتے مین اور وے
جہات عرش تک ثابت ہین نہ اسکے پرے علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد نسفیہ
مین فرمایا واذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جہۃ لا علو ولا فی سفل ولا فی غیرہما لانہا اما حدود
واطراف للامکنۃ او نفس الامکنۃ باعتبار عروض الاضافۃ الی شیء اخر انتہی اور شاہ عبد العزیز
دہلوی نے تحفہ اثنا عشریہ کے عقیدہ بیست و ہم مین فرمایا و نیز آنچہ نفی مکان مذکور شد نفی جہت
ہم میکند لان الجہات اطراف الامکنۃ وحدودہا انتہی اور شاہ عنایت اللہ نے شرح سکندر
نامہ مین قول نظامی رحمہ اللہ تعالے سے ۵ جہت را ولایت بپایان رسید • قطیعت بہ پیرہ کار
دوران رسید • کے لکھا ہی یعنی جہات اربعہ یا ستہ ہر چہ گویند بآخر رسید چہ ثبوت جہات در عالم
اجسام است و فوق عرش عالم اجسام نیست جہت ہم نیست انتہی اور صاحب انتباہ نے تفسیر
سے امام رازی کے نقل کیا کہ انھون نے فرمایا اذا ثبت ان اجسام العالم متناہیۃ فخارج العالم
الجسمانی لا خلاء ولا ملاء ولا مکان ولا جہۃ فیمتنع ان یحصل الالہ فی مکان خارج العالم انتہی
اقول اذا ثبت بہذا ان خارج العالم الجسمانی لیس بمکان ولا جہۃ ففوق العرش
الذی ہو خارج العالم الجسمانی لا یکون مکانا ولا جہۃ فحصول الالہ فیہ من
غیر تمکن بمکان لیس بممتنع بل حصولہ فی لا مکان وجہۃ ضروری کما لا یخفی
قال مجدد الالف ثانی فی المکتوب الحادی والثلاثین من المجلد الاول
بیچون را بیرون دائرہ چون باید جست لا مکانی را ماوراے مکان باید طلبید انتہی
اور قرب و معیت اوس پروردگار کی ہمارے ساتھ ذاتی نہین یعنی ذات سے ہمارے قریب اور ساتھ
نہین بلکہ علم و قدرت وغیرہما سے ہمارے قریب اور ساتھ ہی یہ بات یعنی قرب و معیت اسکی ذاتی
نہونا تحریر سابق سے بھی ثابت ہوتی ہی باوجود اسکے پھر خوب تصریح کرتا ہون تا دلون کو اطمینان
کامل حاصل ہو جاوے قال الحافظ ابن تیمیہ فی الحمویۃ قال ابن عبد البر علماء الصحابۃ والتابعین
الذین حمل عنہم التاویل قالوا فی تاویل قولہ تعالی ما یکون من نجوی ثلثۃ

الا ھو رابعھم ھو علی العرش وعلمہ فی کل مکان اما فالشھم فی ذلک من عندہم بقولہ انتھی ای کونہ تعالی رابعھم با لعلم لا بالذات وقال الامام الذہبی فی کتاب العرش قال الامام الحافظ ابو نصر السجزی فی کتاب الابانۃ لہ ایمتنا کسفیان الثوری ومالک وحماد بن سلمۃ وحماد بن زید وعبد اللہ بن المبارک والفضیل بن عیاض واحمد بن حنبل واسحق بن راھویہ متفقون علی ان اللہ سبحانہ وتعالی بذاتہ فوق عرشہ وان علمہ بکل مکان انتھی کذا فی الانتباہ وقال الامام الغزالی فی کتاب العقائد من احیاء العلوم واضطر اھل الظاھر الی تاویل قولہ تعالی وھو معکم اینما کنتم اذ حمل ذلک بالاتفاق علی الاحاطۃ والعلم انتھی والاحاطۃ فی قولہ بمعنی العلم والادراک کما فی تعریفات الجرجانی الاحاطۃ ادراک الشیء بکمالہ ظاھرا وباطنا انتھی وقال الامام فخر الدین الرازی فی التفسیر الکبیر فی قولہ تعالی وھو معکم اینما کنتم قال المتکلمون ھذہ المعیۃ اما بالعلم واما بالحفظ والحراسۃ وعلی التقدیرین فقد انعقد الاجماع علی انہ سبحانہ لیس معنا بالمکان والجھۃ والتحیز فاذن قولہ تعالی وھو معکم لابد فیہ من التاویل انتھی وقال العلامۃ سعد الدین التفتازانی فی رسالتہ فاضحۃ الملحدین فی رد قول الوجودیۃ ان المعیۃ ذاتیۃ واما استدلالھم بالسمع فبقولہ تعالی وھو معکم اینما کنتم وقولہ تعالی ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم فجوابہ ان المراد بالمعیۃ ھھنا علی ما اجمع علیہ المفسرون بالعلم ونحوہ لا بنفس الذات انتھی وقال الامام مجدد الالف الثانی فی المکتوب الحادی والثلثین من المجلد الاول — علوم سابق کہ مبنی بر اتحاد ووحدت وجود بودند رو بزوال آوردند احاطہ وسریان از قرب ومعیت ذاتیہ کہ دران مقام منکشف شدہ بود منتشر گشتند وبہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ با عالم ازین نسبتہای مذکورہ ہیچ ثابت نیست احاطہ وقرب او تعالی علمی ہست چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ سعیہم الی ان قال عجب است کہ شیخ محی الدین بن عربی وتابعان او ذات واجب تعالی را مجہول مطلق گویند ومحکوم ہیچ حکمے ندانند مع ذلک احاطہ ذاتی وقرب ومعیت ذاتیہ اثبات نمایند وما ھو الا حکم علی الذات تعالی وتقدس فالصواب ما قالہ العلماء من اھل السنۃ من القرب العلمی والاحاطۃ العلمیۃ انتھی

ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف وخلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقہ ملحدہ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

اہل سنت مین شمار نہین ہین یہ اعتقاد مذکور کیونکر صحیح وحق ہو کہ اس سے حلول واتحاد اور جہت ومکان سے تنزیہ باری تعالی کی کامل ہوتی ہو اور باطل فرقونکے عقائد سے مفارقت اور سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے ساتھ پوری موافقت حاصل ہوتی ہو الحمد للہ علی ذلک کتبہ الفقیر الی اللہ الصمد عبد القادر بن القاضی احمد غفر اللہ لہما مرقوم ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۲۹۵ ہجری ہو المصوب فی الواقع اعتقاد اس امر کا کہ ذات پروردگار کی تجلی خاص عرش پر ہو ساتھ تنزیہ اسکے اوہام دعرق تشبیہ وتجسیم سے اور معیت اور قرب اسکا علمی ہو موافق اعتقاد جمہور صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین کے ابن ہمام مؤلف فتح القدیر مسائرہ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرہ مین لکھتے ہین نومن انہ تعالی مستو علی العرش مع الحکم بان استواءہ لیس کاستواء الاجسام من التمکن والمماسۃ والمحاذاۃ بل بمعنی یلیق بہ وھو اعلم بہ انتھی اور ابو شکور سالمی تمہید مین لکھتے ہین قال بعضہم ان اللہ موجود فی کل مکان وھم صنف من الجہمیۃ واحتجوا بقولہ تعالی ھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ وقولہ تعالی وھو اللہ فی السموات وفی الارض وقولہ ان اللہ مع الذین اتقوا وقولہ ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم والجواب ان معنی الآیۃ الاولی انہ الہ اھل السماء واھل الارض ومعنی الآیۃ الثانی تدبیرہ فی السموات والارض ومعنی الآیۃ الثالث انہ سمیع بمقالتہم بصیر بافعالہم ومعنی الآیۃ الرابعۃ انہ معہم بالنصر انتھی اور زیادہ تفصیل اس بحث کی کتاب العرش وغیرہ مین موجود ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔ سوال زید کہتا ہی رب العالمین کی ذات پاک کو کسی جگہہ مین معین نہین کر سکتا کہ عرش پر ہی یا زمین پر یا آسمان مین اور اسکے خلاف عقیدہ کرنا خلاف عقیدہ اہل سنت ہو ذات پاک اسکی بالکل مخلوقات کو اسکے از عرش تا فرش محیط ہے اور یہی عقیدہ اہل سنت ہی اور ہم نہین کہہ سکتے اس بات کو کہ رب العالمین یہان یا وہان کہان ہی کوئی جگہہ ہم اسکی معین کر نہین سکتے اور ہر مخلوقات کو از عرش تا فرش اور سب اشیاء پر پروردگار کی ذات وعلم کے ساتھ نسبت واحد ہی البتہ کوئی سرفراز اور صفت سے اور کوئی دوسری صفت سے ممتاز ہی اتنا فرق ہی اور رب العالمین کی کوئی جہت معین ٹھہرا نہین سکتا اور احاطہ اور قرب اور معیت رب العالمین کی عین نہین کہہ سکتا کہ کیسی ہی اور اسکے

کیا معنے ہین اور کیا اُسکی مراد ہی فقط ایمان اسقدر ہی کہ جو کچھ رب العالمین کا ارادہ ہی اُسی پر
ایمان لائے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہی اور عمرو یہ کہتا ہی کہ ذات باری تعالی بلا کیفیت خاص کر
عرش ہی پر ہی نہ مثل جسم کے اوپر جسم کے کیونکہ وہ جسم نہین ہی اور باوجود عرش پر ہونے کے
بذاتہ وعلمہ وقدرتہ سب کو محیط ہی اور سب سے قریب ہی اور سب کے ساتھ جیسا کہ اُسکو لائق
ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب فلک چارم پر ہی اور سب کے ساتھ ہی اور رب العالمین زمین و آسمان
مین نہین ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب زمین مین نہین ہی اور ساتھ ہی البتہ بعلمہ وقدرتہ سب کو ایک طرح
برابر دیکھتا اور جانتا اور سنتا ہی اور جتنی صفتین اللہ تعالی کی کتاب وسنت مین ہین جیسے فوق
العرش ہونا دیکھنا سننا جاننا اُترنا خوش ہونا غصہ ہاتھ منہ نفس وغیرہ سب کے معنے معلوم
اور کیفیت متشابہ ہی یعنے مثل فوقیت دیکھنے سننے جاننے اُترنے خوش ہونے غصہ ہونے
منہ نفس وغیرہ اُسکے مخلوقات کے نہین ہی بلکہ کیفیت اُسکی اللہ تعالی ہی جانتا ہی جیسے
اللہ تعالی کی بیشک ایک ذات ہی مگر نہ مثل ذات مخلوقات کے اُسیکے مناسب اُسکی سب
صفتین ہین نہ مثل صفات مخلوقات کے اور جتنے صفات سے کتاب وسنت مین اللہ تعالی کی
تنزیہ ہی اُس سے منزہ ہی غرض اثباتا نفیا پیروی کتاب وسنت کی ضرور ہی اور زیادتی و کمی
موجب ضلالت ان دونون عقیدون مین موافقت اہل سنت وجماعت کی کسکا عقیدہ
رکھتا ہے بینوا توجروا ہو المصوب اہل سنت کی رائے اس باب مین مختلف ہی
اگرچہ بعض مثل قول زید کے بھی لکھ گئے ہین مگر صحیح مذہب جمہور محققین و ائمہ متبوعین متقدمین
وغیرہم مثل قول عمرو کے ہے ابو شکور حنفی تمہید مین لکھتے ہین سئل مالک عن قولہ تعالی
الرحمن علی العرش استوی کیف استوی فقال الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول
والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ وما اراک الا ضالا فامر بہ فاخرجوہ فاذا ہو
جہم بن صفوان وقال ابو مطیع البلخی سألت ابا حنیفۃ فی من قال لا ادری این اللہ
فقال ابو حنیفۃ انہ یکفر لانہ خالف النص واللہ یقول الرحمن علی العرش استوی
اقرؤہا وامنوا بہ فقال ابو مطیع کیف استوی قال امنوا بہ کما جاء
الجواب انتہی اور حکمت نبویہ مین ہی لہ ید ووجہ ونفس کما ذکر اللہ فی القران

ولا یقال ان قدرته ہو یدہ لان فیہ ابطال الصفة وہو قول اہل القدر والاعتزال ولکن یدہ صفتہ لہ بلا کیف انتہی اور سیر النبلاء مین ہے قال حرب الکرمانی قلت لاسحاق بن راہویہ ما تقول فی قولہ تعالی ما یکون من نجوی ثلاثة الا ہو رابعہم کیف تقول فیہ قال حیث ما کنت فہو اقرب الیک من حبل الورید وہو بائن من خلقہ وابین شیء فی ذلک قولہ الرحمن علی العرش استوی انتہی اور بھی اُسی مین ہے قال السراج سمعت اسحاق بن راہویہ یقول دخلت علی طاہر بن عبد اللہ وعندہ منصور بن طلحة فقال لی تقول ان اللہ ینزل کل لیلة قلت تؤمن به اذا انت لا تؤمن ان لک ربا فی السماء لا تحتاج ان تسألنی عن ہذا قلت ہذہ الصفات من الاستواء والنزول والاتیان قد صحت به النصوص ونقلها الخلف عن السلف ولم یتعرضوا لها برد ولا تأویل بل انکروا علی من اوّل مع الاتفاق علی انها لا تشبه نعوت المخلوقین وان اللہ لیس کمثلہ شیء انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ سوال ۲۶

السلام علیکم۔ از طرف منکہ خان محمد بطرف منبع الفضائل مولانا صاحب محمد یوسف حفظہ اللہ عن موجبات التأسف بعد از سلام کے خلاصہ یہ ہے کہ ایک عرب شریف مین گیا تھا اور اُس جگہ حنابلہ نے اُس سے پوچھا کہ تمہارے مذہب مین یہ اعتقاد رکھنا کہ پروردگار عالمیان بذاتہ فوق العرش بلا کیف اور جہت و معیت اُسکی علمی ہے صحیح ہو یا غلط پس اُسنے جواب دیا کہ اللہ پاک کی ذات ہر جگہ ہر مکان مین ہے کوئی جگہ اُسکی ذات سے خالی نہین پس اُنھون نے کہا کہ تمہارا مذہب جہم بن صفوان کا ہے پس معتبر ایک عالم بغداد سے آیا پس اس نے بولا کہ ہمارا مذہب حنفی اور باقی ایمہ کا مذہب اس باب مین ایکسا ہے کسیکا اختلاف نہین پس اُسنے کہا کہ ہمارے مذہب والی بدر اللامع مین کہا ہے در بیان عرش فوق العرش لکن بلا وصف التمکن والاتصال اور کہا امام ذہبی نے اس مسئلہ مین کتاب لکھی ہے اور اُسکا نام کتاب العرش والعلو رکھا ہے پس وہ شخص ابھی ہند مین آیا ہے اور عالمون سے یہ مسئلہ پوچھا پس اُنھون نے کہا کہ مولانا المرحوم مولوی عبد الحی صاحب نے اپنے فتاوے جلد اول صفحہ ۲۹۳ صفحہ ۳۰۲ صفحہ ۳۰۶ و جلد دوم صفحہ مین لکھا ہے پس بعضے عالم کہتے ہین کہ مولوی مرحوم وہابی تھا اور بعضے کہتے ہین کہ مولوی

مرحوم نے اس مسئلہ مین خطاکی ہے اور دلائل لاتے ہین ملا علی قاری کے کتب سے اور شرح مواقف سے اُسنے شرح فقہ اکبر مین بولا ہی لا جہۃ علو ولا سفل ولا غیرہما اور شرح مواقف کرام القول بالعلو الاستقرار فہو کفروا ما کون نه علی عرشه بلا کیف مذہب ہر دو معطر ادہ اور بعضے کہتے ہین کہ جو مولانا المرحوم نے لکھا ٹھیک ہی کیونکہ مولانا صاحب نے ہر کتاب کو دیکھکر فتوی لکھا ہو اور ملا علی قاری کے قول کی تاویل یون ہوسکتی ہی کہ فوق العرش جہت نہین ہی اور شرح مواقف والے کو کہتے ہین کہ اُسکو کچھ خبر نہین کیونکہ جب بلا کیف بولا گیا تو کوئی محذور لازم نہین آتا دوسرے کہتے ہین کہ جو شخص اس بات کا قائل ہو اُسکے پیچھے نماز بھی درست نہین ہی وہ کافر ہی لہذا آپکی خدمت مین یہ عریضہ لکھا کہ جیسا ہو بڑے بڑے علماؤن اضافت سے دستخط اور مزین بمہر ہای الیشان فرماکر ارسال فرمادین اور جو خرچ کاغذات کا ہو اُس سے بھی مطلع فرمادین تاکہ بھیجا جاوے فقط اور فتوی لکھواکر در لفافہ بیرنگ ارسال فرمادین اور پتہ یہ ہی ملک کوہستان ضلع سدی تحصیل بارکھات بمعرفت ابراہیم صاحب فاہمانی بدست مولوی جان محمد پہونچے ہو المصوب واضح ہو کہ مسئلہ استواے عرش اور ایسے آیات متشبہات مین سلف وخلف کا ظاہری اختلاف ہوگیا ہی اگلے لوگون کو مخالفون کی دلائل تردید کی حاجت نہ تھی اور فلسفہ اور حکمت اہل اسلام مین شایع نہ تھا اسی قدر دلیل پیش کرنا دعوے پر کافی تھا کہ یہ قول خدا کا یا حدیث رسول کی ہے اور وہ مان لیا جاتا تھا کوئی شبہہ نہین کیا جاتا تھا متاخرین کو دقت ہوئی کہ بدون تاویل ایسی آیات کے اہل ضلالت بدعت ساکت نہین ہوتے اور عوام کو دھوکا دیتے ہین اسلیے اس قسم کی آیات و احادیث کی اُنھون نے تاویل کی جیسا کہ کتب متقدمین ومتاخرین سے واضح ولائح ہی اور بوجہ مقصود کے مخالف نہونے کے یعنی خدا کو جہت وفوق سے مبرا سمجھنے کے ایک دوسرے پر کسی نے اعتراض نہین کیا نہ سلف کے اصول پر خلف مورد ملامت ہوے نہ خلف کی تضلیل و تفسیق کی گئی خدا کا فوق العرش ہونا اگر جہت اور طرف اور کیفیت سے بری ہی تو وہ ظاہر ہے کہ فوق متعارف مراد نہین ہوسکتا ہی اس فوقیت کے معنی ہی اور ہین تعین معنی کی غرض سے خلف نے استوا اور عین کے معنے لیے حاصل یہ ہوا کہ سلف نے کوئی معنے متعین نہین کر دیے اور خلف نے

نے بہ تحقیق ایک معنی کو مناسب سمجھ لیا قول خلف اس بارہ میں اسلم ہے اور قول خلف باعتبار دلائل کے ارجح ہے جیسا کہ حاشیہ عبد السلام علی جوہرہ میں لکھا ہے تحت ولما قدم انہ سبحانہ وجبت مخالفتہ للحوادث عقلا و سمعا وورد فی القرآن والسنۃ ما یشعر باثبات الجہۃ والجسمیۃ اشار الی ان مذہب اہل الحق من السلف و الخلف تاویل تلک الظواہر لوجوب تنزیہہ تعالی عما یدل علیہ تلک الظاہر اتفاقا من اہل الحق وغیرہم اشار الی ذلک مقدما طریق الخلف لارجحیتہ فقال کل نص کہ قولہ لارجحیتہ یعنی انہ احکم بالنسبۃ للقاصرین وان کان مذہب السلف اسلم انتہی اور بھی اسی کتاب میں ہے اولہ وجوبا بان تحملہ علی خلاف ظاہرہ والمراد اولہ تفصیلا معینا فیہ المعنی الخاص اخذا من المقابل الآتی کما ہو مختار الخلف من المتاخرین فتؤول الفوقیۃ بالتعالی فی العظمۃ دون المکان انتہی اور بھی اسی کتاب میں ہے فظہر ما قررنا اتفاق السلف والخلف علی تنزیہہ تعالی عن المعنی المحال الذی دل علیہ ذلک الظاہر وعلی تاویلہ واخراجہ عن ظاہرہ المحال وعلی الایمان بانہ من عند اللہ جاء بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنہم اختلفوا فی تعیین محمل لہ معنی صحیح وعدم تعیینہ بناء علی ان الوقف علی قولہ والراسخون فی العلم او علی قولہ وما یعلم تاویلہ الا اللہ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **جامع الفتاوی** کہتا ہے کہ اوسکے فتاوے حضرت اخی معظم مولانا عبد الحی قدس سرہ العزیز کے متعلق چونکہ یہ جواب بالتفصیل تحریر ہوا ان کو کچھ لکھنا نہ تھا اسی پر اکتفا کیگئی واللہ اعلم

سوال کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص خدا گنج کو گیا مقصود اس سے وفات اسکی ہے آیا اس میں شک ہوتا ہے کیونکہ بعض نے حکم شرک کیا ہے

الجواب ہو المصوب چونکہ یہ لفظ متعارف بمعنی موت وفات میں ہے اور اس سے غرض حق جلشانہ کے واسطے گنج یا مکان ثابت کرنا نہیں ہوتی ہے اس وجہ سے اطلاق اس لفظ سے کفر و شرک نہ ہوگا مگر موافق ظاہر لفظ کے معنی اسکے قبیح ہیں ایسا لفظ بولنا جناب حق تعالی میں موجب کمال بے ادبی کا ہے - واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

[ابو الحسنات محمد عبد الحی]

سوال چہ میفرمایند علمای این زمان کہ شخصے عبارت بزبان عربی بعد لفظ قال اللہ تعالی یا یافتہ آن نقل کردہ و ترجمہ اش در ہندی تحریر کردہ و فی الواقع آن کلام ربانی و آیہ قرآن مجید نیست - بینوا توجروا

الجواب ہو المصوب بہتان بر باری تعالی کردن موجب کفر است واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف عفی عنہ [محمد یوسف]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب النبوۃ

۲۶۰ **سوال** کیا طریقہ عطاے منصب نبوت کا کسی شخص کے ساتھ اس طور پر بھی ہوا ہے کہ ایک نبی کسی شخص کو خود اپنا عطا کرے اور محض اعطاے خرقہ سے وہ شخص نبی ہو جاوے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے میں نے منصب نبوت تمکو عطا کیا اور محض اس کہنے سے وہ شخص نبی ہو جاوے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ میرے بعد حامل میری نبوت کے تم ہو اور محض اس کہنے سے وہ شخص بعد اُس نبی کے نبی ہو جاوے یا ایک شخص خواب میں دیکھے کہ کوئی کہتا ہے کہ آج سے تم کو منصب نبوت عطا کیا گیا اور محض اس خواب سے وہ شخص نبی ہو جاوے یا کسی شخص کو القا عطاے منصب نبوت کا ہو اور محض اس القا سے وہ شخص نبی ہو جاوے اگر یہ طریق اعطاے منصب نبوت کے رہے ہوں فبہا ورنہ شرائط عطاے منصب نبوت بالاستیعاب مرقوم فرمائی جاویں۔ **ہو المصوب** حصول مرتبۂ نبوت کے یہ طریقے نہیں ہیں اور نہ ان طریقوں سے کسی نبی کو نبوت ملی ہے بدون اسکے کہ حضرت پروردگار کی طرف سے کوئی فرشتہ حامل وحی آوے اور وہ خبر رسالت و نبوت کی پہونچاوے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۲۶۱ **سوال** اگر کوئی شخص کسی رسول کی رسالت کا ایمان رکھتا ہو یعنے تصدیق قلبی و اقرار لسانی دونوں ہوں لیکن با ایں ہمہ بوجہ کسی معاملہ دنیوی کے خاص اسی حیثیت سے اُس رسول کا عدو ہو جاوے اور کوئی موقع پاکر ایذا رسانی کرے یا بوجہ شدت عداوت اور کثرت غضب کے اُس رسول کو قتل کرے تو اس صورت میں وہ شخص مومن رہا یا کافر ہو جاویگا جواب اسکا بحجت کتاب و سنت مرقوم ہو **ہو المصوب** عداوت رسول کی

اور قتل اسکا اور ایذارسانی اور اہانت اُسکی ہر حیثیت سے موجب کفر ہو قال اللہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا وقال تعالیٰ فی شان بنی اسرائیل وتقبیح شانہم وذکر طغیانہم وتقتلون الانبیاء بغیر حق ای بغیر حق شرعی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ایک فرقہ غیر مقلد کا جاری ہوا ہو وہ بجز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے امام یا عالمان یا پیر پیغمبر کو نہین مانتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر عبادت زیادہ ہم بھی کرین تو کشف وکمال مین پیغمبر کے برابر ہو جائین اُن لوگونکی بات پر یقین کرنا اُنکے ساتھ کھانا پینا اُنکے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے **ہو الموفق** جو قائل اس بات کا ہو کہ ہم عبادت سے کشف وکمال مین پیغمبر کے برابر ہو جائینگے اُسکے پیچھے نماز درست نہین۔ واللہ اعلم نمقہ محمد عبدالہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری

سوال کلام اللہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے سنکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہونچاتے تھے یا لوح محفوظ سے دیکھکر اللہ تعالیٰ سے سنکر پہونچاتے تھے تو سمع حادث فی احاطہ کلام قدیم کیونکر کیا اور اگر لوح محفوظ سے دیکھکر پہونچاتے تھے تو امر پہونچانے کا کیونکر سنا اور اس صورت مین مکتوب لوح محفوظ پہونچایا یہ کلام باری تعالیٰ اور پہونچانا کلام اللہ بعینہ ممکن نہین اسواسطے کہ حلول کلام ایک کا دوسرے مین ایسا کہ وہ دوسرا پہونچاوے محال ہی پس حقیقت اس قرآن مجید کی کیا ہی اور قول اللہ تعالیٰ وانہ لقول رسول کریم کے کیا معنے ہین **ہو المصوب** وحی نازل ہونیکا طریقہ یہ ہی کہ حق جل جلالہ کے کلام کو جبرئیل امین سنتے ہین اور وہان سے احکام پہونچاتے ہین اور کلام الٰہی کو سننا کچھ محال نہین حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اور ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین کلام الٰہی سنا اور ملائک مقربین پروردگار کی آواز سنتے ہین سنن ابو داؤد اور بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات مین عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم اللہ بالوحی سمع اہل السماء الدنیا صلصلۃ کجر السلسلۃ علی الصفاء فیصعقون ولا یزالون کذلک حتی یاتیہم جبرئیل فاذا اتاہم جبرئیل فزع قلوبہم قالوا یا جبرئیل ماذا قال ربنا فیقول الحق فینادون الحق الحق اور ابن مردویہ نے روایت کی ہو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه فى كل مكان اما ما فسّرهم فى ذلك من يحتج بقوله انتهى اى كونه
تعالى رابعهم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذهبى فى كتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السجزى فى كتاب الابانة له ايمتنا كسفيان الثورى ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد
وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون
على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا فى الانتباه وقال
الامام الغزالى فى كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة فى قوله
بمعنى العلم والادراك كما فى تعريفات الجرجانى الاحاطة ادراك الشئ بكماله ظاهرا وباطنا
انتهى وقال الامام فخر الدين الرازى فى التفسير الكبير فى قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم
قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد
الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم
لابد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازانى فى رسالته قاصح الملحدين فى رد
قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى
ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس
الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثانى فى المكتوب الحادى والثلثين من الجلد الاول — علوم سابق
کہ مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند و بزوال آن در رنگ احاطہ و سریان از قرب و معیت ذاتیہ کہ در ان مقام
منکشف شدہ بود منتشر گشتند و بہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ با عالم ازین نسبتہای مذکورہ
ہیچ ثابت نیست احاطہ و قرب او تعالی علمی است چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ سعیہم الی ان قال عجب
است کہ شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او ذات واجب تعالی را مجہول مطلق گویند و محکوم ہیچ حکمے
ندانند مع ذلک احاطۂ ذاتی و قرب و معیت ذاتیہ اثبات نمایند وما ھو الا حکم علی الذات
تعالی وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمى والاحاطة العلمية انتهى
ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف و خلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب
اور اسکی معیت ذاتی نہو نیپر الا فرقہ وحدۃ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

مین احادیث ضعیفہ فضائل مین معتبر ہین آیا وہ لوگ مخطی ہین یا مصوب۔ بینوا بالکتاب توجروا عند اللہ الثواب **ہوالموفق** خلقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور سے ہی اور وہ نور عرض قائم بالغیر نہین مطلب حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور سے پیدا ہوئے روح پرفتوح آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور تھی اپنی بزرگی کے راہ سے منسوب بنور خدا کی طرف اور وہی اصل کائنات ہی اور حدیث جابر کو اکابر محدثین نے مقبول کیا ہی اسکا بیان کرنیوالا ثواب کا مستحق ہوگا اور حدیث ضعیف فضائل مین معتبر ہی کما فی شرح الفیۃ الحدیث پس قائل کا مخطی کیونکر ہوسکتا ہی وتفصیل ہذہ المباحث یقتضی لبسطا سنورد ان شاء اللہ تعالی فی رسالۃ مفردۃ واللہ متم نورہ وہو اعلم وحکمہ احکم حررہ الراجی انعام اللہ محمد المدعو بانعام اللہ عفی عنہ

سوال کیا فرماتے ہین علمای حقانی ومفتیان دین ربانی اس مسئلہ مین کہ نور محمدی نور الٰہی سے پیدا ہی اور کل چیزین نور محمدی سے موجود ہین آیا یہ عقیدہ صحیح ہی یا غلط اور لفظ نور اور لفظ کل کی تشریح اور کیفیت پیدائش بھی تحریر فرمائین اور نیز اگر لفظ بحق فلان نبی وولی کہکر دعا مانگے تو جائز ہے یا نہین اسکا جواب ادلۂ شرعیہ اور کتب معتبرۂ اہل سنت سے تحریر فرماوین بینوا بالصواب توجروا عند الوہاب ملتمسہ فقیر محبوب احمد المعروف عاجز شاہ حنفی نقشبندی مجددی از امرتسر

ہوالمصوب حدیث ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ عقیدہ صحیح ہی اور حضرات صوفیہ صافیہ کثرہم اللہ نے اسکو قبول کیا ہی اور اس حدیث کو عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری نے اپنی مسند مین مرفوعا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت کیا ہی اور اسکو مواہب نے بھی نقل کیا ہی نورہ مین اضافت بیانیہ ہی یعنی نور کہ وہی ذات خدا ہی کما قال الزرقانی وغیرہ اور کل تتمہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ بمعنی جمیع کے ہی اور پیدائش کی کیفیت یہ ہی کہ تعلق ارادہ کا اُس نور کی وجود مین بلا واسطہ کسی دوسری شی کی ہوا اور بحق نبی وولی دعا مین کہنا بمعنی وسیلہ کے تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہی حیث قال اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [مہر: محمد قیام الدین عبد الباری] **جامع الفتاوی** کہتا ہی کہ نورہ کی اضافت مین دو احتمال کیے گئے ہین ایک یہ کہ اضافت تشریفی ہی جیسے کعبۃ اللہ اور روح اللہ جیسا کہ فتح سے ہی

انتہی المنظم مولانا عبدالحی قدس سرہ کے ظاہر ہوتا ہے دوسرے یہ کہ اضافت بیانیہ ہے جو فتوے بالا میں مذکور
ہوئی لیکن نور کے معنی روشنی یا دھوپ کے مانند سایہ نور کا نہیں ہے کیونکہ یہ من قبیل حوادث کے
ہے ذات باری کے لیے ایسے اعراض حادثہ کا ثبوت حقیقۃً نہیں ہو سکتا ہے تو اطلاق
مجازی نور سے خدا کی ذات پر بھی ہو سکتا ہے اور مراد اس سے یہ نہیں ہے کہ خدا کے نور کی ترکیب
وتجزی ہو گئی بلکہ خدا کی ذات نور حضرت کا یا ذات یا تعین جو مراد لی جائے حاصل ہوئی خواہ
بواسطہ امر کن کے جیسا کہ علما سے ظاہر کہتے ہیں یا بلحاظ تنزل مراتب کے جیسا کہ حضرات صوفیہ
کہتے ہیں لیکن انکے کلام کو ہمارے عقول ادراک کرنے سے قاصر ہیں اسلیے فتوے میں جو
طریقہ بیدالکش ہے وہ اختیار کیا گیا واللہ اعلم۔ سوال ۱۹ چہ فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین
اندرین مسئلہ کہ در شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را رویت پروردگار شد یا نہ بینوا
توجروا ہو المصوب بدرباب رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر باری تعالی را بشب
معراج از زمن صحابہ رضی اللہ عنہم اختلاف است از بعض نفی مطلق رویت منقول است از ایشان
حضرت عائشہ وابن مسعود اند رضی اللہ عنہم واکثر محدثین وفقہا ومتکلمین بسوی ہمین رفتہ اند وحافظ
عثمان دارمی درین باب اجماع نقل کردہ اند لیکن این مذہب مردود است وحدیث ماول واز
بعض روایات مختلفہ ثابت است از ایشان ابوذر وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما واز بعض ثبوت
رویت منقول است واین قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما واصحاب اوست وبآن جزم کردہ اند
حضرت کعب الاحبار وزہری وتلمیذش معمر بن راشد وبآن حلف خوردہ اند حضرت حسن بصری وہمین قول اشعری
واکثر اتباع اوست واین عقلا ہم ثابت است من شاء الاطلاع علی ادلتہ فلیرجع الی الطیبات فہم الجہابذہ
باز اختلاف در کیفیت رویت او تصور آوردہ پس بعض رفتہ اند باینکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدای را بچشم سر خود
دیدہ اند ونووی گفتہ است الراجح عند اکثر العلماء انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ بعینی راسہ لیلۃ المعراج
واستدلال شان بچیزہای است کہ در بعض آن نزاع کردہ شد وبعض قائل اند کہ رویت بقلب شد نہ بچشم حافظ ابن
کثیر وابن حجر وغیرہما استدلال آوردہ اند کہ از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت مطلق رویت
ہم آمدہ اند ورویت قلب ہم والمطلق یحمل علی المقید پس مطلق رویت بر رویت قلب محمول خواہد بود
واین مردود است زیرا کہ این موضع است کہ روایات رویت بچشم ثبوت نرسیدہ است الامر

خلافه و محل قاعده معارضه مطلق بمقید واحد است و اما چون مطلق بود و مقید معارض نشود پس تقیید نخواهد شد بواحد دون الآخر لانه تحکم پس اگر ممکن است جمع متعدد و چنانکه اینجا است پس واجب بود مصیر بسوی آن و نه بسوی مطلق و بعضے فرموده اند که یکبار رویت بچشم شده و یکبار بقلب و این قول ابن خزیمه است و طبرانی بسند صحیح از حضرت ابن عباس رضی الله عنهما تصریح بدان وارد شده باز از رویت قلب این مراد نیست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم حصول علم بباری شد چه این امر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم علی الدوام حاصل بود بلکه رویتے که او ما صلی الله علیه وسلم حاصل شد در قلب آنحضرت صلی الله علیه وسلم پیدا کرده شد چنانکه در چشم و عقلا در رویت قلب چیزی مخصوص شرط نیست بلکه آن قوتی است که الله تعالی از خلق خود در هر که میخواهد پیدا میکند و برای آن اتصال اشعه شرط نیست و نه مقابله مرئی و غیر آن اگرچه عادت بخلق آن در چشم جاری است و از عبد العزیز مهدوی منقول است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم در آن شب چیزها دیده اند که از ادراکش عقول قاصر است پس بیان فرمود از اصحاب همه اشیا را لکن با هر کس مناسب عقل وی پس عبارات مختلف شد باختلاف احوال مخاطبین با آنکه مخبر عنه واحد است نه مختلف و منشای این اختلاف اختلاف عبارات آنحضرت صلی الله علیه وسلم است و بعض درین مسئله توقف ورزیده اند و این قول سعید ابن جبیر است و همین را قرطبی در مفهم شرح مسلم ترجیح داده اند و نسبت کرده اند بسوی محققین و قوت داده با اینکه درین امر دلیلی قاطع و برهانی ساطع نیست و غایت استدلالات هر دو گروه ظواهر متعارضه قابل تاویل است و همچنین است قول عیاض در شفا و گفت قرطبی این مسئله از عملیات نیست تا دلائل ظنیه درین کافی خواهد شد و چونکه از معتقدات است جز دلیل قطعی دیگر کافی نخواهد بود پس توقف باید ورزید کرده است این مذهب را سبکی در سیف مسئول باین طور که در باب اعتقاد وجود دلیل قاطع متواتر شرط نیست بلکه گاهی مجرد ورود حدیث صحیح ولو ظاهر او آن روایت احاد است کافی می شود بر آن اعتماد باید کرد و این از مسائل اعتقادیه نیست که در آن قطع شرط است هذا ما لخصته من المواهب اللدنیة و شرحها لمحمد بن عبد الباقی الزرقانی من شاء زیادة الاطلاع فلیرجع الیهما - والله اعلم حرره محمد عبد الباقی تجاوز الله عن سیأته یوم التلاقی ۲۲ سوال چه میفرمایند علما و فقهای ما سبق و حال اندرین مسئله که لشب معراج شریف حضرت سرور عالم صلی الله علیه وسلم

بالائی عرش بعضے تشریف بردہ اند یا نہ قول یک صاحب این است کہ حضرت ممدوح را برسر عرش عروج نشدہ مستفتی عجیب است کہ باعتقاد من درحالیکہ عرش برین از نور موفور آن سرور آنحضرت خلق شدہ پس بران سبقت فرمودن حضرت ممدوح ایشان چہ بعید است و فقہا بمناقب آن عالیجناب نور عرش فرمودہ اند مع ہذا از آن حضرات التماس است کہ درین مسئلہ چہ فرمایند **ہو المصوب** عروج حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم بربالای عرش از احادیث صحیحہ و اخبار معتبرہ ثابت نشدہ و اضافت عرش اضافت اصل است بفرع کہ عرش از نور محمدی خلق گشتہ۔ واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی عفی عنہ۔ الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **سوال** آیا حبیب خدا اشرف الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کو جو تشریف فرماے لقاے جناب باری ہوے ہین کیونکر تشریف فرماے عرش اعلی ہوے اسکو علمای اہل سنن بدستخط خاص زیب رقم فرمائین **ہو المصوب** تشریف لیجانا حضرت رسالتمآب کا نزدیک محققین بالاے عرش ثابت نہین۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **جامع الفتاوے** کہتا ہی کہ تشریف لیجانا بالاے عرش حضرت کا احادیث صحیحہ سی ثبوت قطعیت کو نہین پہونچا ہی جیساکہ جوابات بالا سے معلوم ہوا مگر اقوال علماے عارفین سے ترجیح تشریف لیجانے کو ہی جیساکہ حضرت جدی و مرشدی مولانا عبد الرزاق قدس اللہ سرہ العزیز اپنے رسالۂ اعتقادیہ انوار غیبیہ مین تحریر فرماتے ہین پہر نفس نفیس رفرف پر سوار ہو کر عرش اعلے پہ تشریف لے گئے اور حجابون کو طے فرما کر قرب اتم الہی مقام دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی مین چشم جسمی سے دیدار الہی کیا انتہی بقدر ضرورت واللہ اعلم **سوال** اگر کوئی شخص جناب خیر البشر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کی نعت مین معلم ہر خیر و شر لکھے تو معنے اصطلاحی کیا ہونگے اور اگر معنی لغوی لیے جاوین تو لفظ معلم شر فعل پر مشیر ہوگی یا ترک شر پر اور ان دونون صورتون مین کاتب اس لغت کا مرتکب کسی گناہ کا یا داخل کسی سوء ادب مین ہوسکتا ہے یا نہین بینوا توجروا **ہو المصوب** اس لفظ کے یہ معنی ہوسکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خیر کی خیریت کو اور ہر شر کی شریت کو تعلیم کیا بایں معنی اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا مگر احتمال اس مین دوسرے معنی قبیح کا ہی کہ آپ نے ارتکاب شر کی تعلیم کی پس اطلاق ایسے لفظ کا خالی سوء ادب سے نہین

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۲۴ شوال ۱۳۰۲ھ درین
ایام در شہر بنگالہ نیز یک فرقۂ نو پیدا شدہ میگویند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را والدین نبودند بلکہ
حق تعالے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم را از آسمان فرستادہ وکسیکہ بیان میلاد شریف کند از و احتراز
می نمایند و میگویند کہ در بیان میلاد حضرت ہتک عزت می شود اگر احادیث بران گواہ گذاریم بران
اعتماد نمیکنند و میگویند کہ در قل ہو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد این
صفت خدا وہم رسول خدا است بگو کہ اللہ یکی ست ہمچنین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یکے است
اللہ الصمد اللہ تعالی از خورد و نوش پاک است ہمین طور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم از خوردن و
نوشیدن پاک بودند لم یلد ولم یولد نہ حق تعالی زادہ شدہ نہ کسے از وزادہ شد ہمچنان رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسے را زادہ ونہ از کسی زائیدہ شدہ پس درین قول فرقۂ جدید از آبائنا
وخاتون جنت واہل بیت طیبہ وطاہرہ ہمہ ہا منکر اند در حق ایشان شرط تکفیر والحاد ثابت می شود یانہ
بیان فرمودہ بمہر ہا و دستخط ہا مزین فرمودہ بیچارہ مسلمان خواندہ را ازین بلا برہانند بینوا توجروا
الجواب بشریت حضور صلی اللہ علیہ وسلم از قول انا سید ولد آدم ثابت وموید آن قولہ تعالی
قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی الآخر اور اکل وشرب اور مشی فی الاسواق نسبت حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی قرآن مجید سے ثابت اور احادیث نبوی مصدق اور موید اس امر کی مشکوۃ شریف
باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی مین ترمذی سے موجود ہی چنانچہ ایک حدیث انمین سی بعینہ
لکھی جاتی ہی وعن العباس انہ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب
ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرہم ثم جعلہم فریقین فجعلنی فی خیرہم فرقۃ ثم جعلہم فی
خیرہم قبیلۃ ثم جعلہم بیوتا فجعلنی فی خیرہم بیتا فانا خیرہم نفسا وخیرہم بیتا؟
دوسرے اور کئی حدیثین اس باب مین نسبت بشریت وولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مین جا بجا کتب
حدیث وتفسیر مین موجود ہین اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار فرمانا کہ مین پیدا ہوا ہون زمانہ ملک
عادل مین اور حدیث کتاب مشکوۃ باب الصیام مین موجود ہی کہ فیہ ولدت وفیہ بعثت یعنی پیر کے
روز مین پیدا کیا گیا اور اسی روز مبعوث کیا گیا اور اکل وشرب حضرت کا آیات واخبار وآثار

سے اظہر من الشمس ہے اس مین کچھ حاجت دلیل کی نہین اور سورۂ اخلاص محض براے وحدانیت ذات
پاک مقدس جناب عزاسمہ کے نازل ہے بلاشبہہ احدیت و صمدیت اور لم یلد یت و لم یولدیت کی
صفت سواے ذات باری کے کسی پر صادق نہین آتی اور نہ کسی مفسر نے یہ تاویل اُسکی کہین لکھی
اور کفویت آنحضرت کی قبیلہ بلکہ قبائل قریشیہ سے حسبًا و نسبًا ظاہر و باہر ہے اور سواے اسکے ہزارہا دلائل
حضور کے تولد شریف کے باب مین موجود ہین چنانچہ جواب سوال حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہے یعنی حضرت عباس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاند آپکے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا
اور آپ اُن دنون مین چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا
اُسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا حضرت عباس نے عرض کیا آپ اُن دنون
مین چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور مین سنتا تھا حالانکہ مین شکم
مادر مین تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور مین اُنکی تسبیح کی آواز سنتا
تھا حالانکہ مین شکم مادر مین تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مادر مین رہنا اور تولد ہونا مسلم الثبوت
ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شبہہ فرزند عبداللہ کے ہین بی بی آمنہ خاتون کے شکم مبارک سے
تولد ہوے اور بی بی آمنہ کا حاملہ ہونا اور نکاح حضرت عبداللہ سے اور نوح اور ابراہیم وغیرہ انبیا
علیہم السلام کا مبشر ہونا بی بی آمنہ کا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میرے اجداد مین کوئی
بے نکاح نہین ہوا اور اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبہ مین نقل کرتا ہوا عبداللہ اور آمنہ تک آیا ہون
اور بعد منتقل ہونے عبداللہ کے یتیم ابوطالب کا قریشون مین کہلانا اور جناب باری کا ارشاد
الم یجدک یتیمًا فاوی فرمانا اور حدیث رضاعت وغیرہ سے ثبوت پر ثبوت ہے بے شک منکر ان دلائل
اور براہین بینہ اور نصوص متواترہ قطعیہ کا اور منحرف آیات قرآنی کا کافر مطلق ہے اسمین کچھ شک
نہین چنانچہ مشکوۃ مین موجود ہے من فسر القرآن برایہ فقد کفر۔ سید احمد غزنوی۔ جواب صحیح ہے
محمد حسین عفی عنہ۔ جواب صحیح ہے عبداللہ عفی عنہ۔ لاریب فیہ سید علی شاہ۔ المجیب مصیب السائل
مثیب والمسئول المعیب کتبہ حاجی محمد صدیق اللہ۔ براے ایشان قول قرآنی غضب اللہ علیہم سخط فیہم
است حاجی فقیر سید احمد شاہ عرف مولوی سید پیر علی شاہ پیرزادہ اولاد سید فخر الدین ابن پیران پیر
... خواجہ معین قدس سرہ ـ خادم شریعت ... سید محمد بہاء الدین ... قول الثبات ...

مستہ قرآن واحادیث است بلکہ از کلام بر الیشان کلیۃ ثابت می باشد محمد جمال الدین - جواب صحیح ہے عبد الشکور - جواب صحیح ہی سید عنایت اللہ شاہ - جواب باصواب ہی عبد العلی عرف علی اصغر عفی عنہ واقعی در حق الیشان تکفیر ثابت میشود واللہ اعلم حررہ ابو الاحیا محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم - در تکفیر این فرقہ کہ ولادت نبویہ را منکر اند کہ از متواترات قطعیات است وسورۂ اخلاص را در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میگویند شبہہ نیست - واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** ایک شخص جو مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متحقق وموجود عالم مین کہتا ہی صحیح العقیدہ ہی یا فاسد العقیدہ اور وہ شخص مذکور بالا کافر ہی یا فاسق وگنہگار بینوا توجروا **ہو المصوب** اگر مراد اثبات مماثلت نبوی سے مماثلت جمیع صفات نبویہ مین حتی کہ صفت رسالت مین بھی ہی تو یہ قول کفر ہی کیونکہ قرآن مجید مین خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت موجود ہی پس دعوی کرنا دوسرے نبی کا مخالف نص قطعی کے ہی علامہ ابو شکور سلمی تمہید مین لکھتے ہین اعلموا ان الواجب علی کل عاقل بان نعتقد ان محمدا کان رسول اللہ والان هو رسول اللہ وکان خاتم الانبیاء ولا یجوز بعدہ ان یکون احد نبیا ومن ادعی النبوۃ فی زماننا یکون کافرا انتہی اور اگر مراد مماثلت جمیع صفات کمالیہ محمدیہ مین سوائے نبوت کے ہی تو یہ قول فسق اور مخالف اہل سنت کے ہی جمہور علما شرقا وغربا اعتقاد اس امر کا رکھتے ہین کہ جس طرح ذات محمدی مجمع الکمالات الظاہریہ والباطنیہ ہی کوئی مخلوق نہین ہی تمہید مین ہی یجب الاعتقاد بان محمدا اعلم الخلائق وافضلہم خلافا للروافض انتہی اور حدیث صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین روایت کی ہی ان امنۃ اتاہا آت بعد ستۃ اشہر من حملہا وقال یا امنۃ قد حملت بخیر العالمین فاذا وضعتہ فسمیہ محمدا اور علامہ ابن حجر مکی نعمۃ الکبری مین لکھتے ہین روی الحافظ ابو بکر بن عابد فی کتاب المولد عن ابن عباس قال لما ولد صلی اللہ علیہ وسلم قال فی اذنہ رضوان خازن الجنان ابشر یا محمد فما بقی لنبی علم الا قد اعطیتہ فانت اکثرہم علما واشجعہم قلبا اور مثل اسکے بہت احادیث اور اخبار اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ ذات محمدی افضل المخلوقات ہی ایک بھی مخلوق مثل ذات محمدی کے صفات کمالیہ مین نہین ہی چہ جائیکہ چند مثل اور اگر مماثلت صورت

ظاہری مین مراد ہی لیکن امر شرعًا مستبعد نہین ہی ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہی کہ امام حسن اور امام حسین صورت مین اشبہ تھے ساتھ صورت محمدیہ کے مگر یہ اثبات مطلب ہی بعد تصحیح کے دعوی مماثلت کا صورت محمدیہ کے ساتھ جائز نہین ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی۔ فی الواقع دعوی کرنے والا مماثلت حضرت رسالت مآب کا ایسا ہے جیسا کہ لکھا اخی المعظم مولوی محمد عبد الحی صاحب نے۔ واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم ابن مولانا علی محمد مرحوم ومغفور۔ واقعی وہ شخص کافر ہی اگرچہ مثل رسول اللہ کے نبوت مین الآن موجود کہتا ہی۔ واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ ہو الملہم الصدق والصواب چونکہ نظیر حضرت ختم المرسلین کا باجماع علماے اعلام ممتنع الوجود ہی ہان اختلاف اگر ہی تو اس قدر ہی کہ ممتنع بالغیر یا ممتنع بالذات اکثر علماء کا مسلک اولی ہی اور بعض محققین کا مختار قول ثانی ہی بہر تقدیر کوئی ذی علم بالفعل متحقق اور موجود ہونے نظیر آنحضرت صلعم کا قائل نہین پس صورت مسئولہ مین جو شخص کہتا ہی کہ ہچ مثل رسول اللہ کے عالم مین متحقق وموجود ہین وہ جاہل وفاسد العقیدہ ہی بلکہ دائرۂ اسلام سے باہر ہی کیونکہ اسکے اس کلام سے انکار ختم نبوت کا جناب خاتم المرسلین کہ منطوق آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہی ظاہر و باہر ہی۔ واللہ اعلم حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ سبحانہ بفضلہ الشامل۔ قائل وجود ہونے امثال حضرت خاتم المرسلین کا مجنون ہی اسکو پاگل خانہ مین بھیجنا چاہیے کیونکہ اگر فی الجملہ ہوش و حواس رکہتا تو جان لیتا کہ قطع نظر دلائل نقلیہ کے عقلی دلائل بھی امتناع نظیر واحد پر قائم ہین چہ جائیکہ چھ چھ مثل موجود کہے انا للہ وانا الیہ راجعون کتبہ عبد الحق۔ واقعی حضرت خاتم المرسلین کے مثل و نظیر کا موجود اعتقاد کرنا مستلزم انکار نصوص قرآنی ہی اور نصوص قطعیہ قرآن مجید کا انکار بلاشبہہ کفر ہی علامہ تورپشتی نے کتاب المعتمد فی المعتقد مین تصریح کی ہی کہ اس مسئلہ کا انکار وہی شخص کریگا جو ہرگز آنحضرت صلعم کی نبوت کا معتقد نہوگا اسلیے کہ آنحضرت صلعم کی رسالت سے بطریق تواتر جو ہمکو ثابت ہوا منجملہ اُسکے یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم سب پیغمبرون کے خاتم ہین کہ اسوقت سے قیامت تک کوئی نبی آپ کے بعد نہوگا اگر وہ شخص آنحضرت کو جمیع باجاریہ مین صادق جانتا اور آپ کی رسالت کا معتقد ومعترف ہوتا تو اسکا بھی انکار نکرتا اور اسکی بھی تصریح کی ہی کہ جو شخص کہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی ہوا ہے یا ہوگا بلکہ وہ شخص جو کہے کہ ممکن ہی کہ ہوگا وہ کافر ہی اللہ اعلم کتبہ العبد المتشاہم الی الرق النہامی محمد عبد اللہ

الحسینی البلگرامی ہو الموفق والمعین فی الواقع قائل اس قول کا زندیق لائق کلام علما کے نہین ہی
حررہ العبد المسکین ابو الخیر محمد معین الدین تجاوز اللہ عن سیآتہ یوم الدین **سوال** زید نے بہ تتبع ایک
عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ
جو در منثور وغیرہ مین ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح
کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وموسی کموسیکم وعیسی کعیسیکم ونبی کنبیکم کی یہ عبارت تحریر
کی کہ میرا یہ عقیدہ ہی کہ حدیث مذکورہ صحیح اور معتبر ہی اور زمین کے طبقات جدا جدا ہین اور ہر طبقے مین
مخلوق الہی ہی اور حدیث مذکور سے ہر طبقے مین انبیا کا ہونا معلوم ہوتا ہی لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا
ہونا طبقات باقیہ مین ثابت ہوتا ہی مگر اسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین
اور نہ میرا یہ عقیدہ ہی کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہون اسلیے کہ اولاد آدم جس کا ذکر
ولقد کرمنا بنی آدم مین ہی اور سب مخلوقات سے افضل ہی وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد مین سے اور
ہمارے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سب اولاد آدم سے افضل ہین تو بلاشبہہ آپ تمام مخلوقات سے
افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات مین داخل ہین آپ کے مماثل کسی طرح
نہین ہوسکتے انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہی کہ اگر شرع سے اسکے خلاف ثابت ہوگا تو
مین اسی کو مان لونگا میرا اصرار اس تحریر پر نہین پس علماے شرع سے استفسار یہ ہی کہ الفاظ حدیث
ان معنون کو محتمل ہین یا نہین اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے
ہوگا یا نہین بینوا توجروا ہو المصوب مخفی نرہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک
معتمد ہے حاکم نے اسکے حق مین صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث
کے ثبوت مین کوئی علت قادحہ معتمدہ نہین ہی اور زمین کے طبقات کا جداگانہ ہونا بہت احادیث
سے ثابت ہی اور اس حدیث مذکور سے ہونا انبیا کا طبقات باقیہ مین ثابت ہی اور اس سے معلوم ہوتا ہی
کہ جسطرح سلسلۂ نبوت اس طبقے مین واسطے ہدایت سکان کے تیار ہوا اسیطرح سے ہر ہر طبقے مین سلسلہ
نبوت کا واسطے ہدایت وہان کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لاتناہی سلسلہ کو باطل
ہی لاجرم ہر طبقے مین ایک مبدء سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ
ہوگا کہ وہ [illegible] خاتم کے لقب تشبیہ دیا گیا پس بنا بر [illegible] انبیاے تحتانیہ پر اطلاق خواتم

کا درست ہو اب یہان تین احتمال ہین آیک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوے ہون دوسرے یہ کہ مقدم ہوے ہون تیسرے یہ کہ ہمعصر ہون احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہو اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم انبیا ہر طبقات ہونگے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقے کے ہو اور آپکی خاتمیت بہ نسبت انبیا اسی طبقے کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین وہانکے خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک اُنمین کا صاحب شرع جدید و خاتم انبیا اپنے طبقات کا ہو دوسرے یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی اُنمین کا صاحب شرع جدید نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور خاتم ہر ایک خواتم باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بہ نسبت عموم نصوص بعثت نبویہ کے کہ جن سے صاف آنحضرت کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہی باطل ہو اور علماے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی عام ہو اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی رسالۃ الاعلام بحکم عیسے علیہ السلام مین نقل کرتے ہین قال السبکی فی تفسیرہ ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیومنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم ویکون نبوتہ ورسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء واممہم کلہم من امتہ فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثہ فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یاتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی علیہم ورسول الی جمیعہم انتہی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن مین لکھتے ہین مقتضی ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی رسول نباشد و دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بروے واجب

وفرض است وسرّش اینکه همه رسل دراخذ شرع مستند از خاتم الرسالت اند و چونکه شرع او عام باشد
پس دیگرے صاحب شرع نباشد انتہی خلاصہ کلام یہ ہے کہ حدیث ابن عباس صحیح ومعتبر ہے اور اس
سے طبقات تحتانیہ مین وجود انبیا ثابت ہے اور یہ بہ نسبت بطلان تناہی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ
مین ایک آخر انبیا بہ نسبت اس طبقہ کے ہونا ضروری ہے لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہ امر ہے
کہ دعوت ہمارے حضرت کی عام ہے تمام مخلوقات کو شامل ہے پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ خواتم
طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہین ہوئی یا قبل ہوئی یا ہمعصر اور بر تقدیر اتحاد عصر متبع شریعت محمدیہ
ہونگے اور ختم انکا بہ نسبت اپنے طبقے کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل
ان سب امور کی مین نے کما حقہ اپنے دو رسالون مین ایک مسمی بہ الآیات البینات علی وجود الانبیاء
فی الطبقات دوسرے مسمی بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہے ہرگاہ یہ امر ممہد ہو چکا پس
سمجھنا چاہیے کہ زید کو جس نے عبارت جو سوال مین مرقوم ہے لکھی ہے ہرگاہ ما ثبت سے انکار ہے
اور صحت حدیث و ثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہے مخالف اہل سنت کے نہین ہے نہ کافر
نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہان اگر نبوت محمدیہ کو ساتھ اسی طبقے کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب
شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہے کیونکہ یہ امر خلاف نصوص و خلاف کلمات علما کے معلوم
ہوتا ہے اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کے
سمجھتا ہے اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہے تو اس پر کچھ مواخذہ نہین ہے۔ واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات النفی
واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہوگا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ
ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ﴿سوال ۱۲۶﴾ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس
مسئلہ مین ایک شخص دعوی کرتا ہے اس بات کا کہ چھ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود و
متحقق ہین اور مثل سے یہ غرض رکھتا ہے کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کے جمیع
صفات اور ماہیت مین اور پیش کرتا ہے قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب در منثور وغیرہ
سبحان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراھیم
کابراھیمکم وموسی کموسکم وعیسی کعیسکم ونبی کنبیکم — آیا یہ قول اسکا یعنی موجود و متحقق ہونا

امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم مین بمعنے مذکور کے حق ہی یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح
ہی یا خلاف اہلسنت والجماعت کے اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی اُسکا کیا حال ہی اُس سے یہ
عقیدہ ثابت ہے یا نہین بینوا توجروا ہو المصوب اولاً جاننا چاہیے کہ حدیث مذکور صحیح السند
اور مشہر ہی ارباب تحقیق نے اسکی توثیق کی ہی حافظ جلال الدین سیوطی تخریج احادیث شرح مواقف
مین لکھتے ہین روی الحاکم فی مستدرکه عن ابن عباس فی قوله تعالی الله الذی خلق
سبع سموات ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وآدم
کآدم ونوح کنوح وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی قال صحیح انتہے اور علامہ بدر الدین
شبلی حنفی آکام المرجان فی احکام الجان مین لکھتے ہین قال الحاکم حدثنا احمد بن یعقوب
الثقفی حدثنا عبید حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریك عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن
عباس قال ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم
وادم کآدم ونوح کنوح وابراهیم کابراهیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذهبی
اسناده حسن قلت وله شاهد قال الحاکم حدثنا عبد الله بن الحسن حدثنا ابراهیم
ابن الحسین حدثنا ادم حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس
کما فی قوله تعالی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن قال فی کل ارض
نحو ابراهیم قال شیخنا الذهبی هذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی
وثانیاً سمجھنا چاہیے کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہونا اور اُس مین مخلوقات الٰہی کا موجود ہونا چند
احادیث سے ثابت ہی اور مذہب محققین کا بھی یہی ہی حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھتے
ہین قال الداودی فی قوله تعالی ومن الارض مثلهن دلالة علی ان الارضین
بعضها فوق بعض ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیة فی العدد خاصة
وان السبع متجاورة وحکی ابن التین عن بعضهم ان الارض حرة وقال هو مردود
بالقرآن والسنة قلت لعله القول بالتجاوز والا فیصیر صریحاً فی المخالفة
ویدل للقول الظاهر ما رواه ابن جریر عن طریق شعبة عن عمرو بن مرة
عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قوله تعالی ومن الارض مثلهن قال فی

کل ارض مثل ابراهیم نحو ما علی الارض من الخلق هکذا اخرجه مختصرا و اسناده صحیح و اخرجه الحاکم
و البیهقی من طریق عطاء بن الضحی مطولا و اوله سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و
ابراهیم کابراهیم و عیسی کعیسی و نبی کنبیکم قال البیهقی اسناده صحیح الا انه شاذ و ظاهر قوله تعالی و من
الارض مثلهن یرد علی اهل الهیاۃ فی قولهم ان لا مسافۃ بین کل ارض و ارض و قد روی احمد و الترمذی
من حدیث ابی هریرۃ مرفوعا ان بین کل سماء و سماء خمس مائۃ عام و ان بین کل ارض
و ارض خمس مائۃ عام و اخرجه اسحق بن راهویۃ و البزار من حدیث ابی ذر نحوه انتهی ملخصا
اور علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی حاشیہ تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں الذی نعتقده ان الارض
سبع کالسموات و لها سکان من خلقه یعلمهم اللہ انتہی اور سلیمان جمل حاشیہ جلالین
میں لکھتے ہیں ذکر اللہ تعالی ان السموات سبع طبقات و ما یات للارض فی التنزیل
عدد صریح لا یحتمل التاویل الا قوله تعالی و من الارض مثلهن و قد اختلف فیه فقیل
ای فی العدد لان الکیفیۃ و الصفۃ مختلفۃ بالمشاهدۃ و الاخبار فتعین العدد و قیل
مثلهن ای فی الغلظ و ما بینهن و قیل هی سبع الا انه لم یفتق بعضها عن بعض قاله
الماوردی و الصحیح هو الاول و انها سبع کالسموات انتہی اور ثعلبی عرائس میں تحریر
کرتے ہیں روی عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم انه قال
بین کل ارض الی التی تلیها مسیرۃ خمس مائۃ عام و هی سبع طبقات الارض الثانیۃ
سجن الریح و منها یخرج الریاح المختلفۃ و فی الارض الثالثۃ خلق وجوههم کوجوه بنی آدم
و افواه کافواه الکلاب و ایدیهم کایدی الانس و ارجلهم کارجل البقر و آذانهم کآذان
البقر و اشعارهم کصوف الضأن لا یعصون اللہ طرفۃ عین نهارهم لیلنا و نهارنا لیلهم
و الارض الرابعۃ فیها حجارۃ الکبریت التی اعدها اللہ لاهل النار یسجر بها جهنم قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و سلم و الذی نفسی بیده ان فیها اودیۃ من کبریت لو ارسل اللہ فیها
الجبال الرواسی تضاعت و الارض الخامسۃ فیها عقارب اهل النار و السادسۃ فیها
دواوین اهل النار و اعمالهم و اسمها سجین و السابعۃ مسکن ابلیس و جنوده انتهی ملخصا
اور فاضل محمد بن احمد بن ایاس حنفی بدائع الدهور فی وقائع الدهور میں لکھتے ہیں قال وهب

ابن منبہ لما خلق اللہ الارض کانت طبقۃ واحدۃ ففتقہا فصرہا سبعا کما فعل فی السمٰوات
وجعل بین الطبقۃ والطبقۃ مسیرۃ خمسمائۃ عام وھو قولہ تعالیٰ ففتقناھما وجعلہا
سبعا فکان اسم الطبقۃ العلیا ادیما والثانیۃ بسیطۃ والثالثۃ ثقیلا والرابعۃ بطیحا و
الخامسۃ جبنا والسادسۃ ماسکۃ والسابعۃ الثریٰ فی سکان الارض الثانیۃ امم یقال لھم
الطمس فی طعامھم من لحومھم وشرابھم من دمھم والطبقۃ الثالثۃ سکانہا امم وجوھھم
کوجوہ بنی ادم وافواھھم کافواہ الکلاب وایدیھم کایدی بنی ادم وارجلھم کارجل
البقر وعلی ابدانھم شعر کصوف الغنم وھو لھم ثیاب والطبقۃ الرابعۃ سکانہا
امم یقال لھم الحلھام لیس لھم اعین ولا اقدام بل لھم اجنحۃ کاجنحۃ القطا والخامسۃ
بہا امم یقال لھم الخشن وھم کامثال البغال ولھم اذناب کل ذنب نحو ثلثمائۃ ذراع
والسادسۃ بہا امم یقال لھم الخثوم وھم سود الابدان ولھم مخالیب کمخالیب
السباع ویقال ان اللہ تعالیٰ یسلطھم علی یاجوج وماجوج حین یخرجون فیھلکھم
والطبقۃ السابعۃ فیہا مسکن ابلیس فی جنودہ من المردۃ والشیاطین انتھی ملخصا
و ثالثا معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ طبقات باقیہ میں انبیا کا ہونا بھی ثابت ہے چنانچہ حدیث مذکور کہ صحیح ہے
دلالت کرتی ہے اور قرآن پاک میں ہے و لکل قوم ھاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی مبعوث ہوا ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کے واسطے ایک راہ نما مقرر ہوا ہے پس ہرگاہ طبقات باقیہ میں وجود مخلوقات
الٰہی کا ثابت ہے اور کوئی مخلوق حق تعالیٰ کی مہمل نہیں چھوڑی گئی لابد ہے کہ وہاں بھی راہ نما ہونگے
اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت جبریل طبقات باقیہ میں بھی وحی
لے جاتے تھے چنانچہ تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں اللہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض
مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینھن بین السمٰوات والارض ینزل بہ جبریل
من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتھی ہرگاہ یہ تین امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجھنا
چاہیے کہ لفظ نبی کنبیکم سے اگرچہ ایک نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہے لیکن اسکا
مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ کلام عرب
میں کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہے اور تشبیہ میں لازم نہیں ہے کہ مشبہ بہ مثل یا اقویٰ ہو مشبہ سے بلکہ

کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالے فرماتا ہی اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ دی ہے ساتھ نور مشکوۃ کے اور یہ ظاہر ہی کہ نور الٰہی بدرجہا اس نور سے اعلی و احسن ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک پس لفظ نبی کنبیکم سے یہ امر ہرگز نہین ثابت ہی کہ خاتم الانبیا طبقات باقیہ کے مثل خاتم الانبیا اس طبقہ کے ہین بلکہ یہ تشبیہ فقط تعلیم و تفہیم کے واسطے ہی اس غرض سے کہ جس طرح سے ایک خاتم الرسل اس طبقہ مین ہی اسیطرح سے ایک ایک خاتم ہر ایک طبقہ مین ہی نہ یہ کہ وہ خاتم مثل اس خاتم کے ہی بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل ہمارے خاتم الانبیا کے نہین ہی کیونکہ اسی حدیث مین لفظ آدم کا دمکم بھی وارد ہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اولاد ہمارے آدم کی نہین ہی بلکہ دوسرے آدم کی ہی اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم اس عالم تمام مخلوقات سے حتی کہ ملائکہ سے بھی افضل ہی اور آیہ ولقد کرمنا بنی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا اتفاق ہی اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن پاک مین اُنکا ذکر ہی اُنسے مراد انبیا اسی طبقہ کے ہین نہ انبیا طبقات باقیہ کے اور حدیث صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین اب یہان سے دو مقدمے ممہد ہوے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیا اولاد آدم سے افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل ہی بعد ترکیب ان دونون مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیا افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیا طبقات باقیہ کی ساتھ ہمارے خاتم الانبیا کے کیسے ثابت ہوگی علاوہ یہ ہی کہ مماثلت مین اتحاد ماہیت و اتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن یا فرشتہ کے مماثل نہین کہلاتا ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہی اور یہ امر نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہی کہ نبی ہر قوم کا اُسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تاکہ امت اُسکے ساتھ ارتباط پیدا کرے اور اُسکی متابعت کرے اسیواسطے بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیا مخلوقات طبقات باقیہ کے اُنھین کے صنف سے اور اُنھین کی جنس سے ہونگے اور ہمارے خاتم الانبیا ہمارے جنس سے ہین

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه في كل مكان اما قلتهم في ذلك من يحتج بقوله انتهى اى كونه
تعالى رابعهم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذهبي في كتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السجزي في كتاب الابانة لہ ايمتنا كسفيان الثوري ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد
وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون
على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا في الانتباه وقال
الامام الغزالي في كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة في قوله
بمعنى العلم والادراك كما في تعريفات الجرجاني الاحاطة ادراك الشيء بكماله ظاهرا وباطنا
انتهى وقال الامام فخر الدين الرازي في التفسير الكبير في قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم
قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد
الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم
لابد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازاني في رسالته قاصح الملحدين في رد
قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى
فلا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم دون الا بنفس
الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثاني في المكتوب الحادي والثلثين من المجلد الاول — علوم سابق
كہ مبنى بر اتحاد و وحدت وجود بود وند رو بزوال آورد ند احاطہ و سريان از قرب و معيت ذاتيہ كہ دران مقام
منكشف شدہ بود منتشر گشتند و بہ يقين معلوم گشت كہ صانع را جل شانہ با عالم ازين نسبتہاى مذكورہ
ہيچ ثابت نيست احاطہ و قرب او تعالى علمى است چنانچہ مقرر اہل حق است شكر الله سعيہم الى ان قال عجب
است كہ شيخ محى الدين بن عربى و تابعان او ذات واجب تعالى را مجہول مطلق گويند و محكوم ہيچ حكمے
ندانند مع ذلك احاطہ ذاتى و قرب و معيت ذاتيہ اثبات نمايند وما هو الا حكم على الذات
تعالى وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمي والاحاطة العلمية انتهى
ان اقوال مذكورہ سے معلوم ہوا كہ اہل سنت كے سلف و خلف كا اجماع ہے خداى تعالى كے قرب
اور اُسكى معيت ذاتى نہو نے پر الا فرقہ ملحدہ وجوديہ كہ انكے خلاف كا كچھ اعتبار نہين كيونكہ انكا

مماثلت زید و اسد در ذات و صفات دیگر لازم نمی آید فهکذا فیما نحن فیه واللہ اعلم کتبہ الاثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی عنہ | محمد سعد اللہ |

هو الموفق یہ جواب مشتمل ہے اوپر غایت تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفید کے فضلہ اللہ تعالیٰ وابقاہ اور فی الواقع غرض کافی ہے بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی کنبیکم فقط توضیح اور تبیین ہے دو مماثلت بیچ جمیع صفات کمالیہ مختصہ بذات شریف کے کیونکر ہو اور حال آنکہ یہ مخالف ہے اکثر احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہیں اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان صفات کے اور بھی اگر خاتم الانبیاء بہر ہر طبقہ کے ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہوں منجملہ ان صفات کے آپکی ایک صفت یہ ہے کہ آپ طبقہ فوق کے خاتم الانبیاء ہیں پس چاہیے کہ وہ بھی اسی طبقہ فوقانی کے خاتم الانبیاء ہوں و ہذا باطل قطعاً اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعضوں کے نزدیک طبقات سبع زمین کے ثابت نہیں تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگوں کے مأول ہوگی و ہذہ عبارۃ ظاهر هذه الآية تدل علی ان الارض متعددة وانها سبع کالسموات وذهب بعضهم الی ان قوله سبحانه مثلهن فی الخلق لا فی العدد وقیل هن الاقالیم السبعة المذکورة شاملة لجمیعها وقیل انها سبع ارضین بین کل واحد مسیرة خمسمائة عام کما جاء فی کل ارض منها خلق وفی کل منها آدم وحواء ونوح وابراهیم وهم یشاهدون السماء من جانب ارضهم ویستمدون الضیاء منها وجعل الله لهم نورا یستضیئون به وذکر الثعلبی فی تفسیره فصولا فی خلائق السموات والارضین واشکالهم واسمائهم اضربنا عن ایرادها لعدم الوثوق بمثل تلک الاشیاء انتهی مگر قول بوجود طبقات ہفتگانہ زمین کے اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقہ اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کے سوق آیت اور حدیث سے اظہر ہے اور جواب مجیب سلمہ اللہ تعالیٰ اسکے واسطے شافی اور کافی ہے۔ واللہ اعلم کتبہ العبد العاصی الآسی انور علی عفی عنہ | انور علی |

جامع القماقم سے کہتا ہے کہ شش مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت احادیث صحیحہ اور اقوال مرضیہ سے نہیں ہوتا ہے اور جو حدیث مذکور ہوئی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ بر تقدیر صحت مرفوع نہیں اور آثار ابن عباس رضی اللہ عنہ ہے اس پر اعتقاد کی بنا قائم کرنا کس طرح ممکن ہے آنحضرت کا عدیم النظیر ہونا براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت و متحقق ہے لہذا اس پر اعتقاد کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم

سوال ۲۶ چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین کہ پیغمبر ما صلی اللہ علیہ وسلم امی بودند یا نہ و امی بودن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معجزۂ حضرت است یا نہ و ہر کہ گوید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل بعثت و بعد آن بر سائر علوم اطلاع داشتند فقط ظاہرا خود را امی ظاہر میکردند درین صورت قولش خلاف قرآن و احادیث است یا نہ و مصر بچنین امور چہ حکم دارد بینوا توجروا **ہو المصوب**

اطلاق امی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کلام مجید آمدہ است قال اللہ تعالی الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی الآیۃ و قال فی المعالم التنزیل وھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال ابن عباس ھو نبیکم امیا لا یکتب ولا یقرأ ولا یحسب ھو منسوب الی الامۃ ای ھو علی ما ولدتہ امہ وقیل ھو منسوب الی امتہ وسقطت التاء فی النسبۃ کما سقطت فی المکی والمدنی وقیل ھو منسوب الی ام القری انتھی مختصرا و در شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف الصلوۃ والتحیۃ ثابت نگردید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بر تمامی علوم جمیع اشیای ماضیہ و مستقبلہ اطلاع داشتند الا ما شاء اللہ تبارک و تعالی واللہ اعلم کتبہ محمد عبد الحلیم عفی عنہ — فی الواقع امی بودن صلی اللہ علیہ وسلم معجزہ ایست اظہر من الشمس و ابین من الامس چنانکہ حق سبحانہ تعالی در کلام مجید خود خبر میدہد الذین یتبعون الرسول النبی الامی قال فی معالم التنزیل قال ابن عباس نبیکم کان امیا لا یکتب ولا یقرأ ولا یحسب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب انتھت مختصرۃ (الذی یجدونہ) فی المعالم ای یجدون صفتہ ونعتہ ونبوتہ انتھی (مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر الآیۃ) ازین آیہ صاف ظاہر است کہ چنان امی بودند کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر می فرمودند یعنی در ظاہر امی بودند و در باطن حق تعالی بر جمیع علوم اطلاع دادہ کما فی الشفا للقاضی علیہ الرحمۃ ھذا مع انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یکتب ولکن اوتی علم کل شیء انتھی مختصرا و نزد اہل سنت والجماعت و علمای با عمل بنصوص صریح ثبوت پیوستہ کہ حق سبحانہ تعالی آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را بعد بعثت علم اولین و آخرین یعنی علوم ماضیہ و مستقبلہ از بدء خلق تا قیام قیامت بما کان وما ھو کائن بلکہ تمامی علوم جزوی و کلی و احاطہ آن را الہام فرمودہ زیرا کہ از معجزات باہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہرہ تفسیر کبیر

و هر که عقل سلیم و اعتقاد کامل دارد هویدا و در کتب حدیث و تفسیر مثل آفتاب بر چرخ چارمی روشن و آشکارا است که علم سید المرسلین و محبوب رب العالمین صلی الله علیه و علی آله اجمعین وسیع است بر تمام علوم انس و جن و ملائکه زیرا که حق تعالی آن محبوب عالم را احاطه بر علوم قرآن شریف و علوم اولین و آخرین عنایت فرموده چنانکه حق تعالی ارشاد می فرماید ما فرطنا فی الکتاب من شیء الآیة و علوم تمامی انبیا علیهم الصلوة والتسلیم مندرج و منغمر اند در علوم صلی الله علیه وسلم و بر جمیع معارف و علوم و جمیع مصالح دارین و معرفت امور شرائع و فوائد دین و سیاست عباد و مصالح امت مرحومهٔ خویش و امم جمیع انبیا و رسل و اسرار و اختلاف شرائع ایشان بالخصوص بالهام الٰهی اطلاع داشتند اگر ذی عقل سلیم فکر نماید احادیث متواتره و متکاثره در باب اشراط الساعة و قیام قیامت و شفاعت عظمی و دخول جنت للمسلمین و کیفیت آنها و دخول نار للکافرین و حال بد مآل اینها و غیرها موجود اند حضرت ابن عمر رضی الله عنهما مروی است که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم بیشک حق تعالی برداشت برای من دنیا را من می بینم طرف آن و هر چه شدنی است تا روز قیامت باین طور که کف دست خود را می بینم و فرمود ابوذر رضی الله عنه که نگذاشت ما را رسول خدا صلی الله علیه وسلم و هر طائر که بازوی خود را می جنبانید در آسمان مگر علم آنها از من ذکر کرده و یک حدیث از عبد الرحمن بن عائش و دیگر از معاذ بن جبل منقول است که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم که دیدم پروردگار خود را در حسن صورت گفت پروردگار و پرسید از من که در چه چیز خصومت میکنند ملائکه گفتم تو عالمی گفت آنحضرت پس نهاد پروردگار تعالی دست قدرت خود در میانه دو شانه من پس یافتم سردی دست مولی تعالی را درمیان دو پستان خود پس دانستم هر چه در آسمان و هر چه در زمین بود و در حدیث دیگر است که روشن و ظاهر شد برای من هر چیز الحدیث محقق دهلوی علیه الرحمة در تحت این حدیث افاده می فرماید عبارت از حصول تمامی علوم جزوی و کلی و احاطهٔ آن انتهت و همین طور ملا علی قاری علیه الرحمة رقم می فرماید ای هر چه اذن داده الله برای ظهور از عالم علویه و سفلیه مطلقا و خصومت ملائکه خصوصا در اینجا مطلب هر یک بتطویل سیم نادر فهم آید پس ازین عبارت هر یک اسند کتاب رقم خواهم ساخت و در صحیح مسلم از ابوذر یعنی عمرو بن اخطب مروی است که خواند رسول خدا صلی الله علیه وسلم همراه ما نماز صبح را و بر منبر رفت خطبه شروع ساخت تا اینکه زوال شد فرود آمد و نماز ظهر ادا ساخت باز بر منبر رفت خطبه [illegible] تا آنکه وقت نماز عصر آمد نماز خواند باز

خطبہ خواند تا اینکہ غروب آفتاب گردید پس خبر داد مارا بما کان و بما ہو کائن پس عالم ترین ما حافظ ترین ماست
و حضرت شیخ محقق عبد الحق دہلوی در مدارج النبوۃ افادہ فرمودہ و ہر کہ مطالعہ کند احوال شریف او را از
ابتدا تا انتہا ببیند کہ چہ تعلیم کردہ است او را پروردگار و افاضہ کردہ است بروی از علوم و اسرار ما
کان و ما یکون بضرورت حاصل شود او را علم بہ نبوت اوبی شوب و شکوک و ظنون قولہ تعالے (و
علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما) صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ حسب جمالہ
و کمالہ انتہی و ازین معجزہ اگر ملحد بجہت خذلان انکار کند دیگری را مجال انکار نیست کما ہو مصرح
فی الشفا فی جمع الجوامع للسیوطی ان اللہ عز و جل رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو
کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذہ انتہی و در منح المکیۃ فی شرح قصیدۃ الہمزیۃ لابن الحجر منقول است
ای وسع علمہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم العالمین الانس والملائکۃ والجن لان اللہ
تعالی اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین ما کان وما یکون کما مر وحسبک
فی ذلک القرآن الذی اوتیہ صلی اللہ علیہ وسلم ومثلہ معہ کما صح عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم وقد قال اللہ تعالی (ما فرطنا فی الکتاب من شیء) و یلزم
من احاطتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعلوم القرآنیۃ ومثلہا الذی اوتیہ ایضا انہ
صلی اللہ علیہ وسلم احاط بعلوم الاولین والاخرین وان علومہم مندرجۃ ومنغمرۃ
فی علومہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و فی المواہب عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا
الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ و سبق من خواطر الابرار الاخیار انہ صلی اللہ علیہ
وسلم عرف بما یقع فی حیاتہ و بعد موتہ و ما قد حتم وقوعہ فلا سبیل الی فوتہ و قال ابو ذر
ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما
رواہ ولا شک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علم الاولین والاخرین
واما علم عوارف المعارف الالہیۃ فذلک لا یتناہی عددہا والیہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتہی عددہا انتہی
و در شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مرقوم است و من معجزاتہ الباہرۃ ما جمعہ اللہ لہ من المعارف
والعلوم وخصہ بہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین و معرفتہ بامور شرائعہ

وقوانین دینه وسیاسة عباده ومصالح امته وما کان فی الامم قبله من قصص الانبیاء والرسل والجبابرة والقرون الماضیة من لدن آدم الی زمنه وحفظ شرائعهم وکتبهم ووعی سیرهم وانبائهم وایام الله فیهم وصفات اعیانهم واختلاف آرائهم والمعرفة بمددهم واعمارهم وحکم حکمائهم ومحاجة کل امة من الکفرة ومعارضة کل فرقة من الکتابیین بما فی کتبهم واعلامهم باسرارها ومخبآت علومها واخبارهم بما کتموه من ذلک وغیروه الی الاحتواء علی لغات العرب وغریب الفاظ فرقها والاحاطة بضروب فصاحتها والحفظ لایامها وامثالها وحکمها ومعانی اشعارها والتخصیص بجوامع کلمه الی المعرفة بضرب الامثال الصحیحة والحکم البینة لتقریب التفهیم للغامض والتبیین للمشکل الی تمهید قواعد الشرع الذی لا تناقض فیه ولا تخاذل مع اشتمال شریعته علی محاسن الاخلاق ومحامد الآداب وکل شیء مستحسن مفضل لم ینکر منه ملحد ذو عقل سلیم شیئا الا من جهة الخذلان بل کل جاحد له وکافر به من الجاهلیة اذا سمع ما یدعو الیه صوبه واستحسنه دون طلب اقامة برهان علیه انتهت مختصرا وفی المشکوة عن معاذ بن جبل قال احتبس عنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات غداة عن صلوة الصبح حتی کدنا نتراءی عین الشمس فخرج سریعا فثوب بالصلوة فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم وتجوز فی صلوته فلما سلم دعا بصوته فقال لنا علی مصافکم کما انتم ثم انفتل الینا ثم قال اما انی ساحدثکم ما حبسنی عنکم الغداة انی قمت من اللیل فتوضأت وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورة فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا ادری قالها ثلثا قال فرأیته وضع کفه بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی فتجلی لی کل شیء الحدیث قال ملا علی القاری فی المرقاة ای ظهر لی ما اذن الیه فی ظهوره لی من العوالم العلویة والسفلیة مطلقا ومما یختصم به الملأ الاعلی خصوصا انتهی وفی المشکوة المصابیح عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم رأیت ربی فی احسن صورة قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت انت

اعلم قال فوضع کفه بين کتفي فوجدت بردها بين ثدیي فعلمت ما في السموات والارض
و تلا وكذلك نري ابراهيم ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين الحديث
و در اشعة اللمعات محقق دہلوی علیه الرحمة در تحت این حدیث رقم فرموده اند مروی است از
عبدالرحمن بن عابس گفت که گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم که دیدم پروردگار خود را در بہترین
صورت گفت پروردگار تعالی در پرسید از من که در چه چیز خصومت میکنند ملائکه گفتم تو دانا ترے گفت
آنحضرت پس نهاد پروردگار تعالی دست قدرت وانعام خود در میان دو شانه من پس یافتم من
سردی دست مولی تعالی را در میان دو پستان خود پس دانستم هر چه در آسمان و هر چه در زمین بود
عبارت است از حصول تمامی علوم جزوی و کلی و احاطه آن و خواند آنحضرت مناسب این حال
بقصد استشهاد بر امکان آن این آیت را و همچنین نمودیم ابراهیم خلیل الله علیه الصلوة والسلام را ملک
عظیم تمامی آسمانها را و زمین را و تا آنکه گردد ابراهیم از یقین کنندگان بوجود ذات و صفات و توحید و
اہل تحقیق گفته اند که تفاوت است در میان این دو رویت زیرا که خلیل علیه السلام ملک آسمان
و زمین را دید و حبیب هر چه در آسمان و زمین بود تمالی از ذوات و صفات و ظواهر و بواطن همه را دید
و خلیل حاصل شد مر او را الیقین بوجوب ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکه
حال اہل استدلال و ارباب سلوک و محبان و طالبان می باشد و حبیب حاصل شد مر او را الیقین به حصول
دلی الله اول پس از آن دانست عالم را و حقائق آنرا چنانکه شان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان است
انتهى وفي اللمعات التنقيح للشيخ الموصوف قوله فعلمت ما في السموات والارض كناية
عن حصول جميع العلوم واستشهد على امكانه و حصوله بقوله وكذلك نري ابراهيم ملكوت
السموات والارض والملكوت فعلوت من الملك للمبالغة انتهى وفي المرقاة لملا علي القاري
يعني ما اعلمه الله تعالى بما فيهما من الملائكة والاشجار وغيرهما وهو عبارة عن سعة علمه
الذي فتح الله عليه وقال ابن حجر اي جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها كما يستفاد من
قصة المعراج والارض هي بمعنى الجنس اي وجميع ما في الارضين السبع بل وما تحتها كما افاده
اخباره صلى الله عليه وسلم عن الثور والحوت الذي عليهما الارضون كلها انتهى ويمكن
ان يراد بالسموات الجهة العليا وبالارض الجهة السفلى فيشتمل [illegible]

وفی الصحیح المسلم حدثنی ابو زید یعنی عمرو بن اخطب قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا انتہی واللہ اعلم وعلمہ احکم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ۲ محرم الحرام ۱۳۸۴؁ ہجری

سوال ۲۸

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمرو کا قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند کریم نے غیب پر آگاہی نہیں عنایت فرمائی اور جو علم عطا ہوا تھا وہ اب نہیں ہے اور نہ علم ما کان وما یکون آپ کو حاصل ہے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا عقیدہ رکھنے والا کہ آپ کو غیب پر آگاہی حاصل ہے کافر ہے اور زید کا مقولہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے غیب پر آگاہی عنایت کی اور آپکو علم ما کان وما یکون دیا اور جو علم آپکو عنایت کیا وہ اب بھی باقی ہے اگر آپکو باطلاع الٰہی مطلع علی الغیب کہیں تو کفر نہیں لہٰذا بر سر حق کون ہے ہو المصوب علم جملہ غیوب کا ساتھ تفاصیل جملہ جزئیات وکلیات کے مختصات حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ہے قال اللہ تعالیٰ قل لا یعلم من السموات والارض الغیب الا اللہ شروانی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں فان غیبہ لا یطلع الا باعلام من الرسول ملک او بشر ولا غیبۃ الخاص مطلع علیہ بل بعضہ بل اقل القلیل منہ انتہی اور تفسیر الرحمن میں ہے کہ الرسل لا یطلعون علی جمیع الغیوب اور بطریق معجزہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہی غیب پر عنایت کی ہے قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور علوم اولین وآخرین ما کان وما یکون آپ کو عنایت کیے ابن حجر کی شرح قصیدہ ہمزیہ میں تحریر فرماتے ہیں وسع علمہ صلی اللہ علیہ وسلم العالمین الانس والجن والملائکۃ لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علوم الاولین والآخرین ما کان منہ وما یکون انتہی اور ترمذی نے حدیث حضرت معاذ بن جبل سے کل شئ اور حدیث حضرت عبد الرحمن بن عابس سے فعلمت ما فی السموات والارض اور مسلم نے حدیث حضرت عمرو بن اخطب سے فاخبرنا بما کان وما ھو کائن اور حدیث حضرت عائشہ رض سے رأیت فی مقامی ھذا کل شئ وعدتم اور ترمذی نے حدیث عبد اللہ بن عمر سے ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء آبائھم وقبائلھم ثم اجمل علی آخرھم اور ھذا کتاب من رب العالمین

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه في كل مكان اما فالشهم في ذلك من يحتج بقوله انتهى اي كونه
تعالى رابعهم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذهبي في كتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السجزي في كتاب الابانة له ائمتنا كسفيان الثوري ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد
وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون
على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا في الانتباه وقال
الامام الغزالي في كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة في قوله
بمعنى العلم والادراك كما في تعريفات الجرجاني الاحاطة ادراك الشيء بكماله ظاهرا وباطنا
انتهى وقال الامام فخر الدين الرازي في التفسير الكبير في قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم
قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد
الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم
لا بد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازاني في رسالته فاضحة الملحدين في رد
قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى
فلا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم فجوابه ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس
الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثاني في المكتوب الحادي والثلثين من المجلد الاول — علوم سابق
کہ مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند و بزوال آن در دید احاطہ و سریان از قرب و معیت ذاتیہ کہ دراں مقام
منکشف شدہ بود منتشر گشتند و بہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ با عالم ازیں نسبتہای مذکورہ
ہیچ ثابت نیست احاطہ و قرب او تعالی علمی است چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ سعیہم الی ان قال عجب
است کہ شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او ذات واجب تعالی را مجہول مطلق گویند و محکوم علیہ بہیچ حکمے
ندانند مع ذلک احاطہ ذاتی و قرب و معیت ذاتیہ اثبات نمایند وما هو الا حكم على الذات
تعالى وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمي والاحاطة العلمية انتهى
ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف و خلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب
اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقہ محدودہ جو دیکہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

فی الواقع علم تفصیلی جمیع ماکان ومایکون کا مختص حق تعالی کے ساتھ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
اگرچہ اطلاع ماکان ومایکون پر دیگئی لیکن اطلاع تفصیلی جمیع پر ثابت نہیں واللہ اعلم کتبہ ہمایون القضاۃ
عفا اللہ عنہ - واقعی زید بر سر حق ہے اور حضور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان ومایکون پر
تمام عالم سے بدرجہا زائد اطلاع دیگئی تو حضرت من جانب جناب باری عز اسمہ مطلع علی الغیوب
ہوئے اور یہ کشف نہیں بلکہ عین حق ہے اور کشف کے بعد مکشوف غیب نہیں رہتا بلکہ درحقیقت
یہ علم متعلق بغیب نہیں ہے بلکہ علم غیب مطلقاً منحصر بذات الٰہی ہے اور قول عمرو باطل ہے انسلاب علم یا
کسی صفت کمال کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا افحش سوء ادب ہے - واللہ اعلم
بالصواب حررہ ابوالغنا محمد عبد الحمید غفر لہ اللہ الوحید [محمد عبد الحمید] واقعی قول زید کا صحیح ودرست
ہے اور عمرو کا قول باطل وفضول ہے اسواسطے کہ اللہ پاک نے اپنے نبی مکرم کو ہر طرح کے غیب سے علم
عطا فرمایا ہے خواہ غیب مطلق ہو خواہ غیب اضافی اور علم ماکان وما یکون سے بھی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو علم عطا فرمایا ہے پس حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع علی الغیوب کہنا کفر ہرگز نہیں بلکہ عین
ایمان ہے جیسا کہ علمائے محققین نے ثابت کیا ہے خاتم المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس
سرہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں الا من ارتضیٰ من الرسول یعنی مگر کسیکہ پسند میکند وآن
کس رسول می باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرئیل خواہ از جنس بشر مثل حضرت
محمد وموسیٰ وعیسیٰ علیہم الصلوۃ والسلام کہ اورا اظہار بعضے از غیوب خاصہ خود می فرمایند تا آن غیوب
را بمکلفین میرسانند وتلبیس واشتباہ را از وی بکلی دفع می نمایند تا احتمال خطا و نا راستی اصلا پیرامون آن
نگردد وعامۂ مکلفین کہ بدیدن معجزہ تصدیق رسول بشری نمودہ باشند در وحی ہر بار بران اعتماد نمودہ
در غلط نیفتند وراہ حق گم نکنند ولہذا در انزال وحی احتیاج بلیغ بکار می برد انتہی اور حضرت جدی ومرشدی
قدوۃ السالکین مولانا شاہ عبدالرزاق لکھنوی قدس سرہ اپنے رسالہ انوار غیبیہ میں افاضہ فرماتے ہیں
اور غیب خاص بھی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق نے بتادیا اور بعض انبیا کو اور اولیا کو
بھی اسمیں سے کچھ کچھ بتادیا جسکو جسقدر چاہا پس یہ سب بتادینے سے واقف ہوئے تو ان سب کو
عالم الغیب بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتائے اللہ کے سمجھنا البتہ شرک ہے اور اللہ کے بتانے سے بعض
غیب کا عالم جاننا اور اپنے فہم سے کسی قسم غیب کو انکے علم میں منحصر نہ کرنا عین ایمان ہے اور بالکل انبیا

اور اولیا کو معاذ اللہ علم غیب سے محروم سمجھنا خالی از کفر نہیں ہے اسواسطے کہ اس سمجھ سے بعض آیات قرآنی کا اور وسعت
قدرت حق کا انکار لازم آتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اسقدر اعتقاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے جمیع کائنات کا علم دیا اور غیب سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ دیا خاص ہو یا
مطلق کسی صنف علم غیب سے نفی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درست نہیں اور نہ کل کا احاطہ کر سکتے ہیں اسکو
اللہ ہی کے حوالہ کرنا چاہیے وہی جانے علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت اور کیا تعداد ہے
اور حضرت جد مکرم مقبول بارگاہ صمد جناب مولانا علی محمد لکھنوی قدس سرہ اپنے مجموعہ فتاوے میں تحریر
فرماتے ہیں یعنی در ظاہر امی بودند و در باطن حق تعالی بر جمیع علوم اطلاع دادہ کما فی الشفا للقاضی علیہ
الرحمۃ ہذا اصح انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یکتب ولکن اوتی علم کل شئ انتہی مختصرا و نزد اہلسنت
والجماعت وعلمای باعمل بنصوص صریح بہ ثبوت پیوستہ کہ حق سبحانہ وتعالی آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ
وسلم را بعد بعثت علم اولین وآخرین یعنی علوم ماضیہ ومستقبلہ از بدء خلق تا قیام قیامت بما کان وما یکون
بلکہ تمامی علوم جزوی وکلی واحاطہ آن الہام فرمود زیرا کہ از معجزات باہرات صلی اللہ علیہ وسلم بہ ہر صغیر و
کبیر وہر کہ عقل سلیم واعتقاد کامل دارد ہویدا ودر کتب حدیث وتفسیر مثل آفتاب بر ہر شخص جاہل روشن
وآشکارا است کہ علم سید المرسلین ومحبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ اجمعین وسیع است
بر تمام علوم انس وجن وملائکہ زیرا کہ حق تعالی آن محبوب عالم را احاطہ بر علوم قرآن شریف وعلوم اولین
وآخرین عنایت فرمود چنانکہ حق تعالی ارشاد می فرماید ما فرطنا فی الکتاب من شئ الآیۃ وعلوم
تمامی انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیم مندرج ومنضم اند در علوم صلی اللہ علیہ وسلم وبر جمیع معارف وعلوم وجمیع مصالح
دارین ومعرفت امور شرائع وقواعد دین وسیاست عباد ومصالح امت مرحومہ خویش وامم جمیع انبیا
ورسل واسرار واختلاف شرائع ایشان بالخصوص بالہام الہی اطلاع داشتند اگر ذی عقل سلیم فکر
نماید احادیث متواترہ ومتکاثرہ در باب اشراط الساعۃ وقیام قیامت وشفاعت عظمی ودخول جنت
للمسلمین وکیفیت آنہا ودخول نار للکافرین وحالات بعد از آن انہا وغیرہ موجود اند حضرت ابن عمر
رضی اللہ عنہما مروی است کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیشک حق تعالی برداشت برای من
دنیا را پس من می بینم طرف آن وہرچہ شدنی است تا روز قیامت باینطور کہ کف دست خود را می بینم
وفرمود ابوذر رضی اللہ عنہ کہ نگذاشت ما را رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ومرغ طائری کہ بازوی خود ہا می جنباند

در آسمان مگر علم آنها از من ذکر کرده و یک حدیث از عبدالرحمن بن عائش و دیگر از معاذ بن جبل منقول است
که فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم که دیدم پروردگار خود را در حسن صورت گفت پروردگار پرسید
از من که در چه چیز خصومت میکنند ملائکه گفتم تو عالمی گفت آنحضرت پس نهاد پروردگار تعالی دست
قدرت خود را میانه دو شانه من پس یافتم سردی دست مولی تعالی در میان دو پستان خود پس دانستم
هر چه در آسمان و هر چه در زمین بود و در حدیث دیگر است که روشن و ظاهر شد برای من هر چیز الحدیث
محقق دهلوی علیه الرحمة در تحت این حدیث افاده می فرمایند عبارت است از حصول تمامی علوم جزوی و
کلی و احاطه آن انتهت و همین طور ملا علی قاری علیه الرحمة رقم می فرمایند ای هر چه اذن داده الله برای ظهور از
عالم علویه و سفلیه مطلقا و خصومت ملائکه خصوصا در پیچ مطلب هر یکی می نویسیم تا در فهم آید پس از این
عبارت هر یک بسند کتاب رقم خواهم ساخت و در صحیح مسلم از ابو زید یعنی عمرو بن اخطب مرویست که خواند
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم همراه ما نماز صبح را و به منبر رفته خطبه شروع ساخت تا اینکه زوال شد فرود آمده
نماز ظهر ادا ساخت باز به منبر رفته خطبه خواند تا اینکه وقت عصر آمد نماز خوانده باز خطبه خواند تا اینکه غروب
آفتاب گردید پس خبر داد ما را بما کان و بما هو کائن پس عالم ترین ما حافظ ترین ما است و حضرت عبدالحق
محدث دهلوی در مدارج النبوة افاده فرموده هر که مطالع کند احوال شریف او را از ابتدا تا انتها به بیند که چه
تعلیم کرده است او را پروردگار و افاضه کرده است بروی از علوم و اسرار ما کان و ما یکون بضرورت
حاصل شود او را علم به نبوت او بی غیوب و شکوک و ظنون قوله تعالی وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل
اللہ علیک عظیما صلی اللہ علیہ وسلم وعلی الہ حسب صلہ وکمالہ انتہی و ازین معجزه اگر ملحد بجهت خذلان
انکار کند دیگر برا اجمال آن انکار نیست کما هو مصرح فی الشفاء و فی جمع الجوامع للسیوطی ان اللہ عز وجل
رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کما انظر الی کفی
هذه انتهی و در منح المکیة فی شرح قصیدة الهمزیة لابن الحجر و وسع علمه صلی اللہ علیہ وسلم علوم
العالمین الانس والملائکة والجن لان اللہ تعالی اطلعه علی العالم فعلم علم الاولین والاخرین
ما کان وما یکون کما مر وحسبک فی ذلک القرآن الذی اوتیه صلی اللہ علیہ وسلم ومثله
معه کما صح عنه صلی اللہ علیہ وسلم وقد قال اللہ تعالی ما فرطنا فی الکتاب من شئ
ویلزم من احاطته صلی اللہ علیہ وسلم بالعلوم القرآنیة ومثلها الذی اوتیه

ایضا انہ صلی اللہ علیہ وسلم احاط بعلوم الاولین والاخرین وان علوم ھم مندرجۃ
ومنغمرۃ فی علومہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی وفی المواھب عن ابن عمر رض
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا
والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ وسنح من خواطر الابرار الاخیار
انہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفھم بما یقع فی حیاتہ وبعد موتہ وما قد انحتم وقوعہ فلا سبیل
الی فوتہ وقال ابوذر ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء
الا ذکر نا منہ علما ولا شک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی ازید من ذلک والقی علیہ علم
الاولین والاخرین واما علم عوارف المعارف الالھیۃ فتلک لا یتناھی عددھا وانہ صلی
اللہ علیہ وسلم ینتہی مددھا انتہی ودر شفا رقاضی عیاض رحمہ اللہ مرقوم است ومن
معجزاتہ الباھرۃ ما جمعہ اللہ لہ من المعارف والعلوم وخصہ بہ من الاطلاع علی
جمیع مصالح الدنیا والدین ومعرفۃ بامور شرائعہ وقوانین دینہ وسیاسۃ
عبادہ ومصالح امتہ وما کان فی جمیع الامم قبلہ وقصص الانبیاء والرسل والجبابرۃ والقرون
الماضیۃ من لدن آدم الی زمنہ وحفظ شرائعہم وکتبہم ووعی سیرھم وانباءھم وایام
اللہ فیہم وصفات اعیانہم واختلاف آرائہم ومعرفۃ مدد نہم واعمارھم وحکم حکمائہم
ومحاجۃ کل امۃ من الکفرۃ ومعارضۃ کل فرقۃ من الکتابیین بما فی کتبہم واعلامھم باسرارھا
ومغیبات علومہا واخبارھم بما کتموہ من ذلک وغیرہ الی الاحتواء علی لغات العرب و
غریب الفاظ فرقہا والاحاطۃ بضروب فصاحتہا والحفظ لایامہا وامثالہا وحکمہا ومعانی
اشعارھا وتخصیص بجوامع کلمہا الی المعرفۃ بضرب الامثال الصحیحۃ والحکم البینۃ لتقریب
التفہیم للغامض والتبیین للمشکل الی تمہید قواعد الشرع الذی لا تناقض فیہ ولا تخاذل مع
اشتمال شریعتہ علی محاسن الاخلاق ومحامد الآداب وکل شیء مستحسن مفضل لم ینکر منہ
ملحد ذو عقل سلیم شیئا الا من جہۃ الخذلان بل کل جاحد لہ وکافر بہ من جاھلیۃ اذا سمع
ما یدعو الیہ صوبہ واستحسنہ دون طلب اقامۃ برھان علیہ انتہت مختصرا وفی المشکوۃ عن معاذ
ابن جبل قال احتبس عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ عن صلوۃ الصبح حتی

كدنا نتراءى عين الشمس فخرج سريعا فثوب بالصلوة فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وتجوز
في صلوته فلما سلم دعا بصوته فقال لنا على مصافكم كما انتم ثم انفتل الينا ثم قال اما انى
ساحدثكم ما حبسني عنكم الغداة انى قمت من الليل فتوضأت وصليت ما قدر لى فنعست في
صلوتي حتى استثقلت فاذا انا بربي تبارك وتعالى في احسن صورة فقال يا محمد قلت
لبيك رب قال فيم يختصم الملأ الاعلى قلت لا ادرى قالها ثلثا قال فرأيته وضع كفه بين
كتفي حتى وجدت برد انامله بين ثديي فتجلى لى كل شيء الحديث قال الملا على القاري في
المرقاة اى عما اذن الله فى ظهوره لى من العوالم العلوية والسفلية مطلقا وما يختصم به
الملأ الاعلى خصوصا انتهى وفى المشكوة المصابيح عن عبد الرحمن بن عائش قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربي في احسن صورة قال فيم يختصم الملأ الاعلى قلت انت
اعلم قال فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في
السموات والارض وتلا وكذلك نري ابراهيم ملكوت السموات والارض
وليكون من الموقنين الحديث ودر اشعة اللمعات محقق دهلوى رحمة الله عليه
در تحت اين حديث رقم فرموده اند مروى است از عبد الرحمن بن عائش كه گفت رسول الله
صلى الله عليه وسلم كه ديدم پروردگار خود را در نيكو صورت گفت پروردگار تعالى و پرسيد از
من كه در چه چيز خصومت ميكنند ملائكه گفتم تو داناترى گفت آنحضرتؐ پس نهاد پروردگار
تعالى دست قدرت وانعام خود را درميان دو شانهٔ من پس يافتم سردى دست وتعالے را
درميان دو پستان خود پس دانستم هرچه در آسمان وهرچه در زمين بود عبارت ست از حصول
تمامى علوم جزئى وكلى واحاطهٔ آن وخواند آنحضرت مناسب اين حال وبقصد استشهاد بر امكان
آن اين آيه را وهمچنين نموديم ابراهيم خليل الله عليه الصلوة والسلام را ملك عظيم تمامى آسمانها را
وزمين را وتا آنكه گردد ابراهيم از يقين كنندگان بوجود ذات وصفات وتوحيد واهل تحقيق
گفته اند كه تفاوت است درميان اين دو رويت زيرا كه خليل عليه السلام ملك آسمان وزمين
را ديد وحبيب هرچه در آسمان وزمين بود خالى از ذات وصفات وظواهر وبواطن همه را ديد
وخليل را حاصل شد مراد از يقين بوجوب ذاتى ووحدت حق بعد از ديدن ملكوت آسمان وزمين

الا ھو رابعھم ھو علی العرش وعلمہ فی کل مکان اما خالفھم فی ذلک من یحتج بقولہ انتھی ای کونہ
تعالی رابعھم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذھبی فی کتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السجزی فی کتاب الابانۃ ائمتنا کسفیان الثوری ومالک وحماد بن سلمۃ وحماد بن زید
وعبد اللہ بن المبارک والفضیل بن عیاض واحمد بن حنبل واسحق بن راھویہ متفقون
علی ان اللہ سبحانہ وتعالی بذاتہ فوق عرشہ وان علمہ بکل مکان انتھی کذا فی الانتباہ وقال
الامام الغزالی فی کتاب العقائد من احیاء العلوم واضطر اھل الظاھر الی تاویل قولہ تعالی
وھو معکم اینما کنتم اذ حمل ذلک بالاتفاق علی الاحاطۃ والعلم انتھی والاحاطۃ فی قولہ
بمعنی العلم والادراک کما فی تعریفات الجرجانی الاحاطۃ ادراک الشیء بکمالہ ظاھرا وباطنا
انتھی وقال الامام فخر الدین الرازی فی التفسیر الکبیر فی قولہ تعالی وھو معکم اینما کنتم
قال المتکلمون ھذہ المعیۃ اما بالعلم واما بالحفظ والحراسۃ وعلی التقدیرین فقد انعقد
الاجماع علی انہ سبحانہ لیس معنا بالمکان والجھۃ والتحیز فاذن قولہ تعالی وھو معکم
لابد فیہ من التاویل انتھی وقال العلامۃ سعد الدین التفتازانی فی رسالتہ فاضح الملحدین فی رد
قول الوجودیۃ ان المعیۃ ذاتیۃ واما استدلالھم بالسمع فبقولہ تعالی وھو معکم اینما کنتم وقولہ تعالی
فلا ادنی من ذلک ولا اکثر الا ھو معھم والجواب ان المراد بالمعیۃ ھھنا علی ما اجمع علیہ المفسرون بالعلم ونحوہ لا بنفس
الذات انتھی وقال الامام مجدد الالف الثانی فی المکتوب الحادی والثلثین من المجلد الاول — علوم سابق
کہ مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند و بزوال آن درد ند احاطہ و سریان از قرب و معیت ذاتیہ کہ دراں مقام
منکشف شدہ بود منتفی گشتند و بہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ با عالم ازین نسبتہای مذکورہ
ہیچ ثابت نیست احاطہ و قرب او تعالی علمی است چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ سعیھم الی ان قال عجب
است کہ شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او ذات واجب تعالی را مجہول مطلق گویند و محکوم ہیچ حکمے
ندانند مع ذلک احاطہ ذاتی و قرب و معیت ذاتیہ اثبات نمایند وما ھو الا حکم علی الذات
تعالی وتقدس فالصواب ما قالہ العلماء من اھل السنۃ من القرب العلمی والاحاطۃ العلمیۃ انتھی
ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف و خلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب
اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقہ ملحدہ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

وقبیل من العلم الغیب فی قال السیوطی من الاحکام والغیب وقال اللہ تعالی وماھو علی
الغیب بضنین بالضاد فی قراءۃ نافع المولی وابن عامر الشامی وحمزۃ وعاصم الکوفی
وقرء ابن عمرو البصری وعلی الکسائی الکوفی بظنین بالظاء قال الخازن فی تفسیرہ
وماھو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب ای الوحی ومن خبر السماء وما اطلع علیہ
مما کان غائبا علیہ من الانبیاء والقصص بظنین ای غنیهم والظنة التهمة وقرء
الآخرون بالضاد ای ببخیل یقول انہ یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم
ولا یکتمہ کما یکتم الکاھن ما عندہ حین یاخذ علیہ حلوانا وھو اجرۃ الکاھن
انتہی وقال البیضاوی وماھو وما محمد علی الغیب علی ما یخبرہ من وحی اللہ
وغیرہ من الغیوب بظنین ای بمتہم من الظنة وقرء بضنین من الضاد ھو
البخل ای لا یبخل فی التبلیغ والتعلیم انتہی فثبت مما ذکرنا ان اللہ جل جلالہ اطلع
نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب فلا یبخل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی تعلم ذلک
الغیب وتبلیغہ بل یعلمہ ویبلغہ انتہی اور اسی کتاب میں ہے واما سعۃ علمہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالکائنات فقد اخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بما خلق اللہ من العرش الی ما تحت الثری
وقد ذکر منہا السیوطی فی الھبۃ السنیۃ واخرج البخاری فی صحیحہ عن عمر یقول قام فینا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل
النار منازلھم حفظ ذلک من حفظہ ونسیہ من نسیہ فی عمدۃ القاری الغرض انہ اخبر
عن المبدء والمعاش والمعاد جمیعا قال فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد احوال
المخلوقات من ابتدائہا الی انتہائہا وفی ایراد ذلک کلہ فی مجلس واحد امر عظیم من
خوارق العادۃ وکیف وقد اعطی جوامع الکلم انتہی ایسا ہی نقل کیا ہے اسی کتاب میں ملا
علی قاری اور طیبی اور عسقلانی سے اور بھی اسی کتاب میں ہے واخرج مسلم واحمد عن ابی زید الانصاری
قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الصبح وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت
الصلوۃ ثم نزل فصلی الظہر ثم صعد المنبر فخطبنا ثم العصر کذلک حتی غابت الشمس
فحدثنا بما کان وما ھو کائن فاعلمنا احفظنا واخرج ابوداؤد عن حذیفۃ بن الیمان انہ

قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک
الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء
وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاعرفہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل
اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ ثم قال حذیفۃ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوہ واللہ
ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من معہ ثلثمائۃ
فصاعدا الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ وقبیلتہ انتہی اور بھی اسی کتاب میں ہے واخرج الطبرانی
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا
انظر الیہا والی ما ہو کائن الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ قال الزرقانی قد رفع
ای اظہر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیہا کانما انظر الی کفی بہذہ
الاشیاء الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال انہ اریدبالنظر العلم ولا یرد انہ اخبار
ممن شاہدہ فلا یکون غیبا لان اخبارہ بذلک اخبار عن غیب عن الناس ثم یعلم
باعتبار صدقہ ووجوب اعتقادہ بقولہ ان کل ما علمہ الناس بعدہ من جملۃ ما راٰہ
حین کشفت لہ الدنیا صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و اخرج احمد والطبرانی عن ابی ذر لقد
ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ من السماء الا ذکر لنا منہ
علما وفی روایۃ الا ذکر لنا منہ علما قال الزرقانی ذکر لنا من طیرانہ علما یتعلق بہ فکیف
بغیرہ مما یہمنا فی الارض وہذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلا تارۃ واجمالا اخری
والمعنی ما ترک شیئا الا بینہ لنا بحیث لا یخفی علینا شیء بعدہ وقد کان خطب قبل
وفاتہ خطبا اطال فیہا مرۃ من الصباح الی الظہر ای قبل الغروب لم یدع شیئا الا بینہ
لاصحابہ انتہی واخرج مسلم فی صحیحہ عن ثوبان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان اللہ زوی لی الارض حتی رأیت مشارق الارض ومغاربہا وان امتی سیبلغ
ملکہا ما زوی لی منہا انتہی اور بھی اسی کتاب میں ہے واخرج الترمذی عن عبد اللہ
ابن عمر قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدہ کتابان فقال اتدرون ما ہذان
الکتابان فقلنا لا یا رسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنی ہذا کتاب

من رب العالمین فیہ اسماء اہل الجنۃ واسماء اٰبائہم وقبائلہم ثم اجمل علیٰ اٰخرہم فلا یزاد
فیہم ولا ینقص منہم ابدا ثم قال للذی فی شمالہ ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اہل النار واسماء
اٰبائہم واسماء قبائلہم ثم اجمل علیٰ اٰخرہم فلا یزاد فیہم ولا ینقص منہم ابدا الی ان قال ثم قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدیہ فنبذھما ثم قال فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنۃ وفریق فی
السعیر انتہی اور اسی کتاب میں ہے واخرج مسلم من طریق المرادی عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی حدیث صلوۃ خسوف الشمس قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت فی مقامی ھذا
کل شیء وعدتم حتی لقد رأیتنی ارید ان آخذ قطفا من الجنۃ حین رأیتمونی جعلت اتقدم ولقد رأیت جہنم
یحطم بعضہا بعضا حین رأیتمونی تأخرت ورأیت فیہا عمرو بن لحی وھو الذی سیب السوائب
اور اسی کتاب میں ہے واخرج الدیلمی من حدیث ابی رافع وام حبیبۃ والحاکم من
حدیثہا فانہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلت لی امتی فی الماء والطین
وعلمت الاسماء کلہا کما علم اٰدم الاسماء کلہا وفی روایۃ الدنیا بدل امتی واخرج
الطبرانی وایضا المقدسی عن حذیفۃ بن اسید بن خالد الغفاری قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی البارحۃ لدی ھذہ الحجرۃ اولہا واٰخرہا
قیل یا رسول اللہ عرض علیک من خلق فکیف من لم یخلق فقال صوروا لی فی الطین
حتی انی لاعرف بالانسان منہم من احدکم بصاحبہ انتہی اور اسی کتاب میں ہے
واخرج الدارمی والنسائی عن عبد الرحمٰن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رأیت ربی فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت انت اعلم
فقال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین یدی فعلمت ما فی السمٰوات و
الارض وتلا وکذٰلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین
خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی تعلیم علم غیب ہوئی جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے
ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ بیان کردیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیزیں جو اللہ نے پیدا کیں عرش
سے تحت الثریٰ تک ان میں سے بعضوں کو سیوطی نے ذکر کیا ہے جیسا کہ سنتے ہیں اور روایت کیا
ہے بخاری نے اپنی صحیح میں عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ قیام فرمایا ہمارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک زمانہ مین پس خبر دی ہمکو آپ نے شروع پیدائش خلق سے وہانتک کہ داخل ہونگے اہل جنت اپنے اپنے درجون مین اور اہل نار اپنی اپنی جگہون مین یاد رکھا اُسکو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اُسکو جس نے بھلا دیا عمدۃ القاری مین ہے غرض اس سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی مبدء اور معاش و معاد سب کی اور کہا صاحب عمدۃ القاری نے اسمین ثبوت ہے اس بات کا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس مین تمام مخلوقات کے حالات ابتدا سے انتہا تک بیان کیے اور بیان کرنا کل احوال کا ایک ہی مجلس مین یہ امر عظیم خوارق عادت کا ہے اور کیونکر نہو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوامع کلم عطا کیے گئے ہین اور روایت کیا ہے مسلم و احمد نے ابی زید انصاری سے کہا اُنھون نے نماز پڑھی ہمارے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی اور منبر پر چڑھ گئے پس خطبہ پڑھا یہانتک کہ نماز ظہر کا وقت پہونچ گیا پھر اُترے اور نماز پڑھی آپ نے ہمارے ساتھ ظہر کی پھر منبر پر چڑھ گئے پس خطبہ پڑھا پھر عصر کی نماز کے وقت نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ غروب ہوگیا آفتاب پس بیان کر دیا ہمسے ماکان و مایکون کو پس زیادہ عالم ہم لوگون مین وہی ہے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے اور روایت کی ہے ابو داؤد نے حذیفہ بن یمان سے کہا اُنھون نے کہ کھڑے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مین ایک مرتبہ پس نچھوڑا اُس قیام مین کسی چیز کو جو ہوگی قیام قیامت تک مگر بیان کر دیا اُسکو یاد رکھا اُسکو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اُسکو جس نے بھلا دیا میرے ساتھی اُس سے آگاہ ہین اور جب کوئی بات اُنمین سے ہوتی ہے اور مین بھولا ہوتا ہون تو اُسکو خیال کرتا ہون مجکو یاد آجاتی ہے جیسا کہ یاد کرتا ہے ایک شخص دوسرے شخص کے چہرے کو جب غائب ہو جاتا ہے اُس سے پھر جب دیکھتا ہے پہچان لیتا ہے پھر کہا حذیفہ نے نہین جانتا ہون مین کہ میرے ساتھی بھلا دیے گئے ہین یا خود اُنھون نے کسی وجہ سے بھلا دیا ہے قسم خدا کی نہین چھوڑا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنہ برپا کرنے والے کو دنیا پوری ہونے تک جسکے ساتھی تین سو آدمی یا اُنسے زیادہ ہون مگر بتادیا ہمکو اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام اور اُسکے قبیلہ کا نام اور طبرانی مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ جلشانہ نے بلند کیا میرے لیے دنیا کو پس مین اُسکو دیکھتا ہون اور جو ہونے والا ہے اُسمین قیامت کے دن تک جیسا دیکھتا ہون مین اپنی ہتیلی کو زرقانی لکھتے ہین قدمر فہوالی بینے

بتحقیق ظاہر کردی گئی اور کھولدی گئی میرے لیے دنیا اس طرح پر کہ مین نے احاطہ کر لیا کل چیزونکو
جو اس مین ہین کا نما انظر الی کفی یعنے گویا کہ دیکھتا ہون مین اپنے کف دست کو اس مین اشارہ
اس جانب ہی کہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کو حقیقۃً دیکھا شرع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس قول سے یہ احتمال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نظر سے علم ہین ہو اسپر اعتراض نہین ہو سکتا یہ
خبر دینا مشاہدہ سے ہی پس غیب نہین اسلیے کہ اسکی خبر دنیا خبر دینا ہو اُس چیز کے کہ جو لوگون سے پوشیدہ
و غائب ہو پھر اسوجہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہین اور آپ کے قول کا اعتبار واجب ہو کہ جو
کچھ لوگون نے بعد آپکے مشاہدہ فرمایا وہ منجملہ اُن اشیا کے ہی جنکو آپ دیکھ چکے جب دنیا بلند
کرکے روبرو آپکے کی گئی اور روایت کیا ہو احمد اور طبرانی نے ابی ذر سے کہ کہا اُنھون نے بتحقیق نہین
چھوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس حال مین کہ جو چڑیا کہ اپنے پرونکو آسمان پر ہلاتی
ہو مگر ذکر کردیا ہمسے اُسکا علم زرقانی نے کہا ہو کہ ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے اُڑنے
سے وہ علم جو اُسکے متعلق ہو پس کیونکر چھوڑے دوسرے علوم جو ہمکو مہم ہین یہ تمثیل ہو اس بات کی کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شئے کو تفصیل وار کبھی اور بطور اجمال کبھی بیان کیا اور معنی یہ ہوے کہ نہین
چھوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو مگر بیان کردیا اُسکو ہمسے اسطرح کہ نہین پوشیدہ رہی
ہمپر کوئی چیز بعد آپکے اور پڑھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل وفات فرمانے کے چند خطبے کبھی
اُسمین طول دیا آپنے صبح سے ظہر تک اور کبھی ظہر سے مغرب کے قریب تک نہین چھوڑا کسی چیز
کو مگر بیان کردیا اپنے صحابہ سے اور روایت کیا ہو مسلم نے اپنے صحیح مین ثوبان سے بتحقیق رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ نے میرے لیے سمیٹ لیا زمین کو یہانتک کہ دیکھا مین نے
مشارق ارض و مغارب ارض کو جہانتک ملک میرا پہونچیگا وہ وہی ہی جو میرے لیے سمیٹا گیا اور
روایت کیا ہو ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے کہا اُنھون نے کہ نکلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور
ہاتھ مین اُنکے دو کتابین تھین پس فرمایا آپنے کہ جانتے ہو یہ کون کتابین ہین کہا ہمنے کہ نہین یا
رسول اللہ مگر یہ کہ بتادے ہمکو پس فرمایا اُسکو جو آپکے داہنے ہاتھ مین تھی کہ یہ کتاب پروردگار عالم
کی جانب سے ہی اسمین نام جنت والون کے اور اُنکے باپون اور اُنکے قبیلون کے ہین پھر مجموعہ اسکا
فرمادیا پس نہ زیادتی ہوگی اُنمین نہ کمی ہوگی اُنمین سے کبھی پھر فرمایا اُس کتاب کے لیے جو بائین

ہاتھ مین تھی کہ یہ کتاب پروردگار عالم کی جانب سے ہے اس مین اہل دوزخ کے تمام ہین اور اُن کے
باپون کے اور اُنکے قبیلون کے پھر جملہ اُسکا بیان فرما دیا پس نہ زیادتی ہوگی اُنمین نہ کمی ہوگی اُنمین
سے کبھی اسکے بعد حدیث مین ہے پھر اشارہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھون سے
پھر پھینک دیا آپنے اُن دونون کتابون کو یعنے آسمان کی جانب پھر فرمایا فراغت پاچکا پروردگار تمھارا
اپنے بندون سے پھر ایک گروہ جنت مین اور ایک دوزخ مین اور روایت کیا ہے مسلم نے بروایت
مرادی کے حضرت عائشہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث صلوۃ خسوف شمس مین کہا حضرت
عائشہ رضہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی مین نے اس جگہ مین ہر چیز جس کا تمسے وعدہ
ہے یہانتک کہ دیکھا مین نے اپنے کو کہ لیا چاہتا ہون مین خوشۂ انگور جنت کو جب تمنے مجھے دیکھا آگے
بڑھتے ہوے اور دیکھا مین نے جہنم کو کہ بعضے بعضون کو شکستہ کرتے ہین جب تمنے دیکھا کہ مین پیچھے ہٹا
اور مین نے دیکھا اُس مین عمرو بن لحی کو جس نے اول سانڈ چھوڑوا دیے تھے اور روایت کیا ہے دیلمی نے
ابی رافع وام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے اور حاکم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے کہ کہا اُن دونون نے کہ فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنائی گئی میری امت میرے واسطے پانی اور مٹی سے اور جتایا گیا مین کل نام
جیسا کہ آدم کو کل نام بتا دیے گئے اور ایک روایت مین امت کی جگہہ پر دنیا وارد ہوا ہے یعنی دنیا بھر مجکو دکھا دیگئی
اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور مقدسی نے بھی حذیفہ بن اسید ابن خالد غفاری سے کہا انھون نے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی گئی شب گذشتہ کو مجھپر میری امت پہلی اور پچھلی اس حجرہ کے پاس پس
کہا گیا یا رسول اللہ پیش کی گئی آپ پر جو پیدا ہو چکی تو کیونکر پیش کی گئی جو ابھی پیدا نہین ہوئی ہے پس
فرمایا آپ نے اُنکی صورتین مٹی مین میرے لیے ظاہر کی گئین یہانتک کہ مین پہچانتا ہون اُنمین سے
ہر ایک انسان کو زیادہ تمھارے پہچاننے سے اپنے ساتھی کو اور روایت کیا ہے دارمی اور نسائی نے عبد الرحمن
بن عابس سے کہ کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مین نے اپنے پروردگار کو
اچھی صورت مین فرمایا مجھسے اُس نے کہ کس بات مین جھگڑتے ہین ملاء اعلیٰ کہا مین نے خدا زیادہ
جانتا ہے فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پس رکھا خدا نے اپنے کف کو درمیان میرے دونون شانون کے
پس پائی مین نے ٹھنڈک اُسکی اپنے سینہ مین پس جان لیا مین نے جو کچھ آسمان اور زمین مین
ہے اور پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وکذالک نری ابراھیم الآیۃ یعنے اسی طرح

دکھاتے ہین ہم ابراہیم کو ملک آسمان و زمین اسلیئے کہ وہ یقین والون مین ہون اور بہت سی احادیث ہین جن سے معلوم ہوتا ہی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے بہت کچھ علم غیب عطا فرمایا ہو اس مسئلہ کی تحقیق حضرت استاذی دام فیوضہم نے اپنے رسالہ مذکورۃ الصدر مین بہت بسط و تشریح کے ساتھ کی ہی فلیراجع واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری]

فی الواقع غیب خاص جسکو غیب حقیقی بھی کہتے ہین وہ ہی کہ کسی مخلوق کو جناب باری عز اسمہ کے بغیر بتائے کسی طرح معلوم نہو سکے مثلا کنہ ذات و صفات باری عز اسمہ وغیرہ مخصوص بذات خاص تعالی شانہ ہو اس مین کسی کی شرکت نہین لیکن غیب مطلق جسکو غیب اضافی بھی کہتے ہین وہ یہ ہے کہ جسکو حواس البشریہ نہ پہونچ سکین مثلا حشر و نشر و جنت و دوزخ کے احوال وغیرہ کہ حواس البشری اسکے ادراک سے قاصر ہین مخصوص بذات شانہ تعالی نہین بلکہ جس مخلوق کو اس مین سے جس قدر قرین مصلحت تھا حضرت الوہیت نے بتا دیا خواہ مخلوق ملک ہو یا بشر اور بتا دینے کے بعد وہ غیب اس مخلوق کے حق مین غیب نہین رہتا بلکہ من قبیل مشاہدہ ہو جاتا ہی اگرچہ دوسرون کے حق مین وہ غیب غیب ہی رہے پس محققین اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نسبت علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ عموم احادیث یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے جمیع کائنات کا علم دیا اور غیب ان سے بھی خاص ہو یا مطلق بہت کچھ دیا جسکا علم اسکو ہی اسکو نہ کسی فرد کے لیے من کل افراد کے قائل ہو سکتے ہین اور جو کچھ علم حضور کو دیا گیا وہ سب حضور پر من قبیل شہادت ہو گیا جسکی حقیقت واقعی حضور کو معلوم ہوگی اسی کو عین العلم بھی کہتے ہین اسی بنا پر حضور نے فرمایا ہی کہ مین غیب کو نہین جانتا ہون پس زید بر سر حق ہی اور اسکا قول کفر نہین بلکہ عین ایمان ہی اور عمرو کا قول باطل بلکہ قریب کفر کے ہی علم یا کسی اور صفت کمال کے سلب ہو جانیکا قائل ہونا ذات پاک سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والتحیات سے کمال سوء ادب بلکہ قریب کفر کے ہی۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ [محمد عبد العزیز] **وما توفیقی الا باللہ** واقعی آیہ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو اور قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وغیرہ اکثر آیات سے جو اس معنی مین ہین علی التواتر یہ امر ثابت ہی کہ علم غیب تمام جزئیات و کلیات کا ذات اقدس خالق اکبر تعالی شانہ کے مختصات سے ہی کسیکو اس مین شائبہ شرکت کا بالذات نہین ہے اسیوجہ سے

آیۂ کریمہ لو کنت اعلم الغیب الخ مین بھی انکار غیب دانی رسول کریم ارشاد ہوا اور یہ سب آیات
محکمات تنزیل سے ہین کوئی محتمل نسخ و تاویل کی نہین ہو البتہ آیۂ کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی
غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول مین جو استثناء رسول مرتضی کا اظہار غیب کیلیے ارشاد
ہوا تو بظاہر معارض پایا گیا اور تعارض کی دو قسمین ہین ایک حقیقی جسکا حکم تساقط ہو وہ یہان محتمل بھی
نہین ہو دوسرے صوری جسکا حکم ترجیح یعنے اثبات قوت و قربت احد المتعارضین مین یا توفیق یعنی
جمع بین المتعارضین بوجہ من الوجوہ ہین کما فی کتب الاصول اسی بنا پر حضرات مفسرین نے بغرض
توفیق و ترجیح ارشاد فرمایا کہ علم غیب نا متناہی بوجہ الکمال مختصات حضرت الوہیت جل شانہ و عز برہانہ
سے ہی جو اکثر آیات سے ثابت ہو کسی غیر کو اُس مین شائبۂ شرکت جزئیہ یا کلیہ کا بالذات اصلاً و مطلقاً
نہین ہو مگر اظہار بعض غیوب کا موافق آیۂ الا من ارتضی من رسول کے تکمیل مرتبۂ رسالت کے
لیے بذریعۂ وحی کے ہر ایک رسول پر موافق اسکے مرتبہ کے من جانب اللہ فرمایا گیا ہو اور جو کچھ اظہار
مغیبات حضرت رسول پر فرمایا گیا ہو وہ حضرت الوہیت کے علم غیب نا متناہی کے مقابلہ مین اقل القلیل
ہی اسلیے جو ہے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر مین آیۂ کریمہ الا من ارتضی من
رسول الخ کے تحت مین بعضے از غیوب خاصہ ارشاد فرمایا ہو اور شروانی نے حاشیۂ بیضاوی
مین بعضہ بل اقل القلیل لکھا ہو اور صاحب تفسیر الرحمن نے لا یطلعون علی جمیع الغیوب
لکھا ہو عبارتین ان سب کتابون کی جابجا ماسبق مین منقول ہین اور اسی بنا پر ابو سعود وغیرہ نے
اپنی تفسیر مین غیب کی دو قسمین لکھی ہین ایک وہ جس پر دلیل نصب نہین ہو وہ حضرت رب العزت
جل شانہ کیلیے مختص ہو اور آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب الخ سے بھی یہی غیب مراد ہو دوسرے
وہ غیب جس پر کوئی دلیل نصب ہو مثل صانع تعالی اور اسکی صفات کے اور نبوت انبیا اور احکام شرائع
متعلقہ نبوت اور احوال قیامت بعث و نشور حساب وغیرہ جو امور غیب بنصب دلیل ثابت ہین
اسی قسم ثانی مین داخل ہین اس تقسیم سے بھی یہی امر ثابت ہو کہ غیب قسم اول پر کسیکو آگاہی نہین
ہوئی مگر ہان غیب قسم ثانی پر بدلالت وحی ہر ایک رسول کو موافق اسکے رتبہ کے اللہ جل شانہ نے
آگاہی عنایت فرمائی ہو اور اسی تقسیم کے موافق علماے عقائد نے بھی تقسیم علم کی فرمائی ہو یعنے علم
کی دو قسمین ہین ایک علم بے سبب جو مختص بذات تعالی الہ جل مجدہ ہو دوسری علم بسبب

مشترک تمام مخلوقات مین ہی اور اسباب علم کے داخلی وخارجی کثیر ہین منجملہ اُنکے ایک سبب خبر صادق
بھی ہی اور خبر صادق کی ایک قسم وحی منزل من اللہ ہی اور وحی کی بھی دو قسمین ہین ایک متلو اور دوسری
غیر متلو متلو یعنی قرآن کریم جسکی تلاوت ناموس الٰہی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی اور آپنے
اہل ایمان پر فرمائی یا جس کی تلاوت نماز مین جائز ہی اور ثانی حدیث شریف جسکی تلاوت ناموس الٰہی
نے آپ پر نہین فرمائی اور نہ آپ نے اہل ایمان پر فرمائی اور تلاوت اُسکی نماز مین جائز نہین ہے
اس بیان سے علماے عقائد کے بھی یہی ثابت ہی کہ تمام یا بعض غیب کا علم کسی رسول کو حاصل نہین
ہوا الا موافق خبر صادق کے جو کچھ کسی رسول کو اللہ جل شانہ نے آگاہی عطا فرمائی اُس سے انکار بھی
ہرگز نہین چاہیے اب یہ شبہہ ضرور ہی کہ آیۂ کریمہ الا من ارتضی مین علی غیبہ ارشاد ہوا جو کل پر
دلالت کرتا ہی علی بعض غیبہ نہین ارشاد ہوا اور بعض احادیث مین بھی لفظ کل بلکہ کل شئی ارشاد
ہوا اس صورت مین مفسرین نے لفظ بعض یا اقل القلیل کو کیون اختیار کیا اسکے دو جواب
ہین اول یہ کہ اصولیین کے نزدیک کل کی تین صورتین ہین ایک کل مجموعی دوسرے کل
افرادی جیسے بولتے ہین لکل واحد منھما تیسرے وہ جزو جسکو کوئی نسبت معینہ
کل کی جانب ہو اور بعض کے اقسام نہین ہین قلیل وکثیر ایک ہی ہے اس قاعدہ اصول
کے موافق اگر کل مجموعی کو بدلالت ظاہر لفظ غیبہ کے اختیار کرتے تو اُن آیات متواترہ
کے خلاف ہوتا جن کی قربت وکثرت ثابت ہی لہذا لفظ بعض اور اقل القلیل کو اختیار کیا اور
جواب ثانی یہ ہی کہ وہ احادیث جنمین لفظ کل ارشاد ہوا ہے متواترہ نہین ہین مختلفہ بھی ہین اس وجہ
سے اُنکا اعتبار آیات متواترہ اور ظاہر کتاب کے مقابلے مین نہین ہو سکتا ہی جیساکہ شرح عقائد النسفی
مین ہی کہ خبر آحاد بالعموم اور آحاد مختلفہ بالخصوص جبکہ مخالف ظاہر کتاب کے ہون تو اعتقادیات مین معتبر
نہین اگرچہ اُن جمیع شرائط کو شامل ہون جو اصول فقہ مین مذکور ہین اور اگر اُن احادیث کا تواتر بھی
ثابت ہو تو بھی موافق اصول کے اپنے معنی سے مصروف ہونگے والا ترک اولی پر محمول ہونگے اسکی بھی
تصریح دوسرے مقام مین شارح عقائد نسفی نے کی ہی الحاصل موافق آیات متواترہ کے حضرات
مفسرین اور علماے عقائد سے اطلاع بعض غیب کی جو بسبب وحی ہر ایک رسول کے لیے موافق اُنکی
[illegible] کے بالعموم اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے لیے آپکی شایان شان سے

سب اکثر و اوفر کتاب اور سنت سے بالخصوص ثابت کردی ہی اور وہ حق ہی اسمین کوئی وجہ شک و شبہہ کی نہین ہی کہ جو کچھ قرآن کریم اور احادیث صریح مین ہی اُس کل کی اطلاع آپکو بوجہ کمال دیگئی اور وہ علم ماکان و مایکون سب کو شامل ہی الا نہ کل مجمل اور نہ کل مفصل بلکہ کہین مجمل اور کہین مفصل ہی بنا برعلی ذلک محققین علمانے کل مجموعے سے احتراز کرکے یہ ثابت کردیا کہ شرعاً اطلاع تفصیلی جمیع یہ ثابت نہین اور جو اسرار آپکو ملہم یا منکشف ہوے اور اُنکا اظہار آپنے نہین فرمایا یا جن علوم سے آپنے انکار فرمایا وہ قرآن وحدیث مین بھی نہین ہین انکا علم بھی سواے اللہ جل شانہ کے کسیکو نہین ہی اس لیے اُنکا ذکر اجمالی بھی نہین ہوسکتا ہی پس عمرو اور زید ہر ایک ایماندار کو تصدیق اس بات کی کرنا واجب ہی کہ علم غیب نامتناہی اللہ جل شانہ کی ذات خاص کے لیئے ہے اُس علام الغیوب نے ہر ایک رسول کو موافق اُسکے رتبہ کے بعض غیوب پر آگاہی عنایت فرمائی ہی ہرگاہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کا مرتبہ عند اللہ تمام رسل ملکی اور بشری سے اعلی ہی لہذا آپکو حضرت باری عز اسمہ نے موافق آپ کے مرتبہ اور نبوت عامہ کے تمام رسل سے اکثر و اوفر آگاہی ماکان ومایکون و دیگر مخفیات پر جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی بالیقین عنایت فرمائی اُس سے انکار جہانتک ضروریات دین ما جاء بہ الرسول سے ہوگا واجب تکفیر ہوگا والا مثل ارباب تاویل کے فساد اعتقاد ضروری ہی اور جو علم آپکو حضرت علام الغیوب نے عطا فرمایا تھا وہ غیب نہین بلکہ متیقن و بدیہیات ہین مثل آپکے محسوسات اور بدیہیات کے تھا اُس علم مین آپکے احتمال نقیض و تشکیک مشکک اور انکار کو اصلا دخل نہین ہی جس طرح آپ کی حیات مین تھا اُسی طرح تا قیام قیامت رہے گا کمال سوء عقیدت اور سوء ادب ہے کہ آپکے زوال علم کا خیال کیا جائے نعوذ باللہ من عقائد الباطل اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے فقیر نے چند روز مین جو کچھ کتب معتبرہ سے استنباط کیا ہی اُسکو علیحدہ جمع کرکے ایک مختصر رسالہ موسوم بہ دافع الریب عن مسألۃ علم الغیب مرتب کردیا ہی یہ سب اُسکا لب لباب ہی من شاء التصریح فلیراجع الیہ واللہ اعلم وحکمہ احکم حررہ ابو سعید محمد عبد الخالق غفر لہ العلیم الخالق [ابو سعید محمد عبد الخالق]

سوال ۲۹ — کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ علم غیب کے بابت زید کا عقیدہ یہ ہی کہ عالم الغیب کا رتبہ سواے اللہ جل شانہ کے اور کسیکو نہین ہی اللہ نہ صفت عالم الغیب سے دیگر انبیا علیہم السلام یا حضرت محمد حبیب اللہ

علیہ وسلم کو موصوف کرنا چاہیے کیونکہ یہ صفت خداوندکریم کے واسطے مخصوص ہے قولہ تعالیٰ قل لا یعلم
من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی
السوء قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ان ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں غیوبیہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل قصص انبیائے سابقہ اور حالات بہشت اور دوزخ و قیامت و
اور ذکر بعث ونشر و حشر وغیرہ کا بذریعہ کشف و وحی والہام بیان فرمایا لیکن اللہ پاک نے اپنا کل
علم غیب آنحضرت صلعم کو نہیں عطا فرمایا لہذا اطلاق لفظ عالم الغیب کا آنحضرت صلعم پر نہیں ہوسکتا
ہے پس بموجب حکم شرع شریف کے زید کا عقیدہ کیسا ہے بینوا توجروا ھو المصوب
فی الحقیقت عالم الغیب سوا خدا کے کوئی نہیں جناب باری جل جلالہ نے علم غیب کسی مخلوق کو
نہیں دیا اور نہ انبیاء اور مرسلین کو غیب پر آگاہی عنایت کی ہے مدارک میں ہے (ما کان اللہ
لیطلعکم علی الغیب) ما کان اللہ لیوتی احدا منکم علم الغیب فلا تتوھموا عند اخبار
الرسول بنفاق الرجل واخلاص الآخر انہ اطلع علی ما فی القلوب اطلاع اللہ فیخبر
عن کفرھا وایمانھا (ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء) ولکن اللہ یرسل الرسل
فیوحی الیھم ویخبرھم بان فی الغیب کذا وان فلانا فی قلبہ النفاق وفلانا فی قلبہ
الاخلاص فیعلم ذالک من جہۃ اخبار اللہ لا من جہۃ نفسہ انتہی
پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء و مرسلین کو من الخیر وما مسنی السوء اور لا یعلم من
فی السموات والارض الغیب الا اللہ البتہ بہت سے امور غیبیہ پر جناب باری نے آگاہی عنایت
فرمائی ہے ان امور غیبیہ سے آپ بخوبی واقف ہیں جو شخص قرآن مجید اور احادیث کریمہ کو آنکھ کھول کر
دیکھے گا جان لیگا کہ کیا کچھ امور ماضیہ ومستقبلہ دنیاویہ واخرویہ پر آپکو اطلاع عنایت فرمائی گئی ہاں بہت
وہ بھی امور غیبیہ ہیں جس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں دیگئی جیسے کہ خدا
اور وہ اسم جنکو دعا میں آپ نے فرمایا او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک وغیر ذالک پس کل
غیب پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں فرمائی گئی البتہ جن امور پر اطلاع فرمائی گئی وہ
بہ نسبت غیب حضرت حق جل جلالہ کے اقل قلیل ہیں مگر بہ نسبت دوسری مخلوق کے اکثر کثیر ہیں پس
عالم الغیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کہنا چاہیے بلکہ مطلع علی کثیر من الغیب باطلاع اللہ کہنا چاہیے

اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ زید کا کہ عالم الغیب بجز خدا کے کوئی نہیں ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو اُس نے مطلع بہت کچھ غیوب پر فرمایا ہی اور کل غیب آپکو نہیں دیے گئے اور عالم الغیب آپکو نہ کہنا صحیح ہی اور تحقیق جملہ متعلقات مسئلہ علم غیب کے فقیر نے اپنے رسالہ مین بخوبی کردی ہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی سامحہ اللہ یوم التلاقی۔ فی الواقع عالم الغیب منحصر حق تعالی مین ہی غیر کو عالم الغیب کہنا ناجائز ہو اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغیبات کثیرہ پر مطلع فرمائے گئے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عین القضاۃ عفی عنہ۔ واقعی علم غیب مختص بجناب باری عز شانہ ہی اور اُسی کا علم اجمالی قبل وجود و حضور اشیا محیط جملہ کلیات و جزئیات کو علی سبیل التفصیل والکمال ہی ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین لکھتے ہین وبالجملہ فالعلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ الا من ارتضی من رسول پر اظہار مغیبات کا موافق مصلحت حکمت کے کیا گیا ہی لیکن وہ بعد اظہار جناب باری کے علم بالغیب نہین بلکہ بالشہادۃ ہی اسیوجہ سے حصر علم غیب مختص بجناب باری بدون استثنا کے ارشاد ہوا ہی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ البتہ اظہار غیب کی نفی سے استثنا کی گئی فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور یہ مرتبہ اظہار مغیبات کا حضور حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال نہین ہی بلکہ دیگر حضرات کو بھی عطا ہوا ہی چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین تحت قولہ تعالی الا من ارتضی من رسول لکھا ہی ھذا یعم الرسول الملکی والبشری البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار و کشف تمام خلق کی نسبت سے بدرجہا زائد ہے جسکا علم اللہ کو ہی لیس عقیدہ زید کا صحیح و درست ہی اور اطلاق عالم الغیب کا غیر خدا پر موہم شرک کا ہی اور اعتقاد غیر خدا کے عالم الغیب ہونے کا کفر ہی جیسا کہ حضرات علمای حنفیہ نے تصریح کی ہے فی شرح الفقہ الاکبر لعلی القاری ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب معارضۃ قولہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسامرۃ واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر اللہ لو حید

ابو الغناء محمد عبد المجید | صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

محمد عبد العزیز | واقعی علم غیب سوائے اللہ جل شانہ کے اور کسیکو نہین ہی اُسی کی صفت مختص ہ

سے ہی کما فی شرح عقائد النسفی العلم بالغیب امر تفرد بہ الله تعالی لا سبیل الیہ للعباد الا باعلام و الالہام بطریق المعجزۃ او الکرامۃ انتہی بقدر الحاجۃ اور حضرات رسل یا اولیاء الله پر بطریق معجزہ یا کرامت کے جو امور غیبی منکشف ہوتے ہین وہ اُنکے حق مین غیب نہین بلکہ مثل محسوسات و بدیہیات کے ہین اسیوجہ سے کسی ولی یا رسول نے دعوی علم غیب کا نہین کیا بلکہ اعلام والہام کو ثابت کیا ہی اور غیب دانی کی نفی ہر ایک نے کی ہی اسی بنا پر علماے عقائد نے قول مدعی علم غیب کے کفر کا فتوی دیا ہی جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین ہی ذکر فی الفتوی ان قول القائل عند رؤیۃ ہالۃ القمر یکون مطرا مدعیا علم الغیب لا بعلامۃ کفر انتہی اور اعتقاد غیب دانی رسول الله صلی الله علیہ وسلم بوجہ معارضہ آیہ کریمہ قل لا یعلم من فی السموات الخ کے بھی کفر ہی پس عقیدہ زید کا بہت صحیح ہی تصحیح اس مسئلہ کی تبصریح استفتاے سابق مین فقیر کرچکا ہی۔ والله اعلم حررہ ابو سعید محمد عبد الخالق غفر لہ الله العلیم الخالق　ابو سعید محمد عبد الخالق

سوال ۲۹ کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ فتواے مکتوبہ مین تحریر ہوا ہی کہ عالم الغیب بجز خدای تعالی کے کسیکو کہنا نہ چاہیے حالانکہ بعض اکابر فرنگی محل کا قول اسکے خلاف موجود ہی عبارت اُسکی یہ ہی الله تعالی بذات خود اُن غیبون کو جانتا ہی کسیکو بے بتلاے الله کے اُن چیزون کا جاننا ممکن نہین ہان جسقدر جسکو اُنمین سے الله بتادے وہ بتلانے سے اُس قدر غیب کا عالم ہو جائیگا اُن سبکو عالم الغیب بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتلاے الله تعالی کے سمجھنا البتہ شرک ہی اور الله کے بتانے سے بعض غیب کا عالم جاننا عین ایمان ہی اسمین کون قول صحیح و درست ہی بینوا توجروا **ہو المصوب**

دونون قول صحیح ہین اسواسطے کہ اطلاق عالم الغیب کا حضور صلی الله علیہ وسلم پر اسوجہ سے نکرنا چاہیے کہ اسماے حضرت رسالت پناہ توقیفی ہین جسکی تصریح سیوطی نے انموذج مین اور زرقانی نے شرح مواہب مین کردی ہی اور شریعت سے اطلاق اس اسم کا آنحضرت صلی الله علیہ وسلم پر ثابت نہین سر اسمین یہ ہی کہ عالم الغیب کا لفظ موہم شرک ہی بچند وجہ اول یہ کہ علم غیب صفت مخصوص بخدا ہی تصریح اسکی شرح فقہ اکبر مین ملا علی قاری نے کردی ہی دوم یہ کہ علم غیب سے تبادر بلا قرینہ بالاستقلال ہوتا ہی اور یہ مخصوص بخدا ہی سوم یہ کہ عالم الغیب کا لام استغراق حقیقی کے واسطے قرآن مجید مین آیا ہی تصریح اسکی تفتازانی نے شرح مختصر مین کی ہی اسوجہ سے اکثر خیال استغراق کی جانب جاتا ہی چہارم یہ کہ لفظ غیب عام ہے

اور عام اپنے عموم پر رہتا ہی جبتک قرینۂ مخصصہ قائم نہو پس اگر قرینۂ صارفہ موجود ہو وہم شرک کو دفع
کردے تو صفت مخصوص بخدا نرہے گی نظیر اسکی لفظ رب ہی کہ بلا اضافت بجز خدا کے دوسرے پر بولا
نہین جاتا اور جب اضافت رافعۂ وہم شرک موجود ہو مضائقہ نہین کہ غیر پر اطلاق کیا جاوے جیسے
رب الارباب رب المال رب النوع وغیرہ اسی قبیل سے قرآن مین اذکرنی عند ربک وارد ہی علما نے
غیب کی دو قسمین کی ہین ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہو دوسرے وہ جسکے واسطے دلیل ہو بیضاوی اور امام
رازی نے تصریح اسکی کی ہی اور کہا ہی کہ قسم اول مختص بخدا ہی اور قسم ثانی مخصوص بخدا نہین امام رازی
فرماتے ہین لا نمنع ان یقول نعلم من الغیب ما لنا علیہ دلیل اور اطلاق غیب مقید کا عبارت مین
علما کے موجود ہی بیضاوی مین ہی الا ارتضی یعلم ہو ملا علی قاری حاشیۂ بیضاوی مین لکھتے ہین لیس
بحذ ور ولا مستلزم لان یکون علم الغیب معجزۃ الانبیاء اور خفاجی لکھتے ہین وعلم غیرہ ابعضہ
لیس علما للغیب الا بحسب الظاہر اور مدارک مین ہی قد ارتضا علم الغیب اور بغوی نے لکھا ہے
وعلمک ما لم تکن تعلم قیل من علم الغیب اور مرقاۃ مین ملا علی قاری نے لکھا ہی معتقد ابی عبد اللہ
سے نقل کرکے ولیعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر فی الروحانیۃ فیعلم الغیب ویطوی لہ
الارض اور زرقانی مین ہی فیکون العلم بہ معجزۃ اور ایسے ہی بہت اطلاقات ہین جنکی تفصیل
مین طول ہی اسی قبیل سے اکابر کا قول اس قدر غیب کا عالم ہو جائے گا اور بعض غیب کا جاننا سمجھنا
چاہیے نہ اس قبیل سے جسکا فتوی سابق مین مینے ذکر کیا وہ اطلاق عالم الغیب کا بلا کسی قید کے ہی
جسکو مین منع کرتا ہون اور یہ اطلاق ساتھ ایسی قید کے ہی جس مین وہم شرک باقی نہین پس دونون
مین فرق کرنا لازم ہی خلط کرنا نہ چاہیے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی سامحہ اللہ یوم التلاقی۔ واقعی علم
غیب سواے حضرت الوہیت کے کسیکو نہین ہی قال اللہ تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض
الغیب الا اللہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو موافق مصلحت حضرت ایزدی کے اطلاع دیگئی جو درحقیقت
علم بالشہادۃ ہی جیساکہ کلام خفاجی سے بھی مستفاد ہوتا ہی پس حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالی کے کلام کی
تاویل بحسن ظن محمل صحیح پر کرنا چاہیے ورنہ موارد شرک وکفر حقیقۃً وایہاماً سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہیے
واللہ اعلم حررہ ابو الغناء محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید [ابو الغناء محمد عبد المجید] وما توفیقی الا باللہ
فی الواقع علم غیب صفت مختصہ جناب باری جل جلالہ کی ہی جو آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا

الا هو اور قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله وغیرہ سے اور اکثر آیات سے یہ بھی
تواتر بے احتمال فسخ و تاویل کے ثابت ہی انکا اس سے بالاتفاق کفر ہی اور بعضے امور غیبی کا اظہار یا بعض
غیوب کی اطلاع اپنے پسندیدہ رسول کو اللہ جل شانہ نے موافق اپنی مرضی کے جو فرمائی ہی وہ بھی مصداق
آیۂ کریمہ فلا یظہر الآیۃ کے بالاتفاق ثابت ہی اس سے بھی انکار آیۂ مذکورہ سے انکار ہوگا بلکہ اسکا منکر [illegible] یا
دین کا جاریہ الرسول کی حد کو پہونچ جائیگا العیاذ باللہ من ذلک ہان اختلاف اس امر مین ہی کہ جن امور
غیبی کی اطلاع حضرات رسل کو اللہ جل شانہ نے دی یا جو امور غیبی انپر ظاہر فرمائے وہ بعد اطلاع و اظہار
کے غیب ہین یا نہین اور ان امور کا علم علم غیب ہی یا نہین اکثر کے نزدیک نہین ہی اسلیے کہ غیب
کے معنی لغت مین غائب کے ہین جو ضد حاضر ہی یا غیب کے ہین جو ضد حضوری کی ہی اسی مناسبت سے
اکثر مفسرین بیضاوی و صاحب مدارک و بغوی و خازن و امام رازی وغیرہ نے قلب و وحی اللہ
تعالی و آخرت و قدر وغیرہ معانی کثیرہ لکھے ہین پس باعتبار معنی لغوی بعد اظہار و اطلاع کے وہ
امور غیبی نرہین گے مثلاً حضرت جبرئیل یا اور ملائکہ کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالی نے
ظاہر فرما دیا تو ان صور ملکیہ پر اطلاق غیب کا نہین ہو سکتا کیونکہ اس عالم شہادت مین انکا مشاہدہ
اللہ جل شانہ نے جناب رسول کریم کو کرا دیا اسی طرح سے نزول قرآن شریف بھی ہی کہ جبتک وہ عالم غیب
یعنے لوح محفوظ مین تھا کسی رسول ملکی و بشری کو اسکا علم نہ تھا جب اللہ جل شانہ نے آسمان دنیا مین [illegible]
منقول فرمایا حضرت جبرئیل کو اسکا علم ہوا اسکے بعد جناب رسول کریم پر اس دنیا مین تھوڑا تھوڑا حضرت
جبرئیل اوتار لائے اسوقت آپکو بھی علم ہوا اسی واسطے علم قرآن علم غیب نہین ہی بلکہ علم بالشہادۃ
ہی اور بعض حضرات مفسرین نے جو غیب کی دو قسمین لکھی ہین ایک وہ جس پر کوئی دلیل نصب نہین
ہی اور دوسرے وہ جس پر کوئی دلیل نصب ہوئی ہی اس تقسیم سے مطلب یہی ہی کہ قسم اول کا اظہار اللہ
جل شانہ کبھی نفرمائے گا اور دوسری قسم سے جس وقت چاہا اپنے رسول پر اس عالم مین ظاہر فرما دیا
اس صورت مین علم ظواہر امور علم غیب نہین ہی ورنہ آیات متواترہ کی بالکل خلاف ہوگا سوا اسکے علم کی
بھی دو قسمین ہین ایک علم خالق تعالی شانہ جو قدیم بالذات یعنے بے سبب ہی دوسرے علم مخلوق جو حادث
و باسباب ہی یہ علم حادث باسباب ایک صفت کاشفہ ہی کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوقات ملک و انس و جن
سب کو عطا فرمائی ہے اور اسکے اسباب ثلثہ یعنی حواس سلیمہ اور عقل اور خبر صادق رسول ملکی و بشری

وغیر رسول سب اسی عالم شہادت میں اللہ جل شانہ پیدا فرما دیتا ہے مثل ظہور رسل ملائکہ کے کہ حضرات
رسل بشری کے لیے اسی عالم میں ہوتا تھا یا خطابات اللہ جل شانہ کے بوساطت رسل ملکی یا بکشف
والہام اسی عالم میں نازل ہوتے ہیں اسی طرح سے جو چیز غائب حاضر کر دی گئی یا عالم غیب سے
عالم شہادت میں مذکور و منقول ہوئی اسپر اطلاق غیب کا نہیں ہو سکتا ہے اور نہ اسکا علم علم غیب
ہوگا اسی وجہ سے محققین علمائے مفسرین نے اظہار و اطلاع بعض غیوب کو اختیار فرمایا علم
بعض غیوب نہیں ارشاد فرمایا یہ قول حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی وغیرہ رحمہم اللہ کا امام
المفسرین والمحدثین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر اور بیضاوی اور مدارک وغیرہ
تفاسیر معتبرہ سے مستند ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیۂ کریمہ وعلمک ما لم تکن
تعلم کی تفسیر میں فرمایا ہے وعلمک بالقرآن من الاحکام والحدود وما لم تکن تعلم قبل القرآن اور
بیضاوی نے وعلمک من خفیات الامور او من امور الدین والاحکام اور صاحب مدارک
نے وعلمک من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب لکھا ہے الحاصل
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علم قرآن جو مجموعۂ وحی مقبول منزل من اللہ ہے جناب رسول
کریم کی نسبت ثابت فرما کے بعض ماخوذات من القرآن کی تفصیل فرمائی اور بیضاوی و مدارک
نے بصورت بعض ماخوذات قرآنی کو لکھ کے ثابت کر دیا کہ اللہ جل شانہ نے آپکی تعلیم بالقرآن
فرمائی جو مجموعہ حدود و احکام و شرائع اسلام و خفیات امور و ضمائر قلوب یعنی ماخذ علوم ظاہری و
باطنی کا ہے اسکا علم کامل آپکو اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا اور آپ ہی کی ذات سے درجہ بدرجہ علم ظاہری
و باطنی علما اور اولیاء اللہ کو حاصل ہوا بلکہ قیامت تک حاصل ہوتا رہیگا یہ علم بالشہادۃ ہے علم
غیب نہیں ہے اور بغوی نے معالم میں آیۂ مذکورہ کی تفسیر وعلمک ما لم تکن تعلم میں الاحکام
لکھ کے وقیل من علم الغیب اسوجہ سے لکھا تاکہ صیغۂ مجہول سے قوی و ضعیف قول میں امتیاز رہے
اسی طرح سے خازن نے فی باب الدلائل قول بغوی کا نقل کیا ہے بہر تقدیر علمائے عقائد و اصول و
اکثر مفسرین و محققین کے نزدیک علم غیب خاص اللہ جل شانہ کے لیے ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کو شایان شان بعض غیوب کی اطلاع اللہ نے دی اور بعض کا اظہار فرما دیا وہ بعض تمام
مخلوقات کی اطلاع سے اکثر ہے لیکن آپکو علم غیب حقیقی کل یا بعض کچھ بھی نہیں عطا ہوا اور جو بعض

محققین علما و عرفا باللہ رحمہم اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہی کہ ہان جس قدر جسکو اُن مین سے اللہ بتادے وہ بتانے سے اُس قدر غیب کا عالم ہوگا اور اللہ کے بتانے سے بعض غیب کا عالم جاننا عین ایمان ہی یہ بیان عارفانہ ہی اسوجہ سے ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتا اسکو غلط کرنا کمال بے ادبی ہے چونکہ غیب کے معنی اللہ اور وحی اور قلب وغیرہ مفسرین نے تحریر فرمائے ہین کما مر لیس یہ عبارت جامع ہر شئی کی ہی یعنی علم توحید یا علم وحی یا علم قلب یعنی ضمائر قلوب و علم باطن جس قدر جسکو اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا اور آپکو وہ کمال عطا فرمایا تھا کہ تمام مخلوقات سے اکثر آپکے معلومات تھے اور آپ ہی کے وسیلے سے اللہ جل شانہ نے آپکی امت کے علما و اولیا رحمہم اللہ تعالی کو ہر ایک کے لائق علوم مذکورہ مین کمال عطا فرمایا ہی بلکہ تا قیام ساعت و ساعت قیام یہ فیض حضرت محمدی علم ظاہری و باطنی کا جاری و ساری رہیگا لہذا بیان عارفانہ مین مذکورہ کفر و شرک حقیقی و ابہامی سے تاویل ذمہ کی پاک ہی بلکہ عین ایمان ہی گو کہ سوال اول کے جواب مین تفصیل سے یہ سب امور مرقوم ہو چکے تھے مگر بغرض اصلاح عقائد عوام عام فہم اعادہ اُنکا ضرور ہوا واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ ابو سعید محمد عبد الخالق غفر لہ اللہ الحلیم الخالق

ابو سعید محمد عبد الخالق **جامع الفتاوے** کہتا ہی کہ فتاوے مذکورہ سے آنحضرت کے علم غیب مین اختلاف معلوم ہوتا ہی اور واقعی اس بارہ مین سخت مباحثہ اور مخالفت علما کے مابین ہی اسلم اعتقاد اس بارہ مین میرے نزدیک وہی ہی جو حضرت جدی و مرشدی مولانا عبد الرزاق قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنی کتاب انوار غیبیہ مین ذکر کیا ہی و ہو ہذا۔ غیب اُسکو کہتے ہین کہ جسکا جاننا آنکھون کے دیکھنے اور کانون کے سننے اور عقل کے سوچنے سے نہو سکے وہ بغیر بتائے اللہ کے کسیکو آ نہین سکتا اُسکی علما نے دو قسمین کی ہین ایک غیب خاص اور بعض اُسکو غیب علوی اور غیب حقیقی بھی کہتے ہین وہ یہ ہی کہ کسی مخلوق کو بدون بتائے اللہ کے کسی طرح سے معلوم نہو سکے وہ کنہ ذات اور حقیقت صفات اور احکام خاصۂ حق سے ہین دوسرے غیب مطلق اُسکو بعض غیب اضافی بھی کہتے ہین وہ یہ ہی کہ حواس ظاہری اُسکو پہونچ نہ سکے جیسے حشر و نشر اور دوزخ اور جنت کا احوال کہ حواس ظاہری اُسکو ادراک نہین کر سکتے لیکن ملائکہ کے حواس علوی ہونیکی سبب سے اُسکو جانتے ہین اُنکے حق مین وہ شہادت ہی اور اس عالم کے بعض احوال جیسے نظارہ کی لذت بینا کو شہادت اور اندھے مادرزاد کو غیب ہی سماعت کی لذت سننے والیکو شہادت اور مادرزاد بہرے کو غیب ہی جماع کی لذت مرد کو شہادت خلقی نامرد کو غیب ہی اور ملائکہ کو بھی لذت جماع غیب ہی

سوا اللہ تعالی بذات خود ان سب غیبونکو جانتا ہی کسیکو بے بتائے اللہ کے ان چیزون کو جاننا ممکن نہین
ہان جسکو جس قدر اُنمین سے اللہ بتادے وہ بتائے سے اُسقدر غیب کا عالم ہو جائیگا اور غیب
خاص بھی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق نے بتادیا اور بعض انبیا کو اور بعض اولیا کو
بھی اُسمین سے کچھ کچھ بتایا جسکو جس قدر چاہا پس یہ سب بتانے سے واقف ہوے تو ان سب کو
عالم الغیب بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتائے اللہ کے سمجھنا البتہ شرک ہی اور اللہ کے بتانے سی بعض
غیب کا عالم جاننا اور اپنی فہم سے کسی قسم غیب کو اُنکے علم مین حصر نہ کرنا عین ایمان ہی اور بالکل انبیا
اور اولیا کو معاذ اللہ علم غیب سے محروم سمجھنا خالی از کفر نہین ہی اسواسطے کہ اس سمجھنے سے بعض آیات
قرآن کا اور وسعت قدرت حق کا انکار لازم آتا ہی اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین اسیقدر
اعتقاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے جمیع کائنات کا علم دیا اور غیب مین سے
بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ دیا خاص ہو یا مطلق کسی قسم کے علم غیب کی نفی نسبت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی درست نہین اور نہ کل کے احاطہ کو ہم کہہ سکتے ہین اسکو اللہ ہی کے حوالہ کرنا چاہیے
وہی جانے علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت اور کیا مقدار ہی اور یہی سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا اُسکے معلوم ہونے کے بعد وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
نظر علمی مین مشہود ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سب از قبیل علم شہادت ہو گیا یعنے جیسا کہ
علم شہادت سے حقیقت خوب معلوم ہو جاتی ہی اُسی طرح یہ وہ غیب کہ جسکا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو حاصل ہوا اُسکی حقیقت واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی جسکو عین العلم کہتے ہین
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان چیزون کا غیب ہونا اُٹھ گیا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین غیب کو نہین جانتا ہون یعنے جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے
بتایا ہی اُسکا کمال علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی عنایت کیا نہ ویسا کہ جیسا اور بندونکو حیثیت
غیب سے بعض غیب کا علم عنایت کیا کہ وہ بطریق مان لینے کے اور تسلیم کے جانتے ہین کہ ہان یون
ہی ہی زیادہ کنہ اور باریکی اُسکی کی جیسا کہ مشہود کی سمجھتے ہین نہین سمجھ سکتے سوا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بہ تعلیم الٰہی خوب اُن غیبون معلوم کی باریکی اور کنہ سے واقف ہین اور شہادت اسکو
کہتے ہین کہ حواس ظاہری یا تجویز عقلی سے دوسرے کے بغیر بتائے ہوے معلوم ہو سکے اسکی بھی قسمین دو ہین

ہین ایک مطلق کہ ہر مخلوق اُسکو جان سکتا ہی اور دوسرے اضافی کہ کوئی بے بتلائے ہوسنہ حواس
ظاہری یا تجربہ عقل سے جان سکتا ہی اور دوسرا نہین جان سکتا ہی یہ قسم بعضون کے حق مین غیب
ہی اور بعض کے حق مین شہادت ہی اس سب غیب کو اللہ بے تعلیم اور بے اعانت حواس وغیرہ کے
بذاتہ جانتا ہی اور مخلوقات سب علم مین محتاج اللہ کے ہین لیکن علم شہادت بغیر بتائے دوسری مخلوق کے
اللہ کے فضل سے اپنے حواس ظاہری یا تجویز ذہن سے معلوم کر سکتے ہین اور غیب کو بے بتائے
نہین جان سکتے غیب اضافی جنکے حق مین شہادت ہی اُنکے بتانے سے اور لوگ بھی بفضل اللہ
جان سکتے ہین اور غیب خاص بغیر بتائے اللہ کے ہرگز نہین جان سکتے اور جسکو اللہ نے جو چیز غیب
سے بتادی وہ بتا دینے کے بعد اُسکے حق مین غیب اضافی ہو گئی اب وہ باعانت خدا اگر توسط القائی اللہ
پا چکا ہی تو اُسکی تعلیم دوسرے کو کر سکتا ہی۔ ۱۵۶ سوال کسی نابکار منکر ماذونیت حضرت سید المرسلین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشفاعت ست باستدلال آیہ کریمہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ
ہم عقیدہ مسلمانان را از شفیع المذنبین بودن آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم در شک انداز د در حق این چنین
کس چہ باید گفت و ماذونیت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت امت چہ در دنیا و
چہ در آخرت از روی قرآن مجید و حدیث ثابت ست یا نہ بینوا توجروا ہو المصوب آنکہ در
شفیع بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شک انداز د یا معاند یا ملحد ست یا زندیق از آیات کثیرہ مثل
واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات وآیہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا وآیہ و
سوف یعطیک ربک فترضی وغیر ذلک و احادیث مشہورہ کہ در صحاح ستہ وغیرہ ماثور اند ثبوت شفاعت
محمدیہ بوجہ احسن شدہ است و در ماذون بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای شفاعت روایات
صحیح وارد شدہ اند ابن حجر مکی در زواجر عن اقتراف الکبائر می آرد اخرجہ البیہقی وصححہ رأیت
ما تلقی امتی بعدی وسفک بعضہم دم بعض فسألتہ ان یولینی فیہم شفاعۃ ففعل
واحمد بسند صحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد اعطیت اللیلۃ خمسا ما اعطیہن احد قبلی
الی ان قال والخامسۃ ہی ما قیل لی سل فان کل نبی قد سئل فاخرت مسئلتی الی یوم القیامۃ
فہی لکم ولمن شہد ان لا الہ الا اللہ والطبرانی باسانید احدہا جید الا اخبرکم بما خیرنی
ربی آنفا قلنا بلی یا رسول اللہ قال خیرنی بین ان یدخل ثلثی امتی فی الجنۃ بغیر حساب

ولا تعذب وبين الشفاعة قلنا یا رسول الله ما اخترت قال الشفاعة انتہی ملخصاً
ازین روایات ثابت شد که آنحضرت صلی الله علیه وسلم را حق جل شانه اذن شفاعت داده و وعدهٔ مقام
محمود فرموده و پر ظاهر که در وعدهٔ الٰهی و اذن الٰهی خلف و کذب محال ست و آیهٔ من ذا الذی
یشفع عنده الا باذنه وغیره موافق این احادیث اند چه ازین آیات همین قدر مستفاد ست که صدور
شفاعت احدی بدون اذن الٰهی نمی تواند شد نه اینکه اذن همان روز خواهد شد از ما قبل آن نشده ۱۵
والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۱۲۹۶
سوال شخصے میگوید که از آیهٔ واستغفر لذنبك وللمؤمنين والمؤمنات اذن شفاعت کبری برای
آنحضرت صلی الله علیه وعلی آله وسلم حاصل شده است و منکر اذن شفاعت در دنیا کافر است و هر برای
اثبات اذن در دنیا حدیث شریف که در مشکوٰة از باب سجدهٔ شکر از سعد بن ابی وقاص مروی ست که
آنحضرت فرموده است خود را شفاعت کنم حق سبحانه ثلث امت مرا بخشید و همین طور بعد هر دعا و سجود
دعای بخشائش تمام امت میکنم پس آیا ازین آیت و حدیث اذن شفاعت در دنیا ثابت ست یا نه
و هر که گوید که اذن در دنیا نیست بلکه در دنیا وعدهٔ صادق شده است و در آخرت مطابق آن وعده اذن
خواهد شد آیا این کس مصیب ست یا مخطی و هر که گوید درین دار دنیا اذن شده آیا این کس مخطی ست یا مصیب بینوا
توجروا هو المصوب از احادیث کثیره و روایات عدیده این امر ثابت می شود که اذن شفاعت کبری
برای آنحضرت صلی الله علیه وسلم بروز قیامت شدنی ست و در دنیا اذن نشده البته وعدهٔ تفویض
عهدهٔ شفاعت گردیده و همین ست مشرب فقهای محققین و مذهب محدثین و مفسرین ابن حجر مکی در
کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر می آرد روی الطبرانی بسند حسن مرفوعا یدخل من اهل
هذه القبلة النار من لا یحصی عددهم الا الله بما عصوا الله واجترؤا على معصيته وخالفوا
طاعته فيؤذن لي في الشفاعة فاثني على الله ساجدا فيقال لي ارفع راسك سل تعطه واشفع
تشفع و همدران حدیث طویل که مشتمل بر احوال توسل اهل محشر بانبیا ست بروایت احمد و ابو یعلی و
بزار و ابن حبان آورده فيقول عيسى ليس ذلك عندي ولكن انطلقوا الى سيد ولد آدم
فيشفع لكم الى ربكم فينطلقون فيقول الله تعالى يا محمد ارفع راسك وقل واشفع
ياتيه فينطلق جبريل به فيخر ساجدا قدر جمعة ثم يقول الله تعالى يا محمد ارفع راسك وقل

واشفع تشفع وسیوطی در بدور سافرہ فی احوال الآخرہ بروایت احمد و بخاری و مسلم ذکر کردہ فیاتون عیسیٰ
فیقول لست بذلک ایتوا محمدا غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر فیاتونی فاقوم
حتی استاذن ربی مختصرا و بروایت احمد و ابویعلی آوردہ فیاتون فیقولون یا محمد اشفع لنا الی
ربک فاقول ہا حتی یاذن اللہ مختصرا و بروایت مسلم و حاکم آوردہ فیاتون محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
فیقوم فیوذن لہ و بروایت طبرانی و ابن مبارک و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ آوردہ
فیاتون عیسیٰ فیقول ادلکم علی العربی الامی فیاتونی فیاذن اللہ لی ان اقول اللہ و بروایت
ابویعلی ذکر کردہ و سجد سجدۃ یرضی بہا عنی ثم امدحہ مدحۃ یرضی بہا عنی ثم یوذن لی بالکلام
و عبدالوہاب شعرانی در کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر می نویسد قال الشیخ محی الدین
ابن عربی انما اخبرنا صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول شافع واول مشفع شفقۃ علینا
التسریح من التعب الحاصل بالذہاب الی نبی بعد نبی فی ذلک الیوم وکل منہم یقول نفسی
نفسی فاراد اعلمنا مقامہ لنصیر بمکاننا مستریحین حتی تاتی نوبتہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم وانما قال فی آخر الحدیث ولا فخر ای لا افتخر بکونی سید ولد آدم من الانبیاء فمن دونہم
وانما قصدت بذلک ولحکم من التعب یوم القیامۃ بحکم الوعد السابق لی من اللہ عزوجل ان اکون اول
شافع واول مشفع انتہی اور محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں آیہ قل للہ الشفاعۃ جمیعا کی تفسیر میں
لکھتے ہیں قال مجاہد لا یشفع احد الا باذنہ اور نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قولہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فاستاذن علی ربی فیوذن لی قال القاضی عیاض معناہ فیوذن لی فی الشفاعۃ الموعودۃ
بہا اور ملا جلال دوانی شرح عقائد عضدیہ میں لکھتے ہیں والشفاعۃ لدفع العذاب ورفع الدرجات حق
لمن اذن لہ الرحمن من الانبیاء والمومنین بعضہم لبعض اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے
ہیں ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء ان فی یوم القیامۃ لا یملک احد شیئا فلا یقدر
احد علی الشفاعۃ الا باذن اللہ فیکون الشفیع فی الحقیقۃ ہو اللہ الذی یاذن فی تلک الشفاعۃ
و ہمچنین است در بسیار کتب تفسیر و عقائد وغیرہ اما آیہ واستغفر لذنبک الخ پس در باب استغفار
درین دار دنیا وارد است نہ در باب شفاعت در آخرت چنانچہ بغوی زیر ہمین آیہ می نویسد امر بالاستغفار
مع انہ مغفور لہ لیستن امتہ انتہی و حدیث مذکور در سوال دلالت بر اذن شفاعت در دنیا نمیکند بلکہ محتمل

بردو امرست ونصوص مذکورہ صاف دلالت برآن روز قیامت میکنند مسئلہ ہذا چنان ست کہ طلب المتخاصمین کافر فاسق شود درین باب احتیاطی باید واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **جامع الفتاوی** کہتا ہی کہ شفاعت حضور سرور عالم کی لیے ثابت ومتحقق ہی اور اس عالم مین آپ سے وعدہ کر لیا گیا ہی گو موقع نہونے کیوجہ سے شفاعت قیامت کیواسطے اُٹھا رکھی گئی ہی جو وقت جزا وسزا کا ہی اور لوگونکی گرفت کا ہی اسوقت اللہ جلشانہ آپکو اجازت عطا فرمائیگا کہ گنہگارونکے واسطے آپ شفاعت کرین اور اس شفاعت کی حاجت ابھی نہین ہی البتہ دعاے مغفرت یہ قبل قیامت بھی ثابت ہی اور اگر مغفرت کو بھی سفارش مین داخل کرین تو اُسکا ثبوت آیۂ واستغفر لذنبک الآیۃ سے ہوتا ہی اسیوجہ سے بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے فتوے کے جواب مین لکھا ہی آن کسیکہ در شفیع بودن آنحضرت الی آخرہ اور ثبوت شفاعت مین اس آیت سے بھی استدلال کیا ہی اور جواب ثانی مین اس آیت سے ثبوت شفاعت کا انکار مبنی اس بات پر ہے کہ استغفار شفاعت مین داخل نہین جیساکہ مشہور ہی واللہ اعلم وعلمہ احکم **مسئلہ الفاظ درود التاج** ۱۷۹

سوال ۳۲ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ درود تاج مین الفاظ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کے جو پڑھے جاتے ہین پڑھنا اُسکا جائز ہی یا نہین بینوا توجروا **ہو الموفق** درست ہی واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری ۳۶

سوال ۳۳ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین جو درود تاج مین ہی دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم یہ الفاظ پڑھنا جائز ہی یا نہین اور اس کلمہ مین شرک پایا جاتا ہی یا نہین **ہو المصوب** یہ الفاظ پڑھنا اور مراد اضافت سببیہ لینا ہرگز شرک نہین ہی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۲۶۹

سوال ۳۴ شخصی بکنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام خود ابو القاسم دارد لیس حالا اورا بموجب حدیثی کہ در کتاب الاستیذان دارمی شریف باین اسنادی واقع است اخبرنا سعید بن عامر عن ہشام عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی تبدیل اسم خود باید یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل **ہو المصوب** درین مسئلہ درمیان علماے امت اختلافی است کثیرہ ہر یک را سندی است از رسول بشیر ونذیر چنانچہ طحاوی در شرح معانی الآثار مذاہب مختلفہ را بیان ساختہ ودلیل ہر یک را مستند کردہ مذہب اول اینکہ تکنی بہ ابی القاسم جائز نیست خواہ نام مکنی محمد باشد یا دیگر وسند این حدیثی ست کہ ابو ہریرۃ وجابر وغیرہ روایت کردہ اند قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی ودر روایت دیگر ہست تسموا باسمی ولا تکنوا

بکنیتی فانی انا ابو القاسم و نیز ابوهریره روایت کرده سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی انا ابو القاسم الله یعطی وانا اقسم ونیز جابر
روایت کرده ولد رجل من الانصار غلام فسماه محمدا فقال النبی صلی الله علیه وسلم احسنت الانصار تسموا باسمی
ولا تکنوا بکنیتی انما انا قاسم اقسم بینکم و نیز بروایت جابر وارد است تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما
جعلت قاسما اقسم بینکم و همین ست مذهب محمد بن سیرین و نخعی و غیرهما مذهب دوم اینکه مجرد تکنی ممنوع ست نه مجرد تسمی بلکه
جمع ممنوع ست بسند اینکه براء بن عازب میگوید نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجمع بین اسمه وکنیته و جابر روایت میکند
من تسمی باسمی فلا یکتنی بکنیتی ومن اکتنی بکنیتی فلا یتسم باسمی مذهب سوم اینکه تسمیه بقاسم نیز ممنوع ست چه این صفت از مختصات
حضرت نبویه ست چنانکه حدیث سابق بدان اشاره میکند و نیز تسمیه بقاسم منجر بطرف تکنی پدر بابی القاسم ست سند آن
جابر ست ولد لرجل منا غلام فسماه القاسم فقلنا لا نکنیک ابا القاسم ولا ننعمک عینا فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فذکر ذلک له فقال سم ابنک
عبد الرحمن مذهب چهارم اینکه تکنی بابی القاسم با جمع و بغیر جمع ممنوع ست برای هر کس و ناکس بدلیل حدیث علی قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ان ولد لک بعدی ابن تسمه باسمی وکنه بکنیتی وهی لک خاصة دون الناس مذهب پنجم اینکه تکنی بابی القاسم
و جمع بین الکنی هر دو جائز ست بدلیل حدیث علی که بروایت دیگر آمده و دران لفظ خصوصیت نبوده [illegible]
طحاوی مختار ساخته و طیبی در حواشی مشکوة میگوید اختلفوا فیه علی وجوه احدها لا یحل التکنی بابی القاسم سواء
کان اسمه محمدا او غیره و ذلک انه لما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکنی ابا القاسم لانه یقسم
بین الناس من قبل الله ما یوحی الیه ولم یکن احد یشارکه فی هذا المعنی منع ان یکنی به غیره وهو مذهب الشافعی
واهل الظاهر وثانیها ان هذا الحکم کان فی بدء الامر ثم نسخ فیباح التکنی الیوم بابی القاسم لکل واحد
سواء کان اسمه محمدا او غیره و یدل علیه نهیه فی حدیث انس عقیب ما سمع رجلا یقول یا
ابا القاسم فالتفت الیه رسول الله فقال انی لم اعنک وما روی عن علی انه قال یا رسول الله ان ولد
لی بعدک الحدیث وهذا مذهب مالک قال عیاض وبه قال جمهور ورابعها ان النهی للجمع
ولا بأس بالکنیة وحدها وهو مذهب جماعة من السلف وخامسها انه نهی عن التکنی بابی القاسم
مطلقا واراد المقید وهو النهی عن التسمیة بالقاسم وقد غیر مروان لما بلغه هذا الحدیث اسم ابنه فسماه
عبد الملک وکان اسمه القاسم وسادسها ان التسمیة بمحمد ممنوعة مطلقا وجاء فیه حدیث مرفوع تسمون اولادکم محمدا ثم تلعنونهم انتهی
ملخصا و در مجمع ست من کان اسمه محمد فلا بأس ان یکنی ابا القاسم لان حدیث سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی قد نسخ [illegible]
بن محمد بن الحنفیة ابا القاسم انتهی حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

جامع الفتاوی سے کہتا ہے کہ ہمارے اطراف مین محفل میلاد شریف اس طرح پر رائج ہے کہ لوگ
حسب حیثیت اپنی اور بعض حضرات کے اہتمام انعقاد محفل کرتے ہین وقت معین کردیا جاتا
ہے تاریخ و ماہ مین بھی تعیین ہوتی ہے ماہ مبارک ربیع الاول مین کثرت ہوتی ہے لوگ جمع ہوتے
ہین ایک شخص ذکر خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے اور اختتام وعظ یا درمیان مین ولادت باسعادت کا بھی ذکر
ہوتا ہے اکثر وقت بیان ولادت قیام کرتے ہین کوئی نہین بھی کرتا ہے پھر قرآن خوانی ہوتی ہے تقسیم شیرینی
یا دعوت کھانے کی ہوتی ہے عام محفل بھی اور مخصوص بھی کرتے ہین اسکو ہمارے علما ہمیشہ مستحسن سمجھتے ہین اور
اور خود کرتے رہے ہین اور بوجہ انکار اہل دین جدید کے اس پر تشدد ہے جو فتاوی دون سے ظاہر ہوگا۔

۴۳ سوال ۲۵ شنبه اول تمہید چند مقدمہ می سازد و بعد ازان سوال میکند **مقدمہ اولی** اینکہ مستحسن شرعی
صفت مامور بہ است خواہ لعینہ باشد خواہ لغیرہ واستحسان بعد الامر معلوم میشود ان الامر حکیم والحکیم لا یامر
بالفحشاء کذا فی الاصول پس آنچہ مامور بہ نیست استحسانش معلوم نیست **مقدمہ ثانیہ** اینکہ در خبر ست
من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد مراد از امر ما دین است و اصول فروع دینی از ادلہ
اربعہ ثابت میشود یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس مجتہد و آنکہ مجتہد مستقل مثل ائمہ اربعہ نیست لائق تقلید
نیست و قیاس او معتبر نہ و اجماع نیز از تعامل بعض علما یا اکثر منعقد نمیشود بلکہ اجماع آنست کہ باتفاق جمیع مجتہد
عصر باشد یا فتوای بعض و سکوت دیگران بعد اطلاع تا تسلیم و اجماع غیر مجتہدین را در شرع اعتباری نیست
خصوص در امری کہ محتاج قیاس باشد کما ثبت فی کتب الاصول پس ہر آنچہ از ادلہ اربعہ ثابت نشود بدعت
است کما یفهم من کلامه علیه السلام فهو رد **مقدمہ ثالثہ** اینکہ از جزئیت جمیع اجزا فردا فردا جزئیت
مجموع لازم نیست چہ حکم افراد فردا فردا دیگر است و حکم مجموعی دیگر کما ثبت فی مقامہ **مقدمہ رابعہ** اینکہ مفتی
غیر مجتہد فتوی از قول مجتہد میتواند داد و جائز نیست کہ کلیات مسائل استخراج کند **مقدمہ خامسہ** آنکہ قولہ
تعالی ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیة وقوله تعالی کنتم خیر امة الآیة وقوله تعالی جعلناکم
امة وسطا الآیة وقوله علیه السلام لا تجتمع امتی علی الضلالة وقوله علیه السلام ما راٰه
المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وقوله علیه السلام من سن سنة حسنة الحدیث ونحوها
من الآیات والاحادیث از لفظ مومنین و امت مجتہدین مراد اند کما یفهم من کتب الاصول و سن یعنی
رواج ست و در احداث و رواج فرق ظاہر ست پس تعامل علمای غیر مجتہدین خواہ علمای حرمین شریفین باشند

یا بلاد دیگر حجت نباشد **مقدمۂ سادسہ** آنکہ سکوت عن الحق شان علما نیست پس از امر حق ہدایت فرمائید
بعد تمہید این مقدمات میگوئیم کہ زید مجلس مولود شریف میکند بدین طور کہ چند کسان را جمع میکند و ذکر میلاد
خیر البشر مع دیگر حالات آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم میکند سوائے این جمع کردن مردان برای ہمین مجلس امر دیگر خلاف
شرع نیست پس این امر از ادلہ اربعہ شرعیہ مستحسن است یا ملحق بمقدمات مذکورہ بالا بدعت ضلالہ است بینوا
بالکتاب او السنۃ او الاجماع او قیاس المجتہدین امیدوار است کہ بجواب سوال عبارت کتاب نقل شود و
نشان فصل و باب نیز رقیم باید کہ بصحت نقل تردد نگردد و جواب مسئلہ عام فہم باشد کہ مستفتی بفہمد وہو من العوام
ہو الموصوب اولا تمہید چند مقدمات میکنم بعد ازان بر اصل می آیم **مقدمۂ اولی** محدثات امری ست کہ
نہ وجود آن بخصوصیت در ازمنۂ ثلاثہ یعنی زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم و زمانۂ صحابہ و زمانۂ تابعین کہ
مشہود لہا بالخیر ہستند باشد و نہ اصلش از ادلۂ اربعہ یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس یافتہ شود و علامہ سید شریف
در حواشی مشکوۃ در شرح حدیث من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد می نویسد المعنی ان من احدث
فی الاسلام رایا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاہر او خفی ملفوظا او مستنبط فہو مردود علیہ
انتہی و فاضل معین بن صفی در شرح اربعین نووی می نویسد فان قلت قد اشتہر ان البدعۃ
نوعان حسنۃ و سیئۃ فکیف یکون کل بدعۃ ضلالۃ بلا تخصیص قلت المراد من البدعۃ فی
الحدیث البدعۃ الشرعیۃ وہی ما لیس لہ دلیل شرعی وکل ما فعلہ الشارع او امر بہ فہو
لیس ببدعۃ شرعیۃ انتہی و حافظ ابن حجر در ہدی الساری مقدمۂ فتح الباری در فصل خامس کہ
موضوع است برای شرح غریب می آرد قولہ من احدث حدثا ای فعل فعلا لا اصل لہ فی الشرع انتہی و
در فتح الباری می آرد قولہ محدثاتہا بفتح الدال جمع محدثۃ والمراد بہا ما احدث ولیس لہ اصل
فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعۃ وما کان لہ اصل یدل علیہ الشرع فلیس ببدعۃ والبدعۃ فی عرف
الشرع مذمومۃ بخلاف اللغۃ انتہی و ابن حجر مکی در فتح المبین شرح اربعین می نویسد المراد من قولہ
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ ما ینافیہ او لا یشہد لہ قواعد
الشرع وادلتہ العامۃ انتہی و ہمچنین ملا علی قاری در شرح اربعین و ابن مالک در شرح مصابیح و بیضاوی
در شرح مصابیح وغیرہ نوشتہ اند پس معلوم شد کہ ہر امری کہ وجودش در زمانی از ازمنۂ ثلثہ باشد یا سندش از ادلہ
[illegible] یافتہ شود بدعت ضلالت نخواہد شد **مقدمۂ ثانیہ** اینکہ گمان نبری کہ استحسان شرعی صفت آن

مامور به است که صراحةً در دلیلی از ادلهٔ اربعه امر باو وارد شده باشد بلکه استحسان صفت هر مامور به است خواه صراحةً امر باو وارد شده باشد یا از قواعد کلیهٔ شرعیه سندش یافته شده باشد خواه واجب باشد یا مندوب کما لا یخفی علی من تامل فی العبارات السابقة وانچه که در کتب اصول اختلاف در اطلاق مامور به در مندوب مذکور است نزاع لفظی ست کما حققه ابن الهمام فی التحریر الحاصل همچنان که اطلاق مامور به بر واجبات می شود بر مندوبات نیز میشود و همچنان که استحسان در واجبات ظاهر میگردد همچنان در مندوبات لیس هر محدثی که وجودش بخصوصه در زمانی از ازمنهٔ ثلثه نباشد لیکن سندش در دلیلی از ادلهٔ اربعه یافته شود هم مستحسن خواهد شد مثل بنای مدارس را جمله فقها شرقاً و غرباً و محدثین جنوباً و شمالاً مستحسن می نویسند حال آنکه وجودش در زمانه نبوی نبود مگر اصلش از حدیث اذا مات ابن ادم انقطع الا من ثلاث صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له رواه البخاری ومسلم وابوداود والنسائی والترمذی چون ثابت میشود لهذا حکم باستحسانش دادند و در بدعت ضاله داخل نساختند **ومقدمهٔ ثالثه** آنکه مفتی را لازم که هر واقعه که پیش شود اگر حکم آن صریح باشد در کتاب یا سنت یا اجماع یا قیاس باید که حسب آن فتوی دهد ورنه آن واقعه را زیر قواعد کلیهٔ شرعیه پیش سازد و از جزئیات هر کلیه که باشد حسب آن فتوی دهد و همین حال علمای متقدمین فقهای متبحرین مانده آری بر مفتی که بجز نقل عبارت کتب و اقوال مجتهدین طاقت استنباط مطلقاً ندارد از نزد البته بجز نقل چارهٔ دیگر نیست علامه سعد الدین تفتازانی در حواشی عضدی می نویسد المراد باهل النظر بعض اصحاب المذهب ممن له ملكة الاقتدار على الاستنباط من الاصول التى مهدها وهو المسمى بالمجتهدين فى المذهب كالغزالى والنووى من اصحاب الشافعى وهو فى المذهب بمنزلة المجتهدين المطلق فى الشرع واما الذين يفتون بما حفظوه او وجدوه فى كتب الاصحاب فهم بمنزلة النقلة والرواة انتهى و علامه عمر حنفی در جواهر نفیسه می آرد اعلم ان الفقهاء والعلماء على سبع طبقات الاولى طبقة المجتهدين فى الشرع كالائمة الاربع الثانية طبقة المجتهدين فى المذهب كابى يوسف ومحمد والاساتذة من اصحاب ابى حنيفة القادرين على استخراج الاحكام من الادلة على مقتضى القواعد التى مهدها استاذهم فانهم وان خالفوهم فى بعض الفروع لكنهم موافقون له فى الاصول الثالثة طبقة المجتهدين فى المسائل التى لا رواية فيها عن صاحب المذهب كالخصاف والطحاوى والكرخى والحلوانى والسرخسى والبزدوى وقاضى خان

الرابعة طبقة اصحاب التخريج من المقلدين كالرازي واضرابه فانهم لا يقدرون على الاجتهاد اصلا لكنهم لاحاطتهم بالاصول وضبطهم بالمذهب يخرجون الاقوال الخامسة طبقة اصحاب الترجيح من المقلدين كالقدوري وصاحب الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات على بعض بقولهم هذا اولى وهذا اصح دراية وهذا اوضح رواية وهذا اوفق بالقياس وهذا ارفق بالناس السادسة طبقة المقلدين القادرين على التمييز بين الاقوى والقوي والضعيف وظاهر المذهب وظاهر الرواية والرواية النادرة كاصحاب المتون المعتبرة عند المتاخرين كصاحب الكنز والمختار والوقاية والمجمع وشان كل منهم ان لا ينقل في كتابه الاقوال الضعيفة والمردودة والروايات الضعيفة السابعة طبقة المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يعرفون الغث والسمين ولا يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون ما يجدون كحاطب ليل وهذا مذكور في طبقات الفقهاء مع تطويل لا يسعه هذا المختصر انتهى بعد تمهيد این مقدمات میگویم که نفس ذکر مولود بدعت ضلالت نیست بدو وجه اول ذکر مولد عبارت ست ازینکه ذاکر آیتے از آیات قرآنیه یا حدیثے نبویه تلاوت کرده در شرح آن قدرے از فضائل نبویه و معجزات احمدیه و برخی از احوال ولادت و نسب نبوی و خوارقی که بوقت ولادت و قبل از ان ظاهر گردیدند و امثال آنها بیان سازد کذا حققه ابن حجر المکی في النعمة الکبری علی العالم بمولد سید ولد آدم وغیره من العلماء الماهرین و وجود این حقیقت در زمانه نبوی و زمانه اصحاب هم بود اگرچه مسمی باین تسمیه نباشد بر ماهرین فن حدیث مخفی نخواهد بود که صحابه در مجالس وعظ و تعلیم علم ذکر فضائل نبویه و کیفیات ولادت احمدیه می کردند و در صحاح مروی ست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم حسان بن ثابت را در مسجد خود بر منبر نشانیدند و او شان مدائح نبویه را که نظم کرده بودند خواندند و آنحضرت او شان را دعای خیر دادند و فرمودند اللهم ایده بروح القدس و بر ناظر دیوان حسان مخفی نخواهد ماند که در قصائد شان معجزات نبویه و کیفیات ولادت و ذکر نسب شریف وغیره موجود ست پس خواندن این چنین اشعار بر سر مجلس عین ذکر مولد ست و این قصه خواندن حسان اشعار در مسجد در صحیح بخاری هم موجود ست من شاء الاطلاع فلیرجع الیه والی غیره پس در حقیقت ذکر مولد که بیان احوال شتے و این

قسمے فرقی معتد بہ معلوم نمی شود دیگر اینکہ این قسم مجلس مولود نشدہ پس این امری ست دیگر اگر احتیاج
این امر شود کہ اگرچہ وجود نفس ذکر مولد وفضائل وغیرہ ثابت شدہ لیکن ذکر مولد بجمع کردن وطلب
کردن احباب از خانہا ثبوت نرسید رفع آن باین طرح کردہ شود کہ جمع کردن مردم وطلب اوشان
برای نشر علم در حدیث ثابت ست فقیہ ابو اللیث در تنبیہ الغافلین می آرد حدثنا ابی قال
حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا ابو عمران حدثنا عبد الرحمن حدثنا داؤد
حدثنا عباس ابن الکثیر عن عبد خیر عن علی ابن ابی طالب قال نزلت اذا جاء
نصر اللہ فی مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فما لبث ان خرج یوم
الخمیس فرقی المنبر وجلس علیہ ثم دعا بلالا وقال ناد فی المدینۃ ان اجتمعوا
بوصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنادی بلال فاجتمع صغیرهم وکبیرهم
وترکوا ابواب بیوتہم مفتحۃ حتی خرجت العذاری من خدورهن حتی غص المسجد
باهلہ النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم یقول وسعوا لمن وراءکم وسعوا المروراءکم
ثم قام فحمد اللہ واثنی علیہ وصلی علی الانبیاء ثم قال انا محمد بن عبد اللہ ابن
عبد المطلب بن ہاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی الحدیث انتہی ملخصا
علاوہ ازین کلام در نفس ذکر مولد ست وتخصیصات عرفیہ اگر بالفرض ازین اجتماع ثابت نشود
بعدم جواز نفس ذکر مولد لازم نمی آید وجہ دوم اینکہ مسلم کہ وجود ذکر مولد در زمانی از ازمنہ ثلاثہ نبودہ لیکن
میگوییم کہ در شرع این قاعدہ ثابت شدہ کل فرد من افراد نشر العلم فہو مندوب ابن ماجہ از
ابی ہریرہ روایت کردہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مما یلحق المومن من
حسناتہ بعد موتہ علم نشرہ وبخاری در کتاب العلم از عمر بن عبد العزیز روایت کردہ کہ ولیفشوا العلم
ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یہلک حتی یکون سرا وعلامہ سیوطی وبعضی سائل
ثمود در شرح حدیث اذا مات ابن آدم الحدیث می نویسند عمل العلماء الصدقۃ الجاریۃ من الوقف
والعلم المنتفع بہ علی التصنیف والتعلیم انتہی وظاہر ست کہ در ذکر مولد تحقیقی کہ گذشت فردی ست
از افراد نشر علم پس در اینجا دو مقدمہ حاصل شدند اول اینکہ ذکر المولد فرد من افراد نشر العلم دوم
کل فرد من افراد نشر العلم مندوب نتیجہ بر آمد ذکر المولد مندوب وبخاری از ابی وائل روایت کردہ

قال كان عبد الله ابن مسعود يذكر الناس في كل خميس فقال له رجل يا ابا عبد الرحمن
لوددت انك ذكرتنا كل يوم قال اما انه يمنعني من ذلك اني اكره ان املكم واني
اتخولكم بالموعظة كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بها مخافة السآمة علينا

دوهم نساری که هرگاه ذکر مولد در ازمنهٔ ثلاثه نبوده و نه در زمان مجتهدین اثرش یافته شد پس بچه طور فتوی
بجوازش جائز باشد چه سابقاً ذکر کرده شد که مفتی را فتوی بطور استنباط باید که ضروری است پس اگر تسلیم کنیم که
ذکر مولد در ازمنهٔ ثلاثه نبوده و نه از مجتهدین حکم او منقول شد لیکن چون در شرع این قاعده ممهد
شده است کل فرد من افراد نشر العلم فهو مندوب و ذکر مولد نیز زیر آنست لابد حکم مندوبیت
او داده خواهد شد و برهمین مسلک فقهای متبحرین و اهل افتای مستنبطین مثل ابوشامه شیخ حافظ
ابن حجر و سیوطی و شامی و امثال آنها رفته اند و حکم به ندب ذکر مولد داده اند حالا مقدماتی که
سائل آورده است باید شنید و بغور باید دید اما مقدمهٔ اولی پس اگر مراد جمله هرانچه مامور به نیست
استحبابش معلوم نیست این است که هرانچه مامور به بصراحت نیست استحبابش معلوم نیست پس
غلط است چه بسیار امور ازین قبیل هستند که مامور به بصراحت نیستند مگر فقهای متبحرین از قواعد استنباط
آنها کرده حکم به ندب آنها داده اند و اگر مراد این ست که هرانچه مامور به اصلا نیست نه صراحةً و نه دلالةً
پس صحیح است لیکن مضر مقام نیست چه ذکر مولد بر تقدیر تسلیم عدم وجودش در ازمنهٔ ثلاثه در
قاعده مندرج است پس لابد مامور به خواهد شد و استحبابش ظاهر خواهد شد کما مهدنا لک سابقا
فی المقدمة الثانیة و اما مقدمهٔ ثانیه پس آنهم مضرتی ندارد چه مراد بما احدث و محدث امری ست که سندش
اندر ادلهٔ اربعه یافته نشود کما مهدنا لک فی المقدمة الاولی و ذکر مولد این چنین نیست و اما مقدمهٔ ثالثه پس
اگرچه از جزئیت فرد فرد جزئیت مجموع لازم نمی آید مگر هرگاه جزئیت مجموع بسبب اندراجش زیر قاعدهٔ
شرعیه معلوم شده جای چون و چرا باقی نماند و اما مقدمهٔ رابعه پس غلط محض ست کما مهدنا لک فی
المقدمة الثالثة حاصل مرام و ملخص مقام اینکه ذکر مولد فی نفسه امری ست مندوب خواه بسبب وجود او
در خیر القرون یا بسبب اندراجش زیر سند شرعی و کسی ندبش را منکر نشده مگر یک طائفهٔ قلیله که در سابع
آن طائفه تاج الدین فاکهانی مالکی است و او را طاقتی نیست که مقابله بجلای مستنبطین که فتوی بندب ذکر
[illegible] کنند پس قولش درین باب معتبر نیست آری اگر تخصیصات ذکر مولد که سابقاً گذشت تخصیصات

غیر مشروعہ و تشریعات غیر ماموره منضم شوند حکم ندب آن باقی نخواہد ماند لیکن این امری ہست دیگر در نفس جواز مولد شکے نیست واللہ اعلم بالصواب و عنده حسن الثواب حرره الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ اصاب المجیب جزاه اللہ خیر الجزاء نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد۔ درحقیقت این فعل زید بدلالت ادلۂ شرعیہ کہ بالتصریح والتشریح در سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرة خیر العباد مذکور اند مستحسن و مندوب است در سوالات و فتاوی شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی مکتوب ہست الموالید والاذکار التی تفعل عندنا اکثرها تشتمل علی خیر کصدقۃ وذکر الصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ومدحہ علی تنزیل وشرور وبعضها لیس فیها شر ولا شك ان النوع الثانی سنۃ ویشتملہ الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصۃ والعامۃ کقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینعقد قوم یذکرون اللہ تعالیٰ الا حفتهم الملائکۃ وغشیتهم الرحمۃ وذکرهم اللہ تعالیٰ فیمن عنده رواه مسلم وروی ایضا انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالیٰ ویحمدونہ علی ان هداهم للاسلام اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ تعالیٰ یباهی بکم الملائکۃ وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس لہ وان الجالسین علی خیر کذلك یباهی اللہ بهم الملائکۃ وتنزل علیهم السکینۃ وتغشاهم الرحمۃ ویذکرهم اللہ تعالیٰ بالثناء علیهم بین الملائکۃ فای فضائل اجل من هذه وقول السائل وهل الاجتماع جائز جوابہ نعم هو جائز انتهی مختصرا فصح الجواب واللہ علیم بالصواب کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ اللہ العلی الرب الحکیم

۳۶ سوال ؛ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس صورت مین کہ بیچ مجلس مولود شریف جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اثنائے بیان میں قاری مع حاضرین کھڑے ہو کر چند اشعار ہندی وغیرہ پڑھکر بیٹھ جاتے ہین آیا اصل اسکی شرع مین ہے یا نہیں اور اس فعل مین ثواب ہے یا نہین اور اگر بدعت ہے تو کون سے قسم سے ہے اور اس امر کے لازم اور موکد ٹھہرانے والے اور ترک کرنے سے گناہ ہے یا نہین اور ان اشخاص مومنین سے جو تعظیم آنجناب علیہ السلام کی لازم سمجھ

ایمان جانتے ہین مگر قیام بین الذکر بدعت سمجھ کر نہین کرتے اور مانع بدعت ہوتے ہین اُس
مرتبہ تک نوبت پیش آنا کہ ابی واستکبر وکان من الکافرین کا اُنکو مصداق ٹھہرانا موجب
اثم اور تعزیر کا ہے یا نہین بینوا توجروا ہو الموفق کہین حدیث وفقہ مین قیام مسئول
کا اثر نہین ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ مباح کہا جائے پس جو لوگ کہ اسکو جنس مستحبات بلکہ
ضروریات دین سے شمار کرتے ہین اُنکے حق مین مکروہ ہے اور بدعت اسواسطے کہ
مندرج ہے تحت مین قاعدہ کلیہ شرعیہ کے جو امر جدید کہ قرون ثلثہ مین پایا نہ گیا ہو بعد
اُسکے مروج ہوا ہو اگر وہ امور دینیہ سے ہے حرام ہے اور اگر رسوم اور عادات سے ہے
نہ عبادت سے پس اگر اُسکو بطریق عبادت اور التزام کے عمل مین لاتے ہین وہ بھی ممنوع
ہے کما ہو المصرح فی الاحیاء وغیرہ اور جو شخص کسی مسلمان کو خصوصا منکرین بدعات
کو کافر کہے وہ آپ کافر ہوجاتا ہے لما روی البخاری عن ابی ذر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ویرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ
ان لم یکن صاحبہ کذلک وعنہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حاء علیہ انتہی واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب نمقہ احقر العباد خادم احمد غفرلہ اللہ الصمد ۳۲ سوال ۱۵۱ چہ میفرمایند علمائے
دین درین صور تہا اول آنکہ در محفل مولد شریف وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر ایستادہ می شوند و دست بستہ میخوانند الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ و بمجرد
صنیع گذشتگان خود و معاملات میان ایشان تمسک می کنند و دلیلی از اصول اربعہ نمی آرند و
بعض مردم ازین امر محترز اند و دلیل می آرند کہ آنحضرت در حالت حیات دنیاوی قیام تعظیمی
برای خود مکروہ میداشت چنانکہ در شمائل ترمذی ست عن انس قال لم یکن شخص احب
الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وکانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون
من کراہتہ لذلک و در شرح آن زیر حدیث لا یقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا
نقل کردہ و از مواہب لدنیہ معلوم میشود کہ این قیام از منکرات ست چہ این از محدثات عند عمل
المولد ہست وانچہ محدث عند عمل المولد ست ابن حاج برین انکار کردہ حیث قال ولقد توطیت

ابن الحاج فی المدخل علی الانکار علی ما احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالآلات
المحرمة عند عمل المولد الشریف فالله یثیبه علی قصده الجمیل ویسلک بنا سبیل
السنة فانه حسبنا ونعم الوکیل انتهی پس ازین هر دو گروه بر صواب کدام اند دوم آنکه خطبای زمانه
را در خطبه خواندن دو طریق دیده میشود بعض دست را گذاشته دارند چنانکه در قومهٔ صلوة و بعض دست را
بسته دارند چنانکه در قیام صلوة طائفهٔ اولی دلیل می آرند که از آنحضرتؐ و صحابه و تابعین و تبع
تابعین دست بستن درین حالت منقول نیست بلکه از آنحضرتؐ منافی آن معلوم میشود چنانکه
در سفر السعادت آمده و شمشیر و نیزه بدست نگرفتی بلکه بر کمانی یا عصای اعتماد کردی و درین پیش از آن
بود که منبر ساخت اما بعد اتخاذ منبر محفوظ نیست که بر چیزی اعتماد کردی نی عصا و نی کمان
و نی غیر آن انتهی و در مشکوة در باب الخطبه است ویقول صلی الله علیه وسلم بعثت انا والساعة کهاتین
ویقرن بین اصبعیه السبابة والوسطی وایضا عن عمارة بن رویبة رأی بشر
ابن مروان علی المنبر رافعا یدیه فقال قبح الله هاتین الیدین لقد رأیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم ما یزید علی ان یقول بیده هکذا واشار باصبعه المسبحة و ظاهر
است که اقران بین الاصبعین و اشاره بمسبحه که از فعل عماره ثابت میشود منافی بستن است و طائفهٔ
ثانیه دلیل می آرند که فقها ضابطه گفته اند کل قیام فیه ذکر مسنون ففیه الوضع وکل قیام
لیس کذا ففیه الارسال چنانکه در شرح وقایه است و در قیام خطبه ذکر مسنون است پس
وضع باید طائفهٔ اولی در جوابش گویند که این ضابطه مخصوص بصلوة است نه برای غیر آن درین
صورت کدام بر صواب است و کدام بر خطا سوم آنکه وقت جلسه بین الخطبتین نیز اختلاف دیده
می شود بعضی دست برداشته مشغول بدعا میشوند و بعضی خاموش می باشند نه دست بر دارند و نه
کدامی دعا خوانند فرقهٔ اولی میگویند که از وقت جلوس امام برای خطبه تا انقضای صلوة ساعت
جمعه است که از اوقات اجابت آمده و وقت خطبه بشنیدن آن مشغول میشوند و وقت جلسه خالی
است پس دعا خوانده میشود فرقهٔ ثانیه گویند که ساعت جمعه وقت جلسه منحصر نیست بلکه مبهم امر
است و از آنحضرت صلی الله علیه وسلم دعا درین وقت ثابت نه شده چنانکه شراح
سفر السعادت گفته بلکه در مشکوة منافی آن ثابت حیث قال فیخطب پس خطبه میخواند ثم

بمجلس پس نشست و لا یتکلم و تکلم نمی کردند بدعاوہ نقیر آن ثم یقوم پسترمی الیتا و فیخطب پستر خطبہ می خواند خطبہ دوم انتہی درین صورت حق بدست کدام فرقہ است چہارم آنکہ در بعض کتب و رسائل نوشتہ است خصوصًا در ترجمہ دقائق الاخبار یعنی صبح کا ستارہ مسطور ہست حدیث مین ہی کہ جب موت سے تین دن گذر جاتے ہین روح کہتی ہی ای رب مجھے حکم دے کہ مین جاؤن اور اپنے بدن کو دیکھون حکم ہوتا ہی کہ اچھا جا آلخ ہمچنین استیذان روح بجناب الٰہی روز پنجم و ہفتم برای دیدن اعضای خود یا کردن دوستان خود کہ نوشتہ است و کذا نقل روایت ہی کہ جب مومن مرجاتا ہی اسکی روح اپنے گھر کے پاس مہینہ بھر تک پھرا کرتی ہی اور دیکھتی ہے کہ اسکا مال کس طرح بانٹتے ہین اور اسکا قرض کس طرح ادا کرتے ہین پھر بعد مہینے کے قبر کے گرد سال بھر پھرتی ہی اور دیکھتی ہی کہ اسکے لیے کون دعا مانگتا ہی اور کون غمگین ہوتا ہی پھر جب سال پورا ہوجاتا ہی تب اسکو جہان سب روحین جمع رہتی ہین لیجاتے ہین اور نفخ صور تک وہین رہتی ہے انتہی مخالف است مر احادیث صحیحہ مشکوۃ وغیرہ را چہ در آن مذکور است عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبر المیت اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدہما المنکر وللآخر النکیر فیقولان ماکنت تقول فی ہذا الرجل فیقول ہو عبد اللہ ورسولہ فیقولان انا قد کنا نعلم انک تقول ثم یفسح لہ فی قبرہ سبعون ذراعا فی سبعین ثم ینور لہ فیہ ثم یقال لہ نم فیقول ارجع الی اہلی فاخبرہم فیقولان نم کنومۃ العروس الذی لا یوقظہ الا احب اہلہ الیہ حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک وان کان منافقا قال سمعت الناس یقولون قولا فقلت مثلہ لا ادری فیقولان قد کنا نعلم انک تقول فیقال للارض التئمی علیہ فتلتئم علیہ فتختلف اضلاعہ فلا یزال فیہا معذبا حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک

ازین حدیث صریح ہست کہ روح مومن در قبر خود تا قیام قیامت آرام است پس اورا گریہ و زاری کردن بطرف اغنیہ خود و باز گرد کردن حوالی خانہ خود بخیال چشم داشت معاجز است و روح منافق را تا قیامت عذاب در قبر است پس اورا از عذاب کجا مہلت کہ بخانہ در آید درین صورت روایات مذکورہ را حکم بصحت شود یا با احادیث مشکوۃ التطابق باید تحکیم آنکہ در باب قیام شخصی در سبب براے

تعظیم شخصے اختلاف دیدہ میشود بیقامی از جامع منقول است ذکر فی الزاهدی لا یکرہ ان
یقوم احد لآخر فی المسجد تعظیما له وکذا لو قام القاری فی حال قراءته تعظیما لله وشیخ
عبدالحق محدث دہلوی در آداب الصالحین میفرماید وقیام نیز مکروہ است که طریق اعظام بر سبیل
اکرام و در مسجد مکروہ تر است که مسجد موضع عبادت حق است پس شریک نه سازد دیگری را و
اصحاب قیام نمی کردند از برای آنحضرت زیرا که آنحضرت را خوش نمی آید و میگفت که این از تکلفات
اعاجم است انتهی موضع الحاجة منه امید آنچه مفتی به و پسندیدہ علمای دین باشد مع جواب چند
آن مرقوم شود ششم آنکه در درمختار است (وکره ترکهما) معا لمصل ولو کان اترکهما بخلاف
مصل فی بیته بمصر او مصل فی مسجد بعد صلوة جماعة فیه) بل یکره فعلهما و تکرار
الجماعة الا فی مسجد علی طریق فلا بأس بذلك جوهرة این روایت مفتی بها است یا نه در صورت
اول اگر در مسجدی که بر طریق نیست امام یا دو یک کس بنیت احتراز فضیلت اولیت وقت بجماعت
گذارده بعده جماعت کثیر آمدند یا امام تا وقت مستحب انتظار کرد همگی دو سه کم آمدند و با آنها جماعت
گذارد بعد جماعت کثیر آمدند یا دو یک کس دیگر یا اول وقت آمده بجماعت گذارده بعد امام
با جماعت کثیره آمده یا جماعت کثیره باول وقت بجماعت خواندند بعده امام یا دو یک کس
آمد درین صور تها این جماعت اخیره نماز بجماعت خوانند یا نه و اقامت گویند یا نه و در صورت
ثانیه روایات مفتی بها از کتب معتبره مثل بحر الرائق و فتح القدیر مرقوم فرمایند هفتم آنکه متعارف
است که وقت وزیدن باد تند یا شیوع وبا اذانهای زائد از خمسه مقرر دهند بلکه بعضے مشائخ هر شب
پنجشنبه هفت اذان و بعضے از انها هر روزه بعد عشا اذان دهند درست یا نه در کتب
احادیث اخری اذان نیست در وقت مذکور خواندن ادعیه وغیره مثل اللهم اجعلها بلها الخ
وارد شده آری اینقدر ثابت است و اذا نادی بالاذان و در فقه هم می نویسند هو سنة للفرائض
فحسب تحقیق این امر فرمایند هشتم آنکه بعض حضرات اذان باین طور گویند که الله اکبر گویند توقف
نمایند و باز الله اکبر گویند و توقف سازند هکذا اربع مرات چنانکه در بعض روایت آمده اشهر
آنست که الله اکبر الله اکبر دو مرتبه گویند و توقف سازند و باز الله اکبر الله اکبر گویند و توقف
سازند همین است اکثر مذهب چنانکه در مفتاح الصلوة از بحر الرائق نقل کرده و از حدیث هم

معلوم می شود چنانکہ آمدہ عن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال
المؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر فقال احدکم اللہ اکبر اللہ اکبر الخ درین صورت ہر چہ
افضل ثابت شود مرقوم فرمایند نہم آنکہ کتاب شرح برزخ و مرویات وی معتبر ست یا نہ درصورت
اولی این قدر عبارت یعنی روی فی الاخبار ان الانسان اذا اصوب علیہ امر فینادی ولیا
من اولیاء اللہ فان کان حیا یسمعہ الرب طرفة العین او یعلمہ المولی بکشف
القلوب وان کان میتا یسمعہ الملائکة فیعین بالشفاعة عند اللہ تعالی و علیہ المشائخ
انتہی کہ بوجوہ عدیدہ صریح مخالف قانون شرعی معلوم می شود یا با اصول شرعیہ انطباق یابد یا رقم
بطلان برآن کشیدہ شود دہم آنکہ در مسلمانان قصبات و دیہات معمول ست کہ چون غلہ
خریف یا ربیع قریب بہ پختگی میرسد ہر کس از مزروعہ خود یا مزروعہ غیر باجازت یا بلا اجازت
خوشہا آوردہ دانہا از ان بر آوردہ قند سیاہ بران آمیختہ بنام بزرگان رسانند و خود ہا باہم تقسیم
کنند و تبرک دانند و تا بنام آن بزرگان فاتحہ نہ دہند نخورند و ہمین رسم در ہنود شائع ست طابق
النعل بالنعل پس این رسم را اگر مسلمانان کنند گنہگار شوند یا نہ درصورت اول و در مصداق
ثلثة ابغض عند اللہ اصیغر فی الاسلام سنة الجاھلیة الحدیث داخل اند یا نہ و فقیر روایتی
دیدہ من فتاوی رحمانیہ فی احیاء العلوم العرش فی الفصل بیع والخراجت من حبوب
جدیدة قبل اکلہا بدعة لانہا متابعة لکفرة الھند لانھم لا یاکلون الجدید بعد قطع
الفصلین ما لم یطعموا منہ آلہتہم انتہی این روایت صحیح ست یا نہ یازدہم آنکہ متعارف ست کہ چون
فاتحہ بزرگان کنند حصص مقرر سازند مثلا یک حصہ نیاز خدا و یک حصہ نیاز حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و یک حصہ نیاز حضرت عبد القادر جیلانی رض و علی ہذا القیاس پس این حصہ مقرر
کردن داخل مضمون این آیہ ست یا نہ (وجعلوا للہ مما ذرء من الحرث والانعام نصیبا)
ای وللانعام نصیبا فاکتفی بدلالة قولہ (فقالوا ھذا للہ بزعمہم وھذا لشرکائنا)
بزعمہم علی وکذا ما بعدہ ای زعموا انہ للہ واللہ لم یامرہم بذلک ولا شرع لہم
تلک القسمة کذا فی المدارک دوازدہم آنکہ آنچہ در تقویة الایمان و ایضاح الحق و اربعین فی
ائمہ مسائل شرک و بدعت نوشتہ اند و در کتاب و سنت دلائل آوردہ قابل تمسک ست

یا نہ اہل سنت را در تعمیل آن مسائل ثوابی ست یا عقابی بینوا العبارۃ الکتاب توجروا فی یوم الحساب
ہو الموفق در محفل مولد شریف قیام وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اصلے ندارد این را سنت یا واجب انگاشتن بلاشبہ مکروہ ست وتعظیم دست بستہ خواندن
ثابت نشدہ وکلیہ کل قیام فیہ ذکر مسنون ففیہ الوضع وکل قیام لیس کذالک ففیہ
الارسال دلیل ارسال ست نہ دست بستن زیراکہ در خطبہ کرامی ذکر بخصوصہ منقول نیست وفیما
بین دست برداشتہ دعا نمودن خلاف سنت ست وارواح نیکان بعد از قبض در علیین وبدان
در سجین میرسند واز انجا آمدن ارواح در خانہ یا قبر وغیرہ کہ در کتب غیر معتبرہ منقول ست اعتبارے
ندارد زیراکہ روح را قرب وبعد مکانی مانع از دریافت احوال قبر وخانہ نمیشود بلکہ نشانے
بر قبر غیر این ارواح را می باشد کہ بحضور زیارت کنندگان واقارب ودیگر دوستان بر قبر
مطلع ومستانس میگردد وچندی قربت موت فی الجملہ اثر حیات سابقہ والفت تعلق بدن
ودیگر معروفان از ابنائے جنس خود باقی می ماند وآن وقت گویا برزخ ست درمیان زندگانی
دنیا واستغراق عالم قبر کہ چیزی ازین طرف وچیزی از ان طرف دادہ اند وگاہے مردگان
سوی حالت از ومیرسد ومردگان منتظر لحوق مددازین طرف می باشند وچنان گمان می برند
کہ ہنوز زندہ اند ہذا خلاصۃ ما فی التفسیر العزیزی ودر قیام اندرون مسجد برای تعظیم بوقت دخول
کسے مختلف فیہ است اکثرے جائز میدارند وبعض مکروہ میگویند بجہت آنکہ رسم اعاجم است
ومجوزین احتجاج می آرند روی فی المشکوۃ عن ابن سعید الخدری قال لما نزلت
بنو قریظۃ علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فجاء
علی حمار فلما دنی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم الی اخر
الحدیث انتہٰی شیخ عبد الحق دہلوی در اشعۃ اللمعات افادہ نمودہ احتجاج کردہ است باین کسیکہ
قائل ست بقیام داخل مسجد را چنانکہ الآن معتاد ومتعارف است وجواب دادہ اند کہ این امر
بقیام نہ بقصد تکریم بود بلکہ بجہت آن بود کہ سعد بن معاذ رضہ دردناک بود زخم تیری در ران وے
در غزوہ خندق رسیدہ بود وطاقت فرود آمدن از اسپ نداشت لہٰذا امر فرمود تا بسوی او بروید
در فرود آمدن اعانت کنید وتوانند کہ این توطیہ وتمہید باشد برائے اطاعت ایشان مر او را تنفیذ احکام او

و الشان قال الملا علی قاری فی المرقاة قال النووی فیه اکرام اهل الفضل و تلقیهم
و القیام لهم اذا اقبلوا و احتج به الجمهور و قال القاضی عیاض لیس هذا من القیام
المنهی عنه و انما ذلك فیمن یقومون علیه و هو جالس و یمثلون قیاما طول جلوسه
و قیل لم یکن هذا القیام للتعظیم بل کان للاعانة علی نزوله لکونه
وجعا و لو کان المراد منه قیام التوقیر یقال قوموا الی سیدکم لکن الاول
اظهر لان الصحابة رض ما کانوا یقومون له صلی الله علیه و سلم لکراهته للقیام
انتهی و فی القنیة و لا یکره الجالس فی المسجد لمن دخل علیه تعظیما له انتهی و فی
المطالب المؤمنین و ما ورد من التوعد علیه انما هو فی حق من یحب القیام
بین یدیه کما تفعله الاتراك و الاعجام و کون رسول الله صلی الله علیه
و سلم لم یفعل مع اصحابه و لا فعلوه معه لا یدل علی کراهة لانه لم یکن
من عادتهم و قد ورد قوموا لسیدکم انتهی در مسجد محلہ قبل آمدن امام و مؤذن
اکثر مردمان دیگر بجماعت نماز گزارند بعد ازاں امام و مؤذن با اہل محلہ جماعت نمودند جماعت
اول مکروہ است و ثانیہ مستحب قال فی الکشف و لو صلی بعض اهل المسجد باقامة
و جماعة ثم دخل المؤذن و الامام و بقیة الجماعة فالجماعة المستحبة لهم و الکراهة
للاول کذا فی المضمرات و لو صلی فیه غیر اهله بالجماعة فلا بأس لاهله ان یصلوا
فیه بالجماعة هکذا فی محیط السرخسی و اگر امام و مؤذن با اہل محلہ جماعت نمودند بعد
ازاں دیگران آمدہ نماز بجماعت ادا نمودند جماعت ثانیہ مکروہ ست قال فی الکشف اهل
المسجد اذا صلوا باذان و جماعة یکره تکرار الاذان و الجماعة فیه و فی العالمگیریة
ای المسجد اذا صلوا باذان جماعة یکره تکرار الاذان و الجماعة فیه الخ
پس حاصل روایت منقولہ در مختار آنست کہ اہل محلہ را اہتمام بلیغ سزاوار است برانکہ ہمہ باتفاق
در مسجد حاضر شدہ نماز را بجماعت ادا نمایند تا کثرت جماعت شود و باعث مزید ثواب گردد
و ترک این اہتمام قصداً بلا ضرورت مکروہ است چنین جہت در مسجد یکہ سر راہ است تعدد
جماعت بلا کراہت جائز است نہ اینکہ اگر یک مرتبہ جماعت در مسجد شدہ باشد و بعضے

چند کسان شریک باشند و در مسجد آمده بانفراد نماز گذارند و جماعت کثیر را ترک سازند واللہ اعلم۔ و اذان در اوقات مسئولہ ہرگز در شرع ثابت نمی شود و فصل درمیان ہر کلمۂ اذان اولی است قال فی البرہان ویترسل ای یتمہل فیہ وھو ان یفصل بین کل کلمتین بسکتۃ وفی الدر المختار ویترسل فیہ بسکتۃ بین کل کلمتین وفی فتح القدیر قولہ ویترسل فی الاذان ھو ان یفصل بین کل کلمتین من کلماتہ بسکتۃ ومصنف شرح برزخ نقل روایات صحیحہ بر خود لازم نگرفتہ است آری حقیقت کرامات اولیا مذہب اہل سنت وجماعت است و رسمیکہ اوراد ہندی بنا میگویند فی الواقع رسم ہنودان است مسلمانان را ازان احتراز ضرور است در خصوص طعام بقدر وسعت خود للہ بفقرا و محتاجان دادن و ثواب آن باجتماع یا بتفریق بدوستے بخشیدن مضائقہ ندارد و آیات و احادیث در روایات منقولہ تقویۃ الایمان و ایضاح الحق و اربعین و مائۃ مسائل بلا شبہہ قابل تمسک اند واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ احقر العلما خادم احمد غفر لہ اللہ الصمد [خادم احمد]

مسئلہ قیام وقت بیان ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۱ سوال (۲۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہر ہندوستان میں دستور ہے کہ محفل قدس میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگ تعظیما کھڑے ہوجاتے ہیں اور قیام کرتے ہیں اور اس تعظیم سے امیدوار ثواب و خوشنودی خدا و رسول کی رکھتے ہیں مگر ایک شخص منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور علمائے مجتہدین سے یہ امر ثابت نہیں ہے پس بدعت سیئہ کو ترک کرنا ضرور ہے پس اس صورت میں یہ قیام تعظیمی کیسا ہے بینوا بالتفصیل و توجروا بالاجر الجزیل فقط ھو الموفق جواب اس سوال کا موقوف اوپر تمہید مقدمہ کے وہ یہ ہے کہ نفس قیام احادیث سے دو طور پر ثابت ہوتا ہے ایک قیام تعظیمی دوسرا قیام تکبری قیام تعظیمی وہ ہے کہ جو مسلمان باہم قیام کرتے ہیں باعتبار فضل و علم و ورع کے اور خیال کرتے ہیں اپنے کسر نفس کا بمقتضا اس کے تذللنا لبعضکم علی لبعض سے جیسے کہ عادت صحابۂ کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

کی تھی اور قیام تعظیمی فی نفسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً پایا گیا ہے اسیواسطے حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے قیام تعظیمی کو جائز رکھا ہے اور قیام تعظیمی کی ترغیب مین بھی احادیث کثیرہ واقع ہوئی ہین اور اسکو مفصلا امام نووی رح نے اپنے رسالہ مین بیان کیا ہے اور احادیث مثبتہ قیام نقل کیے ہین منجملہ انکے چند حدیثین بطور استشہاد یہان لکھی جاتی ہین عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان ناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما کان قریبا من المسجد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی خیرکم او سیدکم وفی روایۃ سلیمان الی سیدکم من غیر شک وفی روایۃ ان قیام المرؤس للرئیس الفاضل والوالی العادل وقیام المتعلم للعالم مستحب غیر مکروہ وعن عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت ما رأیت احدا اشبہ سمتا وخلقا وھدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامھا وقعودھا من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا قالت وکانت اذا دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام الیھا فقبلھا واجلسھا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علیھا قامت من مجلسھا فقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بیوت ازواجہ وعن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت قدم زید ابن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلعم بھا فاعتنقہ وقبلہ جواد قوموا الی سیدکم او سیدنا انتہی

ترجمہ۔ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق کہ حاضر ہوے لوگ بنابر حکم سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بلوا بھیجا آپنے انکو پس آئے وہ اوپر حمار کے پس جبکہ قریب ہوے وہ مسجد کے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے کھڑے ہو تم طرف بہتر اپنے کے یا سردار اپنے کے اور بیچ روایت سلیمان کے ہے طرف سردار اپنے کے بغیر شک کے اور ایک روایت مین ہے کہ تحقیق کہ کھڑا ہونا مرؤس یعنے محکوم کا طرف اپنے رئیس فاضل اور حاکم عادل کے اور کھڑا ہونا سیکھنے والے کا طرف سکھانے والے یعنی شاگرد کا استاد کے واسطے مستحب ہے غیر مکروہ ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے

روایت ہی کہ کہا اُنھون نے کہ نہین دیکھا مین نے کسی کے تئین مشابہ زیادہ ازروے شکل کے
اور اخلاق کے اور ہدیہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے اُنکے اور بیٹھے
رہنے اُنکے کے فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حضرت عائشہ رضہ
نے درحالیکہ تھین حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا جبکہ آئی تھین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو
کھڑے ہوتے آپ اُنکی طرف اور بوسہ دیتے آپ اُنکے تئین اور بٹھالیتے آپ اُنکو اپنے مقام
پر اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لیجاتے آپ اُنکے پاس تو وہ کھڑی ہوجاتین اور
بوسہ دیتین آپکے تئین اور بٹھالیتین آپکو اپنی جگہہ پر اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے
روایت ہی کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ حدیث فرماتے آپ ہمارے تئین پس جبکہ کھڑے
ہوتے آپ کھڑے رہتے ہم کھڑا رہنے کر یہانتک کہ دیکھتے ہم آپکو کہ داخل ہوے آپ اپنی
بیبیون کے گھرمین اور حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہی کہ آئے زید بن حارثہ مدینے مین درحالیکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مدینہ مین پس پکڑی آپنے گردن اُنکی اور بوسہ دیا آپنے اونکو
اور عمادسے روایت ہی کہ فرمایا آپنے کھڑے ہوجاؤ تم طرف سردار اپنے کے یا سردار ہمارے کے
پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہی کہ قیام تعظیمی جائز ہی باہم مومنون کے بلکہ مستحب ہے
اسواسطے کہ قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پایا گیا
اور وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام نہین ہوتا ہے
مگر قیام تعظیمی تو جو شخص اُسکو مستحب سمجھکر کریگا وہ بیشک ثواب پائیگا اور استحباب و استحسان اِس
قیام کا بھی قول و فعل علماے متبحرین سے ثابت ہوتا ہی جیساکہ علامہ برہان الدین حنبلی شافعی نے
کتاب الشان العیون فی سیرۃ الامین المامون مین تحریر کیا ہی ومن الفوائد انہ جرت عادۃ
کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ لا اصل لھا ای لکن ھی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ
مذمومۃ وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ فی اجتماع الناس لصلوۃ التراویح نعمت
البدعۃ وقد قال العز بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ ان البدعۃ تعتریھا الاحکام الخمسۃ وذکر لہا من
امثلۃ کل ما یطول ذکرہ ولا ینافی ذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور

فان کل بدعة ضلالة وقوله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا ای شرعنا
ما لیس منه فهو رد لان هذا عام ارید به خاص فقد قال امامنا الشافعی قدس الله
سره ما احدث وخالف کتابا او سنتا او اجماعا او اثرا فهو من البدعة الضالة
وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فهو من البدعة المحمودة وقد وجد
القیام عند ذکر اسمه صلی الله علیه وسلم من عالم الامة ومقتدی الائمة دینا و
ورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره فقد
حکی بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد منشد
قول الصرصری رحمة الله علیه فی مدحه صلی الله علیه وسلم وشرف وعظم شعر
قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب　　علی ورق من خط احسن من کتب
وان تنهض الاشراف عند سماعه　　قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب
فعند ذلک قام الامام السبکی رحمه الله وجمیع من
بالمجلس فحصل انس کبیر بذلک المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء وقد قال
ابن حجر الهیثمی رحمه الله والحاصل ان البدعة الحسنة متفق علی ندبها

ترجمہ اور فوائد سے یہ بات ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جاری ہوئی عادت بہت لوگوں سے جس
وقت کہ سنتے ہیں وہ لوگ ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام کرتے ہیں واسطے تعظیم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ قیام بدعت ہے اور نہیں ہے اصل واسطے اسکے لیکن وہ
قیام بدعت حسنہ ہے اس واسطے کہ تحقیق کہ نہیں ہے ہر بدعت بری اور تحقیق کہ فرمایا سردار ہمارے
عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ جمع ہونے لوگوں کے واسطے نماز تراویح کے اچھی ہے یہ بدعت اور
تحقیق کہ کہا عز بن عبد السلام رہ نے یہ بات کہ تحقیق کہ بدعت کہ چھا گئی ہیں اسی بدعت کو
پانچ حکم اور ذکر کیا ہے فقہا نے مثال ان سے کل اسکی کو کہ ذکر دراز ہے ذکر اسکا اور نہیں منافی
ہے وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں بچاؤ تم اپنے تئیں نئے امور سے پس تحقیق کہ
سب بدعت گمراہی ہے اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس شخص نے کہ کیا ہمارے حکم
یعنی شرع ہماری میں اس چیز کو کہ نہیں ہے وہ اسمیں پس وہ رد ہے اسواسطے کہ عام ہے اور مراد
کیا گیا ہے ساتھ اسکے خاص پس تحقیق کہ قائل ہوئے امام ہمارے شافعی قدس اللہ سرہ جو

چیز نئی ہوئی اور مخالف ہو کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے پس وہ بدعت ضلالہ ہو اور جو چیز نئی ہوا
بہتری سے اور نہین مخالف ہو کسی چیز کو اُسے پس وہ بہتر ہو اور تحقیق کہ پایا گیا قیام وقت ذکر
اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عالم امت سے اور وہ مقتدی ہین اماموں
کے ازروے دین و پرہیزگاری کے وہ کون کہ امام تقی الدین سبکی ہین اور تابعداری کی اُنکی
اس امر مین مشائخ اسلام نے جو اُنکے زمانے مین تھے پس بیان کی ہو بعضے اُنھین مشائخ
نے یہ بات کہ تحقیق کہ امام سبکی کے پاس جمع تھی ایک جماعت اُنکے زمانے کے عالموں سے
پس اشعار مدحیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھے پڑھنے والے نے وہ صرصری رحمۃ
اللہ علیہ کے تھے مضمون اُسکا یہ ہو کہ آپ کی مدح اگر خوشنویس سونے سے لکھے چاندی پر
اچھی لگا کے تو بھی کم ہو اور کھڑے ہو جائین بزرگ لوگ صف باندھ کے یا گھٹنوں کے بل
تو بھی تعظیم کامل آپکی ادا نہو سکے پس کھڑے ہوے امام سبکی اور حاضرین مجلس پس حاصل
ہوئی خوشی بہت اُس مجلس مین ایسی قیام کافی ہو جائیگا عامہ مومنین کو سند اور تحقیق کہ کہا
ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حاصل یہ ہو کہ تحقیق بدعت حسنہ اتفاق کی گئی اوپر مستحب
ہونے اُسکے سے اور صاحب سیرۃ شامی نے بھی اسی قصہ کو نقل کیا ہو اور قطع نظر اس عاجز
نے بگوش و بچشم خود دیکھا و سنا ہو کہ علماے فرنگی محل و دیگر علما دیار و امصار کے قیام
کرتے رہے و مستحب و مستحسن کہتے رہے چنانچہ اب تک علماے حرمین شریفین کا اس پر عمل جاری
ہو فی الواقع استحباب و استحسان قیام مین کچھ تامل نہین کہ یہ کلیہ فقہ کا منضبط ہو العادۃ محکمۃ
عادت مومنین کے حکم جاری کیا ہو پس لوگون کو چاہیے کہ بمضمون حدیث شریف ما
رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن یعنے جس چیز کو مسلمان اچھا دیکھین پس وہ نزدیک
اللہ کے اچھی ہو قیام کرین اور اُسکو مستحسن سمجھین اور جو لوگ اسکو بدعت کہتے ہین اور بدعت
سیئہ مراد لیتے ہین وہ خطا کرتے ہین اسواسطے کہ بدعت کی علما نے پانچ قسمین قرار دی ہین
جیسا کہ عبارت کتاب السان الفنون سے ظاہر ہوا ہو اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا
ہو قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام واجبۃ[۱] ومندوبۃ[۲] ومحرمۃ[۳] ومکروھۃ[۴] ومباحۃ[۵]
فمن الواجب نظم ادلۃ المتکلمین للرد علی الملاحدۃ والمبتدعین وشبہ ذلک

ومن المندوبة تصنيف كتب العلم وبناء المدارس والرباط وغير ذلك ومن المباح البسط في الوان الاطعمة وغير ذلك والحرام والمكروه ظاهران انتهیٰ

ترجمہ کہا علما نے بدعت پانچ قسم پر ہی ایک واجبہ دوسری مندوبہ تیسری محرمہ چوتھی مکروہہ پانچوین مباح پس واجب کیا ہی کہ قائم کرنا متکلمین کا دلیلون کو واسطے ملحدین و مبتدعین کے اور مثل اُسکے اور مندوبہ سے کیا ہی کہ تصنیف کرنا کتابون کا اور بنانا مدرسون کا اور مسافرخانون کا اور مثل اُسکے اور مباح کیا ہی کہ دسترخوان کا آراستہ کرنا طرح طرح کے کھانون سے اور سوا اسکے اور حرام اور مکروہ دونون ظاہر ہین قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری بدعت حسنہ ہی جیسا کہ اوپر مشرح ہو چکا ہی اور داخل ہو گا قسم دوسری اور پانچوین یعنی مندوبہ ومباحہ مین اسواسطے کہ اس مین کوئی قبح شرعی نہین پایا جاتا ہی بلکہ موجب استحباب واستحسان کا ہوتا ہی اور قیام تکبری وہ ہی کہ جیسا لوگ قیام کرتے ہین لمحبة الدنیا واسطے امرا و سلاطین کے جیسا کہ عادت ہوا عاجم کی اُسکی کیفیت یہ ہی کہ قیام کرنے والے اپنے تئین حقیر سمجھتے ہین بہ نسبت اُسکی اور وہ لوگ ازراہ تکبر و نخوت کی اپنے تئین اعلیٰ جانتے ہین اُن سے تفصیل اُسکی یہ ہی کہ حاضرین دربار دست بستہ دربار مین حاضر ہوتے ہین اور کھڑے رہتے ہین تاوقتیکہ اُنکی اجازت نہو تو نہین بیٹھتے ہین جب وہ اشارہ سے یا زبان سے اجازت دیتے ہین تب بیٹھتے ہین اور بعضے امراء ہین کہ اپنے سامنے اپنے رفقا و حضار مجلس کا کھڑا رہنا پسند کرتے ہین اور وہ لوگ اپنا فخر سمجھ کے دست بستہ کھڑے رہتے ہین یا فی زماننا کفار کے واسطے قیام کیا جاتا ہی تو اس قسم کا قیام بیشک حرام ہی قیام کرنیوالا اور قیام کرانے والا دونون گنہگار ہونگے اور ایسے ہی قیام کے اوپر مواعید شدیدہ وارد ہوے ہین اسکو بھی مفصلاً و مشرحاً حضرت امام نووی نے اپنے رسالہ مین بیان کیا ہی اور احادیث کو نقل کیا ہی منجملہ اُنکے ایک حدیث بطور سند کے لکھی جاتی ہی عن ابی امامة قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوکئا علی عصا فقمنا الیه فقال لا تقوموا كما تقوم الاعاجم يعظم بعضهم بعضا رواہ ابو داؤد ترجمہ ابی امامہ سے روایت ہی کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درحالیکہ تکیہ دینے والے تھے اوپر عصا کے پس کھڑے ہوے ہم آپکے سامنے پس فرمایا آپ نے نہ قیام کرو تم جیسا کہ قیام کرتے ہین عجمی لوگ تعظیم کرتے ہین بعض

اُنکے بعض کے تئین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے امام نووی نے اس حدیث کے تحت مین یہ تحریر کیا ہو فکل من احب ان یقوم لہ فلا تقم لہ و قال البغوی وغیرہ فہذا فیمن یامرھم بذلک ویلزمھم ایاہ علی طریق النخوۃ والکبر انتہی ترجمہ جس شخص نے دوست رکھا اس بات کو کہ قیام کرے کوئی واسطے اُسکے پس نہ قیام کیا جائیگا واسطے اسکے اور کہا بغوی نے اور غیر اُسکے نے پس یہ بیچ اُس شخص کے ہو کہ حکم کرتا ہو لوگون کو واسطے قیام کے اور لازم کرتا ہی اُسکے تئین اُسکو اوپر طریقہ نخوت اور تکبر کے تواب بغور و تامل دیکھنا چاہیے کہ یہ قیام مولد شریف کا جیساکہ رائج ہندوستان مین ہی وہ اس حدیث مین بوجوہ شامل نہین ہوسکتا ہی تو کیونکر وہ بدعت سیئہ ہوگا البتہ اسکا شمول باعتبار حصول ثواب و تتبع علماے سابقین وحال واحادیث سابقہ سے جو کہ اول مذکور ہوئین ہوگا پس شخص منع کرنے والے کی صریح خطا و تعصب ہی کہ بدعت سیئہ کہتا ہی اُسکو چاہیے کہ اپنے قول سے درگذری فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفرلہ اللہ الباری

سنہ ۱۲۶۳ **سوال** نمبر ۳۹ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مثلاً ہندوستان مین دستور ہی کہ محفل اقدس میلاد شریف مین وقت ذکر ولادت بابرکت جناب سید الابرار امام الاخیار حبیب ربّ العالمین خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگ تعظیماً کھڑے ہوجاتے ہین اور اس تعظیم سے امیدوار ثواب وخوشنودی خدا ورسول کے رہتے ہین مگر ایک شخص منع کرتا ہی اور کہتا ہی کہ صحابہ وتابعین وعلماے مجتہدین سے یہ امر ثابت نہین ہی پس بدعت سیئہ کو ترک کرنا ضرور ہی پس اس صورت مین یہ قیام تعظیمی کیسا ہی بینوا توجروا۔

ہو المصوب باب قیام مین علما کا اختلاف ہی بعضون نے بدعت سیئہ لکھا ہی اور بعضون نے مستحب لکھا ہی لیکن اُسکے استحباب شرعی پر ہنوز کوئی دلیل شرعی معتد بہ نظر سے نہین گذری واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

| ابو الحسنات محمد عبد الحی | **جامع الفتاوی** کہتا ہی کہ جو امور مستحسنات علماے کرام اور مشایخ عظام ہین اور جواز وعدم جواز دونون کے جہات اُس مین پائے جاتے ہین جیسے مولود شریف

وقیام وغیرہ ہر عالم کو اپنے مستند دلائل پر عمل کرنا مناسب ہی مگر انکار بلیغ اور تکفیر و تفسیق کی کوئی
وجہ نہیں مسائل اختلافیہ میں شدت انکار شان محققین نہیں ہی علماے کبار کے اختیار کیے
ہوے ایسے افعال موجب خیر و برکت ہیں اور مصالح دقیقہ اور فوائد عدیدہ پر مشتمل ہیں جب
تک کوئی دلیل قوی اُنکی حرمت یا بدعت سیئہ ہونے پر قائم نہو اُنکو ترک کرنا نہ چاہیے
کیونکہ توارث علما خود ایک دلیل ہی فقیر کا اور بزرگان فقیر کا معمول یہ ہی کہ وہ میلاد کی محافل
کرتے ہیں اور قیام بھی اُس میں کیا جاتا ہی اور اسکو مستحسن تصور کرتے ہیں کیونکہ کوئی قبح
شرعی معتد بہ نہیں ہی جس کی وجہ سے اس میں حرمت یا سیئہ ہو واللہ اعلم + سوال ۲۴۰
قبلہ من علماے دین زاد عنایتکم۔ کہ تعظیم مولود کے لیے مانڈا کے مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ
نہ اُٹھو اور بعد رسالہ کے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اُٹھنا اور نہ اُٹھنا دونوں برابر ہیں کیونکہ
نہ تو یہ حدیث میں لکھا ہی کہ ضرور اُٹھنا چاہیے اور نہ تو یہ لکھا ہی کہ نہ اُٹھو لہذا علمائی دین صاحب
کو تحریر دہ ہوں جیسا درست اور روا ہو براہ مہربانی تحریر فرمائیے گا زیادہ حد ادب۔ اور ایک
عورت اپنے مکان سے نکل گئی تو مرد و عورت دونوں راضی ہوے مگر تین ماہ تک عورت
دوسرے مرد کے پاس باہر رہی تو اُسکا رکھنا درست ہی یا نہیں نکاح تھا ٹوٹ گیا یا نہیں اور قرآن
شریف میں ضاد یا ظ کیا پڑھنا چاہیے۔ اور تعظیم کے بارہ میں لوگ جھگڑا و فساد کثرت سے
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم وہابی ہو لہذا جیسا حال ہو تحریر فرمائیے **ہو المصوب** تعظیم قیام
مولود شریف میں علما کے مستحسنات سے ہی اسکو کرنا بہتر ہی اور نہ کرنے والوں سے جھگڑا و
فساد نکرنا چاہیے اور عورت کو جبتک اُسکا شوہر طلاق ندیوے اُسوقت تک اُسکے نکاح میں
ہی اور ضاد نماز میں پڑھنا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ
محمد قیام الدین عبد الباری ۱۳۲۹ **سوال ۲۴۱** اکثر اشخاص مشرک اور بے نمازی اور بخیل و
غماز و شرابی و رہزن اور زانی اور حرام اور سود خوار اور رشوت خوار اور تارک جماعت نماز اور
دیوث علی ہذا القیاس اس قسم کے لوگ اور بعض انمیں اچھے لوگ بھی سب ملکر جشن ولادت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر روح کے رہتے ہیں آیا ایسی محفل میں اور ایسے لوگوں میں
روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتی ہی یا نہیں **ہو المصوب** ضروری تشریف لانا

آنحضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم کا احادیث سے ثابت نہین ۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مجلس میلاد شریف مین روح مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف لاتی ہی یا نہین اور اکثر مولود خوان اس مسئلہ کے اشعار پڑھتے ہین مصرع اُٹھو تعظیم کو رسول اللہ آتے ہین ۔ کوئی دلائل شرعی سے روح مبارک کا آنا ثابت ہی یا نہین اگر ثابت نہین ہی تو ایسا اعتقاد رکھنا جائز ہی یا باطل ہو المصوب نہین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ سوال در محفل میلاد شریف غزل خوانی بہ نغمہ و گٹکری می کنند علی الخصوص غزلیکہ منسلک استفتای ہذا است بحث در شعر دوم ۔

دکھاتا ہی کیا مرتبہ قرب کا	کہ زانو سے زانو ملاتا ہی آج

چونکہ خداوند جل و علا از مشابہت اعراض وجواہر قطعا مبرا و از مناسبت اوہام خواطر مطلقا معرا علیہ محاسن از ترکیب جسد مبرا است چون ذات پاکش از جسم بری ست پس زانو بزانو چگونہ آمیزد معاذ اللہ من ذلک و مصداق کلام از مولانا نظامی میخواست

نہ برگیندہ تا فراہم شوی	نہ افزودہ نیز تا کم شوی

و دلالت بر شان او میکند پس این احقر العباد و افقر الافراد بندہ خاکسار قاسم علیخان خلف عباد اللہ خان متوطن قصبہ پادل ضلع ہردوئی بخدمت جمیع علماے دین و مفتیان شرع متین درین باب فتوی میخواہد کہ عند اللہ وعند الناس مشکور گردد ہو المصوب از اشعارے کہ ظاہر شان کفر است پرہیز لازم است ۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ سوال مولود شریف کرنا ساتھ خوشبو کے اور لوگون کو بلوانا سننے کے واسطے اور کچھ شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا اور کچھ سورہ وغیرہ پڑھنا اور تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا کیسا ہی ہو المصوب یہ سب صورتین مستحبات شرعیہ سے ہین جنکو علما نے اصول شرعیہ سے مستنبط کیا ہی ۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

محمد قیام الدین عبد الباری

سوال کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ حسب رواج میلاد شریف وگیارھوین شریف کرنا جائز ہی یا نہین ہو المصوب ہر محافل میلاد شریف وگیارھوین شریف جو منہیات شرعیہ سے خالی ہون موجب ثواب ہاین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اُنکے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی خواہ ذکر ولادت ہو یا فضائل یا معجزات وغیر ذلک

اور ایصال ثواب کسیکو باجماع اہل سنت وجماعت بلاشک وشبہہ ہو سکتا ہی تفصیل اسکی اپنے مواضع مین کتب مطول اور رسائل مین علمائے کرام نے کردی ہی حاجت بیان نہین۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری]

سوال ۲۸۳ روایت ایسی بیان کرنا جس مین اوامر ونواہی نہون بلکہ رنگ محفل درست کرنے کے لیے روایات موضوعہ مثل اسکے کہ حضرت اویس قرنی رضہ نے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عمر سے کہا کہ عشق شے دیگر است و ارادت شے دیگر ایسی روایات بیان کرنا جائز ہی یا نہین اور ایسی محفل کے بانی اور سامعین کو ثواب ملیگا یا نہین **ہو المصوب** اس طرح سے ذکر میلاد کرنا جس مین روایات موضوعہ ہون یا توہین صحابہ کی ہو جائز نہین اور ایسے محافل کرنا اور حاضر ہونا جائز نہین ورنہ جائز ہی۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سوال ۲۸۴ اگر کسی مقام کے جملہ مسلمان چندہ سے شیرینی منگاکر مولود شریف کرین اُس مین ایک شخص اس محفل اقدس کو نعوذ باللہ مذموم سمجھکر چندہ مین شریک نہو اور مولود شریف بھی نہ سنے اور بعد ختم مولود شریف جو شیرینی وغیرہ تقسیم کیجاوے اُسکے لینے سے انکار کرے پس ایسے شخص سے مسلمانون کو کیا برتاو کرنا چاہیے **ہو المصوب** اگر شخص مذکور طریقہ حسنۂ میلاد شریف کی توہین سے مرتکب افعال مذکورکا ہوا ہو تو ایسے شخص سے مسلمانون کو پرہیز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سوال ۲۸۵ میلاد شریف ایک مقام پر ہوتا ہی اور زید قلیل فاصلے پر بآرام پلنگ پر لیٹا ہی اور شریک محفل اقدس مین نہین ہوا پس زید عند الشرع کیسا ہی اور اس محفل مین شریک ہونے کے لیے ہر شخص کو پیام بھیجنا چاہیے یا نہین **ہو المصوب** نام پاک وذکر پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوجود قدرت کے توہین اور وہ امور جو بے ادبی مین شمار کیے جاتے ہین کرنا گناہ کبیرہ قریب بہ کفر ہے اور محفل میلاد شریف کہ فردہی افراد وعظ سے اُسکے لیے لوگون کو جمع کرنا اور پیام بھیجنا جائز ہے۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سوال ۲۸۶ مولود شریف کی محفل مین ہنود وغیرہ کا داخل ہونا کیا منع ہی **ہو المصوب** مولود شریف کی محفل مین ہنود کا آنا کوئی حرج نہین ہی۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری]

سوال اول بوسہ لینا وپھرنا خون انگلیونکے اور لگانا اونکا اوپر دونون

آنکھون سے بروقت کہنے یا سننے اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان مین خواہ غیر اذان مین شرعًا کیا حکم رکھتا ہی

سوال دوسرا تعیین ایام مولود شریف کی ماہ مبارک ربیع الاول مین خواہ فاتحہ کسی اور بزرگ کی روز وصال اُنکے کے کرنا اور اس تعیین کو ضروری یا اولی ایصال ثواب مین سمجھنا شرع سے ثابت ہی یا نہین بینوا توجروا **ہو المصوب** ناخون انگوٹھون کو رکھنا دونون آنکھون پر اور اللھم متعنی بالسمع والبصر کہنا بعد سننے شہادتین کے مستحب ہی اور تعیین ایام مولود شریف کی یا فاتحہ کی شرع سے ثابت نہین واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف عفی عنہ [محمد یوسف] صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ **جواب** سوال اول صاحب جامع الرموز نے کنز العباد سے ناخونون انگوٹھونکو دونون آنکھون پر رکھنا اور اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد سننے شہادتین کے کہنا مستحب لکھا ہی اور شرح اورادین بھی ایسا ہی لکھا ہی ظاہر اً یہ مستحب قبیل ما احبہ العلماء سے ہی نہ مستحب حقیقی اس واسطے کہ کرنا اس فعل کا قرون ثلاثہ مین جو مشہود لہم بالخیر ہین سند صحیح سے ثابت نہین ہوا ہی اور بعضے ارباب علم جو حدیث اس باب مین نقل کرتے ہین وہ حدیث صحاح مین نہین ہی بہر تقدیر تارک اسکا قابل ملامت کے نہین ہی اور ضروری جاننے والا اسکا قابل ملامت کے ہی **جواب** سوال دوم اولًا جاننا چاہیے کہ جو امر دین کہ اُسپر ثواب یا عقاب مرتب ہو اور زمان صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین مین نہو اور نشان اُسکا ادلہ اربعہ یعنے کتاب سنت اجماع قیاس سے نہ لگے وہی امر بدعت مذمومہ اور سیئہ ہی اور اُسکو صاحب شرع نے ضلالت فرمایا ہی صحاح مین موجود ہی کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ماکول یا مشروب وغیرہ مباحات مین کسی امر نو کا احداث کرنا بدعت نہین ہی کہ یہ امر دین کا نہین ہی اور مرتب ثواب یا عقاب کا اسپر نہین ہی اب بگوش دل سننا چاہیے کہ تعیین ایام مولود شریف کی ماہ مبارک ربیع الاول مین خواہ فاتحہ اور کسی بزرگ کی روز وصال اُنکے کے کرنا اُسکی دو صورت ہی ایک یہ کہ تعیین بسبب اسکے واقع ہوئی کہ بعد تعیین کے اہل اسلام خود بخود بے طلب آکے شریک برکت ذکر مولد شریف یا شریک استغفار ہونگے یا بسبب اسکے ہوئی کہ ایام ربیع الاول مین مثلًا صاحب مجلس مولد کو فرصت ہوتی ہی یا اور کوئی سبب ہوا اسطرح کے اسباب مین ہو کہ ثواب عقاب کو اسمین دخل نہو تو اس طرح کی تعیین درست ہی اور یہ تعیین مانند تعیین خوراک روزانہ و یا پوشاک معمولی کے ہی کہ قبیل مباحات سے ہی اور دوسری صورت یہ ہی کہ اس تعیین کو ضروری سمجھے یا ایصال ثواب مین اولی سمجھے یعنی اگر ماہ ربیع الاول مین مولد شریف

سلہ ۱۱۵ ای اللہ نفع دے مجکو ساتھ سننے اور دیکھنے کے ۱۲ سلہ جو بدعت ہی گمراہی ہی اور جو گمراہی ہی دوزخ مین ہی ۱۲

و الشان قال الملا علی قاری فی المرقاة قال النووی فیه اکرام اهل الفضل و تلقیهم و القیام لهم اذا اقبلوا و احتج به الجمهور و قال القاضی عیاض لیس هذا من القیام المنهی عنه و انما ذلك فیمن یقومون علیه و هو جالس و یمثلون قیاما طول جلوسه و قیل لم یکن هذا القیام للتعظیم بل کان للاعانة علی نزوله لکونه وجعا و لو کان المراد منه قیام التوقیر یقال قوموا الی سیدکم لکن الاول اظهر لان الصحابة رض ما کانوا یقومون له صلی الله علیه و سلم لکراهته للقیام انتهی و فی القنیة و لا یکره الجالس فی المسجد لمن دخل علیه تعظیما له انتهی و فی المطالب المؤمنین و ما ورد من التوعد علیه انما هو فی حق من یحب القیام بین یدیه کما تفعله الاتراك و الاعجام و کون رسول الله صلی الله علیه و سلم لم یفعل مع اصحابه و لا فعلوه معه لا یدل علی کراهة لانه لم یکن من عادتهم و قد ورد قوموا لسیدکم انتهی در مسجد محله قبل آمدن امام و مؤذن اکثر مردمان دیگر بجماعت نماز گذارند بعد از ان امام و مؤذن با اهل محله جماعت نمودند جماعت اول مکروه است و ثانیه مستحب قال فی الکشف و لو صلی بعض اهل المسجد باقامة و جماعة ثم دخل المؤذن و الامام و بقیة الجماعة فالجماعة المستحبة لهم و الکراهة للاول کذا فی المضمرات و لو صلی فیه غیر اهله بالجماعة فلا بأس لاهله ان یصلوا فیه بالجماعة هکذا فی محیط السرخسی و اگر امام و مؤذن با اهل محله جماعت نمودند بعد از ان دیگران آمده نماز بجماعت ادا نمودند جماعت ثانیه مکروه است قال فی الکشف اهل المسجد اذا صلوا باذان و جماعة یکره تکرار الاذان و الجماعة فیه و فی العالمگیریة اهل المسجد اذا صلوا باذان جماعة یکره تکرار الاذان و الجماعة فیه پس حاصل روایت منقوله در مختار آنست که اهل محله را اهتمام بلیغ سزاوار است بر اینکه همه باتفاق در مسجد حاضر شده نماز را بجماعت ادا نمایند تا کثرت جماعت شود و باعث مزید ثواب گردد و ترك این اهتمام قصدا بلا ضرورت مکروه است چنین جهت در مسجد که بسر راه است تعدد جماعت بلا کراهت جائز است اینکه اگر یک مرتبه جماعت در مسجد شده باشد و بعضی

اربل نے اور اس محفل معظم مین علمای مکرم اُس زمانے کے بخوشی آتے تھے اور موجب برکت و اپنی بخشش کا جانتے تھے بعد اسکے اکثر بلاد اسلام مین رواج پایا اور علما نے اسکو مستحسن قرار دیا اگر خالی ہو منہیات شرعیہ سے اور روایات صحیحہ بیان ہون اور نیت خالص ہو واسطے برکت اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تصدق واسطے فقرا اور مساکین کے تو موجب برکت عظیمہ کا ہوتا ہے جیسا کہا علامہ دمشقی نے سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد معروف بہ سیرۃ الشامی مین قال[1] الحافظ ابو الخیر السخاوی فی فتاونہ عمل المولد الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثۃ الفاضلۃ وانما حدث بعد ثم لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور البھجۃ الرفیعۃ ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم انتہی وقال الحافظ ابو الخیر الجزری شیخ القراء من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام قلت واول من احدث ذلک من الملوک صاحب اربل الملک المظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتکین احد الملوک الامجاد والکبراء الاجواد وقال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی تاریخہ کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول ویحتفل بہ احتفالا ہائلا وکان شہما شجاعا بطلا عاقلا عادلا رحمہ اللہ تعالی واکرم مثواہ وقد صنف الشیخ ابو الخطاب بن دحیہ کتابا فی المولد سماہ التنویر فی مولد البشیر النذیر فاجازہ بالف دینار انتہی اور بعضون نے اسکو بدعت حسنہ قرار

[1] کہا حافظ ابو الخیر سخاوی نے اپنے فتاوے مین کہ کرنا مولود شریف کا منقول نہین ہوا کسی سلف صالح سے قرون ثلاثہ مین اور نہین ایجاد ہوا اگر بعد اُن کے پھر ہمیشہ اہل اسلام سب طرفون اور بڑے شہرون مین محفل کرتے رہے مہینے پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ساتھ خوشی کرنے دعوتون نادر شامل بڑے کامون پر اور خیرات کرتے رہے اُسکی راتون مین طرح طرح کے صدقون کے ساتھ اور ظاہر کرتے رہے خوشی کو اور بڑھاتے رہے نیکیون کو اور متوجہ ہوتے رہے ساتھ پڑھنے مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر ہوتا رہا اُنکے اوپر اُسکی برکتون سے ہر طرح کا فضل عام اور کہا حافظ ابو الخیر جزری شیخ القرا نے خواص مولد سے یہ ہے کہ امان ہو اُس سال مین اور بشارت آئندہ کو پانی خواہش اور مقصد کے کہا مین نے کہ پہلے ایجاد کیا اسکو بادشاہون سے شاہ اربل بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتگین نے کہ ایک بادشاہون بزرگ اور بڑے سخیون سے تھا اور کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے اپنی تاریخ مین کہ کرتا تھا مولد شریف ربیع الاول مین اور محفل کرتا بڑی اور تھا سخی شجاع جوان مرد عاقل عادل رحم کرے اُس پر اللہ اور اچھی آرام گاہ اُسکی کرے اور تحقیق تصنیف کی شیخ ابو الخطاب بن دحیہ نے اُنکے واسطے ایک کتاب مولد مین نام رکھا اُسکا تنویر فی مولد البشیر النذیر پس صلہ دیا اُسکا ہزار دینار ۱۲

ویا ہی اور علما نے بدعت کی پانچ قسم لکھی ہین واجبہ محرمہ مندوبہ مکروہہ مباحہ تفصیل اسکی طول رکھتی ہی لیکن مختصراً جان لینا چاہیے کہ جو امر حادث ہوا اور مخالف ہو کتاب اور سنت اور اجماع اور اثر کے یہ بدعت ضلال ہی اور یہی مراد کل بدعة ضلالة سے ہی اور جو امر حادث ہوا اور خلاف نہو ادلہ شرعیہ کے اور اتفاق ہوا وپر جواز فعل اسکے کے اور واسطے امید ثواب کے ہو اور موافق قواعد شرعیہ کے اور نیت خالص ہو اور لازم نہ آوے اس سے کوئی محذور شرعی جیسے بنا کرنا مدرسون کا اور سرا کا اور پل کا اور نیکیان جو نہ قرار پائی ہون صدر اول مین اور اس مین معاونت ہو اوپر نیکی اور خیر کے اور صدقہ واسطے فقرا اور مساکین کے اور محبت واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ بدعت حسنہ ہی جیسا کہ حدیث شریف مین موجود ہی ما رآہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن[1] و ما رآه المومنون قبيحا فهو عند الله قبيح اور اسی طرح کہا علامہ دمشقی نے سیرۃ شامی مین[2] قال الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعيل المعروف بابي شامة في كتاب الباعث على انكار البدع والحوادث قال الربيع قال الشافعي رحمة الله عليه المحدثات من الامور ضربان احدهما ما احدث مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة الضلالة والثاني ما احدث من الخير لا خلاف فيه لواحد من هذا فهي محدثة غير مذمومة وقد قال عمر رضي الله عنه في قيام رمضان نعمت البدعة هذه يعني انها محدثة لم تكن واذا كانت فليس فيها رد لما مضى قلت و انما كان كذلك لان النبي صلى الله عليه وسلم حث على قيام شهر رمضان وفعله هو صلى الله عليه وسلم واقتدى به فيه بعض اصحابه ليلة اخرى ثم تركه النبي صلى الله عليه وسلم فعلها بالمسجد جماعة لما فيه من احياء هذا الشعار الذي امر به الشارع وفعله والحث عليه والترغيب فيه

---

[1] ترجمہ جس چیز کو اچھی سمجھین مسلمان نیک تو وہ نزدیک اللہ کے نیک ہی اور جس چیز کو قبیح کرین مسلمان بد تو وہ نزدیک اللہ کے بد ہی ۱۲

[2] ترجمہ عبارت سیرۃ شامی کہا حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل عرف ابی شامہ نے اپنی کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث مین کہا ربیع نے کہا شافعی نے نئی ایجاد کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ نکالی جاوے خلاف کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے لیس یہی بدعت ضلالت ہی اور دوسری وہ چیز کہ نکالی جاوے نیکی سے کہ نہین خلاف اسمین ساتھ ایک کے انھین سے لیس یہی چیز غیر مذموم ہی اور تحقیق کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان مین اچھی بدعت ہی یہ یعنے تحقیق یہ نئی چیز ہی کہ نکلی اور جب ہوئی تو نہین ہی اسمین رد اسواسطے کہ گذرا بیان اسکا کہا مین نے نہین ہوا ایسا مگر واسطے اس بات کے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریص کی قیام مہینے رمضان پر اور کیا اسکو صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اقتدا کی انکے ساتھ اسمین بعض اصحاب نے دوسری شب کو پھر ترک کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنا اسکا مسجد مین جماعت کے ساتھ اسواسطے کہ اس مین ہی قائم ہونا ہی اس امر کا کہ حکم کیا ہی ساتھ اسکے شارع نے اور کیا اسکو اور کی تحریص اس شعار پر اور ترغیب اس شعار مین ۱۲

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه فی کل مکان اما فالقهم فی ذلک من یحتج بقوله انتہے ای کونه تعالى رابعهم با لعلم لا بالذات وقال الامام الذهبی فی کتاب العرش قال الامام الحافظ ابو نصر السجزی فی کتاب الابانة لم ایمتنا کسفیان الثوری ومالک وحماد بن سلمة وحماد بن زید وعبد الله بن المبارک والفضیل بن عیاض واحمد بن حنبل واسحق بن راهویه متفقون على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بکل مکان انتہے کذا فی الانتباه وقال الامام الغزالی فی کتاب العقائد من احیاء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاویل قوله تعالى وهو معکم اینما کنتم اذ حمل ذلک بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتہے والاحاطة فی قوله بمعنى العلم والادراک کما فی تعریفات الجرجانی الاحاطة ادراک الشیء بکماله ظاهرا وباطنا انتہے وقال الامام فخر الدین الرازی فی التفسیر الکبیر فی قوله تعالى وهو معکم اینما کنتم قال المتکلمون هذه المعیة اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقدیرین فقد انعقد الاجماع على انه سبحانه لیس معنا بالمکان والجهة والتحیز فاذن قوله تعالى وهو معکم لابد فیه من التاویل انتہی وقال العلامة سعد الدین التفتازانی فی رسالته قاضحة الملحدین فی رد قول الوجودیة ان المعیة ذاتیة واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معکم اینما کنتم وقوله تعالى فلا ادنى من ذلک ولا اکثر الا هو معهم فجوابه ان المراد بالمعیة ههنا على ما اجمع علیه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس الذات انتہے وقال الامام مجدد الالف الثانی فی المکتوب الحادی والثلثین من الجلد الاول — علوم سابق که مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند رو بزوال آوردند احاطه وسریان از قرب ومعیت ذاتیه که دران مقام منکشف شده بود منتفی گشتند وبه یقین معلوم گشت که صانع را جل شانه با عالم ازین نسبتهای مذکوره هیچ ثابت نیست احاطه وقرب او تعالى علمی است چنانچه مقرر اهل حق است شکر الله سعیهم الى ان قال عجب است که شیخ محی الدین بن عربی وتابعان او ذات واجب تعالى را مجهول مطلق گویند ومحکوم هیچ حکمے ندانند مع ذلک احاطهٔ ذاتی وقرب ومعیت ذاتیه اثبات نمایند وما هو الا حکم على الذات تعالى وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمی والاحاطة العلمیة انتہے

ان اقوال مذکوره سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف وخلف کا اجماع ہے خدای تعالى کے قرب اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقۂ ملحدہ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

خوشی مین ثویبہ کو دو اُنگلیون کے اشارے سے آزاد کردیا بعد مرنے ابولہب کے لوگون نے خواب مین دیکھا
پوچھا کیا حال ہی کہا کیا پوچھتے ہو حال اُسکا جو دشمن ہو خدا اور رسول کا اور جسکی مذمت مین قرآن نازل
ہو آگ مین جلتا ہون اور انواع انواع طرح کا عذاب ہو رہا ہی لیکن چونکہ مین نے دوشنبہ کی شب خوشی
کی کی تھی ولادت باسعادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس خوشی مین ثویبہ کو آزاد کردیا تھا دو انگلیون
کے اشارے سے اُسکی برکت سے ہر دوشنبہ کو اُن دونون اُنگلیون سے کچھ پانی رِستا ہی اُسکو چوستا ہون
اُس سے تخفیف عذاب ہوتی ہی آسیر علما نے لکھا ہی کہ ابولہب سا کافر جسکی مذمت مین قرآن نازل ہے
اُس نے خوشی کی تھی پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسکو تخفیف عذاب جحیم ہی تو مسلمان س
سے مسلمان ثابت ہوتا ہی کہ اگر مسلمان خوشی کریگا ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
صرف کریگا بعد تو یقین اور لعید ہی کہ حق تعالی برکت عنایت فرمائے دنیا مین اپنے فضل سے اُسکے
مال اور اولاد وغیرہ مین اور آخرت مین اپنی رحمت سے داخل کرے جنات نعیم مین جیسا لکھا ہی علامہ
علاء الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین[1] وقد روی ابولہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ
ما حالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ھاتین ماء و
اشار لراس اصبعہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عندما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وبارضاعھا لہ قال ابن الجوزی فاذا کان ھذا ابولہب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی
فی النار بفرحۃ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام
یسر بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاؤہ من اللہ
الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم ولا زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام

---

[1] ترجمہ عبارت مواہب لدنیہ تحقیق دیکھا کسی نے ابولہب کو بعد مرنے کے خواب مین پس کہا اُس سے کیا حال ہی تیرا کہا آگ مین
پڑا ہون مگر یہ کہ تخفیف کی جاتی ہی مجھپر ہر شب دوشنبہ کو اور چوستا ہون مین ان دونون اُنگلیون کے بیچ سے پانی اور اشارہ کیا سرِ اُنگلی
کی طرف اور یہ سبب آزاد کرنے میرے کا ہی ثویبہ کو اُس وقت مین کہ بشارت دی تھی اُس نے مجھکو ساتھ پیدا ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور سبب دودھ پلانے اُسکے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا ابن جوزی نے جب یہ حال ہوا ابولہب ایسے کافر کا کہ نازل ہوا قرآن اُسکی مذمت
مین عوض دیا دوزخ مین بسبب خوشی شب پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کیا حال ہی ایسے مسلمان موحد کا امت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ خوشی کرتا ہی ساتھ مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خرچ کرتا ہی جہان تک پہونچتی ہی قدرت اُسکی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین
قسم ہی اپنی عمر کی کہ ہوگی جزا اُسکی اللہ کریم سے کہ داخل کریگا اُس کو اپنے فضل عام سے جنات نعیم مین۔ اور ہمیشہ اہل اسلام محفلین کرتے ہین
مہینے ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ۱۲

ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امرأ اتخذ لیالی شہر مولدہ المبارک اعیادا لیکون اشد علۃ علی من فی قلبہ مرض او عناد ولقد اطنب ابن الحاج فی المدخل فی الانکار علی ما احدثہ الناس من البدع والاہواء والتغنی بالآلات المحرمۃ عند عمل المولد الشریف فاللہ تعالی یثیبہ علی قصدہ الجمیل ویسلک بنا سبیل السنۃ فانہ حسبنا ونعم الوکیل انتہی اور اسی طرح لکھا ہے خاتم المحدثین مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے ماثبت من السنۃ اور مدارج النبوۃ میں چنانچہ واسطے اختصار کے عبارت مدارج کی لکھی جاتی ہے تو یہ ہے آن شنیدہ کہ چون آنحضرت متولد شد بشارت رسانید با ابولہب کہ در خانۂ عبد اللہ برادر تو پسری متولد شد و ابولہب از راہ بزرگانی آزاد کردہ ام کرد کہ او را شیر دہد حق تعالی باین شادی و سرور کہ ابولہب بولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد در عذاب وی تخفیف کرد و در روز دوشنبہ از وی عذاب بر داشت چنانکہ در حدیث آمدہ است و در اینجا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وی نازل شدہ چون بسرور میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بذل شیر جاریۂ وی بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در طریق وی چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریقۂ اتباع نگردد انتہی اور یہ دن اور مہینے کا میلاد جواب ہے کتب معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ شب ولادت افضل ہے شب قدر سے بھی اسی طرح لکھا ہے علامہ قسطلانی نے مواہب میں اور علامہ دمشقی نے سیرت شامی میں اور محدث دہلوی رح نے

سال بھر جہاں کہیں ہوں ... اور ہر سال ... کی راتوں کو طرح طرح کے صدقے اور ظاہر کرتے ہیں خوشی اور بہت بھلائیاں کرتے ہیں اور مشغول ہوتے ہیں ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر ہوتا ہے ان پر آپ کی برکتوں سے ہر طرح کا فضل عام اور تجربہ میں آیا ہے کہ خاصیتوں اس کی سے ... پس رحم کرے اللہ اس شخص پر کہ ٹھہرا لیا شبوں مہینے مبارک ولادت آنحضرت کی عیدیں ... اس شخص کے کہ دل میں اس کے نفاق یا عناد ہو اور البتہ بہت بیان کیا ابن حاج نے مدخل میں ... انکار ... کہ لوگوں نے بدعتوں اور بری خواہشوں سے ... حرام ... اللہ تعالی ... اچھے قصد ... راہ سنت ... کافی ہے ... اچھا

مدارج میں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس شب کو یا اس دن کو ذکر ولادت اور تصدق مال واسطے فقرا اور مساکین کے ہو تو باعث زیادتی ثواب کا ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اور کسی دن بھی یا مہینے میں کریگا تو بھی موجب ثواب اور برکت کا ہوگا اگر یہ مجلس خالی ہو منہیات شرعیہ سے اور نیت خالص ہو واسطے نفع پہونچانے فقرا اور مساکین کے اور محبت واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کرنے مولد کو فرض اور واجب نہ جانے اور نہ کرنے والے کو برا نہ جانے اور تعیین روز واقعہ کسی بزرگ کی شرع سے ثابت نہیں مگر علمائے متاخرین اسکے استحسان کے قائل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر اللہ الاحد [علی محمد] ما اجاب المولوی علی محمد فہو صحیح و تفصیل فی الکتب المعتبرۃ محبت با رسول و تذکرہ ولادت رسول و دیگر بیان معجزات حال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم از مستحسنات و منجیات ست و ذکر مستحسنات و معجزات و ولادت رسول و محاربات با کفار بہر ماہے و بہر یومے کہ باشد از مستحسنات ست و خالی از اجر نیست لیس فیہ تعیین وان تعین یوما او شہرا الا علی سبیل الوجوب لا یلام واللہ اعلم حررہ احقر العباد محمد نعیم اللہ عفی عنہ [نعیم اللہ] ما اجاب المولوی علی محمد فہو صحیح ذکر ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم و بیان معجزات آنحضرت از مستحسنات و منجیات ست آری تعیین یوم علی سبیل الوجوب ثابت نشدہ فقط کتبہ خادم العلماء الکرام حفیظ اللہ غفر اللہ ذنوبہ [حفیظ اللہ] الصواب ما کتبہ العلماء اذ ہن المستحبات والبدعۃ الحسنۃ محمد برہان الحق عفی عنہ۔ رکھنا ناخون انگوٹھوں کو اوپر آنکھوں کے بعد سننے شہادتین کے اذان میں اور کہنا اللھم متعنی بالسمع والبصر مستحب ہے اور معین کرنا ماہ مبارک ربیع الاول کو واسطے مجلس شریف ولادت با سعادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روز وصال کو واسطے فاتحہ کے کیونکہ اگر بلا وجوب ہو تو مباح ہے لا باس بہ آور فی نفسہ ذکر میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و یاد ذکر معراج شریف و دیگر معجزات و محاربات و ذکر وفات شریف اگر بخلوص نیت و وفور محبت ہو تو باعث حسنات و برکات فراوان کا ہے اور اس مجلس شریف میں بشرطیکہ منہیات شرعی اور ممنوعات سے خالی ہو اگر حاکم ہوا البتہ خالی ثواب و حسنات سے نہیں ہے چنانچہ تفصیل اسکی معتبر کتب مولوی علی محمد نے جواب میں لکھی ہے وہ صحیح ہے اور مستفتی کو بس کافی اور وافی ہے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ عبد الوحید عفا اللہ عنہ فی الواقع استحباب اس کا ثابت ہے لیکن کا التزام ہر تاریخ کے واسطے اس کا صراط الہدیٰ

اندر بعض کتب مین موجود ہی اور انسے بوسہ دینا معلوم نہین ہوتا اور نفس تخصیص یوم مولد شریف
اور فاتحہ دیگہ کے اگرچہ بحث استحسان اسکے کے کتب فقہ مین نہین ہی اما اور کتب معتبرہ مین موجود ہی
کچھ باک اور مضائقہ اس مین نہین ہی اس مقدمہ مین علماے سابقین نے رسائل لکھے ہین کتبہ
ابو البقا محمد عبد الحکیم غفر اللہ الرحیم | ابو البقا محمد عبد الحکیم | جواب مرقوم مولوی علی محمد صحیح ہی فقط کتبہ
ابو الحسن محمد صالح عفا اللہ عنہ حق سبحانہ تعالی جزائے خیر دے فاضل مجد مولوی علی محمد کو کہ جواب خوب
مرغوب القلوب رقم فرمایا حررہ العبد المعتصم بحبل اللہ الصمد الشیخ ابو المسعود فخر الدین احمد المدعو بمحمد اصغر غفر
اللہ الاکبر جواب سوال اول بوسہ لینا اوپر ناخون انگوٹھون کے وقت لینے یا سننے نام با احترام
حضرت امام الانبیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان وغیرہ مین آجتک اندر کتب معتبرہ فقہ کے نظر نہین
آیا سوا اسکے کہ صاحب خزانۃ الروایات اس عبارت کو لایا فی مقدمۃ الصلوۃ شعر چون نام نبی
اندر شنود ٭ دو ابہام بر سر دو دیدہ نہد ٭ فی قصص الانبیاء[له] و مونس الابرار ان ادم اشتاق
لقاء محمد حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی له هو من صلبک ویظهر فی آخر الزمان
فسأل اللہ تعالی لقاءه فاظهر اللہ تعالی وجه محمد فی صفاء ظفری ادم ع مثل المرآة
فانه انظر فی صفاء ظفری ابهامیه ورای وجه محمد فقبل ظفریه ومسح علی عینیه فصار
اصلا لذریته فاخبر جبرئیل ع هذه القصة فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم من سمع
اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه ومسح علی عینیه لم یعم ابدا انتهت اور بعض
متاخرین نے حاشیہ ہدایہ مین عبارت اخیرہ کو خزانہ سے نقل کیا اور صاحب تہذیب الصلوۃ نے بھی قصص الانبیا
سے اسی مضمون کو ذکر کیا پس بموجب اس روایت کے بوسہ لینا اوپر ناخون انگوٹھون کے وقت سننے نام
با احترام کے اذان مین حکم استحباب کا رکھتا ہی اور بوسہ لینا وقت لینے نام سید انام کے یا سننے اسکے

له ترجمہ قصص الانبیا اور مونس الابرار مین ہی کہ البتہ آدم ع مشتاق ہوے دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتیکہ تھے جنت مین پس حکم
کیا اللہ تعالی نے تجھے انکو کہ وہ تیری اولاد سے ہی اور ظاہر ہونگا آخر زمانے مین پس طلب کیا آدم ع نے اللہ تعالی سے دیدار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا پس ظاہر کیا اللہ تعالی نے نقشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ سطح دونون ناخونون آدم ع کے مثل آئینہ کے پھر نظر کی آدم ع نے
سطح ناخونون انگوٹھون اپنے پر اور دیکھا نقشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پس چوم لیا دونون ناخونون اپنے کو اور لگایا اوپر آنکھون اپنے کے
پس ہو گیا اصل واسطے اولاد انکی کے پس جب خبر کی جبرئیل ع نے اس قصہ کی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ سنے نام میرا اذان
مین پس چومے دونون ناخونون اپنا انگوٹھون کے اور لگاوے اپنی دونون آنکھون پر نہوگا اندھا کبھی ۱۲

غیر اذان میں اس روایت سے ثابت نہیں ہوتا اور ایسا ہی رکھنا دونوں انگوٹھوں کا اوپر آنکھوں کے
وقت لینے یا سننے اسم مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان وغیرہ میں حدیثوں تک کتب
معتبرہ میں نظر نہیں آیا سوا اسکے کہ صاحب کنز العباد فی شرح الاوراد نے رکھنے انگوٹھوں کو اوپر آنکھوں
کے بعد استماع شہادتین کے صلوٰۃ المشیخی سے نقل کیا اور کنز العباد سے جامع الرموز نے اسکو نقل
کیا اور یہ کہا واعلم انہ یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک
یا رسول اللہ وعند سماع الثانیۃ منہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللہم
متعنی بالسمع والبصر بعد وضع الابہامین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون
قائدا لہ الی الجنۃ کذا فی کنز العباد انتہی اور صاحب خزانۃ الروایات نے بھی اسکو مثل جامع کے
کنز سے نقل کیا اور بعض متاخرین نے بھی حاشیہ ہدایہ میں اسکو ذکر کیا اور صاحب تہذیب الصلوٰۃ نے بھی
فتاویٰ غرائب سے نقل کیا پس بموجب اس روایت کے رکھنا ناخونوں دونوں انگوٹھوں کا اوپر
دونوں آنکھوں کے بعد سننے نام باحترام حضرت سید الانام علیہ التحیۃ والسلام کے شہادتین اذان میں
حکم استحباب کا رکھتا ہے اور رکھنا انکا وقت لینے نام سرور عالم کے یا سننے اسکے کے غیر اذان میں اس
روایت سے بھی ثبوت کو نہیں پہنچتا ہے جواب سوال ثانی کا تعیین ماہ مفضل ربیع الاول کے
واسطے محفل لطیف مولد شریف کے مانند اصل عمل کے حضرات اصحاب واتباع وتبع تابعین رضوان اللہ
تعالیٰ علیہم اجمعین سے منقول نہیں ہے جیسا کہ قدوۃ المورخین اسوۃ المحدثین فارس مضمار تحریر بلند مقامی
شیخ محمد بن یوسف شامی سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد میں شیخ الشیوخ البشر حافظ ابو الفضل احمد
ابن علی بن حجر سے نقل کرکے کہتے ہیں وقال الحافظ اصل عمل المولد بدعۃ لم تنقل عن احد
من السلف الصالح من القرون الثلثۃ انتہی اور پہلے شیخ عمر بن محمد نے کہ صلحائے کرام مشہورین میں سے ہیں ابتدا
سے ایجاد اس محفل کی ماہ ربیع الاول میں بیچ مقام موصل کے کی اور بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری بن
زین الدین علی بن بکتگین والی اربل نے کہ بادشاہ عالی جاہ علوم آگاہ تقوی شعار سخاوت دثار تھے

سلہ ترجمہ اور جان لے یہ بات کہ مستحب ہے کہ کہا جاوے وقت سننے شہادت اولی کے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور وقت سننے شہادت
دوسری کے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پھر بعد اسکے کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد رکھنے دونوں انگوٹھوں کے دونوں آنکھوں پر کیونکہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں اسکو کھینچنے والے طرف جنت کی سلہ اور کہا حافظ نے اصل مولد کرنا بدعت ہے کہ کسی اگلے لوگوں قرون
ثلاثہ میں سے منقول نہیں

تقربا الی اللہ الکریم اقتدا اُس شیخ عظیم کی کی اور با احتشام و اہتمام تمام و انعام و اکرام مالا کلام کی یہ محفل اجلال
بیچ ماہ ربیع الاول کے ہر سال کرتے رہے جیسا کہ سبل الہدی مین کتاب الباعث فی انکار البدع و
الحوادث اور مرآۃ الزمان سے نقل کر کے مذکور ہی اور علماے عظام اور صلحاے کرام اُس ہنگام کے اس محفل
با احترام مین پاس اُس بادشاہ نامدار کے بے اکراہ و انکار کے حاضر ہوتے رہے اور پسند کر کے برقرار
رکھتے گئے اور فاضل کامل متقن احادیث نبی عربی شیخ ابو الخطاب عمر بن دحیہ کلبی نے کتاب التنویر
فی مولد البشیر النذیر واسطے اُسکے تالیف کی سبل الہدی مین فتاوے شیخ العلماء و المحدثین الاعلام
حافظ ابو الفضل عبد الرحمن جلال الدین و الاسلام سیوطی سے منقول ہی قال انما احدثه ملک
عادل عالم وقصد به التقرب الی اللہ تعالی وحضر عنده فیه العلماء والصلحاء من
غیر نکیر منهم وارتضاه ابن دحیه وصنف له من اجله کتابا فهؤلاء علماء متدینون
رضوه واقروه ولم ینکروه انتهی اور بعد اُسکے جمیع اقطار و بلاد کبار مین اہل اسلام ہمیشہ شہر مولد
خیر الانام علیه التحیة والسلام مین محفل برکت منزل بہ تمام اہتمام و احتشام کرتے چلے آئے اور ائمہ اعلام اور
علماے اعلام نے بشرط خالی ہونے کے محرمات اور مکروہات شرعیہ سے اور خلوص نیت اور رضا جوئی
حضرت خاتم الانبیا خیر البریہ علیه وعلی آله الثناء والتحیه کے اسکے استحسان و استحباب کو اختیار کیا اور بانیان
اس محفل رحمت منزل کو ثواب کہا اور اُسکی غایت تعریف اور نہایت توصیف کی اور بعضے علما نے حق مین اس
محفل کرنے والون کے بشارتین طرح طرح کی اور تاکیدین ترک کرنے اس محفل با احترام کی ممانعت سے
بعضے علما اُس ہنگام کے کہ عالم شام مین جانب جناب سید الانام علیه وعلی آله الکرام الف الف تحیة و سلام سے
ظہور مین آٹھ تھین مذکور کین چنانچہ بتصریح تام و تشریح تمام سبل الہدی مین موجود ہی نقل جمیع عبارات اسکی
موجب تطویل ہی لہذا بطور اختصار کے ذکر کی جاتی ہی قال وقد اثنی علیه الائمة منهم الحافظ ابو شامة
شیخ النووی فی کتابه الباعث علی انکار البدع والحوادث وقال مثل هذا الحسن یندب الیه
ویشکر فاعله ویثنی علیه قال ابن الجزری لو لم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان

سلہ ترجمہ کہا انما اُسکو بادشاہ عادل عالم نے اور قصد اُسکا تقرب الی اللہ تھا اور اُس مجلس مین علما اور صلحا حاضر تھے بے انکار اور ابن دحیہ راضی ہوا
اس پر اور واسطے اُسکے کتاب تصنیف کی پس وہ علما دیندار راضی ہوئے اور ثابت رکھا اسکو اور کسی نے انکار نہین کیا اور تعریف کی
اسکی بہت ائمہ نے کہ اُنمین سے حافظ ابوشامہ شیخ نووی نے اپنی کتاب باعث علی انکار البدع و الحوادث مین کہا ہی کہ مثل اس عمل کا بیشک نیک ہے
اور مستحسن کیا جاتا ہے اور شکر کیا جاتا ہے کرنے والا اُسکا اور تعریف کی جاتی ہے کہا ابن جزری نے اگر نہ ہو اس مین مگر [illegible] شیطانون کی

وإرغام أهل الإيمان وقال العلامة ابن طغربك في الدر المنتظم وقد عمل المحبون للنبي صلى الله
عليه وسلم فرحا بمولده الولائم فمن ذلك ما عمله بالقاهرة المعزية من الولائم الكبار الشيخ
أبو الحسن المعروف بابن قفل قدس الله سره شيخ شيخنا أبي عبد الله محمد بن النعمان وعمل
ذلك قبله جمال الدين العجمي الهمداني وممن عمل ذلك على قدر وسعه يوسف الحجار بمصر وقد
رأى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحرض يوسف المذكور على عمل ذلك قال سمعت ذلك من يوسف
بن علي بن زريق الشامي الأصل المصري المولد الحجار بمصر في منزله بها حيث يعمل مولد رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام منذ عشرين سنة وكان
لي أخ في الله تعالى يقال له الشيخ أبو بكر الحجار فرأيت كأنني وأبا بكر هذا بين يدي النبي
صلى الله عليه وسلم جالسان فأمسك أبو بكر لحية نفسه وفرقها نصفين وذكر للنبي صلى الله عليه وسلم
كلاما لم أفهمه فقال النبي صلى الله عليه وسلم مجيبا له لولا هذا لكانت هذه في النار ودار إلي
وقال لأضربنك وكان بيده قضيب فقلت لأي شيء يا رسول الله فقال حتى لا تبطل المولد
ولا السنن قال يوسف فعملته منذ عشرين سنة إلى الآن قال وسمعت يوسف المذكور يقول
سمعت أخي أبا بكر الحجار يقول سمعت الشيخ أبا يوسف موسى الزرهوني يقول رأيت النبي صلى الله
عليه وسلم في النوم فذكرت له ما يقوله الفقهاء في عمل الولائم في المولد فقال صلى الله عليه وسلم من فرح بنا

له ترجمہ اور ارغام اہل ایمان کا اور کہا علامہ ابن طغربک نے درمنظم میں تحقیق کہ حضرت کی محبت والوں نے بسبب خوشی پیدائش حضرت کے دعوتیں
کی کہ بعض ان میں سے شیخ ابو الحسن معروف با ابن قفل قدس اللہ سرہ نے کیا اسکو قاہرہ مشہور میں دعوت بڑی کہ وہ ہمارے شیخ کے شیخ ابی عبد اللہ محمد
بن النعمان کے شیخ تھے اور جمال الدین عجمی ہمدانی نے اسکو کیا اس سے پہلے زمانے میں اور یوسف حجار نے بقدر وسعت اپنی کے اسے کیا مصر میں
اور دیکھا یوسف نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحریص کرتے تھے یوسف کو اس کرنے پر کہا سنا میں نے اسکو یوسف ابن علی ابن زریق سے کہ شامی اسکی
اصل تھی اور حجار ولادت اسکی مصر تھی کہ کرتا تھا مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مکان میں اور کہتا تھا کہ بیس برس ہوئے کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میں اور میرا بھائی شیخ ابو بکر حجار گویا سامنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہیں پھر ابو بکر نے اپنی
داڑھی کو پکڑ کے نصف نصف جدا کیا اور کچھ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کیا کہ میں نہ سمجھا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب
میں اگر یہ نہ ہوتا تو ہر آئینہ ہوتا یہ آگ میں اور پھیرے گرد میرے اور فرمایا ہر آئینہ ماروں گا میں تجھکو حالانکہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاتھ میں چھڑی کہا میں نے کس واسطے یا رسول اللہ پھر فرمایا کہ نہ چھوڑے تو مولد کو اور نہ سنتوں کو کہا یوسف نے پس کیا ہے میں نے
اسکو بیس برس سے اب تک کہا اور سنا میں نے یوسف مذکور سے کہ کہتے تھے سنا میں نے اپنے بھائی ابی بکر حجار سے کہ کہتے تھے سنا میں نے
شیخ ابی یوسف موسی زرہونی سے کہ کہتے تھے دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں پس ذکر کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہ کہتے
ہیں فقہا مولد کی دعوتیں کرنے میں پس فرمایا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس نے ہماری خوشی کی ۱۲

فرحنا به وسمعت منصور النشار يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام يقول لي
قل له لا يبطله يعني المولد ما عليك ممن اكل و ممن لم يأكل قال وسمعت شيخنا
ابا عبد الله بن محمد النعمان يقول سمعت الشيخ ابا موسى الزرهوني يقول رأيت النبي
صلى الله عليه وسلم في النوم فذكرت له ما يقول الفقهاء في عمل الولائم في المولد فقال
النبي صلى الله عليه وسلم من فرح بنا فرحنا به وقال الشيخ العلامة ناصر الدين المبارك
الشهير بابن الطباخ في فتاوى بخطه اذا انفق المنفق تلك الليلة وجمع جمعا اطعمهم
واسمعهم ما يجوز سماعه ودفع للسمع المشوق للآخرة ملبوسا كل ذلك سرورا بمولده
صلى الله عليه وسلم فجميع ذلك جائز ويثاب فاعله اذا احسن القصد قال الشيخ الامام
جمال الدين عبد الرحمن بن عبد الملك المعروف بالمخلص الكيلاني رحمه الله تعالى
مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم مبجل مكرم قدس يوم ولادته وشرف وعظم
وكان وجوده مبدء سبب النجاة لمن اتبعه وتقليل حظ جهنم ممن اعد لها لفرحه
بولادته صلى الله عليه وسلم وتمت بركاته على من اهتدى به فشابه هذا اليوم يوم
الجمعة من حيث ان يوم الجمعة لا تسعر فيه جهنم هكذا ورد عنه صلى الله عليه وسلم
فمن المناسب اظهار السرور وانفاق الميسور واجابة من دعاه رب الوليمة للحضور

لہ ترجمہ ہم اس سے خوش ہوں اور سنا میں نے منصور نشار سے کہ کہتے تھے دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہ فرماتے ہیں مجھکو کہ تو کہہ دے اس سے کہ نہ چھوڑے یہ مولد کو تجھ کو کام نہیں ہے کہ جو اس شخص سے کہ کھاوے اور اس شخص سے کہ نہ کھاوے کہا اور سنا میں نے ابو عبد اللہ ابن ابی محمد نعمان سے کہ کہتے تھے سنا میں نے شیخ ابی موسی زرہونی سے کہ کہتے تھے دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں پس ذکر کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہ کہتے ہیں فقہا مولد کی دعوت کرنے میں پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے خوشی کی ہمارے ہم خوش ہوتے اس سے اور کہا علامہ شیخ ناصر الدین مبارک معروف با بن طباخ نے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے فتوے میں جب خرچ کرے خرچ کرنے والا اس شب میں اور لوگوں کو جمع کر کے کھانا کھلاوے اور سناوے انکو ایسی چیز کہ سننا اسکا درست ہے اور لباس دیوے آخرت کے شوق والے کی چیز [illegible] کو یہ سب کرے واسطے ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس یہ سب درست ہے اور ثواب پاتا ہے کرنیوالا جبکہ اچھی نیت سے کرے کہا شیخ امام جمال الدین عبد الرحمن ابن عبد الملک معروف بمخلص کیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بزرگ با اکرام مقدس ہے روز ولادت آنحضرت کا باشرف و عظمت اور ہو پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشا سبب نجات آپکے تابعداروں کے حق میں اور کمی کا دوزخ [illegible] اس شخص سے کہ مقرر کیا اس نے اس شب کو واسطے خوشی ولادت باسعادت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پھیلی ہیں برکتیں اوپر ان لوگوں کے [illegible] اور مجلس شریف کی [illegible] یوم جمعہ سے اس راہ سے کہ تحقیق یوم جمعہ کو نہیں جوش مارتی ہے دوزخ [illegible]
[illegible]

وقال الامام العلامۃ ظہیر الدین بن جعفر التزمنتی رحمہ اللہ تعالیٰ ہذا الفعل لم یقع فی الصدر الاول من السلف الصالح مع تعظیمہم وحبہم لہ اعظاما ومحبۃ لا تبلغ جمعنا الواحد منہم ولا ذرۃ منہ وہی بدعۃ حسنۃ ان قصد فاعلہا جمع الصالحین والصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واطعام الطعام للفقراء والمساکین وہذا القدر یثاب علیہ بہذا الشرط فی کل وقت وقال الشیخ ناصر الدین ایضا فہذا الاجتماع حسن یثاب قاصد ذلک وفاعلہ علیہ اجتماع الصلحاء فقط لیاکلوا ذلک الطعام ویذکر اللہ تعالیٰ ویصلوا علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم یضاعف القربات والمثوبات وقال الشیخ الامام صدر الدین موہوب بن عمر بن الجزری الشافعی ہذہ بدعۃ لا باس بہا ولا تکرہ بالبدع الا اذا راغمت السنۃ واما اذا لم تراغمہا فلا تکرہ ویثاب الانسان بحسب قصدہ فی اظہار السرور والفرح بمولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال فی موضع اٰخر ہذہ بدعۃ ولکنہا بدعۃ لا باس بہا وقال الحافظ و لکنہا مع ذلک قد اشتملت علی محاسن وضدہا فمن تحری فی عملہا المحاسن وتجنب ضدہا کان بدعۃ حسنۃ ومن لا فلا قال وقد ظہر لی تخریجہا علی اصل ثابت وہو ما ثبت فی الصحیحین من ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومون

ترجمہ: اور کہا امام علامہ ظہیر الدین بن جعفر تزمنتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام نہیں ہوا صدر اول میں سلف صالح سے باوجود تعظیم اور محبت انکی کے نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں پہنچتا ہرگز وہ ہمارا کسی ایک کے رتبہ کو اور اس سے کم کو اور یہ بدعت حسنہ ہے اگر قصد کرے کرنیوالا اسکا جمع کرنا نیکوں کا اور درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور کھانا کھلانا فقیروں مسکینوں کا اور اتنی بات پر ثواب ملتا ہے ہر وقت میں اور کہا شیخ ناصر الدین نے بھی یہ اجتماع بہتر ہے ثواب پاتا ہے کرنیوالا اسکا نیک نیت سے اور جمع ہونا صالحین کا واسطے کھانا کھانے اس کے اور ذکر اللہ کے اور درود پڑھنے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاتا ہے نیکیوں اور ثواب کو اور کہا شیخ امام صدر الدین موہوب بن عمر جزری شافعی نے یہ بدعت ہے کہ برائی نہیں اسمیں اور نہیں کراہت ہوتی بدعت میں جب تک نہ مخالفت کرے سنت اور جس جگہ مخالفت سنت کی پس نہیں مکروہ ہے اور ثواب پاتا ہے انسان موافق اپنے قصد کے اظہار سرور و خوشی میں ولادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا شیخ موہوب نے دوسری جگہ یہ بدعت ہے لیکن ایسی بدعت ہے کہ نہیں قباحت اس میں اور کہا حافظ نے اور لیکن وہ ساتھ بدعت ہونے کے شامل ہے بھلائیوں پر اور اسکے خلاف پر جو شخص اختیار کرے اسکے کرنے میں بھلائیوں کو اور پرہیز کرے خلاف سے ہوگا بدعت حسنہ اور اگر نہیں پس نہیں کہا حافظ نے اور تحقیق ظاہر ہوا واسطے میرے کالنا اسکا اوپر اصل ثابت کے اور وہ چیز ہے کہ ثابت ہوئی ہے صحیحین بخاری مسلم میں یہ کہ تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ میں پس پایا یہود کو کہ روزہ رکھتے تھے

یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یوم اغرق الله فیه فرعون ونجا موسی فنحن
نصومه شکراً لله تعالی فقال انا احق بموسی منکم فصامه وامر بصیامه فیستفاد
منه فعل ذلك شکراً لله تعالی علی ما من به فی یوم معین من اسداء نعمة
او دفع نقمة ویعاد ذلك فی نظیر ذلك الیوم من کل سنة والشکر
لله تعالی یحصل بانواع العبادات والسجود والصیام والصدقة و
التلاوة وای نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبی الکریم نبی الرحمة
فی ذلك الیوم وقال شیخنا رحمه الله تعالی فی فتاواه عندی ان اصل عمل
المولد الذی هو اجتماع الناس وقراءة ما تیسر من القران وروایة الاخبار
الواردة فی مبدء امر النبی صلی الله علیه وسلم وما وقع فی مولده من
الآیات ثم یمد لهم سماط یاکلونه وینصرفون من غیر زیادة علی ذلك
من البدع الحسنة التی یثاب علیها صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی
صلی الله علیه وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده الشریف قال وقد ظهر لی
تخریجه علی اصل آخر غیر الذی ذکره الحافظ وهو ما رواه البیهقی عن انس

له ترجمہ دن عاشورا کے پس پوچھا اُن سے پس کہا یہود نے اس دن میں غرق کیا اللہ نے فرعون کو اور نجات دی موسیٰ عم
کو پس ہم روزہ رکھتے ہیں اُسکا واسطے شکر اللہ تعالیٰ کے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں احق ہوں ساتھ موسیٰ
کی تم سے پھر روزہ رکھا اس دن اور حکم کیا اس دن کے روزہ کا پس حاصل ہوا اُس سے کرنا اُسکا واسطے شکر اللہ کے
واسطے احسان کے روز معین میں ایجاد کرنے نعمت و دفع کرنے رنج کے اور عود کرتا ہے یہ ویسے دن میں ہر سال اور شکر
اللہ تعالیٰ کا حاصل ہوتا ہے ساتھ انواع عبادتوں اور سجدوں اور روزوں اور صدقوں اور تلاوت کے اور کونسی نعمت بڑی
نعمت ہے ظاہر ہونے سے اُس نبی کریم نبی رحمت سے بیچ اُس دن کے اور کہا شیخ ہمارے یعنی جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے فتاوے میں کہ میرے پاس موجود یہی تحقیق اصل عمل مولد کی کہ وہ عبارت ہے جمع ہونے لوگوں سے اور پڑھنے اُس چیز سے
کہ ہوسکے قرآن سے اور بیان کرنے اخبار واردہ سے بیچ ابتداے امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو کہ واقع ہوا ہے وقت پیدایش
آنحضرت کے آیات خصائص سے پھر بچھایا جاوے دسترخوان کہ کھانا کھاویں لوگ بے زیادتی کئے اُسپر بدعتوں حسنہ سے ہے کہ ثواب پاتا ہے اُسپر
کرنیوالا اُسکا اسواسطے کہ اُسمیں تعظیم ہے قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اظہار فرح اور خوشی کا ساتھ ولادت شریف کے ہے کہا شیخ نے اور تحقیق ظاہر ہوا
واسطے میرے نکالنا اُسکا اوپر اصل دوسری کے سوا اُسکے کہ ذکر کیا اُسکو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وہی وہ چیز ہے کہ روایت کیا اُس کو
بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۲

[1]ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عق عن نفسہ بعد النبوۃ مع انہ ورد ان جدہ عبد المطلب عق عنہ فی سابع ولادتہ والعقیقۃ لا تعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذلک علی ان ھذا فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم اظہارا للشکر علی ایجاد اللہ تعالی ایاہ رحمۃ للعالمین وتشریفا لامتہ صلی اللہ علیہ وسلم کما کان یصلی علی نفسہ کذلک فیستحب لنا ایضا اظہار الشکر بمولدہ واطعام الطعام ونحو ذلک من وجوہ القربات والمسرات ؕ وقال فی شرح سنن ابن ماجۃ الصواب انہ من البدع الحسنۃ المندوبۃ اذا خلا عن المنکرات شرعا انتھی ہاں شیخ تاج الدین فاکہانی مالکی نے مطابقت شیخ ابو عمرو بن العلاء رحمہما اللہ تعالی کے عمل لطیف محفل شریف کو بدعت مذمومہ قرار دیا اور اپنے رسالہ میں کہا فقد تکرر سوال جماعۃ من المبارکین عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول ویسمونہ المولد ھل لہ اصل فی الشرع او ھو بدعۃ حدث فی الدین فقلت لا اعلم لھذا المولد اصلا فی کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من علماء ائمۃ الدین بل ھو بدعۃ احدثھا البطالون بدلیل انا اذا ادرنا علیھا الاحکام الخمسۃ قلنا اما ان یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروھا او محرما ولیس بواجب اجماعا ولا مندوبا لان حقیقۃ المندوب ما طلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ

[1] ترجمہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا اپنا بعد نبوت کے باوجودیکہ تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ آپکے دادا عبد المطلب نے عقیقہ کیا تھا آپکا ساتویں دن پیدائش کے حالانکہ عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا ہے پس محمول ہوگا یہ اس بات پر کہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے شکر ایجاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رحمت تمام عالم کے ہے اور واسطے مشرف کرنے امت اپنی کے ہے جیسا کہ تھے صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اوپر درود پڑھتے اسیواسطے پس مستحب ہے ہمکو بھی ظاہر کرنا شکر کا واسطے پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کھانا کھلانا اور ایسی باتیں اچھے طریقوں اور خوشیوں سے اور کہا شرح سنن ابن ماجہ میں صواب یہ ہے کہ تحقیق وہی مولد شریف بدعت حسنہ مستحب ہے جبکہ خالی ہو برائیوں شرعی سے انتہی ۱۲ اسکا ترجمہ پس تحقیق ار بار ہوا سوال ایک جماعت برکت والوں کا اُس اجتماع سے کہ کرتے ہیں اُسکو بعضے لوگ مہینے ربیع الاول میں اور نام رکھتے ہیں اُسکا مولد کیا اسکی کچھ اصل ہے شرع میں یا وہ بدعت ہے کہ حادث ہوئی ہے دین میں پس کہا میں نے کہ نہیں جانتا ہوں میں واسطے اس مولد کے کوئی اصل کتاب میں اور نہ سنت میں اور نقل نہیں ہوا کرنا اسکا کسی ایک علماء ائمہ دین سے بلکہ وہ بدعت ہے کہ نکالا اسکو نکموں نے بدلیل اس بات کے تحقیق کہ ہم تولتے ہیں اسپر احکام پانچ کو تو کہا ہمنے یا یہ کہ ہووے واجب یا مندوب یا مکروہ یا مباح یا حرام اور نہیں واجب ہے اجماعا اور نہ مندوب ہے اسواسطے کہ تحقیق حقیقت مستحب کی وہ ہے کہ چاہا ہے اسکو شرع نے بسلسلہ مذمت کے اُس کے ترک پر ۱۲

وهذا لم يأذن فيه الشرع ولا فعله الصحابة والتابعون المتدينون فيما
علمت ولا جائز ان يكون مباحا لان الابتداع في الدين ليس مباحا
باجماع المسلمين فلم يبق الا ان يكون مكروها او حراما انتهى مختصرا اور قدوة العلماء
المحدثين المتسندين حافظ اجل شیخ جلال الحق والدین سیوطی نے اپنے فتاوے میں تعاقب انکا کیا اور
انکے ہر ہر جملہ کا بالتفصیل والاطناب جواب باصواب دیا کہ سبل الہدی میں شرح و مصرح ہی مختصرا
اس سے نقل کیا جاتا ہی قال اما قوله لا اعلم فيقال عليه نفي العلم لا يلزم منه
نفي الوجود وقد استخرج له الامام الحافظ ابو الفضل بن حجر اصلا من السنة
واستخرجت له انا اصلا ثانيا وقوله بل هو بدعة احدثها البطالون يقال
عليه انما احدثه ملك عادل عالم الا قوله ولا مندوبا يقال عليه ان
الطلب في المندوب تارة يكون بالنص وتارة بالقياس وهذا وان لم يرد
فيه نص ففيه القياس على الاصلين وقوله ولا جائز ان يكون مباحا كلام
غير مستقيم لان البدعة لم تنحصر في الحرام والمكروه بل قد يكون ايضا
مباحة ومندوبة وواجبة الخ فعرفت بذلك منع قول الشيخ ولا جائز لان
هذا القسم مما احدث وليس فيه مخالفة لكتاب ولا سنة ولا اجماع فهي
غير مذمومة كما في عبارة الشافعي وهو من الاحسان الذي لم يعهد في العصر الاول

سلہ ترجمہ اور اسکا اذن نہیں دیا شرع نے اور نہ کیا اسکو صحابہ نے اور نہ تابعین دین داروں نے جیسا کہ مجھکو علم ہو اور نہیں درست ہے کہ ہووے مباح اسواسطے کہ تحقیق بدعت نکالنا دین میں مباح نہیں ساتھ اجماع مسلمین کے پس نہ باقی رہا مگر یہ کہ ہووے مکروہ یا حرام ۱۲ سلہ ترجمہ کہا جلال الدین سیوطی نے لیکن قول فاکہانی کا نہیں جانتا ہوں میں پس کہا جائیگا اسکے جواب میں نفی علم کو لازم نہیں نفی وجود کی حالانکہ تحقیق نکالی واسطے مولد شریف کے امام حافظ ابو الفضل ابن حجر نے ایک اصل سنت سے اور نکالی میں نے واسطے اسکے اصل دوسری اور قول اسکا بلکہ وہ بدعت ہے کہ نکالا اسکو جھوٹوں نے کہا جائیگا اسکے جواب میں کہ نہیں نکالا اسکو مگر بادشاہ عادل عالم نے تا آخر قول اسکا ولا مندوبا کہا جائیگا اسکے جواب میں تحقیق کہ طلب مستحب میں کبھی ہوتی ہے نص صریح سے اور کبھی قیاس سے اور یہ اگرچہ نہیں وارد ہوئی اسمین نص صریح پس اسمین قیاس ہے دو اصلوں پر اور قول اسکا اور نہیں درست ہے کہ ہووے مباح کلام نادرست ہے اسواسطے تحقیق کہ بدعت منحصر نہیں حرام اور مکروہ میں بلکہ کبھی ہوتی ہے مباح اور مستحب اور واجب تا آخر پس معلوم ہوا اس سے منع ہونا قول شیخ فاکہانی کا اور نادرست ہونا اسواسطے تحقیق کہ یہ قسم اس چیز سے ہے کہ نئی نکالی گئی ہے اور نہیں ہے اس میں مخالفت کتاب و سنت اور اجماع کی پس وہ غیر مذموم ہے جیسا کہ موجود ہے عبارت شافعی میں اور وہ بھلائی ہے کہ نئی نہیں جاری ہوئی عصر اول میں ۱۲

تالثہ ان اطعام الطعام الخالی عن اعتراف الانام احسان فهو من المبدع المندوبة کما فی عبارة ابن عبد السلام انتهی ملخصًا اور نصوص ان کتب و عبارات سے اور بخصوص قلوب اہل بصارت کے منقش ہوتا ہے کہ کرنا محفل لطیف مولد شریف کا تعین ماہ مفضل ربیع الاول کے کہ یہی ایجاد اول اس عمل کی ہے نزدیک ان حضرات علماے عظام و صلحاے کرام و محدثین اعلام کے حکم استحسان و استحباب کا رکھتا ہے اور ان حضرات نے جیسا کہ اصل عمل لطیف کی حدیث شریف سے استنباط کی ہے ایسے ہی تعین ماہ مکرم کی واسطے اس محفل محترم کے بھی وہین سے استخراج کی ہے بلکہ چونکہ تعیین اسکی متابعت ظاہرہ ساتھ فعل و امر حضرت خیر الانام علیہ و علی آلہ التحیۃ والسلام کے اور مطابقت باہرہ عمل حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم الی یوم القیام سے بیچ روزہ روز عاشورا اور قصہ فرعون و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رکھتے ہیں تقاد احادیث نبی عربی علامہ حافظ ابن حجر مکی نے اسی کو سزاوار کہا اور توسیع امر یوم میں کہ مسلک اور علما کا ہے تردد کیا جہان کہ یہ لکھا ہے[1] فعلى هذا فينبغى ان يتحرى اليوم بعينه حتى يطابق قصة موسى عليه السلام فى يوم عاشوراء ومن لم يلاحظ ذلك لا يبالى بعمل المولد فى اى يوم من الشهر بل توسع قوم فنقلوه الى يوم من السنة وفيه ما فيه انتهى علاوہ ازین تعیین ماہ مفضل کی واسطے اس عمل مبجل کے بعضے علما نے ایک وجہ وجیہ اور بھی مذکور کی ہے کہ یہ شہر عظیم القدر ہے بنا بر علم اس مہینے میں سطوع انوار جمال باکمال رحمۃ للعالمین خاتم الانبیا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ و علی آلہ اجمعین سے منور ہوا ہے پس تلاوت آیات و صلوات کی اور کثرت خیرات و صدقات کی اور مسرات و مبرات کی اور اشاعت مناقب جمیلہ حضرت سید الکائنات کی بالخصوص اس ماہ عالی جاہ میں سبب افزونی قربات و مثوبات کے سبل الہدی میں مذکور ہے کہ امام ابو عبد اللہ بن الحاج نے کتاب مدخل میں فضیلت اس شہر مفضل میں یہ لکھا ہے[2] هذا الشهر العظيم الذى فضله الله تعالى وفضلنا فيه بهذا النبى الكريم الذى من الله تعالى علينا فيه لسيد الاولين

[1] ترجمہ سو بیشک تحقیق کھانا کھلانا کہ خالی ہو طمع تعریف خلق سے بھلائی ہے نیکی وہ بدعت مستحب ہے جیسا کہ مکتوب ہے عبارت ابن عبد السلام میں تمام ہوا اختصار تقریر سیوطی کا [1] ترجمہ اس واسطے اسکے لیے چاہیے کہ ڈھونڈھا جاوے روز میں تاکہ مطابق ہووے قصہ موسیٰ کے روز عاشورا میں اور جس نے نہیں لحاظ کیا اسکا نہیں پاک رکھتا ساتھ کرنے مولد کے ہر دن میں مہینے سے بلکہ وسعت کی قوم نے پس نقل کیا اسکو طرف یکدن کے سال سے اور اس میں تھا جو تھا [2] ترجمہ مہینہ بڑا ہے کہ بزرگی دی اسکو اللہ تعالی نے اور بزرگی دی ہمکو بیچ اس کے بسبب اس نبی کریم کے کہ احسان کیا اللہ تعالی نے ہم پر اس مہینے میں ساتھ سردار اولین کا

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه في كل مكان اما فالشهم في ذلك من يحتج بقوله انتهى اي كونه تعالى رابعهم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذهبي في كتاب العرش قال الامام الحافظ ابو نصر السجزي في كتاب الابانة له ايمتنا كسفيان الثوري ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا في الانتباه وقال الامام الغزالي في كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة في قوله بمعنى العلم والادراك كما في تعريفات الجرجاني الاحاطة ادراك الشيء بكماله ظاهرا وباطنا انتهى وقال الامام فخر الدين الرازي في التفسير الكبير في قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم لابد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازاني في رسالته فاضح الملحدين في رد قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم فجوابه ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثاني في المكتوب الحادي والثلثين من المجلد الاول — علوم سابق که مبنی بر اتحاد ووحدت وجود بودند رو بزوال آوردند احاطه وسریان از قرب ومعیت ذاتیه که دران مقام منکشف شده بود منتشر گشتند وبه یقین معلوم گشت که صانع را جل شانه باعالم ازین نسبتهای مذکوره هیچ ثابت نیست احاطه وقرب او تعالی علمی است چنانچه مقرر اہل حق است شکر الله سعیهم الی ان قال عجب است که شیخ محی الدین بن عربی وتابعان او ذات واجب تعالی را مجهول مطلق گویند ومحکوم هیچ حکمے ندانند مع ذلک احاطهٔ ذاتی وقرب ومعیت ذاتیه اثبات نمایند وما هو الا حکم على الذات تعالى وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمي والاحاطة العلمية انتهى

ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف وخلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقۂ ملحدہ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

اذا [1] دخل هذا الشهر الكريم ان يكرم ويعظم ويحترم بالاحترام اللائق به اتباعاً له صلى الله عليه وسلم الا ترى الى قول ابن عباس رضى الله تعالى عنهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس بالخير وكان اجود ما يكون فى رمضان فنتمثل تعظيم الاوقات الفاضلة بما امتثله على قدر استطاعتنا فان قال قائل قد التزم صلى الله عليه وسلم فى الاوقات الفاضلة ما التزمه فى غيره فالجواب ان ذلك لما علم من عادته الكريمة انه يريد التخفيف عن امته سيما فيما كان يخصه فعلى هذا التعظيم هذا الشهر العظيم الشريف انما يكون بزيادة الاعمال الزاكيات فيه و الصدقات وغير ذلك من القربات [2] انتہی اور اصل عمل تعیین ماہ مفضل ربیع الاول کی بلکہ تخصیص روز ولادت باسعادت حضرت حبیب خدا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس عمل لطیف کے مستنبط ہوتی ہی حدیث شریف سے اور بیچ اسکے متابعت ظاہرہ اور متابعت باہرہ ہی ساتھ عمل حضرت خیر الانام اور فعل حضرات صحابہ کرام علیہ وعلیہم التحیۃ والسلام کے اور یہ نزدیک علمای عظام اور محدثین کرام کے حکم استحسان واستحباب کا رکھتا ہی اور اولی وافضل واعلی واکمل اس عمل میں اندر حصول ثواب کے ہوتی ہی پس تعیین اس ماہ عالیجاہ بلکہ اس روز معظم کی واسطے اس محفل محترم کے کرنا اور اسکو اولی در باب حصول ثواب کے جاننا مستحسنات سے ہی اور داخل تحت منطوق موثوق حدیث حضرت خیر الانام علیہ وآلہ التحیۃ والسلام [3] ما راٰہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن کے ہی ہاں ضروری جاننا تعیین کا دو صورتین رکھتا ہی ایک یہ کہ ساتھ اعتقاد عدم وجوب شرعی کے التزام اسکا

---

[1] ترجمہ یہ مہینہ بزرگ اکرام کیا جاے اور بجالایا جاے احترام لائق اس مہینے کے واسطے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا نہین دیکھتا ہی تو طرف قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخی تر لوگون کے بھلائی کے ساتھ اور زیادہ تر سخاوت کرتے مہینے رمضان میں پس اختیار کرین ہم تعظیم اوقات بزرگ کی اس چیز کے ساتھ کہ اختیار کیا اس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب استطاعت اپنی پس اگر کہے کوئی کہنے والا تحقیق اختیار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات فاضلہ میں وہ چیز کہ نہین اختیار کیا اسکو غیر اسکے میں پس جواب یہ ہی کہ تحقیق یہ اسواسطے ہی کہ معلوم ہی عادت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قصد رکھتے تھے تخفیف اپنی امت کا خصوصاً اس چیز میں کہ خود خصوصیت دی پس بنا برا سکے بڑی تعظیم اس مہینے بزرگ کی فقط ساتھ زیادتی اعمال اچھے اور صدقات وغیرہ کے عبادتون سے ہوتی ہے ۱۲ [2] [3] ترجمہ حدیث جس چیز کو دیکھیں مسلمان نیک وہ نزدیک اللہ کے نیک ہی ۱۲

کرنا اور مواظبت اسپر رکھنا یا بنظر کثرت فضائل ماہ و یوم عالیجاہ و اور برکات و حسنات ان کے سے یا
بلحاظ خروج کے دائرہ اختلاف شبہ سے درمیان علامہ حافظ ابن حجر مکی اور دیگر علماے اعلام کے اور
تعمد دخول کے جانب شئے متفق علیہ مین ان ایمہ کرام کے یا واسطے متابعت ظاہرہ عمل حضرت خیر الانام
و حضرات صحابہ کرام علیہ و علیہم التحیۃ والسلام کے اور موافقت باہرہ علماے اعلام بیت اللہ الحرام و
مدینہ حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الکرام و عظمہا غایۃ الاعظام کے اور مطابقت تمام جمہور
اہل اسلام مصر و یمن و شام کے یا واسطے سہولت اس امر محترم کے بیچ اس ماہ و یوم مکرم کے
پس یہ حکم جواز و عدم کراہت کا رکھتا ہی اور ایسا ہی دربارۂ تعیین سورت کے اندر نماز کے بعضے ان
وجوہ سے صاحب کتاب البرہان فی شرح مواہب الرحمن نے نقل کیا ہی جہان کہ یہ عبارت لایا ہی
الا ان الطحاوی[1] قید الکراہۃ فیما اذا اعتقد ان الصلوۃ لا تجوز بغیرہا و
اما اذا لم یعتقد ذلک ولازمہا لسہولتہا علیہ و تبرکا بقراءۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ایاہا فلا یکرہ بل یکون حسنا انتہی ملخصا اور شیخ ابو محمد
محمود بن احمد عینی نے کتاب النہایہ فی شرح الہدایہ مین ذکر کیا ہی قلت[2] ولا خلاف بیننا و
بینہم فی الحقیقۃ لان ابا حنیفۃ انما کرہ الملازمۃ اذا لم یعتقد الجواز بغیرہ
والشافعی رح ایضا یکرہ مثل ہذا اما اذا اعتقد الجواز بغیرہ ولا تعین
سورۃ معینۃ لاحد الوجوہ التی ذکرناہا الان فلا یکرہ انتہی اور دوسرے
یہ کہ اسکو واجبات شرعیہ سے جاننا اور ترک کرنا روا اور سبب گناہ گردانا پس یہ اعتقاد فاسد منشا
مفاسد ہی احتراز کرنا اس سے ایسے کام مین ضروری ہی نزدیک علماے اعلام کے اور انھون نے واسطے
رفع مظنہ اس اعتقاد کے ترک ایسے کام کو بعضے اوقات مین ذکر کیا ہی جیسا کہ علامہ عینی نے دربارۂ
تعیین سورت کے کہا ہی فلا[3] کراہۃ فی ذلک لکن بشرط ان یقرء غیرہا

ف۱ ترجمہ مگر یہ تحقیق کہ طحاوی نے مقید کیا کراہت کو اس چیز مین کہ اعتقاد رکھے اس بات کا کہ نماز نہین درست ہوتی بغیر اسکے اور لیکن جب
نہ اعتقاد رکھے اسکا اور اختیار کرے اسکو واسطے سہولیت کے یا برکت پڑھنے سے اسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو پس مکروہ نہین ہی بلکہ بہتر ہی ۱۲
ف۲ ترجمہ کہا مین نے نہین خلاف ہی درمیان ہمارے اور انکے حقیقت مین واسطے کہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مکروہ کہا ہی ملازمت کو جب نہ اعتقاد کرے
کہ اعتقاد کرے اوسکی غیر کے جواز کا اور شافعی رحمہ اللہ بھی مکروہ کہتا ہی ایسی بات کو لیکن جبکہ اعتقاد رکھے غیر کے جواز کا اور اختیار کرے سورت معین کو واسطے
کسی ایک وجہ کے کہ ذکر کیا ہمنے ابھی پس کراہت نہین ہی ۱۲ ف۳ پس کراہت نہین ہی اسمین لیکن بشرطیکہ پڑھے اوسکے غیر کو بھی ۱۲

[1] لئلا يظن الجاهل الغبی انه لا يجوز غير ذلك انتهی اور تعيين روز وصال کی واسطے اعراس حضرات اوليا و علما با کمال کے اور تخصيص روز وفات کی واسطے فواتح جملہ مومنين و مومنات کے بھی سلف صالحين سے منقول نہين ہی اور يہ بھی مستحسنات متاخرين ثقات سے ہی جيساکہ ما ثبت من السنة فی ايام السنة مين مذکور ہی [2] قال لم يکن فی زمن السلف شیء من ذلك وانما هو من مستحسنات المتاخرين انتهی اور تخريج اصل اسکے بھی علماء نے حديث شريف سے کی ہی جيساکہ ماہر علم کتاب الٰہی و حديث نبوی شيخ عبد العزيز دہلوی نے بعضے اجوبہ مين لکھا ہی و در در منثور سيوطی مرقوم ست [3] فاخرج ابن المنذر وابن مردويه عن انس رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله عليه وسلم كان ياتی احدا كل عام فاذا لقوه الشعب سلم علی قبور الشهداء فقال سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبی الدار واخرج ابن جرير عن محمد بن ابراهيم قال كان النبی صلی الله عليه وسلم ياتی قبور الشهداء علی راس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابو بكر وعثمان انتهی وفی التفسير الكبير عن رسول الله صلی الله عليه وسلم انه كان ياتی قبور الشهداء راس كل حول فيقول سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعة هكذا يفعلون انتهی اور رفيع علماے دين شيخ رفيع الدين دہلوی نے بعضے جوابات مين ذکر کيا ہی و در درۂ حکم اتحاد بالنظير اورا دہ میشود چنانچہ در حديث ست کہ يہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حق تعالیٰ نجات حضرت موسیٰ عليه السلام و غرق فرعون درين روز کردہ است برای شکرانہ روزہ ميگيريم جناب نبوت صلی الله عليه وسلم فرمود [4] انا احق من اتبع بموسیٰ صام يوم عاشورا

---

[1] ترجمہ تاکہ گمان نکرے جاہل بیوقوف کہ بیسوا اسکے درست نہین ہی ۱۲ [2] ترجمہ کہا کہ نہ تھا زمان سلف مین کچھ ان چیزون سے وہ فقط مستحسنات متاخرین سے ہی ۱۲ [3] ترجمہ اور نکالا ابن منذر اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ تشریف لاتے احد کو ہر سال مین جب پہنچتے گھاٹی پر سلام علیک کرتے اوپر قبرون شہداء کے پس فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور نکالا ابن جریر نے محمد بن ابراہیم سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ تشریف لاتے قبرون پر شہداء کے تا ہر سال پر پس فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور کرتے ایسا ہی ابوبکر اور عثمان اور تفسیر کبیر مین روایت ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ تشریف لاتے قبرون شہداء پر تمامی ہر سال مین پس فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور خلفای اربعہ ایسا ہی کرتے تھے ۱۲ [4] ترجمہ مین لائق تر ہون اس شخص سے کہ پیچھے آیا موسیٰ کے روزہ رکھا روز عاشورہ کو ۱۲

وامر[۱] الناس بصيامه ونیز حضرت نبی صلی الله علیه وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز دوشنبه و فرمودند فیه[۲] ولدت وفیه انزل علی وفیه هاجرت وفیه اموت بنا براین یادکردن آن تاریخ دآن ماه رسم مردم افتاده لیکن چون مردمان ازین جهان فطرت بجا این رسم گذشته اند ایشان را انتظار بسوی ولد یا کسی از اقارب خودمی باشد رفع انتظار آن فائده است معتدبه و بمعاملات مکاشفه دریافت شده که درچنین روز اجتماع ارواح دوستان در عالم برزخ هم میشود پس امداد بدعا و ختم وطعام بدعتی مباح است ووجه قبح ندار دانتهی اور جو فعل کہ مستحسنات متاخرین ثقات سے ہو اور اصل اُسکی حدیث شریف سے نکلتی ہو اُسکو مستحسن جاننا اور اوپر اُسکے عمل کرنا مستحسنات سے ہے نہ مذمومات سے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث حضرت سرور کائنات علیه وعلی آله الف الف صلوات سے اور ایسا ہی حکم ہے اتباع افعال حضرات اولیاے کرام شیوخ طریقت اسلام کا کہ محبوبان بارگاہ احدی ومقبولان درگاہ احدی ہین اور دلیل اس مضمون کی آیت وافی ہدایت الا[۳] ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ہے پس اتباع ان حضرات کی بیچ اعمال رضیه واقوال بہیہ کے کہ مخالف نہون کتاب کریم اور سنت سنیہ کے بیش علما علیهم الرضوان کے حکم ادب اور استحسان کا رکھتی ہے جیسا کہ عبارت امام نووی کی و[۴] مندوبة کاحداث الربط والكلام في دقائق التصوف انتهت مختصرة اور یہ عبارت کتاب نور الانوار کی اخذنا[۵] بقولهم بطريق الادب انتهت ملخصة سند ہے اس مدعا کی ہان مستحسنات و مستحبات کو قبیل واجبات سے جاننا اور ترک کو اُن کے موجبات معصیت سے گرداننا اعتقاد فاسد ہے اور علماے اعلام اور فقہاے کرام نے فساد اعتقاد کو منشا کراہت فعل کا گردانا ہے جیسا کہ صاحب فتاوی عالمگیری در بارۂ فساد اعتقاد کے بیچ تعیین سورت کے نماز مین لایا ہے قال[۶] الطحاوی والاسبیجابی هذا اذا راه حتما واجبا بحيث لا يجوز غيره او راى قراءة غيرها مكروهة

---

[۱] ترجمہ اور حکم کیا لوگون کو اُسکے روزے کا ۱۲ [۲] ترجمہ اس مین پیدا ہوا مین اور اس مین نازل ہوئی مجھپر اور اس مین ہجرت کی مین نے اور اسی مین مرون گا ۱۲ [۳] ترجمہ آگاہ ہو تحقیق اولیاء اللہ کو نہ ڈر ہے اور نہ اُنکو غم ہے ۱۲ [۴] ترجمہ اور مستحب ہے مثل ایجاد کرنے مسافر خانون کے اور گفتگو دقائق تصوف مین ۱۲ [۵] ترجمہ اختیار کیا ہمنے اُنکے قول کو راہ ادب سے ۱۲ [۶] ترجمہ کہا طحاوی اور اسبیجابی نے یہ اُسوقت ہے کہ جانے اسکو لازم و واجب اسطرح پر کہ نہ درست رکھے اُسکے غیر کو یا جانے اُسکے غیر کے پڑھنے کو مکروہ

وامّا اذا قرأ لاجل اليسر عليه او تبركا بقراءته فلا كراهة في ذلك انتهى
اور صاحب غنية المستملي في شرح منية المصلي نے بیچ ذیل دلائل کراہت صلوٰۃ الرغائب کے لکھا ہی
ومنها ان العامة يعتقدونها سنة من سنن النبي صلى الله عليه وسلم
فيكون فعلها سببا لكذبهم عليه صلى الله عليه وسلم قلت بل كثير من
العوام ببلاد اليوم يعتقدونها فرضا وكثير منهم يتركون الفرائض ولا
يتركونها وهو المصيبة العظمى انتهى والله اعلم بالصواب وعنده حسن الثواب حرره العبد
الفقير المعترف بالاثم والتقصير المنيب الى العلي الرب الحكيم ابو الاحيا محمد المدعو بالنعيم تجاوز الله عما جناه وبلغه
في الدارين خير متمناه - **جامع الفتاوے** فقیر محمد عبد الباری عفا الله عنہ کہتا ہی کہ استحباب
انعقاد مجالس میلاد شریف مع قیود مروجہ مباحہ ہمارے علما کا مجمع علیہ مسلمہ ہی اور جو بظاہر جناب مفتی
محمد یوسف رحمۃ الله علیہ وتصحیح وتفصیل مولانا مولوی عبد الحلیم رحمۃ الله علیہ سے بعض نافہم یہ سمجھتے ہین کہ
وہ متفق نہتھی یہ غلطی ہی اصل یہ ہی کہ تعیین ماہ میلاد واسطے انعقاد کے فرض یا لازم سمجھنا مجوث عنہ ہی
نہ یہ کہ ان ایام کی افضلیت مختلف فیہ ہو جسطرح سنت نماز فجر مین تعیین سورہ کافرون وسورہ اخلاص کی
ہی کہ بہ نیت وجوب وفرضیت تعیین سور تہاے مذکورہ ثابت نہین نہ کہ افضلیت اسکی ثابت نہو لہذا
ان دونون حضرات نے جو کچھ لکھا ہے وہ لزوم تعیین کے بارہ مین ہی - ظاہر ہی کہ مجالس میلاد کا انعقاد
جو ایک فرد ہی افراد وعظ سے مثل صلوٰۃ عید الفطر یا عید الضحی کے نہین ہی کہ وہ بروز مخصوص ادا ہوسکتی ہین
ورنہ نہین بلکہ اسکا تعیین اسطور پر ثابت نہین ہی یہی مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہی بلکہ جب چاہے اس مجلس
خیر وبرکت کو ترتیب دیسکتا ہی یہی وجہ ہی مولانا عبد الحلیم صاحب نے اسکو اور تصریح سے بیان کیا اور دیگر علما نے اسکو مدلل
کردیا آخر مین ہم دو فصلین جناب جدی ومرشدی مولانا شاہ عبد الرزاق قدس سرہ کے رسالہ **کحل العینین بذکر
رسول الثقلین** کی اس مجموعہ فتاوے مین شامل کرتے ہین تاکہ اس بحث پر مزید تائید او رمسئلہ واضح ہوجاوے
الله تعالی مسلمانونکو ایسے متبرک محافل ومجالس کے انعقاد کی توفیق دے اور انکو برکات سے محروم نکرے آمین ثم آمین

ـــــــــــــــــــ

ملہ [illegible] الله لیکن [illegible] اپنی آسانی کے واسطے یا آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کی قرأت سے تبرک لینے کے واسطے پس نہین کراہت
[illegible] مسئلہ [illegible] ہی تحقیق کہ عوام لوگ اعتقاد کرتے ہین اسکو سنت پس ہوتا ہی کرنا اسکا سبب انکے دروغ بندی
[illegible] علیہ وسلم کے کہتا ہون مین نے بلکہ بہت عوام سے شہروں مین اعتقاد کرتے ہین اسکو فرض اور بہت [illegible]
[illegible] اسکو حالانکہ وہ بڑی مصیبت ہی ۱۲

فصل اول بیان عبادیت نفس کر شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین جتنا چاہیے کہ نفس کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماموربہ ہو وجوہ اربعہ آیات قرآنی سے چنانچہ سورہ بقر مین بعد ذکر انعامات کے حق جل وعلا
ارشاد فرماتا ہی کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلو علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب
والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون جیسا کہ بھیجا
ہمنے رسول تم مین سے یعنی تمھاری جنس سے کہ پڑھتا ہی تم پر آیتین ہماری اور صاف کرتا ہی تمکو
یعنی کفر اور ضلال سے اور سکھاتا ہی تمکو کتاب اور حکمت اور سکھاتا ہی تمکو ایسی چیز کہ نہ تھے تم جان سکتے
یعنے بعقل تمھاری کو رسائی اُسکی نہ تھی پس ذکر کرو تم میرا ذکر کرونمین تمھارا اور شکر کرو میرا
اور نہ کفران کرو نعمت میری کا معالم مین مجاہد اور کلبی اور عطا سے روایت ہی کہ کاف تشبیہ کا
ارسلنا کا متعلق ہی فاذکرونی سے پس ہوگئے معنے کہ یاد کرو تم مجھکو جس طرح پر کہ بھیجا مین
نے رسول ایسی صفتون کا اور واشکروا لی اور پر فاذکرونی کے عطف بالواو کیا اور واو
عطف کا موضوع واسطے جمع کے ہی پس ہوگئے معنے کہ اور شکر کرو جیسا کہ بھیجا مین نے رسول اور
معنی شکر کے یہ ہین کہ ایسا کام کرے یا ایسا بیان کرے کہ آگاہی اوپر نعمت دینے منعم کے ہو پس
ذکر خدا کا اور شکر ماموربہ ہوا کہ صیغہ امر کا مفید فرضیت اور وجوب کو ہے اور قرآن قطعی ہی پس
امر اُسکا مفید فرضیت ہی پس ذکر اور شکر فرض ہوا اور متعلق کرنا ان دونون امر کا ساتھ کما
ارسلنا کے دلالت کرتا ہی اوپر ماموریت ذکر رسول کے اور بعض مفسرون نے کاف تشبیہ کو
متعلق ولاتم نعمتی کے کہ آیت سابقہ مین واقع ہی گردانا ہی یعنے قبلہ بیت المقدس سے منسوخ
کرکے طرف کعبہ کے قرار دیا تا کہ پوری کرین ہم تمپر نعمت اپنی جیسا کہ بھیجا ہمنے رسول بعد اسکے
فاے تعقیب کے امر ذکر کا فرمایا اور امر شکر کو اُسپر معطوف کیا بواو عطف کہ مفید جمعیت کا ہی پس یہ
ترکیب دلالت کرتی ہی اوپر ذکر رسول کے اسی جگہ تفسیر رحمانی مین مذکور ہی منع کرنا کفران سے بحکم شکر
کا ہی اور شکر ذکر ہی اور بیضاوی مین لکھا ہی واشکروا لی ما انعمت بہ علیکم یعنے شکر کرو میرا اُس چیز
پر کہ نعمت دی مین نے اُس کرکے تمپر اور عبد الحکیم نے اُسکے حاشیہ مین لکھا ہی کہ ما انعمت بہ علیکم
بدل ہی ضمیر متکلم سے اسواسطے کہ شکر متعلق نعمت سے ہی تاہم یہ آیت شریفہ دلالت کرتی ہی اوپر
فرضیت ذکر نبوی کے اسواسطے کہ متصل لانا امر شکر کا بعد امر ذکر کے اشارہ طرف شکر لسانی کی

کہ عبارت بیان کرنے نعمت سے ہی اور تعقیب امر ذکر کی اوپر ذکر ارسال رسول کے مشیر ہی خصوص
بیان ذکر رسالت کو اور بیان اوصاف رسول کا اشارہ ہی طرف ذکر اوصاف رسول کے کلمہ
منکم مین لفظ من موضوع ہی واسطے ابتدا کے اشارہ ذکر ولادت کا ہی اور یتلوا علیکم آیاتنا اشارہ
معجزات کا ہی و یزکیکم اشارہ ہی اخلاق شریف اور تعلیم امور باطن کا و یعلمکم الکتاب والحکمۃ اشارہ
ہی تعلیم شرائع کا و یعلمکم ما لم تکونوا تعلمون تعلیم معرفت الٰہی کا اور احوال آخرت کا ہی پس اشارۃ
النص اس آیت کا مفید عبادیت ذکر شریف کا ہی اور اسیطرح دلالۃ النص بھی مفید عبادیت ذکر
شریف کو ہی اور عبارۃ النص اور اقتضاء النص مفید اسی کو اور یہ وجوہ بقواعد اصول قطعی ہین پس
ثابت ہوا کہ ذکر رسول مقبول ہر مومن پر فرض ہی اما چونکہ امر ذکر اور شکر مین تقیید صنف ذکر اور
وقت اور تعداد اور زمان مشروح نہین فرمائی پس کہنے محمد رسول اللہ سے ساتھ صدق دل کے
فرضیت ادا ہو جاتی ہی لیکن عبادیت ذکر اور احوال و اوصاف کے زائل نہین ہوتے کہ مامورۃ
مستقلہ مستلزم حسن لذاتہ کو ہی جیسا کہ کتب اصول مین مشروح ہی اور آنحضرت نے ذکر اپنے اوصاف
کا کیا چنانچہ کتب حدیث سے ثابت ہوتا ہی بخاری مین باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم مین جبیر بن مطعم سے روایت ہی کہ کہا انہون نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم لی خمسۃ اسماء انا محمد و احمد و انا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر
و انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی و انا العاقب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کہ میرے پانچ اسم ہین مین محمد ہون اور احمد اور مین ماحی ہون ایسا کہ مٹاتا ہی اللہ مجھ سے کفر کو
اس وصف مین قید وجود کی نفرمانا اشارہ کرتا ہی کہ بجمیع وجوہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کفر
مٹنے کی امید ہی پس ذکر آنحضرت بھی موجب دفع کفر کا ذاکر اور سامع سے ہی اور مین حاشر ہون ایسا کہ
اٹھائے جائینگے لوگ اوپر قدم میرے کے یعنی پہلے سب سے آپ ہی اٹھین گے اور مین عاقب ہون
یعنی ظہور نبوت آنحضرت سب انبیا کے بعد ہی پس آپ خاتم النبیین ہین اور مشکوۃ مین صحیح مسلم
سے نقل کیا ہی روایت واثلہ بن اسقع کہ کہا واثلہ نے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم یقول ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمعیل و اصطفی قریشا من کنانۃ
و اصطفی من قریش بنی ہاشم و اصطفانی من بنی ہاشم [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا کنانہ کو اولاد اسمعیل سے
اور چن لیا قریش کو کنانہ سے اور چھانٹ لیا قریش سے بنی ہاشم کو اور برگزیدہ کیا مجھکو بنی ہاشم سے
اسی طرح بہت احادیث سے بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اوصاف کو ثابت ہی و صحابہ
رضی اللہ عنہم ہمیشہ احوال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کیا کرتے تھے اور بیان کرنے احوال شریف پر
حریص تھے چنانچہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جبکو ملاقی ہوتے اوس سے ذکر احوال
رسول مقبول کا پیش کرتے جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہوتا ہی باب التعاون فی بناء المسجد مین
عکرمہ سے روایت کی قال قال لی ابن عباس ولابنہ علی انطلقا الی ابی سعید فاسمعا
من حدیثہ فانطلقنا فاذا ھو فی حائط یصلحہ فاخذ رداءہ فاحتبی ثم انشأ
یحدثنا حتی اتی الی ذکر بناء المسجد تا آخر کہا عکرمہ نے کہ کہا مجھکو ابن عباس نے اور اپنے بیٹے
علی کو کہ جاؤ دونون طرف ابی سعید کے پس سنو تم حدیث اسکی پس ناگاہ وہ یعنی ابوسعید مصروف تھے
بیچ ایک دیوار بنانے کے اور درست کرتے تھے اسکو پس لی چادر اپنی اور وہ بیٹھے پھر شروع کیا کہ حدیث
کہنے لگے ہمسے یہان تک کہ پہونچے اوپر ذکر بنای مسجد کے اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابن عباس
عادت کثرت ذکر رسول اللہ کی ابی سعید سے جانتے تھے کہ واسطے سننے انکی باتون کے ان دونون
کو حکم کیا اور ویسا ہی اتفاق ہوا کہ مجرد انکے دیکھنے کے اپنا کام چھوڑ کر بیان احوال آنحضرت کا
کرنے لگے گویا منتظر سامع رہتے تھے کہ تاثیر عشق ہی کہ ہر وقت متلاشی سامع کا واسطے بیان کرنے
ذکر معشوق کے رہتا ہی چنانچہ مولانائے روم فرماتے ہین ؎ سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح درد اشتیاق یہان تک کہ لقب بعضے صحابہ کا بسبب کثرت ذکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے وصاف النبی ہوگیا تھا چنانچہ ترمذی نے شمائل مین روایت کیا ہی امام حسن بن علی
رضی اللہ عنہما سے قال سألت خالی ھند بن ابی ھالۃ وکان وصافا عن حلیۃ النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئا اتعلق بہ کہا امام
حسن رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے اور تھے ہند رضی اللہ عنہ بڑے بیان کرنے
والے حلیہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور مین خواہش رکھتا تھا کہ بیان کرین ہند مجھسے کچھ احوال
حلیہ شریف کا کہ لٹکتا رہون اسمین یعنی ہمیشہ اٹھاؤن اور لگا رکھون ساتھ اسکے بیان سے شوق سننے

اوصاف شریف کا اور بیان اُسکا افعال صحابہ سے ثابت ہوا اور آیت شریف سے بھی مفہوم ہوتا
ہی کہ ذکر شریف نبوی حکم ذکر آلٰہی کا رکھتا ہی اسواسطے کہ امر شکر مفید ماموریت ذکر شریف نبوی کو ہی
اور امر فاذکرونی بہ ترکیب نحوی کہ مفعول بہ یا ئی متکلم واقع ہو مفید ماموریت ذکر آلٰہی کو ہے
اور عطف مفید اتحاد حکم کو ہی پس جو حکم ذکر آلٰہی کا ہی بعینہ وہی حکم ذکر رسالت پناہی کا ہے اور
فضائل مجالس ذکر آلٰہی کے احادیث سے بہت ثابت ہین چنانچہ مشکوۃ مین ترمذی سے
روایت ہی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا قالوا وما ریاض الجنۃ قال حلق الذکر فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب گذرو تم طرف باغچون جنت کے پس چرو تم عرض کیا صحابہ
نے اور کیا ہین باغچے جنت کے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجلسین ذکر کی ہین اس
جگہ سے معلوم ہوا کہ جمع ہو کر بیٹھنا اور ذکر کرنا موجب دخول جنت کا ہوتا ہی اور شریک ہونا
اُس محفل مین بھی باعث دخول جنت کا ہی اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلقۂ ذکر
کو باغچہ باعتبار مفاد کے فرمایا اور گذرنے والے کو اُس طرف سے امر شریک ہونے کا بلفظ فارتعوا
ارشاد کیا کہ رتع چرنے کو کہتے ہین اور وہ عبارت ہی مزہ اُٹھانے اور فرحت لینے سے باغ
مین اور بھی مشکوۃ مین مسلم سے روایت ہی کہ روایت کیا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے خرج معاویۃ
رضی اللہ عنہ علی حلقۃ فی المسجد فقال ما اجلسکم ھھنا قالوا اجلسنا نذکر اللہ
قال آللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آللہ ما اجلسنا غیرہ قال اما انی لم استحلفکم
تہمۃ لکم وما کان احد بمنزلتی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خرج
علی حلقۃ من اصحابہ فقال ما اجلسکم ھھنا قالوا جلسنا نذکر اللہ ونحمدہ علی
ما ھدانا للاسلام ومن بہ علینا قال آللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آللہ ما
اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تہمۃ لکم ولکنہ اتانی جبرئیل فاخبرنی
ان اللہ عزوجل یباھی بکم الملئکۃ گذرے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اوپر ایک
حلقہ یعنی مجلس کے کہ مسجد مین تھی پس کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کس چیز نے بٹھلایا تمکو اس جگہ کہا
اہل مجلس نے بیٹھے ہم کہ ذکر کرین اللہ کا کہا کیا قسم ہی اللہ کی کہ نہین بٹھلایا تمکو مگر اسی بات نے کہا

اہل مجلس نے قسم ہے اللہ کی نہیں بٹھلایا ہمکو سوا اسکے کسی چیز نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے آگاہ ہو
کہ تحقیق میں نے نہیں قسم لی تمسے بدگمان ہوکر تمسے اور نہیں ہے کوئی میرے مرتبہ پر بہت کم
حدیث کرنے والا میں اور یہ حدیث کم کرنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بجہت احتیاط کے غلطی سے
تہا جیسا کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے عذر کیا اور معلوم ہوا اس تقریر سے بہت ذکر کرنا حدیث آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرے صحابہ سے اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے اوپر ایک
حلقہ کے اصحاب اپنے سے پس فرمایا کس چیز نے بٹھلایا تمکو اس جگہ عرض کیا صحابہ نے بیٹھے ہم کہ ذکر
کریں ہم اللہ کا اور تعریف کریں ہم اسکی اس چیز پر کہ ہدایت کی ہمکو اسلام کی اور احسان رکھا
اس سے ہمپر کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بٹھلایا تمکو مگر اسی
چیز نے یعنی محض اسیواسطے بیٹھے ہو عرض کیا صحابہ نے کہ ہاں قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بٹھلایا ہمکو مگر اسی
نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ ہو نہیں قسم لی میں نے تمسے از راہ تہمت کے
تمپر لیکن شان یہ ہے کہ آئے میرے پاس جبرئیل پس خبر دی مجھکو کہ تحقیق اللہ عزوجل فخر کرتا ہے ساتھ
تمہارے ملائکہ پر اور بھی مشکوۃ میں مسلم اور بخاری سے بروایت ابی ہریرہ کے روایت کیا ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان للہ ملائکۃ سیاحین فضلا یبتغون مجالس
الذکر فاذا وجدوا مجلسا فیہ ذکر قعدوا معہم وحف بعضہم بعضا باجنحتہم
حتی یملئوا ما بینہم وبین السماء الدنیا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی
السماء قال فیسألہم اللہ وھو اعلم بہم من این جئتم فیقولون جئنا من عند
عباد لک فی الارض یسبحونک ویکبرونک ویہللونک ویمجدونک و
یسئلونک قال ماذا یسئلونی قالوا یسئلونک جنتک قال وھل رأوا جنتی
قالوا لا ای رب قال وکیف لو رأوا جنتی قالوا ویستجیرونک قال ومما
یستجیرونی قالوا من نارک قال ھل رأوا ناری قالوا لا قال وکیف لو
رأوا ناری قال ویستغفرونک قال فیقول فقد غفرت لہم فاعطیتہم
ما سألوا واجرتہم مما استجاروا یقولون رب فیہم فلان عبد خطاء انما
مر فجلس فیہم قال فیقول وله غفرت هم القوم لا یشقی بہم جلیسہم

تحقیق اللہ کے کچھ فرشتے ہین کہ پھرا کرتے ہین اور وہ بزرگ فرشتے ہین ڈھونڈتے ہین مجلسین ذکر
کی پس جب پاتے ہین کوئی مجلس کہ ذکر اللہ اور رسول کا ہوتا ہی بیٹھ جاتے ہین ساتھ اُنھین اہل مجلس
کے اور گھیر لیتے ہین بعضے بعضون کو اپنے بازؤن سے یعنی ذاکرون کے گرداگرد فرشتے ہو بیٹھتے
ہین اور اُنپر سایہ کرتے ہین جیسا کہ بخاری مین کلمہ یحفونھم دلالت کرتا ہی پس گھیر لیتے ہین
بازؤن سے اہل مجلس کو یہانتک کہ بھر ہوتے ہین اُس وسعت مین کہ درمیان اُن ذاکرونکے اور
آسمان دنیا کے ہی پھر جب علیحدہ ہوتے ہین اور اُٹھ جاتے ہین اہل ذکر اونچے ہوتے اور چڑھتے
ہین فرشتے طرف آسمان کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پوچھتا ہی اُن سے اللہ
حالانکہ وہ دانا تر ہی اُنکے حال کو کہان سے آتے ہو پس کہتے ہین فرشتے آتے ہین ہم پاس سے
بندون تیرے کے جو زمین مین پاکی اور بڑائی اور وحدانیت اور بزرگی تیری بیان کرتے ہین ظاہر ہی
کہ بیان احوال رسول سے کیسی کچھ بڑائی اللہ کی بیان ہو جاتی ہی اور مانگتے ہین تجھی سے فرماتا ہے
پروردگار کیا مانگتے ہین مجھسے عرض کرتے ہین فرشتے کہ مانگتے ہین تجھسے جنت تیری فرماتا ہی اللہ
کیا دیکھا ہے اُنھون نے میری جنت کو کہتے ہین فرشتے نہین اے پروردگار فرماتا ہی اللہ اور کیسا
ہوتا اگر دیکھا ہوتا جنت کو اُنھون نے کہتے ہین اور امان اور پناہ مانگتے ہین فرماتا ہی پروردگار
کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہین عرض کرتے ہین فرشتے آگ سے تیری یعنی دوزخ سے
فرماتا ہی پروردگار کیا دیکھی اُنھون نے آگ میری یعنے مباہاۃ فرشتون سے ارشاد ہوتا ہی
کہ دیکھو بندے میرے ایسے ہین کہ بغیر دید کے فقط استماع کلام رسولون سے ایسا شوق جنت
کا اور خوف دوزخ کا رکھتے ہین پس دیکھتے تو کیا کچھ مرتبے پر شائق اور خائف ہوتے اور
عرض کرتے ہین فرشتے اور مغفرت مانگتے ہین گناہون سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے پس فرماتا ہی اللہ کہ تحقیق بخشدیا ہمنے اُنکو پھر دیا ہمنے اُنکو جو کچھ مانگتے ہین اور چھوڑ دیا
اُنکو اُس چیز سے کہ بچاؤ ڈھونڈھا اُنھون نے یعنی دوزخ سے کہتے ہین فرشتے اے پروردگار
اُن مین فلانا بندہ گنہگار ہی کہ فقط اُنکی طرف گذرا پس اُنکے پاس بیٹھ گیا ذاکر نہین ہی فرمایا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس فرماتا ہی پروردگار اور اُسکو بھی بخشدیا ہمنے وہ ذاکرین
ایسے گروہ ہین کہ نہین خراب اور برباد ہوتا ہی ببرکت اُنکے پاس بیٹھنے والا اُنکا اس سے معلوم ہوا

کہ مجلس ذکر خدا اور رسول کی باعث مغفرت ذاکر اور سامع کے ہوتی ہی اور عمل غیر عبادت ہرگز
موجب مغفرت نہین ہوسکتا ہی پس عبادت ہونا مجلس ذکر شریف کا ثابت ہوا اور تعیین مہینے
ربیع الاول کی از راہ شکر نعمت ولادت شریف کے اس مہینے مین مستحب ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے روز دوشنبہ کو روزہ رکھا ہی بجہت شکر ولادت اپنی کے اس دن مین
جیسا کہ مشکوۃ کے باب صیام التطوع مین مسلم سے بسند ابی قتادہ کے روایت کی ہی سئل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ پوچھا
لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وجہ روزہ رکھنے دن دوشنبہ کے پس فرمایا کہ اسی
مین پیدا ہوا مین اور اسی مین نزول وحی کا ہوا مجھپر اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص ایام ولادت کی
ساتھ انواع عبادت کے مستحسن ہی اور ذکر شریف میلاد شریف کا بھی انواع عبادات سے ہی کیونکہ
عبادیت نفس ذکر کی ثابت ہو چکی ہی لیکن چونکہ قرون ثلثہ سے خاص کرکے مہینے ربیع الاول مین
کرنا اس مجلس کا مروی نہین سے ہے کرنا محفل شریف کا بالخصوص مہینے معین ربیع الاول مین وقت
ایجاد کے بدعت حسنہ تھا کہ وہ بھی موجب ثواب کا ہی چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین بسند مسلم
کے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی قال کنا فی صدر النہار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فجاء قوم عراۃ مجتابی النمار او العباء متقلدی السیوف عامتہم من مضر بل
کلہم من مضر فتمعر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما رای بہم من الفاقۃ
فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلی ثم خطب فقال یا ایہا الناس
اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الی اخر الایۃ ان اللہ کان علیکم رقیبا
والایۃ التی فی الحشر اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد تصدق رجل من دینارہ
من درہمہ من ثوبہ من صاع برہ من صاع تمرہ حتی قال ولو بشق تمرۃ
قال فجاء رجل من الانصار بصرۃ کادت کفہ تعجز عنہا بل قد عجزت
ثم تتابع الناس حتی رأیت کومین من طعام وثیاب حتی رأیت وجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتہلل کانہ مذہبۃ فقال من سن فی
الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من

و الشان قال الملا علی قاری فی المرقاة قال النووی فیه اکرام اهل الفضل و تلقیهم و القیام لهم اذا اقبلوا و احتج به الجمهور و قال القاضی عیاض لیس هذا من القیام المنهی عنه و انما ذلك فیمن یقومون علیه و هو جالس و یمثلون قیاما طول جلوسه و قیل لم یکن هذا القیام للتعظیم بل کان للاعانة علی نزوله لکونه وجعا و لو کان المراد منه قیام التوقیر یقال قوموا الی سیدکم لکن الاول اظهر لان الصحابة رض ما کانوا یقومون له صلی الله علیه و سلم لکراهته للقیام انتهی و فی القنیة و لا یکره الجالس فی المسجد لمن دخل علیه تعظیما له انتهی و فی المطالب المؤمنین و ما ورد من التوعد علیه انما هو فی حق من یحب القیام بین یدیه کما تفعله الاتراك و الاعجام و کون رسول الله صلی الله علیه و سلم لم یفعل مع اصحابه و لا فعلوه معه لا یدل علی کراهة لانه لم یکن من عادتهم و قد ورد قوموا لسیدکم انتهی در مسجد محله قبل آمدن امام و مؤذن اکثر مردمان دیگر بجماعت نماز گذارند بعد از ان امام و مؤذن با اهل محله جماعت نمودند جماعت اول مکروه است و ثانیه مستحب قال فی الکشف و لو صلی بعض اهل المسجد باقامة و جماعة ثم دخل المؤذن و الامام و بقیة الجماعة فالجماعة المستحبة لهم و الکراهة للاول کذا فی المضمرات و لو صلی فیه غیر اهله بالجماعة فلا بأس لاهله ان یصلوا فیه بالجماعة هکذا فی محیط السرخسی و اگر امام و مؤذن با اهل محله جماعت نمودند بعد از ان دیگران آمده نماز بجماعت ادا نمودند جماعت ثانیه مکروه است قال فی الکشف اهل المسجد اذا صلوا باذان و جماعة یکره تکرار الاذان و الجماعة فیه و فی العالمگیریة ای المسجد اذا صلوا باذان جماعة یکره تکرار الاذان و الجماعة فیه الخ پس حاصل روایت منقول در مختار آنست که اهل محله را اهتمام بلیغ سزاوار است بر اینکه همه باتفاق در مسجد حاضر شده نماز را بجماعت ادا نمایند تا کثرت جماعت شود و باعث مزید ثواب گردد و ترك این اهتمام قصدا بلا ضرورت مکروه است چنین جهت در مسجدیکه سر راه است تعدد جماعت بلا کراهت جائز است زیرا اینکه اگر یک مرتبه جماعت در مسجد شده باشد و بعضے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ چمکنے لگا گویا کہ چہرۂ مبارک مین روغن ملا تھا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے نکالا درحالیکہ نکالنے والا بیچ اسلام کے ہی یعنی مسلمان ہی طریقہ اچھا تو اُسکو ثواب اُس شخص کا ہی کہ عمل کیا اُس طریقہ پر بعد اُسکے بسبب اثبات کے کم ہو وے عمل کرنے والون کے ثواب سے کچھ یعنی عمل کرنے والون کے عمل کا ثواب کم نہوگا اور عمل نکالنے والے کو بھی ثواب ہوتا رہیگا اُس اچھائی کا اور جس شخص نے کہ نکالا درحالیکہ وہ بیچ اسلام کے ہی طریقہ برا یعنی باوجود مسلمان ہونے کے اس بلا مین پھنستا ہی کہ ہوگا اُسپر بوجھ اُس طریقہ کا اور بوجھ اُس شخص کا جس نے عمل کیا اُس طریقہ پر بعد اُسکے سبب اس بات کے کہ گھٹے وبال اُن کرنیوالون سے کوئی چیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھی چیز نئی نکالی ہوئی موجب اجر ہی اور محدثین کے نزدیک جو چیز کہ زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہ تھی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایجاد پائی وہ بدعت ہی اور جو چیز کہ افعال خلفاے راشدین سے ہی اگرچہ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ ہوئی ہو حکم مین سنت کے ہی بلکہ عین سنت ہی بموجب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین بسند امام احمد وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ کے عرباض بن ساریہ سے روایت ہی

قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون ووجلت منہا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ھذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعۃ وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ

کہا عرباض بن ساریہ نے نماز پڑھائی ساتھ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز پھر رخ کیا ہماری طرف ساتھ منھ اپنے کے پس وعظ کیا ہمکو وعظ بہت کہ آنسو بہائے اس نصیحت سے آنکھون نے اور ڈرے اُس نصیحت سے دل پس کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ گویا کہ یہ نصیحت رخصت کرنیوالے کی ہی پس وصیت کیجئے ہمکو پھر فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وصیت کرتا ہون تمکو ساتھ ڈرنے خدا کے اور سننے اور ماننے حکم حاکم دین کے اگرچہ ہووے غلام
حبشی یہ مبالغہ ہو در باب اطاعت حاکم اسلام کے یعنی اپنے غرور نسب مین مت پڑو اطاعت حاکم
اسلام بجالاؤ کیسا ہی حاکم حقیر ہو اسواسطے کہ شان یہ ہو کہ جو شخص کہ جیئیگا تم مین سے بعد میرے
پس قریب ہو کہ دیکھیگا اختلاف بہت پس لازم لو تم سنت میری اور سنت خلفا کی جو راہ راست
پر ہین ہدایت پائے ہوئے مضبوط پکڑو اس سنت کو اور تھامو اسی سنت کو دانتون سے یعنی خوب
مستعد رہو ادا کرنے سنت رسول اور سنت خلفا پر اور بچاؤ آپکو نئے نکالے ہوے کامون سے اسواسطے
کہ تحقیق نئی نکالی ہوئی بات بدعت ہو اور جو بدعت بری ہو گمراہی ہو اس حدیث شریف مین اول
حکم فرمایا تابعداری بادشاہ اسلام کا اور علت اُسکی حدوث اختلاف کثیر کو قرار دیا اور اُسپر تعقیب
فرمایا اتباع اپنی سنت اور سنت خلفا کا اس سے معلوم ہوا کہ جب اختلاف فیما بین کسی چیز
مین ہو تو فرار اُس سے ساتھ حق رسی کے اتباعِ حاکم اسلام مین ہو اور جب فعل یا قول حاکم خلاف
سنت ہو تو اُسپر عمل ممنوع اور پیروی سنت واجب ہو اور جب قول یا فعل حاکم مین مخالفت اور
خلاف سنت نہ پایا جاوے تو اتباع حاکم اسلام واجب ہو جیسا کہ مفہوم ہوتا ہو قول خالق اکبر سے اطیعوا
اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی
اور صاحبون حکم کی جو تم مین سے ہین جملہ اولی الامر مقید بقید منکم کا عطف رسول پر دلالت کرتا ہے
اوپر وجوب اطاعت حاکم اسلام کے اور علماے باعمل جو ہواے نفس اور اشتیاق نام آوری اور طلب
تمول سے بری ہون اُنکی بھی اطاعت کے وجوب پر اور پیر صحیح السلسلہ کی اطاعت کے وجوب پر
مریدین کے حق مین دلالت کرتا اسواسطے کہ جابجا آیات قرآنیہ سے صاحب امر ہونا ان حضرات کا
بخوبی ثابت ہو پھر تفریع کرنا فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ ورسولہ پھر اگر نزاع مین پڑو
بیچ کسی چیز کے پس پھیرو اُسکو طرف اللہ اور رسول کے دلیل صحیح ہو اس بات پر کہ جس قول و فعل
حاکم مین خلاف اللہ اور رسول کا نپایا جاوے بلکہ موافقت اصول اربعہ سے رکھے بلاشک اُسپر
کرنا استناد کا اور تعمیل اُسکی لازم ہو پس بیچ انکار مجلس مولود شریف کے سند کرنا طرف بادشاہ دنیا ہونے
شاہ اربل بمر وج مولود شریف کے صریح مخالفت ہو ساتھ خدا اور رسول کے اسواسطے نظیر اُس
تعین کا بیان رسول سے ثابت ہو پھر بعد اُسکے فرمانا الفاظ تعقیب فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء

الراشدین دلیل اس بات پر ہی کہ سنت خلفا کی ہمارے حق مین عین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ہی اسواسطے کہ عطف ہوا و مفید اتحاد حکم کو ہوتا اور لانا بعد اُسکے وایاکم و محدثات
الامور کا اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ نئی نکلی ہوئی بات عبارت ہی اُس چیز سے کہ زمان رسول
اور خلفا سے باہر ہو پس معلوم ہوا کہ سنت خلفا کی محدثات سے الگ ہی پس وہ بھی سنت ہوئی
کیونکہ نائب حکم منیب مین ہوتا ہی اور بلاشبہہ خلفا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اور
مراد خلفائے راشدین سے خلفائے اربعہ ہین اسواسطے کہ حصر فرمایا رسول صلعم نے خلافت کو تیس برس
مین چنانچہ ترمذی مین سفینہ سے روایت ہی کہ کہا سفینہ نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم الخلافة بعدی ثلثون سنة ثم ملك بعد ذلك فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خلافت بعد میرے تیس برس ہی پھر بادشاہت بعد اُسکے یعنی تیس برس کے بعد جو حاکم اور
بادشاہ ہو حکم اُسکا تولا جاوے شرع سے جو خلاف شرع نہو اتباع اُسکی واجب ہی اور قول اور فعل خلفا
کو جانچنے کی کچھ حاجت نہین مطلقا اتباع اُسکی واجب ہی پھر محدثین نے بنظر لفظ کل محدثة کی
تعریف بدعت کی یون کی کہ جو زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہ پائی جاوے اور کل بدعة
ضلالة مین تنکیر کل بدعة کو تخصیص قرار دیکر بنظر من سن سنة کے بدعت کو تین قسم کیا حسنہ
اور مباحہ اور سیئہ اور حکم ضلالت کا اوپر سیئہ کے جاری کیا بدلیل روایت مشکوۃ کے بسند کتب ستہ
کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا اُنھون نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جو شخص کہ نئی بات نکالے بیچ اس امر ہمارے کے اُس چیز کو کہ نہین ہی امر سے پس وہ امر مردود
بسبب مقید کرنے احدث کے تقیید ما لیس منه کہ دلالت کرتا ہی اوپر اجنبیت اور مخالفت کے اور حکم
رد کا اُسپر مفید اس بات کو ہی کہ جو جدید امر موافق اور مناسب ہو قواعد دین سے اُسپر حکم رد نہین ہی
اور ضلالت بلاشبہہ مردود ہی پس مراد اس جگہہ بدعت سے وہی بدعت ہی کہ ضد قواعد اصول ہو اور
جو بدعت موافق قواعد اصول کے ہو وہ موجب ثواب اور اجر کے ہی بدلیل حدیث من سن سنة الخ
جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے بیچ ترجمہ حدیث جابر کے لکھا ہی بدانکہ ہرچہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدعت است و ازان انچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست قیاس کردہ شدہ است

بران آنرا بدعت حسنہ گویند و آنچہ مخالف آن باشد بدعت ضلالت خوانند و کلیہ کل بدعۃ
ضلالۃ محمول برین ست و بعضے بدعتہا است کہ واجب ست چنانکہ تعلیم و تعلم صرف و نحو کہ
بدان معرفت آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیزہای
کہ حفظ دین و ملت بران موقوف بود و بعضے مستحسن و مستحب مثل بنای رباطہا و مدرسہا و
بعضے مکروہ مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعضے و بعضے مباح مثل فراخی در
طعامہای لذیذ و لباسہای فاخر بشرطیکہ حلال باشند و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نشوند
و مباحات دیگر کہ در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نبودند چنانکہ سیری و غربال مانند
آن و بعضے حرام چنانکہ مذاہب اہل بدع و اہوا بر خلاف سنت و جماعت و آنچہ خلفاے راشدین
کردہ باشند اگرچہ بآن معنی کہ در زمان حضرت نبودہ بدعت ست ولیکن از قسم بدعت حسنہ
خواہد بود بلکہ در حقیقت سنت ست زیراکہ فرمودہ است برشما باد کہ لازم گیرید سنت مرا و سنت
خلفای راشدین را رضی اللہ عنہم اجمعین اس تمام تقریر شیخ سے معلوم ہوا کہ بدعت عبارت ہے
اُس چیز سے کہ زمان رسول اللہ اور خلفا مین نہ پائی جاوے اُسکی تین قسم ہین ایک بدعت
حسنہ وہ عبارت ہی اُس چیز سے کہ بعد زمانہ رسول اللہ اور خلفا کے نکلی ہو اور نظیر اُسکا اصول
اربعہ سے پایا جاوے کہ اُسپر اُسکا قیاس کیا جاوے دوسرے بدعت مباحہ کہ نہ نظیر اُسکا اصول
اربعہ سے ہاتھ لگے اور نہ کوئی قبح شرعی اُسمین ہو تیسرے بدعت سیئہ کہ نظیر اُسکا اصول اربعہ
مین نہو اور قبح شرعی اُسمین پایا جاوے پھر جاننا چاہیے کہ بدعت سیئہ کی تین قسمین ہین اس
واسطے کہ قبح شرعی خالی تین صورت سے نہین یا مخالف اور معاند ارکان اصلیہ کے ہو کہ مثل مسئلہ
توحید اور اعتقاد رسالت کا ہوئے یا عظمت رسول مین فتور پیدا کرے یا احوال آخرت یا غیر
نقلیات شرع کی احداث کرے تو وہ کفر ہی اگر بجہت تاویل کے اختیار کیا جاوے تو کرنیوالا
اُسکا کافر نہ کہلاویگا بلکہ مبتدع کہلاویگا اور اگر عناداً اختیار کرے تو کافر ہو جاوے گا یا تعلق
رکھے ساتھ اعتقادات فرعی کے یا مستلزم استحلال حرام کا ہو یا ارتکاب اُسکا باعتقاد حلال
یا عدم کراہت ہو تو مرتکب اُسکا مبتدع اور دونون قسم پہلی کا مرتکب مطلقاً مبتدع ہی مورد
وعیدات حدیث کا ملعونیت اور عدم مقبولیت عبادات وغیرہ سے اور اگر قسم ثالث بدعت شیئہ کا

بجز و ہواے نفس کے باوجود اعتقاد کراہت کے وقوع مین آیا ہو خالی از عتاب نہین حکم
ضلالت کا اسی بدعت سیئہ پر ہی جیسا کہ مفہوم ہوتا ہی اس حدیث سے کہ مشکوۃ مین بسند ترمذی
اور ابن ماجہ کے بلال بن حارث مزنی سے روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
الہ وسلم من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل
اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ
لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من
اوزارہم شیئا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جس نے زندہ کیا یعنی جاری کیا کسی
طریقہ کو طریقے میرے سے کہ مٹایا گیا ہو بعد میرے پس تحقیق ثابت ہی واسطے اسکے اجر مثل اجرون
اُن لوگون کے کہ عمل کیا اُس سنت پر بدون اس بات کے کہ کم کیا جاوے اجرون اُنکے سے
کوئی چیز یعنے عمل کرنے والا اپنا اجر پاوے گا اور جاری کرنے والے کو بھی ویسا ہی اجر ہوتا رہے گا
اور جس نے کہ نکالی بدعت برائی کی کہ نہین راضی ہی اُس سے اللہ اور رسول اللہ کا ہوگا وبال سے
مثل وبالون اُن لوگون کے کہ عمل کیا اُسپر نہ کم کرے گا وہ اُس شخص کے کل تابعون کا وبال یا تا
وبالون اُنکے سے کسی چیز کو اس حدیث کے ملانے سے ساتھ حدیث من سن سنۃ کے صریح ثابت
ہوتا ہی کہ موجب وبال وہی نئی بات ہی کہ قبح شرعی رکھے اسی واسطے مقید کرنا بدعت کا ساتھ اضافت
ضلالت کے دلالت کرتا ہی کہ نئی بات غیر ضلالت بھی ہوتی ہی اور اچھی نئی بات پر وعدہ اجر کا فرمایا
پس معلوم ہوا کہ کل بدعۃ ضلالۃ مین یہی بدعت غیر مرضیہ مراد ہی پھر جاننا چاہیے کہ اسی طرح
بدعت حسنہ بھی کئی قسم پر ہی اول وہ کہ بسبب اختلاف زمان کے موقوف علیہ ادائے فروض یا واجبات
کا ہوگیا ہو جیسے اس زمانے مین رکھنا توپ وغیرہ کا مجاہدین کے واسطے پس وہ موقوف علیہ حسب
احتیاج کے کبھی واجب اور کبھی مستحب ہوجاتا ہی دوسرے وہ کہ موقوف علیہ تو فروض کا نہین ہی
لیکن باعث تحصیل تادیہ فروض اور اصلاح کا ہوتا ہی جیسے مزاولت علوم درسیہ صرف و نحو و معانی
واصول و تواریخ وغیرہ کہ آلہ تحصیل علم تفسیر اور حدیث کے ہین اور اُس سے ادائے فروض و واجبات
وغیرہ کا درست ہوتا ہی تیسرے وہ کہ باعث ترویج و تشویق امور خیرات کا ہو یا دلیل و تحریک عقائد
عامل ہو جیسے بیان مواعظ وغیرہ کا یہ سب قسم موجب اجر و ثواب عامل کے ہین اور تعیین مجلس بیان شہر

رواج محبت دلی عوام کی اور خیرات اور حسنات کی ہی پس اقسام بدعت حسنہ سے ہی اسواسطے کہ
ایجاد کیا اُسکو عالم محدث ورع متبحر شیخ عمر بن محمد نے بیچ شہر موصل کے اور اُسکی اتباع کی سلطان
مظفر شاہ اربل نے اور کیا اس مجلس کو اور دوسرے علما نے اور بہت علما نے تحسین اُسکی کی
اور بعض علما نے جو منع کیا سبب اُسکا یہ ہی کہ اس مجلس مین بہت منہیات اور محرمات کو عوام الناس
نے خلط کر دیا تھا جیسا کہ شیخ المحدثین علامۂ ابو شامہ نے بیچ کتاب سبل الہدی والرشاد کے مفصلاً تقاریر
علما کے درباب اثبات مجلس مولود شریف اور ابتدا اُس کی کے لکھا ہی چونکہ وہ کتاب عربی ہی
نقل بتمامہ عبارت کی ساتھ ترجمہ اُردو کے موجب اختلاج اذہان عامہ کے ہوتی اسلیے عبارت
مواضع متفرقہ کی بقدر حاجت مع ترجمہ لکھی جاتی ہی قال الحافظ ابو الخیر السخاوی فی فتاواہ
عمل المولد الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلثة الفاضلة
انما حدث بعد ثم لا زال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون
فی شهر مولده صلی الله علیه وآله وسلم یعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الامور
البهجة الرفیعة فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون
فی المبرات ویعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم انتهی
کہا حافظ سخاوی نے فتووں اپنے مین کہ عمل مولد شریف کا منقول نہین کسی ایک اگلے اچھون سے
قرون ثلثہ سے کہ بزرگ قرنون کے ہین یون ہی ہی کہ ایجاد ہوا بالعد تبع تابعین کے پھر ہمیشہ اہل اسلام
بیچ سب طرفون اور شہرون بڑونکے محفل کرتے رہے مہینے پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم مین ساتھ کرنے دعوتوں ولیمہ نادر کے شامل اوپر کامون مبارک بلند مرتبہ کے بیچ راتون
اس مہینے کے ساتھ انواع صدقات کے اور ظاہر کرتے خوشی ولادت شریف کے اور زیادتی
کرتی ہین خیرات مین اور مشغول ہوتے ہین ساتھ پڑھنے مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی اور ظاہر ہوتا ہی اُن پر برکتوں آنحضرت سے ہر طرح کا فضل عام و قال الامام الحافظ
ابو الخیر بن الجوزی شیخ القراء من خواصه انه امان فی ذلک العام وبشری عاجلة
بنیل البغیة والمرام اور کہا امام حافظ ابو الخیر بن جوزی شیخ القراء نے کہ خواص اُسکے سے یہ ہی
کہ تحقیق وہ مجلس امان ہی اُس سال مین اور بشارت جلدی کی ہی ساتھ حاصل ہونے خواہش و مطلب کے

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه في كل مكان اما خالفهم في ذلك من يحتج بقوله انتهى اي كونه
تعالى رابعهم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذهبي في كتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السجزي في كتاب الابانة لائمتنا كسفيان الثوري ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد
وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون
على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا في الانتباه وقال
الامام الغزالي في كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة في قوله
بمعنى العلم والادراك كما في تعريفات الجرجاني الاحاطة ادراك الشيء بكماله ظاهرا وباطنا
انتهى وقال الامام فخر الدين الرازي في التفسير الكبير في قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم
قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد
الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم
لابد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازاني في رسالته فاضح الملحدين في رد
قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى
ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس
الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثاني في المكتوب الحادي والثلثين من الجلد الاول — علوم سابق
که مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند رو بزوال آوردند احاطه وسریان از قرب ومعیت ذاتیه که دران مقام
منکشف شده بود منتفی گشتند وبیقین معلوم گشت که صانع را جل شانه با عالم ازین نسبتهای مذکوره
هیچ ثابت نیست احاطه وقرب او تعالی علمی است چنانچه مقرر اهل حق است شکر الله سعیهم الی ان قال عجب
است که شیخ محی الدین بن عربی وتابعان او ذات واجب تعالی را مجهول مطلق گویند ومحکوم هیچ حکمے
ندانند مع ذلک احاطه ذاتی وقرب ومعیت ذاتیه اثبات نمایند وما هو الا حکم علی الذات
تعالی وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمی والاحاطة العلمیة انتهی
ان اقوال مذکوره سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف وخلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب
اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقہ ملحدہ وجودیہ کا انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

نے واسطے اُسکے ایک کتاب بیان مین مولد شریف کے نام رکھا اُس کتاب کا تنویر فی مولد البشیر
النذیر اُسکے صلہ مین دیے اُسکو بادشاہ نے ہزار دینار اور کہا سبط بن جوزی نے بیچ مرآۃ
زمان کے کہ حکایت کیا بعض حضار مجلس مذکور نے کہ تحقیق تیار کیے بادشاہ نے پانچ ہزار راس
بکری کے کباب اور دس ہزار مرغ بھنوائے اور سو گھوڑے اور لاکھ تشتری زبدیہ کی اور تیس ہزار
تشتری شیرینی کی اور حاضر ہوے اُسکے پاس بیچ مجلس مولد شریف کے بڑے بڑے علما اور
مشایخ اُنہین خلعت دیا اُنکو اور احسانات کرتا اور صرف کیا کرتا تھا بیچ مولد شریف کے ہر سال مین
تین لاکھ دینار اور بنا رکھا تھا ایک گھر ضیافت کا واسطے ہر طرف سے آنے والون کے اس طرح یہ اور ان مین
صرف کیا کرتا اُس گھر پر ہر سال لاکھ دینار اور چھڑایا کرتا فرنگ سے ہر سال تیس ہزار دینار اور
خرچ کیا کرتا حرمین پر اور پانی کی سبیلون پر راہون مین حجاز کے ہر سال تیس ہزار دینار یہ سب
سواے صدقہ پوشیدہ کے تھا حکایت کی زوجہ اُسکی ربیعہ خاتون بنت ایوب ہمشیرہ شاہ ناصر
صلاح الدین نے کہ کرتہ اُسکا گاڑھے کپڑے کا تھا پانچ درم قیمت کو بھی کہ کم ایک روپیہ سے ہوتا ہے
نہ پہونچتا کہا خاتون نے کہ ملامت کیا مین نے اُسکو اس کپڑے پر پس کہا پہنتا ہون کپڑا پانچ
درم کا اور تصدق دیتا ہون باقی کو یہ بہتر ہے اُس سے کہ پہنون مین قیمتی کپڑا اور چھوڑ دون مین فقیر
اور مسکین کو اور تحسین کی اس باب مولد مین اُس بادشاہ کے پیشوایان دین اور ائمہ حدیث
نے اُنہین سے ایک حافظ ابو شامہ اُستاد امام نووی کے ہین اپنی کتاب مین کہ موسوم ہے
بباعث علی انکار البدع والحوادث اور کہا ایسی نئی بات بہتر ہے کہ تحریص کی جاتی ہے اُسکی اور
جزاے خیر دیا جائیگا کرنے والا اُسکا اور ثنا کیا جائیگا اُس بات پر کہا ابن جوزی نے اتنا جب
تھا اگر نہ ہوتا اس مین خوار کرنے شیطان سے اور خوش کرنے اہل ایمان سے (وقال العلامة
بن طغربل فی الدر المنظم وقد عمل المحبون للنبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرحا
بمولدہ الولائم فمن ذلک ما عمل بالقاهرة المعزیة من الولائم الکبار الشیخ
ابو الحسن المعروف بابن قفل قدس اللہ سرہ شیخ شیخنا ابی عبد اللہ محمد بن نعمان
وعمل ذلک قبله جمال الدین العجمی الهمدانی وممن عمل ذلک علی قدر وسعه یوسف الحجار
بمصر وقد رای النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وهو یحرض یوسف المذکور علی عمل ذلک

قال سمعت ذلک من یوسف بن علی بن رزیق الشامی الاصل المصری المولد النجار عمر فی
منزلہ بہا حیث یعمل مولد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یقول رأیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام منذ عشرین سنۃ وکان لی اخ فی
اللہ تعالی یقال لہ الشیخ ابو بکر الحجار فرأیت کاننی وابابکر ھذا بین یدی النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جالسین فامسک ابو بکر لحیتہ ونفسہ وفرقہا نصفین
وذکر للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلاما لم افہمہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مجیبا لہ لولا ھذا لکانت ھذہ فی النار وقال لاضربنک وکان بیدہ قضیب
فقلت لای شیء یا رسول اللہ فقال حتی لا تبطل المولد ولا السنن قال یوسف
فعملتہ منذ عشرین سنۃ الی الآن قال وسمعت یوسف المذکور یقول سمعت اخی
ابی بکر الحجار یقول سمعت الشیخ ابا یوسف موسی الذاھونی یقول رأیت النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی النوم فذکرت لہ ما یقولہ الفقہاء فی عمل الولائم فی
المولد فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من فرح بنا فرحنا بہ سمعت منصور نشار
یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام یقول لی قل لہ لا یبطلہ یعنی
المولد ما علیک ممن اکل وممن لم یاکل قال وسمعت شیخنا ابی عبد اللہ بن ابی محمد النعمان
یقول سمعت الشیخ ابو موسی الذاھونی یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی النوم فذکرت لہ ما یقولہ الفقہاء فی عمل الولائم فی المولد فقال النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم من فرح بنا فرحنا بہ وقال الشیخ العلامۃ ناصر الدین المبارک الشہیر
بابن الطباخ فی فتوی بخطہ اذا انفق المنفق تلک اللیلۃ وجمع جمعا اطعمہم واسمعہم
ما یجوز سماعہ ودفع للسمع المشوق للآخرۃ ملبوسا کل ذلک سرورا بمولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فجمیع ذلک جائز ویثاب فاعلہ اذا احسن القصد ولا یختص ذلک بالفقراء دون الاغنیاء الا
ان یقصد مواساۃ الاحوج فالفقراء اکثر ثوابا نعم ان کان الاجتماع کما بلغنا عن فقراء ھذا
الزمان من اکل الحشیش واجتماع المردان وانشاد القوال ان کان ملیحۃ وانشاد المشوقات للشہوات
الدنیویۃ وغیر ذلک من المحرمات والعیاذ باللہ فہذا المجمع آثام اور کہا علامہ بن ظفر بن نے

دنظم مین کہ تحقیق کرتے ہین محبین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازراہ خوشی ولادت کے دعوتین اُنھی سے ہی جوکہ کیا شہر قاہرہ مین دعوتون بزرگ سے شیخ ابوالحسن بن قفل قدس اللہ سرہ نے کہ اُستاد ابوعبداللہ محمد بن نعمان ہمارے اُستاد کے تھے علم حدیث مین اور قبل اُنکے کیا جمال الدین عجمی ہمدانی نے اور کیا اُسکو جب وسعت اپنی کے یوسف حجار نے مصر مین اور خواب مین دیکھا یوسف حجار نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تحریص کرتے ہین یوسف مذکور کو اُسکے کرنے پر کہا ابن طغربل نے کہ سنا مین نے یوسف بن علی بن رزیق شامی الاصل مصری الولادت حجار سے جس نے مقرر کیا اپنے گھر مین محفل مولد شریف کو جب کیا کرتا مولد شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہتا ہے وہی کہ دیکھا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین بیس برس کا زمانہ ہوا اور ایک بھائی میرا تھا اللہ کی راہ مین کہ کہلاتا تھا ابوبکر حجار پس دیکھا مین نے کہ مین اور وہ دونون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہین پس جھاڑا ابوبکر نے اپنی داڑھی کو اور بیچ سے چیر ڈالا اور عرض کیا خدمت شریف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک ایسا کلام کہ مین نہین بوجھا پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے جواب مین اگر نہ ہوتا یہ تو ہوتا یہ دوزخ مین اور فرمایا کہ مارونگا مین تجھکو درحالیکہ دست مبارک مین چھڑی تھی پس عرض کیا مین نے کسواسطے یارسول اللہ فرمایا تاکہ موقوف نکرے تو مولد کو اور نہ سنتون کو کہا یوسف نے پس کرتا رہا مین اُسکو بیس برس سے اب تک کہا ابن طغربل نے اور سنا مین نے یوسف مذکور سے کہ کہتے تھے سنا مین نے اپنے بھائی ابی بکر حجار سے کہ کہتے تھے سنا مین نے شیخ ابو یوسف موسی زرہونی سے کہ کہتے تھے دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین پس ذکر کیا مین نے خدمت شریف مین جوکہ فقہا کہتے ہین حق مین دعوتون مولد شریف کے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من فرح بنا فرحنا بہ جس نے خوشی کی ہمارے پیدا ہونیکی خوش ہوے ہم اُس سے سنا مین نے منصور نشار سے کہ کہتے تھے دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین کہ فرماتے ہین مجھکو کہدے اُسکو یعنے یوسف کو کہ نہ موقوف کرے مولود کو کچھ غرض نہین تجھکو کہ کھاوے کوئی یا نہ کھاوے کہا ابن طغربل نے اور سنا مین نے شیخ اپنے ابی عبداللہ ابن ابی محمد نعمان سے کہ کہتے تھے سنا مین نے ابی موسی زرہونی

سے کہ کہتے تھے کہ دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین پس ذکر کیا مین نے جیسا کہ روایت ہی ابی بکر حجار سے اور کہا علامہ شیخ ناصر الدین مبارک بن طباخ نے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوے فتوے مین جب خرچ کرے خرچ کرنے والا اس شب ولادت مین اور جمع کرے جماعت کو کھانا کھلاوے اُنکے تئین اور سناوے اُنکو ایسی چیز کہ سننا اُسکا درست ہی احوال اور مدائح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور واقع ہو واسطے سننے والے کے شوق آخرت کا اسکے لگاؤ مین بجہت سرور بیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس یہ سب جائز ہی ثواب پاوے گا کرنے والا اسکا جب کہ قصد اچھا ہو گا اور خاص نکرے اسکے ساتھ فقیرون کو سوا غنیون کے یعنی فقیر اور غنی سب کی دعوت کرے مگر یہ کہ قصد کرے رعایت اور سلوک ساتھ فقیرون کے اسلیے کہ فقرا کے دینے مین ثواب زیادہ ہی ہان اگر ہو اجتماع جیسا کہ سنا جاتا ہی اس زمانے کے فقرا کا حال بھنگ خواری اور جمع کرنا امردون کا اور بٹھلانا قوالون کا اگر ہے راگ اور گانا شہوات دنیا کی جوش دلانے والی چیزونکا اور جو سوا اسکے برائیان ہون اللہ کی پناہ اُس سے پس ایسا اجتماع البتہ گناہ ہی قال الشیخ الامام جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک المعروف و المتخلص بالکستلانی رحمۃ اللہ علیہ مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم معجل مکرم قدس یوم ولادتہ وشرف وعظم وکان وجودہ مبدء سببا لنجاۃ من الغم وتقلیل حط جھنم ممن اعدلھا تفرحہ بولادۃ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وتمت برکاتہ علی من اھتدی بہ فشابہ ھذا الیوم یوم الجمعۃ من حیث ان یوم الجمعۃ لاتسعر فیہ جھنم ھکذا ورد عنہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فمن المناسب اظہار السرور وانفاق المیسور واجابۃ من دعاہ رب الولیمۃ للحضور کہا جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک معروف و متخلص بکستلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک اور بزرگ ہی مقدس ہی روز ولادت آنحضرت کا اور بزرگ عظیم الشان ہی وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشا سبب نجات بنی آدم کا اور کمی عذاب جہنم کا اُس شخص سے کہ مقرر کیا اور مستعد ہوا بجہت خوشی ولادت شریف کے اور پوری پہونچتی ہین برکتین اُسکو جس نے کہ راہ پائی اور اختیار کیا اُسکو پس متشابہ ہوا یہ روز دن جمعہ کو اس جہت سے کہ روز

جمعہ کو جوش نہین مارتی ہی جہنم ایسا ہی مروی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس مناسب ہی ظاہر کرنا سرور کا اور خرچ کرنا حسب مقدور اور جسکی دعوت ہو مجلس مولد شریف مین بدل قبول کرنا اور حاضر ہونا مناسب بلکہ لازم ہی وقال الامام العلامۃ ظهیر الدین جعفر الترسینی رحمہ اللہ تعالی هذا الفعل لم یقع فی الصدر الاول من السلف الصالح مع تعظیمهم وحبهم له اعظاما ومحبۃ لاتبلغ جمعنا الواحد منهم ولا ذرۃ منه وهی بدعۃ حسنۃ ان قصد فاعلها جمع الصالحین والصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم واطعام الطعام للفقراء والمساکین وهذا القدر یثاب علیه بهذا الشرط فی کل وقت واما جمع الرعاع وعمل السماع والرقص وخلع الثیاب علی القوال بامردیته وحسن صورته فلا یندب بل یقارب ان یذم ولا خیر فیما لم یعمله السلف الصالح فقد قال علیه الصلوۃ والسلام لا یصلح آخر هذه الامۃ الا ما اصلح اولها اور کہا امام علامہ ظہیر الدین جعفر ترسینی رحمہ اللہ نے یہ کام نہین ہوا صدر اول مین سلف صالح سے باوجود تعظیم اور محبت اُنکی کو نہین پہونچتی جماعت ہماری اُنکے ایک ذرہ کو وہ بدعت حسنہ ہی اگر قصد کرے کرنے والا اُسکا جمع کرنا صالحین کا اور درود پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور کھانا کھلانا فقرا و مساکین کا اس قدر مین ثواب ہی اس شرط پر ہر وقت مین لیکن جمع کرنا لچون کا اور مجلس کرنا راگ اور ناچ کی اور خلعت دینا قوالون کا امردینے اور خوبصورتی کے واسطے پس اچھا نہین بلکہ قریب مذمت کے ہی اور اچھی نہین وہ چیز کہ نکیا ہو اُسکو اگلے نیک لوگون نے اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے اچھا نہین کر سکتی پچھلے اس امت کی سوا اُس چیز کے کہ اچھا کیا ہو اُسکو اگلون نے وقال الشیخ ناصر الدین الطیالسی هذا اوتخذ السماع الخالی عن اجتماع المردان وانشاد ما نیرّ نار الشهوۃ من العشقیات والمشوقات للشهوات الدنیویۃ کالقد والخد والعین والحاجب وانشاد ما یشوق الی الآخرۃ ویزهد فی الدنیا فهذا الاجتماع حسن یثاب قاصد ذلك وفاعله علیه الا ان سوال الناس ما فی ایدیهم بذلك فقط بدون ضرورۃ وحاجۃ سوال مکروہ واجتماع الصلحاء فقط لیاکلوا ذلك الطعام ویذکرون اللہ تعالی ویصلون علی رسوله صلی اللہ علیه وآله وسلم یضاعف بالقربات والمثوبات اور کہا شیخ ناصر الدین طیالسی نے

نے ایسا ہی ہے اور مقرر کرنا ایسے سماع کا کہ خالی ہووے جمع ہونے امردون سے اور خالی ہووے
پڑھنے ایسی چیز سے کہ جوش ہووے آتش شہوت کو عشقیات شہوتون دنیاوی سے اور پڑھنا
اُس چیز کا کہ شوق دلاوے آخرت کا اور نفرت پیدا کرے دنیا سے پس یہ اجتماع بہتر ہے ثواب پاتا ہے
قصد کرنے والا اسکا اور کرنے والا اسکا مگر یہ مانگنا لوگون سے اُنکے ملک اسواسطے کہ بے ضرورت
اور حاجت کے سوال مکروہ ہے اور جمع ہونا اچھے لوگون کا واسطے کھانا کھانے کے اور ذکر خدا
و رسول کے اور درود بھیجنے کے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑھاتا ہے نیکیون اور
اجرون کو وقال الامام الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعیل المعروف بابی شامة فی
کتابه الباعث على انكار البدع والحوادث قال الربيع قال الشافعى رحمة الله تعالى عليه المحدثات
من الامور ضربان احدهما ما احدث مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة
الضلالة والثانى ما احدث من الخير لا خلاف فيه لواحد من هذا فهى محدثة لم يكن و
اذا كانت فليس لها رد لما مضى قلت وانما كان كذلك لان النبى صلى الله عليه وآله وسلم
حث على قيام شهر رمضان وفعله هو صلى الله عليه وآله وسلم واقتدى به فيه بعض
الصحابة ليلة اخرى ثم ترك النبى صلى الله عليه وآله وسلم فعلها بالمسجد جماعة
لما فيه من احياء هذا الشعار الذى امر به الشارع وفعله والحث عليه والترغيب فيه
والله تعالى اعلم فالبدعة الحسنة متفق على جواز فعلها والاستحباب لها ورجاء
الثواب لمن حسنت نيته منها وهى كل مبتدع موافق بقواعد الشرعية غير مخالف لشئ
منها ولا يلزم من فعله محذور شرعى وذلك نحو بناء المنابر والربط والمدارس و
خانات السبيل وغير ذلك من انواع البر التى لم يعهد فى الصدر الاول فانه موافق
لما جاءت به السنة من اصطناع المعروف والمعاونة على البر والصدقة والتقوى
ومن احسن ما ابتدع فى زماننا هذا من هذا الفعل ما كان يفعل بمدينة اربل جبرها
الله تعالى كل عام فى اليوم مولد النبى صلى الله عليه وآله وسلم من الصدقات
والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان الى الفقراء
مشعر بمحبة النبى صلى الله عليه وآله وسلم وتعظيمه وجلالته فى قلب فاعله وشكر الله تعالى على

ما من به من ایجاد رسوله صلی الله علیه وآله وسلم الذی ارسل رحمة للعالمین
صلی الله علیه وآله وسلم وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وکان اول من فعل ذلك بالموصل
الشیخ عمر بن محمد الملا احد الصالحین المشهورین وبه اقتدی فی ذلك صاحب اربل
وغیرهم رحمهم الله تعالی اور کہا امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل عرف ابی شامہ رح نے
کتاب باعث علی انکار البدع والحوادث مین کہا ربیع نے کہا شافعی رحمہ اللہ نے المحدثات من
الامور ضربان الی آخرہ نئے نکالے امور دو قسم ہین ایک وہ چیز ہی کہ نکالے ایسی چیز سے کہ
مخالفت کرے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اثر صحابہ یا اجماع سے پس یہی بدعت ضلالت ہی
اور دوسری ہی کہ نئی نکلی ہو نیکی سے کہ نہ مخالف ہو کسی ایک کو انہین سے پس محدث ہی کہ نہ تھی اور جب
ہوئی تو اسمین برا نہین ہی اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریص کی اوپر قیام مہینے رمضان
کے یعنی تراویح کے اور کیا اسکو اور اقتدا کی بعضے صحابہ نے پھر ترک کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یعنی جماعت تراویح کو مسجد مین آکر پڑھنا اسواسطے کہ پڑھنا خاص تراویح کا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے بروایات احادیث ثابت ہی اور زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
صحابہ کا پڑھنا بھی ثابت ہی چنانچہ منہج الرضوان مین تحقیق اسکی بیان کر چکا ہون کیا اسکو صحاب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد مین بجماعت یعنی اول وقت عشا کے بعد باوجود یکہ
آنحضرت نے آخر وقت مین پڑھا تھا اسواسطے کہ اس اول وقت پڑھنے مین زیادہ قائم کرنا ہی
اس ایسے شعار کا کہ امر فرمایا اسکا شارع نے اور کیا اسکو اور تحریص اسکی ہی اور ترغیب اسکی اور
اللہ دانا تر ہی کہ کوئی اور بھی حکمت ہو پس بدعات حسنہ ایسی چیز سے ہین کہ اتفاق کیا گیا ہی اوپر جواز فعل
اسکے کے اور مستحب ہونے اسکے کے اور امید ثواب کی واسطے اس شخص کے کہ نیت نیک رکھتا
ہو اسکے کرنے مین اور وہی بدعت حسنہ وہ نئی چیز ہی کہ موافق ہو قواعد شرعیہ سے مخالفت نرکھی
کسی ایک ان قواعد شرعیہ سے اور لازم نہ آوے کرنے اسکے سے کوئی قباحت شرعی اور مثال
اسکی بنانا منبر وسکا اور قلعون کا سرحدون ممالک اسلام پر اور مدرسون کا اور مسافر خانون کا اور سوا
اسکے انواع نیکی سے کہ جاری نہ تھی صدر اول مین اسواسطے کہ یہ موافق اس چیز کے ہی کہ وارد ہوئی
اسکے واسطے سنت ایجاد کرنے اچھائی سے اور معاونت اوپر نیکی کے اور تقوے اور تقوے کے

اور اُس نیکی سے کہ نئی نکلی ہمارے اس زمانے مین اُس قبیل کی وہ چیز ہی کہ کیجاتی ہی شہر اربل
مین کہ برگزیدہ کیا اُسکو اللہ تعالی نے ہر سال روز موافق دن پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین خیرات کرنے اور معروف شرع سے یعنی ذکر شریف اور اظہار خوشی اور زینت کا اسواسطے
کہ تحقیق یہ باوجود ہونے احسان کے ساتھ فقیرون کے اسمین آگاہی دیتا ہی ہونے محبت نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اور تعظیم اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیچ قلب کرنے والے کے
اور شکر اللہ تعالی کا بنا بر احسان اللہ کے پیدا کرنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ بھیجا اُن کو
اللہ نے رحمت واسطے عالم کے اور اوپر سب انبیا اور رسولون سے اور پہلے کیا اس مجلس مولد
شریف کو شہر موصل مین شیخ عمر بن محمد ملا نے کہ ایک صالحین مشہورین سے تھا اور اُسی کی اقتدا کی اس
امر مین شاہ اربل نے اور غیر اُسکے نے رحم کرے اُن سب پر اللہ و قال الشیخ الامام العالم العلامة
صدر الدين موهوب بن عمر الجزري الشافعي هذه بدعة لا باس به ولا تكره بالبدع
الا اذا راغمت السنة واما اذا لم تراغمها فلا تكره وثياب الانسان بحيثية قصده في اظهار
السرور والفرح بمولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقال في موضع آخر هذا بدعة ولكنها
بدعة لا باس بها ولكن لا يجوز له ان يسئل الناس بل ان كان يعلم ويغلب على ظنه ان
نفس السؤال لطالب مما يعطيه فالسؤال لذلك مباح ارجوان لا ينتهي الى الكراهة اور
کہا پیشواے علماے محدثین عالم علامہ صدر الدین موہوب بن عمر خدری شافعی نے کہ یہ بدعت ایسی ہی
کہ نہین ہی اسمین باک اور قباحت اور نہین برائی ہی بدعتون مین مگر جب کہ مخالف ہون سنت کے اور
جو بدعت خلاف سنت کے نہو اسمین کچھ قباحت نہین اور وہ مکروہ نہین اور ثواب پاتا ہی انسان موافق
قصد اپنے کے بیچ ظاہر کرنے سرور اور خوشی کے ساتھ پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کہا
اُسی علامہ صدر الدین موہوب نے دوسرے موضع مین کہ یہ بدعت ہی لیکن ایسی بدعت ہی کہ نہین ہی کچھ باک اسمین ولیکن
نہین درست ہی مولد شریف کرنے والے کو کہ بھیک مانگ کر مولد شریف کرے بلکہ اگر جانتا ہی
یا ظن غالب ہی اس بات کا کہ فقط مانگنا اچھا معلوم ہوگا دینے والے کو بہ لحاظ عظمت مولد شریف
کے پس سوال مباح ہی امید رکھتا ہون اس بات کی کہ نہ پہونچے سوال حد کراہت کو و قال الحافظ
اصل عمل المولد بدعة لم ينقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلاثة ولكنها

مع ذلك قد اشتملت على محاسن وضدها فمن تحری فی عملہ المحاسن ویجتنب ضدها
كان بدعة حسنة ومن لا فلا قال وقد ظهر لی تخریجها على اصل ثابت وهو ما ثبت
فی الصحیحین من ان رسول الله صلى الله علیه وآله وسلم قدم المدینة فوجد الیهود
یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یوم اغرق الله فیه فرعون ونجا موسى
فنحن نصومه شكرًا لله تعالى فقال انا احق بموسى منكم فصامه وامر بصیامه فیستفاد
منه فعل ذلك شكرًا لله تعالى على ما من به فی یوم معین من اسداء نعمته ودفع
نقمة ویعاد ذلك فی نظیر ذلك الیوم فی سنة والشكر لله تعالى یحصل بانواع
العبادات السجود والصیام والصدقة والتلاوة وای نعمة اعظم من النعمة ببروز
هذا النبی الكریم نبی الرحمة فی ذلك الیوم وعلى هذا فینبغی ان تتحری الیوم بعینه
حتى یطابق قصة موسى صلى الله علیه وسلم فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلك
لا یبالی بعمل المولد فی ای یوم من الشهر بل توسع فی یوم فنقلوه الی یوم من السنة
وفیه ما فیه فهذا ما یتعلق باصل عمل المولد واما ما یعمل فیه فینبغی ان یقتصر علیه لیفید الشكر
لله تعالى من نحو ما تقدم ذكره من التلاوة والاطعام والصدقة وانشاد شیء من
المدائح النبویة والزهدیة المحركة للقلوب الى فعل الخیرات والعمل للآخرة اما ما یتبع
ذلك من السماع واللهو وغیر ذلك فینبغی ان یقال ما كان من ذلك مباحا بحیث
یتعلق السرور بذلك الیوم لا باس بالحاقه به ومهما كان حرامًا او مكروهًا فیمنع وكذا ما كان خلاف الاولى

اور کہا حافظ یعنے ابو الفضل بن علی بن حجر نے اصل مولد شریف کی بدعت ہے کہ منقول نہیں ہوئی کسی ایک
سلف صالح قرون ثلثہ سے ولیکن وہ باوجود بدعت ہونے کے شامل ہے نیکیوں اور غیر نیکیوں پر
جو شخص اختیار کرے اسکے کرنے میں اچھائیوں کو اور بچے ضد اسکی سے تو ہے بدعت حسنہ اور جو
نکرے ایسا تو نہیں اور کہا کہ تحقیق ظاہر ہوا مجھکو نکالنا اسی مولد شریف کا بنا بر اصل ثابت کی حدیث
سے وہی وہ چیز ہے کہ ثابت ہوئی صحیحین میں ان رسول الله صلى الله علیه وآله وسلم قدم
المدینة فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یوم اغرق الله
فیه فرعون ونجا موسى فنحن نصومه شكرا لله تعالى فقال انا احق بموسى منكم فصامه

وامر بصیامہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے مدینہ مین پھر پایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو کہ روزہ رکھتے تھے روز عاشورا کو پس پوچھا اُن سے کہ اس روز
روزہ کیون رکھتے ہو پس کہا یہود نے کہ یہ ایسا روز ہی کہ غرق کیا اللہ نے اُسمین فرعون کو اور چھٹکارا
دیا موسی علیہ السلام کو پس ہم روزہ رکھتے ہین اس روز مین واسطے شکر اللہ تعالی کے بنا بر احسان
کرنے اللہ کے روز معین مین پہونچانے نعمت اور دفع کرنے رنج سے اور یہ لوٹ آتا نہین ویسے
روز مین ہر سال اور شکر اللہ تعالی کا حاصل ہوتا ہی انواع عبادات سے سجدہ ہو یا روزہ یا کہانا کہلانا
یا تلاوت قرآن اور کونسی نعمت بڑی ہی نعمت ظہور نبی کریم نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اس روز بارھوین ربیع الاول مین پس بنا بر اسکے سزاوار ہی کہ تلاش کیا جاوے روز معین تا کہ
مطابقت کرے قصہ موسی علیہ السلام کو روزہ عاشورہ اور جو کہ لحاظ نہین کرتا اس خصوص یوم کو باک
نہین رکھتا کرنے مولد شریف کو جس دن مین مہینے معلوم سے کہ چاہے بلکہ وسعت دی کہ کسی دن مین
مہینے ربیع الاول سے کر لے بلکہ نقل کیا اسکو لوگون نے کسی ایک دن مین سال بہر کے وفیہ مافیہ یہ
اشارہ اس طرف ہی کہ گو مولد شریف کرنا جب چاہے ایام سال مین درست ہے لیکن تاریخ معین
مہینے ربیع الاول کی فضیلت حاصل نہین ہی یہ وہ چیز ہی کہ متعلق اصل مولد شریف سے ہی اور لیکن وہ چیز
کی جاتی ہی اُسی میلاد شریف مین پس سزاوار ہی یہ کہ اقتصار کیا جاوے اُسپر کہ مفید ہو شکر خدا کو جیسے
پڑھنا کچھ آیتین قرآن کی اور کہانا کہلانا اور خیرات کرنا اور پڑھنا مدائح نبویہ اور احوال آنحضرت کا اور
بیان کرنا ایسے امور کا کہ محرک ہون قلوب کو طرف کرنے خیرات اور کامون آخرت کے اور رہا یا جاتا ہی
اس سے از قسم سماع اور لہو اور سوا اسکے پس سزاوار ہی کہ کہا جاوے کہ جو اُسمین سے مباح ایسا کہ
اعانت کرے سرور کو اس دن مین اُسکو ملانے مین ساتھ مولد شریف کے کچھ مضائقہ نہین ہی اور
جو کہ حرام یا مکروہ یا خلاف اولی ہو منع کیا جاویگا وقال الشیخ القراء الحافظ ابو الخیر بن الجزری
قد رُئی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ یخفف عنی
کل لیلة اثنین وامص من بین اصبعی ماء بقدر ھذا واشار براس اصبعہ
وان ذلک باعتاقی لثویبة عندما بشرتنی بولادة محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم
فما حال المسلم الموحد من امة النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم [illegible]

ما يصل اليه قدرته في محبته لعمري انما يكون جزاءه من الله الكريم ان يدخله بفضله
جنات النعيم وذكر نحوه الحافظ شمس الدين محمد بن ناصر الدين الدمشقي
اور کہا شیخ القراء حافظ ابو الخیر بن جزری نے کہ بعض صحابہ نے ابو لہب کو بعد مرنے کے خواب مین دیکھا
پوچھا تیرا کیا حال ہے جواب دیا اُس نے کہ آگ مین پڑا ہون مگر یہ کہ ہر شب دوشنبہ کو تخفیف عذاب
پاتا ہون ان دونون اُنگلیون کے مابین سے کچھ نکلتا ہے کہ اُسکو چوس کر تسکین لیتا ہون اور یہ بات
بسبب اسکے ہے کہ آزاد کیا مین نے ثویبہ کو جسوقت بشارت دی اُس نے مجھکو پیدائش محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی جب ایسا کافر بسبب خوشی ولادت شریف کے ہر شب دوشنبہ کو تخفیف عذاب اور
سیرابی پیاس سے پاوے تو سمجھا چاہیے کہ کیا کچھ احوال اہل اسلام موحد کا امت محمدی سے ہوگا جو خوشی
کرے گا ولادت شریف کی اور خرچ کرے گا حسب مقدور اپنی کے بسبب محبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے قسم ہے عمر میرے کی کہ خواہ نخواہ ہے جزا اُسکی یہ کہ داخل کرے گا اُسکو اللہ کریم بفضل
اپنے کے جنات نعیم مین اور ایسا ہی ذکر کیا حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی نے وقال
شيخنا رحمه الله تعالى في فتاوته عندي ان اصل عمل المولد الذي هو اجتماع الناس
وقراءة ما تيسر من القرآن ورواية الاخبار الواردة في مبدء امر النبي صلى الله عليه
وآله وسلم وما وقع في مولده من الآيات ثم يمد لهم سماط ياكلونه و
ينصرفون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة التي يثاب عليها صاحبها
لما فيه من تعظيم قدر النبي صلى الله عليه وآله وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده
الشريف قال وقد ظهر لي تخريجه على اصل آخر غير الذي ذكره الحافظ وهو ما رواه
البيهقي عن انس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم عق عن نفسه بعد النبوة مع انه
ورد جده عبد المطلب عق عنه في سابع ولادته والعقيقة لا تعاد مرة ثانية فيحمل
ذلك على ان هذا فعله صلى الله عليه وآله وسلم اظهارا للشكر على ايجاد الله
تعالى اياه رحمة للعالمين وتشريف الامة صلى الله عليه وآله وسلم كما كان
يصلي على نفسه كذلك فيستحب لنا ايضا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع
واطعام الطعام ونحو ذلك من وجوه القربات والمسرات وقال في شرح سنن

ابن ماجۃ الصواب انہ من البدع الحسنۃ المندوبۃ اذا خلا عن المنکرات شرعا انتہیٰ
اور کہا شیخ ہمارے رحمہ اللہ یعنی جلال الدین سیوطی نے اپنے فتاوے مین کہ میرے پاس ہی تحقیق
اصل مولد شریف یہ جمع ہونا لوگون کا اور پڑھنا جس قدر ہو قرآن سے اور روایت اخبار وارد دربارۂ ابتدا
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یعنی بیان ولادت شریف کی اور واقعات آیات خارقہ عادات کا وقت
ولادت شریف کے پس پہیلایا جاوے دسترخوان کہ کہانا کہاوین لوگ اور چلے جاوین بے زیادتی
دوسرے امرون کے بدعت حسنہ ہی ایسی کہ ثواب پاوے گا اسپر کرنیوالا اُسکا اسواسطے کہ اسمین
ہی تعظیم قدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اظہار خوشی اور بشارت کا بسبب پیدائش شریف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہادر حالیکہ تحقیق ظاہر ہوا مجھکو نکالنا اُسکو عمل دوسری سے اُس اصل کے
کہ ذکر کیا اُسکو حافظ نے یعنی ابن حجر نے احوال صوم عاشورا سے وہی اصل روایت ہی بیہقی کی انس رضہ
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیقہ کیا اپنا بعد حصول نبوت کے باوجودیکہ وارد ہوا ہی کہ تحقیق
دادا آپکے عبد المطلب عقیقہ کر چکے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتوین دن ولادت شریفہ
کے اور اعادہ عقیقہ کا بعد کسی کے کر چکنے کے وارد نہین ہوا پس حمل کیا جاوے گا یہ دوبارہ
عقیقہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس بات پر کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
واسطے اظہار شکر کے بنا بر پیدا ہونے اپنے کے رحمۃ للعالمین اور مشروعیت کرنے امت کے جیسا کہ
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ درود پڑھتے اپنے اوپر اسی راہ سے پس مستحب ہی ہمکو بھی
اظہار شکر کا بنا بر ولادت شریف کے ساتھ جمع ہونے لوگون کے اور کہانا کہلانے کے اور مثل
اسکے انواع قراتون اور خوشیون سے اور کہا شرح سنن ابن ماجہ مین کہ صواب اور صحیح یہ ہی کہ مجلس مولد
شریف بدعت حسنہ مستحب ہی بشرطیکہ خالی ہو منکرات شرعی سے خلاصہ ان سب تقاریر کا یہ ہی کہ ایجاد
تعیین مجلس مولود شریف کی بدعت حسنہ ہی کہ نظیر اُسکا تین حدیث سے ثابت ہوتا ہی اول روزہ رکہنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روز دوشنبہ کو اور بیان فرمانا علت صوم کی روز ولادت ہونا
اُس دن کا دوسرے صوم عاشورا کا اختیار کرنا بعد بیان یہود کے وجہ شکر نجات موسی
علیہ السلام کے اور فرمانا انا احق بموسی کا تیسرے عقیقہ اپنا کرنا باوجود ہو چکنے عقیقہ جانب
عبد المطلب کے اور جو روایت مسلم مین ابی ہریرہ سے آئی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعۃ بصیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم خاص نکرو شب جمعہ کو ساتھ قیام کے شبون مین سے اور خاص نکرو روز جمعہ کو ساتھ روزہ کے دنون مین سے مگر یہ کہ ہووے روز جمعہ کا ایسے روز مین روزہ رکھتا ہی اسکو کوئی تمہارا مراد اُس سے یہ ہی کہ چھانٹ نہ لو شب جمعہ کو واسطے قیام کے اور روز جمعہ کو واسطے روزہ کے کہ اور روز دن روزہ نفل رکھنا لغو جانکر اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنا اختیار کرو بدلیل نظم من بین الایام کے جیسا کہ اشارہ کیا اُس طرف اسی کی شرح مین ترجمہ مشکوۃ مین ساتھ قول اپنے کے گفت بندۂ ضعیف عفا اللہ عنہ کہ سبب نہی آنست کہ بندہ را باید کہ در ہمہ اوقات بعبادت وطاعت مشغول باشد و دائم متعرض بنفحات الٰہی عز اسمہ باشد و وقت را مخصوص ساختن و در اوقات دیگر معطل بودن چیزی نیست و این معنی بہ نہی از تخصیص شب جمعہ بقیام مناسب تر است کما لا یخفی علی المتفطن فافہم واللہ اعلم یعنے اپنی طرف سے خاص کرنے سے بے خصوص شرعی کے نہی فرمائی بدلیل کلمہ لا تختصوا کے باب افتعال سے کہ خواص مین اُسکے بکوشش حاصل کرنا ماخذ کا ہی پس تخصیص مہینے ربیع الاول اور تاریخ اور دوشنبہ کی بلا شک اس نہی سے خارج ہوگی کہ وجہ خصوص وقت کی بنظر شکر ولادت شریف کے شرع سے ثابت ہی بدلیل فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیہ ولدت وجہ صوم روز دوشنبہ مین اور اگر اس سے مطلق خصوص روز کا مراد ہو تو یہ حدیث اقسام نافی خصوص سے ہوگی اور احادیث سابقہ اقسام مثبت خصوص سے ہین اور مثبت مقدم نافی سے عمل مین ہی جیسا کہ اصول سے ثابت ہی چنانچہ منار الاصول مین لکھا ہی والمثبت اولی من النافی پس ہوتے ہوئے مثبت کے عمل نافی پر نہ چاہیے بہ وقت تعارض اور جہان مثبت قوی ہو بطریق روایت کے بلا شبہہ نافی پر عمل درست نہوا اور تخصیص روزہ دوشنبہ کی حق مین مذکور ہو چکی اور مشکوۃ مین بسند ترمذی اور نسائی کے ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہی کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصوم الاثنین والخمیس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ روزہ رکھتے دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اور بھی مشکوۃ مین بروایت ترمذی کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیے جاتے ہین اعمال روز دوشنبہ اور پنجشنبہ کے
پس دوست رکھتا ہون مین کہ پیش کیے جاوین عمل میرے درحالیکہ مین روزہ دار ہون
بیان علت پیشی عمل کا دلیل ہی اس بات پر کہ تخصیص روز دوشنبہ کی خصائص آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے نہین بلکہ تحریص ہی اور پر تخصیص کے تمامی اہل اعمال کو پس ثابت ہوئی تخصیص ایام
کی بسبب فضل شرعی کے اور فضل ولادت شریف سے کونسا فضل زیادہ ہی کہ حق تعالی جل شانہ
بیان منت کا بہ ارسال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتا ہی چنانچہ پارہ لن تنالوا البر مین نصف پارہ
کے بعد ارشاد فرماتا ہی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم
آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ادر ترجمہ تحقیق احسان
کیا اللہ نے اوپر ایمان والے لوگونکے وقتیکہ اُٹھایا اُنمین رسول فرمانا بعث کا اور نہ کہنا کلمہ خلق کا اشارہ ہی اس
طرف کہ پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سابق ہی تمام مخلوق سے پس پیدا کرنا خلائق کا اُس نور سے احسان
عام تمام مخلوق پر ہی خصوص مومنین کے ساتھ نہین ہی پس ظہور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسان خاص
مومنین پر ہی پس شکر اسکا کہ عبارت اطاعت اور ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ہر مومن پر واجب اور فرض ہی
خصوص ذکر ولادت کا مستحب ہی خاص مہینے ربیع الاول مین بسبب مناسبت وقت کے مستحب اسواسطے
ہی کہ بعد ایجاد بانی کے اختیار کیا اُسکو علماے صالحین نے اور اچھا جانا اُسکو اور جس چیز کو علماے
مسلمین اچھا جانین وہ مستحب ہی اسواسطے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے مسند مین عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما راٰہ
المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح جس چیز کو دیکھے مسلمان بہتر پس وہ نزدیک اللہ کے بہتر ہے
اور جس چیز کو دیکھے مسلمان برا پس وہ نزدیک اللہ کے بدتر ہی اور فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ما راٰہ المسلمون اور نفرمانا ما راٰہ المومنون دلالت کرتا ہی کہ اچھا جاننا صالحون کا
مفید حسن شرعی کو ہوتا ہی اسواسطے کہ مسلم اسم فاعل سلام کا ہی اور اسلام شرع مین عبارت ایمان مع العمل
سے ہی پس مراد مومنین باعمل ہین اور عمل سواے علما کے دوسرون کا درست نہین ہوسکتا بدلیل قول
اللہ تعالے کے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ سے علما ہی ڈرتے ہین پس اچھا قرار دیا ہوا
علما کا اچھا ہی اور ظاہر ہی کہ ایجاد رسم مولد شریف کی شیخ عمر بن محمد ملا نے کی کہ علماے کبار محدثین سے ہی اور جاری کیا

اسکو سلطان مظفر شاہ اربل نے اور وقت کے علمائے تحسین کی اسکو چنانچہ نقل مضامین سبل الہدیٰ سے معلوم ہو چکا پس دیکھنا اکثر مسلمین کا مولد شریف کو مہینے ربیع الاول مین ثابت ہوا اور لہ مضمون ماراٰہ المسلمون حسنا کا یہی ہے کہ اکثر صالحین مومنین اسکو نیک سمجھین اسواسطے کہ معرفہ ہونا جمع کا بالف ولام تعریف جمعیت کو باطل کر دیتا ہے اور معنے جنسیت کے مراد ہوتے ہین جیسا کہ منار مین لکھا ہے وکذا اذا دخلت لام المعرفۃ فیما لا یحتمل العہد اوجبت العموم حتی یسقط اعتبار الجمعیۃ اذا دخلت علی الجموع عملا بالدلیلین اور اسیطرح سے جب داخل ہو لام معرفہ اس چیز مین کہ احتمال نرکھے عہد کو واجب کر دیتا ہے عموم کو یہانتک کہ ساقط ہو جاتا ہے اعتبار جمعیت کا جب داخل ہووے لام تعریف اوپر صیغون جمع کے واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونون دلیلون کے اور اس عبارت کی شرح مین صاحب نور الانوار نے لکھا ہے واما اذا کان علی الجمع فثمرۃ عمومہ انہ یسقط معنی الجمع فلا یکون اقلہ الثلث اذ لو بقی جمعا لم یظہر للام فائدۃ اذ لا عہد ولا استغراق ولا جنس فیجب ان یحمل علی الجنس فیکون ما دون الثلثۃ معمولا للجنس وما فوقہ للجمع اور جان جب ہووے دخول لام کا اوپر جمع کے پس ثمرہ عموم اسکے کا یہ ہے کہ تحقیق شان یون ہی ہے کہ دور ہو جاتے ہین معنی جمع کے پس نہ ہوگا اقل دس سے جمع مین اسواسطے کہ اگر باقی رہے وہ جمع اپنی جمعیت پر ظاہر نہ ہوگا لام تعریف کا کچھ فائدہ اسلیے کہ نہین ہو سکتا ہے عہد کیونکہ عہد نام ہے ہونے فرد معین کا پس صیغہ جمع کا بیکار ہوا جاتا ہے اور نہین ہو سکتا ہے استغراق اسواسطے کہ وہ عبارت ہے ہونے کل افراد سے مجموعہا اس صورت مین بھی جمعیت مین فساد پایا جاوے گا کیونکہ کل مجموعی بھی فرد حکمی ہے اور بھی اس صورت مین تکلیف مالا یطاق لازم ہوتی ہے پس اگر جنس بھی نہ لیوین تو معنی لام کے بالکلیہ مٹ جاوین گے پس واجب ہوگا یہ کہ حمل کیا جاوے وہ صیغہ جمع معرف باللام اوپر جنس کے پس ہو جائیگا کم تین سے معمول جنس الفرد نا اور اس کم پر معمول جمع پس عام ہو جائیگی جمع ایک سے لے انتہا تک کو پس ایک مسلم کا نیک سمجھنا اور بہتون کا نیک ہونے مین برابر ہے اور اسکو بہتون نے نیک سمجھا ہے سوا ایک ملا علی قاری کے کہ انھون نے بسبب غصہ کے بد کہا اور اعتبار اسی کا ہے جسکی طرف اکثر ہون اسواسطے کہ مشکوۃ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور بروایت ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے یون لکھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من

شذّ شذّ فی النار پیروی کرو گروہ بڑے کی یعنے اکثر لوگون کی اسواسطے کہ جو علیحدہ ہوا اُنکی پیروی سے
ڈالا جائیگا دوزخ مین پس اتباع اکثر علماے مسلمین کی واجب ہی اور بھی مشکوۃ مین بروایت
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ الشاذۃ والقاصیۃ والناحیۃ وایاکم و
الشعاب وعلیکم بالجماعۃ والعامۃ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقینی شیطان بھیڑیا ہے
انسان کا مثل بھیڑیے بکری کے پکڑ لیتا ہی بھاگنے والے کو گروہ مین سے اور ہٹ جانے والے کو
جماعت مین سے اور چھوٹ جانیوالے کو گروہ مین سے اور بچاؤ تم اپنے کو پگڈنڈیون سے یعنی ایک
دو کی راہ نکالی ہوئی اختیار نکرو اور لازم لو اور اختیار کرو جماعت اور اکثر کو یعنی وہ راہ کہ اکثر علماے
صالحین نے اختیار کی ہی اُسی کو اختیار کرو اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح
مین لکھا ہی و بر تو باد کہ لازم گیری جماعت را و اکثر را و اکثر اشارہ است بآنکہ معتبر اتباع اکثر و جمہور ست
چہ اتفاق کل در ہمہ واقع بلکہ ممکن نیست اس سے معلوم ہوا کہ جو بدعت حسنہ ہی کہ مقیس ہو مستنبطات
شرعی پر جب اختیار کرلین اُسکو اکثر علما تو اتباع اُسکی لازم ہے اور انکار اُسکا بیکار ہی پھر جب رواج
اُسکا ایک قرن سے دوسرے قرن تک قائم رہے تو من قبیل قواعد کے ہوجاتا ہی اسواسطے کہ اشباہ و
نظائر مین مرقوم ہی العادۃ محکمۃ واصلہا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام ما رآہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن عادت حکم کر دیتی ہی یعنی عادت اور رسم غیر منصوصات مین موجب ثبوت حکم کو ہوتی
ہی اور حاشیہ حموی مین لکھا ہی قولہ العادۃ محکمۃ اعلم ان مادۃ العادۃ یقتضی تکرار الشیء وعودہ
تکرارا کثیرا یخرج عن کونہ واقعا بطریق الاتفاق جان تو تحقیق مادہ عادت کا کہ مشتق ہووے
ہی مقتضی ہی بار بار ہونے شے کو و عود کرنے کو تکرار بہت کرکے کہ نکل جاوے واقع ہونے اپنے سے بطریق
اتفاق اور ندرت کے پس اکثر کرتے آنا علما کا ایک فعل غیر منصوص النہی کو مفید ہوتا ہی اباحت کو اور
اچھا جاننا علما کا فائدہ مستحب ہونیکا دیتا ہی جیسا کہ لکھا ہی نور الانوار مین سنن زوائد مین فہذا کلہا من
سنن الزوائد یثاب المرء علی فعلہا ولا یعاقب علی ترکہا وہو فی معنی المستحب الا ان المستحب
ما احبہ العلماء وہذا ما اعتادہ النبی پس یہ سب یعنی عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
سبیل قصد عبادت کے سنن زوائد سے ہی ثواب دیا جاتا ہی شخص اوپر کرنے اُسکے کے اور نہین عذاب کیا جاتا

ہی اور ترک اُسکے مکے اور وہ بیچ معنی مستحب کے ہی مگر یہ کہ تحقیق مستحب وہ چیز ہی کہ اچھا جانا اور دوست
رکھا اُسکو علما نے اور یہ یعنی نفل وہ چیز ہی کہ عادت رکھی ساتھ اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اور درمختار مین بیان وضو مین لکھا ہی ومستحبہ ویسمی مندوبا وادبا وفضیلۃ وھو مافعلہ
علیہ الصلوۃ والسلام مرۃ وترکہ اخری وما احبہ السلف اور مستحب اُسکا اور نام رکھا جاتا ہی
مندوب اور ادب اور فضیلت کرکے اور وہی مستحب وہ چیز ہی کہ کیا ہو اُسکو پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک
مرتبہ اور چھوڑا ہو دوسری مرتبہ یعنی کبھی کیا اور کبھی نہ کیا اور وہ چیز کہ اچھا جانا اُسکو اگلے لوگون نے پس
اچھا سمجھا ہوا علماے سلف کا اور فعل عادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مین برابر ہے اور بھی
نور الانوار مین بیان حصر اصول فقہ مین درمیان چار کے لکھا ہی وتعامل الناس ملحق بالاجماع اور کرتے
چلے آنا علما کا ملحق ہی ساتھ اجماع کے یعنی تعامل الناس مثل اجماع کے حجت ہی اور درمختار مین بیچ ذکر
تکبیرات تشریق کے لکھا ہی ولا باس بہ عقیب العید لان المسلمین توارثوہ فوجب اتباعھم و
علیہ البلخیون اور نہین قباحت ہی ساتھ اسی تکبیر تشریق کے پیچھے عید کے اسواسطے کہ تحقیق مسلمان لوگ
کرتے چلے آئے ہین اُسکو پس واجب ہی اتباع اُنکی اور طحطاوی مین لکھا ہی قولہ لان المسلمین
توارثوہ ای ولم یکن فی عصر الصحابۃ والا کانت سنۃ لانہم لا یبتدعون من انفسہم شیئا
قولہ فوجب الظاہر ان المراد بالوجوب الثبوت لا الوجوب المصطلح علیہ فی البحر عن المجتبی
والبلخیون یکبرون عقب صلوۃ العید لانہا تودی بجماعۃ فاشبھت الجمعۃ اھ وھو
یفید الوجوب المصطلح علیہ قول اُسکا یعنی درمختار کا اسواسطے کہ تحقیق مسلمان لوگ کرتے چلے آئے ہین
اُسکو یعنی درحالیکہ نہ تھا تکبیر کہنا بعد نماز عید کے زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین والا ہوتا سنت اسواسطے کہ
تحقیق وہ صحابہ رضی اللہ عنہم نئی نہین نکالتے اپنی طرف سے کوئی چیز قول اُسکا فوجب ظاہر لفظ لا باس
کی سبب سے یہ ہی کہ تحقیق مراد وجوب سے ثبوت ہی نہ وجوب مصطلح علیہ شرع اور بحر الرائق مین مجتبی سے
نقل کیا ہی کہ بلخ کے علما تکبیر تشریق کہتے ہین بعد نماز عید کے اسواسطے کہ وہ ادا کی جاتی ہی ساتھ جماعت
کے پس مشابہ ہوئی ساتھ جمعہ کے اور وہ نقل فائدہ دیتی ہی وجوب اصطلاحی شرع کو اس سے معلوم
ہوا کہ جو کرتے چلے آنا اگلے لوگون کا بطریق اجتہاد اور قیاس شرعی کے ہو تو اتباع اُنکی واجب و درجہ
[illegible] اجتہاد اُسکے ہو تو اتباع اُنکی ثابت اور مناسب ہی ہر صورت مخالفت اُنکی نچاہیے اور استحباب

تعیین مولد شریف کا مہینے ربیع الاول مین اوپر ثابت ہو چکا ہی کہ بطریق اجتہاد اور قیاس شرعی کے ہی اور
کرتے چلے آنا وقت ایجاد سے ابتک اظہر ہی حتی کہ حرمین مکہ اور مدینہ مین التزام ہی چنانچہ حجاج ثقات
سے مانند مرزا حسن علی اور مولوی حسین احمد محدثون سے اور مولوی تراب علی اور دوسرے حاجیون
سے بالاتفاق مسموع ہوا اور حد تواتر کو پہونچا ہی اور التزام علماے اہل حجاز کا بدعت شنیعہ کو غیر متصور
ہی اسواسطے کہ مشکوۃ مین بسند ترمذی کے عمرو بن عوف سے کہ صحابی جلیل القدر حاضرین بدر سے
ہین رضی اللہ عنہ اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحاح ستہ کے روایت ہی کہ کہا قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا ولیعقلن
الدین من الحجاز معقل الاودیۃ من راس الجبال ان الدین بدأ غریبا وسیعود غریبا فطوبی
للغرباء وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق دین نے جگہ پکڑی طرف حجاز کے کہ عبارت مکہ اور مدینہ سے ہی جیسا جگہ پکڑتا ہی دانہ
اپنے کشت گاہ مین کہ اُسی مین رہتا ہی اور اُسی سے اُگتا ہی اور ہر آئینہ پناہ لیگا دین حجاز سے یعنی حجاز پناہ گاہ دین
کی ہی جیسا کہ پناہ لیتی ہین پہاڑی بکریان چوٹی پہاڑ سے تحقیق دین شروع ہوا مسافر اور قریب ہے کہ
ہو جاویگا جیسا کہ شروع ہوا تھا پس خوشی اور اچھائی غریبون کو ہی اور وہی غربا وہ لوگ ہین کہ درست
کرتے ہین اُس چیز کو کہ خراب کیا لوگون نے بعد میرے سنت میری سے اس سے صاف معلوم ہوا کہ
اہل حجاز زنہار اتفاق اور التزام بدعت شنیعہ کہ مخالف دین کے ہی کرتے نہین جو کہ علماے سابقین نے
قرارداد کیا اور علماے حجاز نے التزام کیا اتباع اُسکی واجب ہی جسکو وہ فرض سمجھے اُسکو فرض جاننا چاہیے
اور جسکو وہ واجب سمجھے واجب ہی اور جسکو مستحب قرار دیا مستحب ہی اور جو مکروہ یا حرام قرار دیا وہ مکروہ
اور حرام ہی اور انحراف اُس سے بدعت ضالہ ہی کیونکہ ثابت ہو چکا کہ تعامل حج دینیہ سے ہی اور انحراف اُس
سے بدعت ضالہ ہی جسکا مرتکب مبتدع اور مورد مواعید شدیدہ کا ہوتا ہی اسواسطے تعریف بدعت ضالہ کی
یہ ہی کہ ایجاد یاوے بعد قرون ثلثہ کے اور مخالف ہو حجج شرعیہ کے جیسا کہ سابق مین مذکور ہو چکا ہی اور بدعت
حسنہ خود موجب ثواب ہی اسیواسطے فقہا نے تعریف بدعت کی بیان مبتدع مین اس طور پر کی کہ سواے بدعت
سیئہ ضالہ کے اور کسی پر صادق نہ آوے چنانچہ درمختار مین لکھا ہی ومبتدع ای صاحب بدعۃ وھی
اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بشبہۃ یعنی مکروہ ہی اقتدا مبتدع کی یعنی

صاحب بدعت کی اور وہی بدعت کیا ہی کہ اعتقاد کرنا خلاف اُس چیز کے جو پہچانا گیا اور معلوم ہوا رسول سے
نہ بسبب معاندۂ محض کے بلکہ بسبب کسی طرح کے شبہ کے اور جسکا نظیر قرون ثلثہ سے یا سنت رسول سے
مستنبط ہو داخل ہی معروف عن الرسول میں اسیطرح تعامل الناس معروف ہی بدلیل ما راٰہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن کے کہ بیان اُسکا ہو چکا اور لکھا ہی طحطاوی میں قولہ وہی اعتقاد خلاف المعروف
ظاہرہ اقتصارہا علی الاعتقاد ولیس کذلک وعرفہا الشمنی بقولہ ہی ما احدث علی خلاف الحق
الملتقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من علم او عمل او حال وجعل دینا قویما وصراطا مستقیما قول
اُسکا وہی اعتقاد خلاف المعروف ظاہر رکہ رہنا اور منحصر ہونا ہی بدعت کا اوپر اعتقاد کے یعنی عمل بدعت کے
بدون اعتقاد بدعت نہ ٹھہری حالانکہ نہیں ہی ایسا بلکہ بدعت اعتقاد اور عمل دونوں میں ہوتی ہی اور تعریف کی
اُسکی یعنی بدعت کی شمنی نے ساتھ قول اپنے کے وہی بدعت وہ چیز ہی کہ نئی نکالی جاوے بنا بر خلاف حق کے
کہ حاصل ہوا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اقسام علم سے یعنی اعتقاد سے ہو یا عمل سے ہو اور ٹھہرایا جاوے
دین درست اور راہ راست پس جو چیزین عوام الناس قبائح شرعیہ سے رسم مسلمانوں کی جانکر کرتے ہین وہ
بدعت سیئہ ضالہ ہین خارج ہین تعامل الناس ہی اسواسطے کہ الف لام الناس واسطے عہد کے ہی اور مراد اُس سے لوگ
تقوے کے ہین بدلیل من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا کے کہ ایجاد کرنا بدعت شرعی
کا موجب وبال کا ہی اور کرتے آنا اُسکا بھی موجب وبال کا ہی پس مجرد اُسکے کرنیکے فاسق ہو جاتا ہی پس حقیقت در
وہ ناس سے خارج ہی حیوان مطلق کے زمرے میں داخل حاصل یہ کہ مولود شریف کرنا مستحب ہی اور مہینے
ربیع الاول میں بالخصوص بارھوین تاریخ افضل ہی ہان اسکو واجب سمجھنا یعنی نکرنے والے کو باوجود مذہب
پیغمبر ہونے کے گنہگار جاننا یا اور دوسرے دنون میں اسکا نادرست سمجھنا بے شبہہ مکروہ کیونکہ ایجاب
مستحب یا مباح کا مکروہ ہی جیسا کہ کتب فقہ سے مشرح ثابت ہوتا ہی بعض نادانی سے شبہہ کرتے ہین کہ تعین
مجلس شریف میں ساتھ مہینے ربیع الاول کے مشابہت کفار کی ہوتی ہی کہ ہنود جنم کنھیا کا کرتے ہین اور
نصاری تہوار حضرت عیسی علیہ السلام کا کرتے ہین سخت نادان ہین اسواسطے کہ نہین سمجھتے ہین اس بات
کو کہ حرمت مشابہت ثابت ہوتی ہی آیت یا ایہا الذین امنوا لا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا
من بعد ما جاءہم البینات واولئک لہم عذاب عظیم سے یعنی اے ایمان والو اور نہو تم مثل اُن لوگوں کے کہ
جدا ہو گئے اور اختلاف کیا بعد اُس چیز کے کہ آئے انکو دلائل ظاہرہ یعنی احکام الٰہی اور وہی لوگ ہین کہ انکے لیے عذاب بڑا

اور آیت یا ایها الذین آمنوا لا تکونوا کالذین کفروا و قالوا لاخوانهم اذا ضربوا فی الارض او
کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا و ما قتلوا لیجعل الله ذلک حسرة فی قلوبهم والله یحیی و یمیت والله
بما تعملون بصیر ای ایمان دارو نه هو تم مثل ان لوگون کے که کفر کیا اور کها اپنے بھائیون کے واسطے
جس وقت چلے زمین مین یا هوے مجاهد یعنی جهاد کیا اگر هوتے همارے پاس تو نه مرتے اور نه قتل هوتے یه کهنا
انکا اسواسطے هی که کرے الله انکے دلون مین اس قول کو حسرت یعنی روز قیامت کے اس قول کی
سبب سے حسرت اور ندامت اٹھاوینگے اور الله هی جلاتا هی اور مارتا هی اور الله اس چیز کو که کرتے هین
دیکھتا هی عبارت نص دونون آیتون کی نهی کرتی هی تفرق سے یعنی بعد قرار پاجانے ایک بات کے اصول
شرع سے اور جاری هونے تعامل الناس کے نئی بات نکال کر پھوٹ نکلنے سے اور کفر کرنے سے اور جهاد
مین سستی کرنے سے اور مجاهدین پر طعن کرنے سے اور اشارة النص ان آیتون کی انکی مشابهت کرنے
سے بالقصد که کاف تشبیه اشاره هی طرف مشابهت کے جیسا که بیضاوی مین تحت تفسیر آیت لا تکونوا کالذین
تفرقوا کے لکھا وعید الذین تفرقوا و تهدید علی التشبه بهم یه آیت وعید هی واسطے انکے که پھوٹ نکلے اور دھمکی
اور ڈراتا هی اوپر تشبیه انکے که کافر هین یا جماعت سنت سے علیحده هون معاذ الله اور کلمه لا تکونوا که اسناد
فعل کی طرف مخاطب کی هی مقتضی هی قصد کو باب تشبیه مین اور مشتق هونا لا تکونوا مصدر کون سے مقتضی هے
وضع اور عادت مختصه اس قوم کو پس حرام هوے بھی ایسے افعال کفار سے که جو مختص انھین کفار کے هون یا
اطوار عبادات کفار کے که شریعت اسلامیه سے ثبوت انکا نه هو سکتا هو یهی ممنوع هین یا عبادات ثابته اپنی شرع
کے جنس انکی سے کفار کے یهان بھی معمول هو بقصد انکے که قوم کفار اپنے رسوم مین لهویات کرتے هین اور هم اس
مجلس شریف مین ذکر رسول اور انواع حسنات شرعیه کے اور اس سے بون بعید اور فرق کثیر هی اور تفرقه حرمت
مشابهت کو دور کر دیتا هی جیسا که ثابت هوتا هی روایت مشکوة سے که بسند مسلم ابن عباس رضی الله عنهما سے روایت
کیا هی قال حین صام رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم عاشورة و امر بصیامه قالوا یا
رسول الله انه یوم یعظمه الیهود والنصاری فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لئن بقیت الی
قابل لاصومن التاسع کها ابن عباس رضی الله عنهما نے که جب روزه رکھا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے دن عاشوره
کے اور حکم کیا روزه عاشوره کا عرض کیا صحابه نے تحقیق عاشوره دن هی که تعظیم کرتے هین اسکی یهود اور
نصاری پس فرمایا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نے هر آئنه اگر باقی رهونگا مین سال آینده تک

پھر آئندہ رکھونگا مین روزہ نوین تاریخ یعنی ایک روزہ نوین کا اور ملاؤنگا اور نہین ہو سکتا کہ مراد
یہ ہووے کہ روزہ عاشورہ کا نوین کو ہٹا لانا فرمایا ہو اسواسطے کہ اس روایت سے روزہ رکھنا روز عاشورا
کا اُسوقت ثابت ہوتا ہی اور توڑنا اُسکا نہین اور نہ اور ونکو اُس روزہ سے منع بلکہ فقط عزم روزہ یوم
تاسع کا ارشاد فرمایا غرض اس سے یہی ہی کہ دو روز روزہ رکھنے کا عزم فرمایا اسواسطے کہ ترمذی نے اپنے جامع
مین لکھا ہی عن الحکم بن الاعرج قال انتهیت الی ابن عباس وهو متوسد رداءه فی زمزم فقلت
اخبرنی عن یوم عاشوراء ای یوم اصومه فقال اذا رأیت هلال المحرم فاعدد ثم اصبح من یوم التاسع
صائما قال قلت اهکذا کان یصوم محمد صلی الله علیه وآله وسلم قال نعم روایت ہی حکم بن الاعرج
سے کہ کہا پہونچا مین ابن عباس کے پاس درحالیکہ وہ اپنی چادر کو تکیہ لگائے ہوے تھے زمزم پر پس کہا
مین نے کہ خبر دو مجھکو روز عاشورا سے کہ کس روز روزہ رکھون مین اُسکا پس کہا ابن عباس نے جب
دیکھے تو چاند محرم کا تو شمار کرنے پھر صبح کر روز نوین سے روزہ دار یعنی ابتدا روزہ کی نوین تاریخ سے
کر کہا حکم نے کہ کہا مین نے کیا ایسا ہی روزہ اُسکا رکھتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا ابن عباس
نے ہان لانا ابن عباس کا لفظ من کا کہ موضوع واسطے ابتدا کے ہی اور تاسع کے مفہم ہی اس بات کو کہ بعد
نوین کے بھی روزہ ہی پس عزم ترک روزہ دسوین کا منتفی ہوا اور بعد دو سطر کے لکھا ہی وعن ابن عباس
رضی اللہ عنہ قال صوموا التاسع والعاشر وخالفوا الیهود اور روایت کیا گیا ابن عباس رضی اللہ
عنہا سے کہ تحقیق ابن عباس نے کہا روزہ رکھو نوین اور دسوین کو اور مخالفت کرو یہود کی یہ امر ابن عباس
رضی اللہ عنہا سے مفید وجوب کو نہین ہی کیونکہ یہ اُن احادیث موقوفہ سے نہین کہ حکم مرفوع مین ہو اسلیے
کہ حدیث موقوف صحابی کی یعنی قول صحابی بدون قال رسول اللہ کے ایسے امر مین کہ عقل کو مفہوم نہو سکتا
ہو حکم مرفوع یعنی قال رسول اللہ مین ہی یہ مفہوم باجتہاد ہی حدیث سابق سے جس مین مذکور ہی کہ صحابہ نے
وجہ تشابہ یہود کی روز عاشورہ مین عرض کی اُسکے جواب مین کلمہ لاصومن التاسع کا ارشاد ہوا اُس
سے مخالفت یہود کی مستنبط ہوئی پس یہ قول مفہوم ہو گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال آئندہ مین
اس جہان سے تشریف لے گئے سمجھا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ اُس سال
نوین تاریخ محرم کو روزہ نہین رکھا احتمال تشابہ واقع ہوا باینہمہ روزہ گیارھوین کا واسطے دفع تشابہ
کے رکھ نہ لیا بلکہ عزم مصمم ارشاد فرمایا سال آئندہ مین نوین کے روزہ ملا لینے کا اس سے معلوم ہوا

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه في كل مكان اما فاشهم في ذلك من يحتج بقوله انتهى اى كونه
تعالى رابعهم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذهبي في كتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السجزي في كتاب الابانة له ائمتنا كسفيان الثوري ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد
وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون
على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا في الانتباه وقال
الامام الغزالي في كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة في قوله
بمعنى العلم والادراك كما في تعريفات الجرجاني الاحاطة ادراك الشيء بكماله ظاهرا وباطنا
انتهى وقال الامام فخر الدين الرازي في التفسير الكبير في قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم
قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد
الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم
لا بد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازاني في رسالته فاضحة الملحدين في رد
قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى
ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس
الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثاني في المكتوب الحادي والثلثين من الجلد الاول — علوم سابق
که مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند رو بزوال آوردند احاطه و سریان از قرب و معیت ذاتیه که در ان مقام
منکشف شده بود منتفی گشتند و بیقین معلوم گشت که صانع را جل شانه با عالم ازین نسبتهای مذکوره
هیچ ثابت نیست احاطه و قرب او تعالی علمی است چنانچه مقرر اهل حق است شکر الله سعیهم الی ان قال عجب
است که شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او ذات واجب تعالی را مجهول مطلق گویند و محکوم هیچ حکمی
ندانند مع ذلک احاطه ذاتی و قرب و معیت ذاتیه اثبات نمایند وما هو الا حکم على الذات
تعالى وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمي والاحاطة العلمية انتهى
ان اقوال مذکوره سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف و خلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب
اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقہ ملحدہ وجودیہ کا انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

پاکیزہ پوشیدہ خود را مطیب ومتلف ساختی ووسادہ نہادی وبالای وسادہ با ہیبت ووقار بنشستے
احکام دستوری داوے تا آن شخص درآمدے واحادیث شنوانیدے ظاہر ہو کہ فتوی خود اصول اربعہ
سے مستنبط ہی پس اگر تعظیم احکام حدیث کی مقصود ہوتی تو فتوے کے واسطے بھی ایسا ہی کرتے حالانکہ کیا
معلوم ہوا کہ یہ فعل امام مالک رحمہ اللہ کا محض واسطے تعظیم ذکر آنحضرت کے تھا اور بھی اس فعل امام مالک
رحمۃ اللہ علیہ سے معلوم ہوا کہ تعظیما لذکر النبی پڑھنے والے کو چاہیے کہ باوضو ہووے بلکہ مستحب ہی باوضو
ہونا پڑھنے والے کا جیسا کہ لکھا ہی طحطاوی مین ویندب الوضوء بعد غسل المیت وحملہ ولوقت
کل صلوۃ وقبل غسل الجنابۃ وللجنب عند اکل وشرب ونوم ووطی والغضب وقراءۃ قرآن وحدیث
وروایتہ ودراسۃ علم واذان واقامۃ وخطبۃ وزیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووقوف
وسعی ونظر الی محاسن امرأۃ ولاجل غسل میت اھ ابو السعود علی الشرنبلالیہ اور مستحب ہی وضو بعد
نہلانے مردہ کے اور اٹھانے اسکے کے اور واسطے وقت ہر نماز کے اور قبل غسل جنابت کے اور جنابت والے
کو وقت کھانے اور پینے اور سونے اور صحبت کرنیکے اور واسطے دفع غصہ کے اور واسطے پڑھنے قرآن اور
حدیث کے اور روایت حدیث کے اور واسطے بیان کرنے علم کے اور واسطے اذان اور اقامت کے اور واسطے
خطبہ اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور واسطے وقوف عرفات اور سعی صفا اور مروہ کے اور دیکھنے
حسن جورو کے اور واسطے غسل میت کے لکھا ہی اسکو ابو السعود نے شرنبلالیہ سے اور چاہیے کہ پڑھے
احوال ولادت اور فضائل اور آیات خوارق شریف اور جو کچھ ذکر شریف سے چاہیے بعد اسکے کچھ آیات قرآن
شریف کی پڑھے جاوین بعد اسکے شیرینی یا کھانا تقسیم کیا جاوے جیسا کہ سبل الہدی مین حافظ الحدیث النبوی
جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس وقراءۃ ما تیسر من القرآن
وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم
یمد لہم سماط یاکلونہ وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذلک من البدع الحسنۃ التی یثاب علیہا
صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واظہار الفرح والاستبشار بمولدہ
الشریف تا آخر تحقیق عمل مولد کی کہ وہ جمع ہونا لوگون کا ہی اور پڑھنا جتنا ہو سکے قرآن سے اور بیان اخبار
جو کہ وارد ہین بیچ مبدا امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی احوال ولادت شریف کا اور جو کہ واقع ہوا
وقت میلاد شریف آنحضرت کے اثبات عظمت کے پھر بچھایا جاوے واسطے لوگون کے سماط کہ عبارت ہی دسترخوان

کھانے کی چیز سے طعام ہو یا شیرینی ہو کہ کھاویں اُسکو اور تصرف کریں بے زیادتی کے اوپر اُسکے یعنی ایسے
ہی امور کرنا چاہیے اور حد سے تجاوز نکرے اور مراد زیادتی سے یہ ہے کہ سوائے امور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے نامشروع کو دخل دینا نہ مطلق زیادتی اسواسطے کہ اظہار سرور کو باعث ثواب کہا ہے بدعتوں حسنہ
سے ہے کہ ثواب پاتا ہے اُسپر صاحب اُسکا اسواسطے کہ اُسمین ہے جنس تعظیم قدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اظہار
سرور اور خوشی پیدایش شریف کی اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزین مشعر ہوویں تعظیم آنحضرت اور سرور
پیدایش پر اسی قبیل سے ہے انواع زیادتی نہیں جیسا کہ اُسی کتاب مین قبل اسکے حافظ ابن حجر سے منقول
ہے وعلی ھذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینہ حتی یطابق قصۃ موسٰی صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم
فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلک لا یبالی بعمل المولد فی ای یوم من الشہر بل توسع قوم
فنقلوہ الی یوم من السنۃ وفیہ ما فیہ فھذا ما یتعلق باصل المولد واما ما یعمل فیہ فینبغی ان
یقتصر فیہ ما یفھم الشکر للہ تعالیٰ من نحو ما تقدم ذکرہ من التلاوۃ والاطعام والصدقۃ
وانشاد شیء من المدایح النبویۃ والزھدیۃ المحرکۃ للقلوب الی فعل الخیرات والعمل للاخرۃ اما
ما یتبع ذلک من السماع واللھو وغیر ذلک فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث یقتضی
السرور بذلک الیوم لا باس بالحاقہ بہ ومھما کان حراما او مکروھا فیمنع وکذا ما کان خلاف
الاولی اور بنابر اسکے سزاوار ہے کہ ڈھونڈھا جاوے روز معین یعنی ولادت شریف کا تاکہ مطابق ہووے قصہ
موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو روز عاشورہ مین اور جو شخص لحاظ نکرے اسکا کچھ باک نہیں رکھتا ہے یعنی
اُسکو کچھ قباحت نہیں ساتھ کرنے مولد شریف کے جس دن مین اُس مہینے سے ہو بلکہ وسعت رکھتا ہے گروہ
پھر نقل کیا اُسکو لوگون نے طرف جس دن سے کہ سال سے ہو اور اُس نقل مین جو ہے سو ہے یعنی یہ لطف مولد
شریف کا جو کہ خاص روز ولادت مین ہے اور دنون مین نہیں ہے اور ماہ ولادت بھی ایک نوع کی مناسبت رکھتا ہے
بخلاف اور دنون کے اگرچہ جب چاہے تب کرنا مولد شریف کا درست ہے بجہت ہونے خیرات کے پس یہ وہ چیز ہے
کہ متعلق ساتھ اصل سرور ولادت کے اور ہر وہ چیز کہ کرنا چاہیے اُسمین پس سزاوار ہے کہ اختیار کرے اُس مین
اُس چیز کو کہ جس سے بوجھا جاوے شکر اللہ کا ایسی چیزون مین سے کہ پہلے ہو چکا ذکر اُسکا قرآن پڑھنے اور
کھانا کھلانے اور پڑھنے کسی چیز کے مدائح نبی اور نصائح جوش دینے والے سے قلبون کو طرف کرنے نیکیون او
عمل آخرت کے لیکن جو کہ ساتھ لگا جانا سماع اور لہو اور سوا اُسکے مراد سماع سے بالحان پڑھنا قصائد مدحیہ آنحضرت صلعم کا

اور لہو سے وہ چیز ہی کہ بالذات اُسمین کچھ منفعت نہو بقرینہ قول آئندہ کے پس سزاوار ہی کہ کہا جاوے کہ جو چیز کہ
مباح اسطور کی اعانت سرور کو ہو اُس روز مین جیسے روشن کرنا اور سلگانا لوبان یا اگر کا یا وقت قیام کے
حاضران محفل پر گلاب چھڑکنا یا عطر لگانا قباحت نہین ہی اُسکے ملا لینے مین ساتھ مولد شریف کے یہ سب امور بالذات
مباحات سے ہین کہ بعضے زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مستعمل تھے جیسا کہ عود وغیرہ سلگانا چنانچہ مشکوۃ
مین بسند مسلم نافع سے منقول ہی قال ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا استجمر استجمر بالوۃ غیر مطراۃ و
بکافور یطرحہ مع الالوۃ ثم قال ھکذا کان یستجمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
جب بخور کرتے یعنی خوشبو سلگاتے تو بخور کرتے عود ہندی کے ساتھ یعنی اگر یا لوبان کہ نہین مخلوط ہی کسی چیز سے
اور ساتھ کافور کے کہ ڈالتے تھے اُسکو عود مین ملا کر اس سے معلوم ہوا کہ مراد بیان الوۃ سے لوبان ہی سوا سکے کہ
کافور مخلوط کرنا اُسمین زیادہ خوشبو دیتا ہی اور بعضے بلاد ہند مین اُسکو عود کہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ سلگانا
لوبان کا پسند تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس مناسب ہوا کہ وقت ذکر شریف کے عمل مین آوے لیکن
چونکہ وقت تلاوت اور اذکار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہین ہوا لہذا فی نفسہ استعمال اُسکا وقت
ذکر وغیرہ کے اقسام مباحات سے ہی اور بعد رواج پانے کے فعل علما سے بحجت تعامل الناس کے مستحبات سے
ہو گیا جیسا کہ فصل اول مین گذرا اور گلاب چھڑکنا عادات اہل عرب سے ہی وقت ملاقات سرور کے دوستون
پر گلاب چھڑکتے ہین پس یہ بھی مباح ہی بجہت نہ پائے جانے کسی قباحت شرعی کے اور ہرگاہ علماء سابق
نے اُسکا استعمال کیا کہ معین سرور خاص کو ہی مستحسن ہوا واللہ اعلم اور معمول ہی پڑھنے والون مولد شریف کا
تمامی بلاد اسلام مین کہ وقت پیدایش شریف کے کھڑے ہو کر درود مشتمل بر صفات فخریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا یا قصیدہ مدح کا پڑھتے ہین اُسکی بھی اصل حدیث سے ثابت ہوتی ہی کیونکہ بہ سبب ذکر شریف
کے ایک نوع کی تنہائی شیطان پر واسطے اہل مجلس کے پائی جاتی ہی اور ایک نہج کا حصول اطمینان
ہوتا ہی جیسا کہ مشکوۃ مین بسند بخاری کے ابن عباس سے مروی ہی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم الشیطان جاثم علی قلب ابن آدم فاذا ذکر اللہ خنس واذا غفل وسوس کہا ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان بیٹھا ہوا ہی آدمی کے دل پر پس جب ذکر
کرتا ہی انسان اللہ کا بھاگتا اور شرمندہ ہوتا ہی شیطان اور جب غافل ہوتا ہی انسان وسوسہ ڈالتا ہی شیطان
اور اسی کتاب مین ابو سعید خدری اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بسند مسلم مروی وقال رسول اللہ صلعم

لا یقعد قوم یذکرون الله الا حفتهم الملائکة وغشیتهم الرحمة ونزلت علیهم السکینة
وذکرهم الله فیمن عنده فرمایا رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں بیٹھتے کہ ذکر کرین الله کا مگر گھیر لیتے
ہین انکو ملائکہ اور چھپا لیتے ہین اُنپر رحمت اور نازل ہوتی ہے اُنپر سکینہ یعنی اطمینان اس سے معلوم ہوا کہ ذکر خدا
باعث فتحیابی کا شیطان سے اور حصول اطمینان کا ہوتا ہے اور فصل پہلی مین معلوم ہو چکا ہے کہ اشارۃ النص
آیۂ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ذکر جناب رسالت پناہی عین ذکر الٰہی ہے اور بھی واقعات میلاد شریف مین روایات
صحیحہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائے زمان علوق شریف مین شیطان کو چالیس دن عذاب رہا اور بعد اُسکے
وہ خوف ملائکہ سے بھاگ نکلا پس تمامی ذکر ولادت شریف کا مناسب اور مظہر فتحیابی کو ہوتا ہے اور پڑھنا
مدح نبی کا وقت فتحیابی اور اطمینان کے آنحضرت کے روبرو احادیث سے ثابت ہوا ہے چنانچہ ترمذی شمائل
مین انس رضی الله عنہ سے مروی ہے ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم دخل مكة فی عمرة القضاء
وابن رواحة یمشی بین یدیه وهو یقول شعر خلوا بنی الکفار عن سبیله ✢ الیوم
نضربکم علی تنزیله ✢ ضربا یزیل الهام عن مقیله ✢ ویذهل الخلیل عن خلیله فقال له عمر
یا ابن رواحة بین یدی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وفی حرم الله تقول شعرا فقال
النبی صلی الله علیه وآله وسلم خل عنه یا عمر فلهی اسرع فیهم من نضح النبل تحقیق نبی صلی الله علیہ
وآلہ وسلم داخل ہوئے مکہ کو عمرۃ القضا مین کہ عبارت اُس عمرے سے ہے کہ بمقام حدیبیہ آپنے سنہ چھ مین ہجرت سے
قصد عمرہ کا کیا تھا کفار مانع آئے اور آپنے صلح کر لی اس وعدہ پر کہ سال آیندہ مین عمرہ کرینگے رجوع فرمائی
دوسرے سال اُسکے یعنی سنہ سات مین آپنے عمرہ قضا عمرہ اول سے ادا فرمایا اسکو عمرۃ القضا کہتے ہین اور بعضے
محدثین وجہ تسمیہ عمرۃ القضا کی یون لکھتے ہین کہ معنی قضا کے فتح کے بھی ہین اور یہ عمرہ بعد جاری ہونے اور
شروع فتحون اور نزول سورۂ فتح کے وقوع مین آیا اسکو عمرۃ الفتح بھی کہتے ہین اصطلاح اور نام بھی ہین اُسکے
ایسے ہی معنی کے مثل عمرۃ القصاص اور عمرۃ الصلح اور عمرۃ القضیہ بعد فتح خیبر کے شروع ذوالقعدہ مین
تہیا اسباب عمرہ کا فرمایا اور حکم کیا کہ جتنے لوگون نے اگلے سال عمرہ موقوف کیا اس سال چلین اور کوئی رہ
نجاوے چنانچہ جتنے زندہ تھے سب ساتھ ہوئے دو ہزار مرد ہمراہ لیکر اور ہم کو مدینہ مین والی کیا اور ساٹھ بدنہ
سوق کیے اور ساتھ لیا سلاح اور اسباب جنگ کا اور سو سوار آگے رکھ لیے جب ذوالحلیفہ ایک مقام ہے وہان آئے
روانہ کیا سواران کو سردار اُنکا محمد بن مسلمہ کو کیا اور ذی الحلیفہ مین بشر بن سعد کو عامل کیا اور احرام عمرہ کا

کیا آنحضرتؐ اور ہمراہیون نے اور لبیک کہتے ہوے روانہ ہوے اور پہونچے محمد بن مسلمہ مر الظہران کے مقام مین
کہ مکہ وہان سے کچھ کم ایک منزل رہتا ہی وہان کچھ لوگ قریش کے تھے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کہان ہین محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تشریف لاتے ہین کل کی صبح یہین کرینگے انشاء اللہ پس اُن لوگون نے
جاکر مکہ مین اپنی قوم کو خبر کی کفار قریش گھبرائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر الظہر امین اُترے اور
اسباب جنگ کو بطن یاجج مین کہ وہان سے نشانہائے مکہ نظر آتے ہین بنگرانی انس بن خولی انصاری کے
چھوڑا پس کفار نے رعب کھاکر مکہ کو خالی کردیا اور پہاڑونکی چوٹیون پر جا ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ذی طوی مین ہدی کو پیش کر کے اپنی سواری پر سوار مکہ مین داخل ہوے درحالیکہ مسلمان تلوارین
حمائل کیے ہوے گرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہتے ہوے لبیک تھے اور ابن رواحہ باگ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مرکب کی پکڑے ہوے تھے ایسا ہی لکھا ہی مواہب مین اور سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلتے
تھے اور پڑھتے تھے خلوا بنی الکفار عن سبیلہ آخر تک طبرانی و بیہقی نے بعد اس مصرع کے اور چند مصرع روایت
کیے ہین اور ابن عقبہ نے بعد قد انزل الرحمن کے ایک اور روایت کیا ہی اور ابن اسحق نے آخر مین ایک اور
روایت کیا ہی مجموع اُسکا یہ ہی خلوا بنی الکفار عن سبیلہ الگ کر دو اولاد کفار کو راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے یا الگ ہو جاؤ ای گروہ کفار کے راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قد انزل الرحمن فی تنزیلہ تحقیق
نازل کیا اور فرمایا رحمن نے بیچ تنزیل اپنی کے یعنی قرآن مین فی صحف یتلی علی رسولہ ایسے صحیفون مین کہ پڑھے جاتے ہین
اُسکے رسول پر بات خیا القتل فی سبیلہ باین طور کہ بہتر ہی کشت و خون کرنا اُسکی راہ مین یعنی جہاد مین نحن قتلناکم
علی تاویلہ ہم قتل کرینگے تمکو بنا بر تاویل اُسکی کے یعنی اجتہاد او استنباط سے کما قتلناکم علی تنزیلہ جیسا کہ قتل کیا ہمنے تمکو
نازل کرنے اُسکے کے الیوم نضربکم علی تنزیلہ ضربا یزیل الہام عن مقیلہ آج مارینگے ہم تمکو بنا بر تنزیل اُسکی کے
ایسا مارنا کہ جدا کر دیگا سر کو جوڑ اُسکے سے یعنی گردن سے و یذہل الخلیل عن خلیلہ اور بھلا دیگا دوست کو دوست
اپنے سے یارب انی مومن بقیلہ ای پروردگار مین ایمان رکھتا ہون موافق فرمان اُس حضرت کے
رأیت الحق فی قبولہ مینے دیکھا حق کو اُسکے قبول کرنے اور بدل و جان مان لینے مین پس اُسنے کہا عمر رضی اللہ
عنہ نے ای ابن رواحہ سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حرم خدا مین کہتا ہی تو شعر پس فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الگ ہو اُس سے اسواسطے کہ ہر آئینہ یہ تیز تر ہے اُنکے حق مین کانٹون سے اس
سے معلوم ہوا پڑھنا مدائح نبوی کا وقت ظہور آثار فتح کے دشمن کو زیادہ صدمہ دیتا ہی اور پسندیدہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسواسطے کہ یہ عمرہ بعد فتح خیبر اور چند جنگون کے واقع ہوا اور کفار کو رعب حاصل
ہوا اُسکی خوشی مین ابن رواحہ یون چھپانے لگے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسکو پسند فرمایا اور
بعد حصول فتح کامل کے کہ فتح مکہ ہے ایسا مروی نہین ہوا ہے اسیطرح ہم بھی بعد ذکر ولادت کے کہ ظہور آثار فتح
پائین گے شیطان پر اور نوع اطمینان کی بامید مغفرت حاصل ہوتی ہے درود مدحی اور قصائد فخر آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پڑھتے ہین کھڑے ہوکر تاکہ شیطان کو صدمہ ہو اسواسطے کہ یہ پڑھنا ابن رواحہ کا اسلیے تھا
اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدائح فخری اپنے کھڑے ہوکر پڑھوائے ہین جیساکہ بخاری نے اپنے
جامع مین اور ترمذی نے مفصلاً شمائل مین ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم او قالت ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و یقول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما ینافح او یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ درست
فرماتے واسطے حسان بن ثابت کے ایک منبر مسجد مین کہ کھڑے ہوتے حسان اُسپر کھڑے کھڑے بیان مفاخر
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کرتے یا کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جواب دہی کرتے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یعنی جو کہ کفار بد شعار کلمات بے ادبی کے زبان پر لاتے رد اُسکا حسان کرتے
ساتھ اشعار مدحیہ کے اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقینی اللہ تائید کرتا ہے حسان کی بواسطہ
روح القدس یعنی جبریل کے جبتک مدح اور فخر کرتے ہین حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
ان دونون حدیث کے جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ محل حصول طمانیت اور آثار فتح کے بیان مدح
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کھڑے ہوکر پڑھنا پسندیدۂ نبوی ہے پس وقت ذکر میلاد شریف کے واسطے
تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کھڑے ہوکر درود مشتمل اوصاف فخری اور اشعار مدحی آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پڑھنا مستحب ہے اسواسطے کہ نظیر اُسکا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بواسطہ ان روایات
کے ثابت ہوتا ہے اور توارث علماے صالحین کا اُسپر جاری بلکہ بسبب انکار اہل دین جدید کے بکمال متانت
ساتھ پڑھنے حسان بن ثابت کے اشعار مدحیہ کو موجود ہے اور بعضے نادان کہتے ہین کہ قیام تعظیمی واسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ممنوع ہے بروایت مشکوۃ کے بسند ترمذی کے بروایت انس رضی اللہ عنہ

کے قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کانوا اذا رأوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذلک کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب تر انکے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے محبت بہت رکھا کرتے اور کسی سے ویسی محبت نکرتے اور تھے صحابہ کہ جب دیکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو نہ اُٹھتے اور نہ کھڑے ہو جاتے اس سبب سے کہ جانتے تھے مکروہ جاننا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا اُسکو وہ یعنی قیام تعظیمی کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم اتنا نہیں سمجھتے ہیں کہ اس حدیث سے نہی قیام تعظیمی کی مذکور نہیں ہے بلکہ علت ترک قیام صحابہ کی کراہت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ناگوار کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا اپنے قیام تعظیمی کو بجہت غلبہ شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے نسبت طرف صحابہ رضی اللہ عنہم کے تھا بقرینہ روایت لم یکن شخص احب الیہم کے کہ سابق متصل ہے ساتھ ذکر ترک قیام کے جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے و طیبی گفتہ کہ این کراہت از جہت کمال محبت و رسوخ مودت و صفای باطن و تالیف قلوب بود کہ موجب رفع تکلف و وجود اتحاد و یگانگی است پس حاصل آن آمد کہ قیام و ترک قیام بحسب زمان و احوال و اشخاص متفاوت گردد و ازینجاست کہ گاہی کردہ اند و گاہی نہ و باین وجہ حاصل می گردد تطبیق و توفیق میان احادیث و قول او لم یکن شخص احب مشعر ست بآنکہ محبت مستلزم تعظیم و ہیبت و اجلال ست با وجود آن چون آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم مکروہ میداشت آنرا ایشان نخواستند بجہت طلب رضا و اطاعت و ازینجا معلوم گردد کہ لا طاعۃ فوق الادب و بروشنی کہ طیبی رفت ہمین محبت و کمال آن باعث بر عدم قیام آمد گویا کانوا اذا رأوہ لم یقوموا بیان ثمرہ و نتیجہ کلام سابق ست فافہم انتہی اور ناگوار رکھنا اپنے قیام تعظیمی کا واسطے تحریم کے نہ تھا اسواسطے کہ قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا صحابہ سے ثابت ہے جیسا کہ مشکوۃ میں بسند بیہقی کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یجلس معنا فی المسجد و یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ کہا ابو ہریرہ نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کہ بیٹھتے ہمارے ساتھ مسجد میں اور باتین کرتے ہمسے پس جب کھڑے ہوتے اور اُٹھتے کھڑے ہو جاتے ہم کھڑے رہتے کر یہانتک کہ دیکھتے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو کہ داخل ہو چکے بعضے گھرون بیبیون اپنے کے تئین پس اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

کے لیے قیام کرتے تھے پس اس روایت اور روایت انس رضی اللہ عنہ مین تعارض درباب قیام تعظیم
نفیاً و اثباتاً پیدا ہوا اور مثبت مقدم ہی عمل مین نافی سے جیسا کہ فصل اول مین مشرح ہو چکا ہی اور
نہی قیام تعظیمی کی کہ مشکوۃ مین بسند ابو داؤد ابی امامہ سے مروی ہی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم متکئاً علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضاً کہا
ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک دیے ہوے اوپر عصا کے پس کھڑے
ہوے ہم واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے نہ کھڑے ہو جیسا کہ کھڑے
ہوتے ہین اعاجم کہ تعظیم کرتے ہین بعضے بعضون کی یہ نہی محمول اوپر ہیئت مخصوص قیام تعظیمی کے نہ نفس
قیام تعظیمی کے اور قرینہ عبارت مقتضی ہے خصوص ہیئت کو جیسا کہ لکھا ہی شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ نے اس حدیث کی شرح مین برنخیزید و نہ ایستید چنانکہ برمی خیزند و می ایستند اہل عجم تشبیہ در اصل
ایستادن باشد یا کیفیت خاص کہ چون عظیمے از عظماے ایشان برایشان درآید بمجرد دیدن وی برخیزند
اضطراب کنند و پیش آیند و براے تعظیم وے برپا ایستادہ باشند چنانکہ تلمیح بآن کردہ بقول خود یعظم
بعضہا بعضاً تعظیم می کنند بعضے از ایشان کہ اصاغرند بعضے دیگر را کہ عظما و اکابرند و برین توجیہ اصل
قیام ممنوع نباشد چنانکہ در احادیث آمدہ بلکہ آنچہ بطریق تعظیم و تجبیر باشد انتہی اور درصورت محمول ہونے
مطلق قیام تعظیمی کے یہ نہی منسوخ ہی بفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا کہ مشکوۃ مین بسند ابوداؤد ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی قالت ما رأیت احداً کان اشبہ سمتاً وہدیاً ودلاً وفی روایۃ
حدیثاً وکلاماً برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام
الیہا فاخذ بیدہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ
فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہین دیکھا مین نے کسی ایک کو
کہ ہووے مشابہ زیادہ روش باطنی و وقار ظاہری اور حسن اخلاق مین اور ایک روایت مین حدیثاً وکلاماً
بھی مذکور ہی یعنے بولی اور بات مین ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھین
فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ جب داخل ہوتین آنحضرت پر یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوتین کھڑے ہو جاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف انہین فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پھر
پکڑتے ہاتھ انکا پس بوسہ دیتے انکو اور بٹھلاتے انکو اپنی نشست گاہ مین یعنی پاس اپنے اور جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جب تشریف لاتے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین کھڑی
ہوجاتین طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر پکڑتین ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا پس بوسہ دیتین اُنکو اور بٹھلاتین اپنی نشست گاہ مین ظاہر ہی کہ کلمہ کان کا بعد داخل ہونے
کے فعل پر دلالت کرتا ہی اوپر دوام کے پس بلاشبہ وقوع اس فعل کا بعد نہی کے ہوگا کیونکہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت مین ترک قیام کو ذکر نہین کیا اور بھی محمول کرنا اس قیام کا
اوپر قیام محبت غیر تعظیم کے بعید ہی اس لیے کہ وقوع ایسے امور کا ازراہ محبت کے درصورت تمادی
مفارقت کے ہوا کرتا ہی نہ دائما اس وجہ سے علما نے استحباب قیام تعظیمی واسطے بزرگون کے اس
حدیث سے ثابت کیا جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ مین تحت حدیث
ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کے قوموا الی سیدکم کہ درحق سعد بن معاذ اوسی رضی اللہ عنہ کے لکھا
ہی پوشیدہ نماند کہ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر فاطمہ رضی اللہ عنہا را و قیام وی رضی اللہ
عنہا مر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را سابقا معلوم شدہ و تاویل بآنکہ آن قیام محبت و اقبال بود
نہ تعظیم و اجلال خالی از بعدے نیست وہم طیبی رحمہ اللہ از محی السنۃ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند
جماہیر علما باین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا شرف بقیام و امام محی السنۃ محی الدین
نووی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب ست
و احادیث درین باب ورود یافتہ و در نہی ازان صریحا خبری صحیح نشدہ و در مطالب المومنین از قنیہ
نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برای کسیکہ درآمدہ است بروی بجہت تعظیم و قیام مکروہ نیست
بلکہ مکروہ محبت قیام ست از کسے کہ قیام کردہ شدہ است برای وی و اگر وی محبت قیام ندارد قیام برای
وی مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ قیام منہی عنہ درحق کسی ست کہ نشستہ باشد و ایستادہ
باشند پیش وی مردم تا نشستن وی چنانکہ در حدیث بیاید در قیام و تعظیم برای اہل دنیا بجہت دنیاے
ایشان وعید شدید وارد شد مکروہ ست در غایت کراہت انتہی اور بعضے سفہا قیام وقت کو تشبیہ دیتے
ہین ساتھ جنم وغیرہ کے معاذ اللہ حالانکہ فصل اول مین مشرح ہوچکا ہی کہ جوکہ اصول اربعہ سے ثبوت
پاوے اُسمین حرمت تشابہ بدون نیت تشابہ کے اور اتحاد وضع کی لاحق نہین ہوسکتی اور ظاہر ہی کہ اس
قیام مین مدائح نبویہ اور درود پڑھا جاتا ہی اور اُسمین شمول لہویات کا ہی مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

سوال ۲۴۴ مولوی صاحب دام اقبالہ السلام علیکم ولی اللہ کے مزار پر چادر مٹھائی پھول وغیرہ لیجاکر فاتحہ دینا اور مجلس میلاد شریف مین جو تعظیما قیام کے واسطے اٹھتے ہین جائز ہی یا ناجائز ہی اسکا فتوی تحریر فرماکر روانہ فرمایے مولوی اسد اللہ اس بات کا فتوے دیتے ہین کہ شیرینی وغیرہ لیجاکر جو فاتحہ مزار پر دیتے ہین وہ شرک ہی قرآن سے ثابت ہی ھو المصوب

امور مذکورہ بعض علما کے مستحبات سے ہین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سوال ۲۴۵ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ یہ اشعار ے

دل از عشق محمد ریش دارم رقابت با خدای خویش دارم

عشق حضرت کا نہ لی نام دلا تو ہرگز کہین خالق سے نہ مضمون رقابت نکلے

کیسے اور حکم انکا کیا ہی اور بعد تنبیہ صحت پر اصرار جائز اور تاویلات مفید ہین یا نہین بینوا توجروا **الجواب** قبل از بیان حکم تحقیق معنے اشعار حسب محاورہ شعراے فرس و اردو معنی رقابت باصطلاح شاعران فارس وارد و مخالفت وعناد ورشک وحسد کو متضمن یا مستلزم اور دوسرے کا محبوب سے مجرد محبت رکھنا صحت اطلاق رقیب کے لیے غیر کافی ولہذا کہین انکے کلام مین ذکر اس صفت اور اسکے موصوف کا خیر وخوبی کے ساتھ نہین پایا جاتا جہان کہین لکھتے ہین سب وشتم وطعن وتشنیع وکلمات حسد ودعاہای بد واشباہ اسکے کلمات کریہہ واقوال قطیعہ سے یاد کرتے ہین اور اولاد ووالدین کو نہ رقیب کہین نہ انکے نسبت الفاظ مذکورہ لکھین پس جناب باری جل شانہ وعظم برہانہ کو اپنے سے یہ نسبت قرار دینا گویا یہ کہنا ہی کہ العیاذ باللہ اللہ تعالی اس شخص کا مخالف اور اس سے رشک وحسد رکھتا ہی شعر اول مین صراحۃ ادعاے رقابت ہی پس باعتبار معنی متبادر ومحاورات شعرا اسکے کلام بیہودہ ومخالف شریعت مطہرہ ہونے مین کیا شبہہ شعر ثانی مین اگرچہ اس صریح دعوے سے احتراز اور جناب باری کو اپنا رقیب قرار دینے سے انکار ہو مگر طریقہ احتراز یہ ہی کہ عشق حضور مین خوف رقابت خدا تسلیم کرکے راسا عشق ومحبت کے نام لینے سے منع کرتا اور باز رکھتا ہی اور یہ امر بھی بوجہ مخالفت شریعت غرا ہی اولا اگر علی سبیل التنزل معنی شعر یہی قرار دیے جاوین کہ عشق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین رقابت باری کا ایک وہم واحتمال ہی تاہم اس نسبت کے ایہام مین ایہام رشک وحسد پیدا اثش محصل ظاہر کلام یہ ہی کہ عشق ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لینا چاہیے مبادا خداے تعالی مخالف ہوجاے اور عیاذا باللہ یہ رشک وحسد پیش آوے

پر بظاہر حضرت قدوس مجاز میں عیوب و نقائص کا وہم و احتمال بھی گستاخی و سوء ادب سے خالی
نہیں ثانیاً محبت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ گمان فاسد کرنا اور اسکے نام لینے سے باز رکھنا
سفاہت بر سفاہت اور شرعاً از قبیل یاوہ گوئی و ہذیانات حب و ولا ہمارے سید و مولی صلی اللہ
علیہ وسلم کی اصل ایمان و موجب رضائے رحمن ہے بندہ کو جسقدر اس جناب سے عشق و محبت زیادہ
ہو اسی قدر ایمان کامل اور حضرت معبود سے نزدیکی و قرب زیادہ حضور خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ
علیہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین یعنے تم میں
کسی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جبتک مجھے اپنے باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ دوست
نہ رکھے دوسری روایت سے ثابت ہے کہ جبتک حضور کو اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے گا کمال ایمان
نہ پائے گا نہ کہ العیاذ باللہ عشق جناب کے نام لینے سے مخالفت الٰہی اور اس جانب سے رشک و
حسد کا گمان ہو جیسا کہ بظاہر شعر ثانی سے مترشح ہے لیس بلا ریب دونوں شعر خلاف شریعت بیجا ادب
سخت بیہودہ و بیجا ہیں مگر پہلا دوسرے سے قبیح تر کہ اس میں کھلا کھلا ادعاے رقابت ہے اہل اسلام
کو امثال اس کلام سے احتراز لازم اور تاویلات و تصرفات اس حکم سے نجات نہ دینگے کہ ایسا لفظ
کہنا کہ جسکے معنی متبادر میں جناب باری یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ادنی گستاخی و دیگر قبائح
شرعیہ پائے جائیں بلکہ انکا مجرد احتمال ہی ہو طریق ادب کے خلاف اور شرعاً بیجا اور بعد تنبیہ اس
پر اصرار کرنا اور درپے تصحیح ہونا اور زیادہ برا ہے ہذا والعلم عند واہب العلوم عالم کل سر مکتوم کتبہ
عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفی [احمد رضا خان ولد مولوی نقی علیخان] سدده و علی اللہ
اجره محمد نقی علی عفی عنہ [مولوی نقی علیخان ولد مولوی رضا علیخان] جواب مذکور درست و صواب ور
حضرت مجیب مستحق اجر و ثواب ہیں اسی واسطے کہ ازدیاد محبت قلبی اور غلبۂ شوق و عشق دلی بنا بر
جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اصل مدار ایمان ہے جسقدر اس میں کمی ہے اسی قدر ایمان کا
نقصان ہے اور انکار اس وصف کمال کا اور نام لینا اسکا زبان سے بھی نہایت تغیر مقتضا ہے واما
بہشت بسبب شفاعت کے ضرور ہے لیس شعر اردو میں جو بحرف نکلے مضمون رقابت کے حضرت کے
عشق کے علم لینے سے عمل کو مخالفت ہے باعتبار معنی ظاہر متبادر کے ضلالت و جہالت نا مستحسن ہے اور شعر
فارسی بھی باعتبار معنی متبادر قبیح و مستحسن ہے ایسے بیجا مضامین گو شعرا کے نزدیک نہایت پسند

ہون اور عقلا ہذیان نہون مگر شرعا نہایت بیجا ہین اور مقام نعت شریف مین کہ نہایت جاے
ادب ہی استدلال کلام ائمہ شریعت سے لازم ہی استناد اقوال و اشعار شعراے بے قید سے نازیبا ہے
البتہ جبتک قائل کا اعتقاد معنی متبادر پر بغیر تاویل کے ثابت نہو حکم کفر قطعی کا نسبت شخص معین کے
جائز نہین اور اگر اصرار و التزام اُس شئے فاسد کا قائل کو ہو تو البتہ اس مین خوف نقصان ایمان
کا ہے اور تاویل و توجیہ خلاف ظاہر گو کفر سے مانع ہی مگر پھر بھی ممنوع ہونا تفوہ ایسے مضمون کا
برقرار ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حررہ الفقیر عبد القادر القادری عفی عنہ
فی الواقع ایسے کلمات جناب باری جل جلالہ کے حق مین بڑی بے ادبی کے موجب ہین بلکہ
اصرار اس پر موجب تعزیر ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن
ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی] جامع الفتاوے کہتا ہی کہ ایسے اشعار اگر بوجہ
غلبہ محبت کے ہین تو موجب تعزیر یا لائق سرزنش نہین ہین استعارات و تشبیہات اور مجازات وغیرہ
کا استعمال اشعار مین بہت ہوتا ہی اور جب ایک لفظ مختلف معنی مجازی کی محتمل ہو تو شان اسلام اس
مین سے اُسی معنی کی تخصیص کردے گی جو منافی عقائد قائل نہون بحیث اسکی انبت الربیع البقل
کے تحت مین کتب معانی و بیان مین مشرح ہی تو اب ان اشعار کے معانی ایسے لینا جو شان اسلام
کے خلاف ہون ناروا ہوگا نہ یہ کہ ایسے اشعار کا کہنا ناجائز ہوگا ورنہ انبت الربیع البقل کے
مانند محاورات ترک کرنا پڑین گے۔ مانا کہ رقیب دشمن کی جگہ اور مخالف کے اوپر بولا جاتا ہی
ساتھ ہی اسکے ہم خیال اور ہم مذاق او رایک شخص کے مختلف عشاق پر بھی اطلاق ہوتا ہی اور محبوب
بسا اپنے محبوب کے کثرت عشاق ہونے کو پسند کرتا ہی جو ذوق محبت رکھتے ہین اُن پر بخوبی ظاہر
ہی لیکن کیون نہ شعر فارسی سے مقصود اتباع سنت ہو اور شعراے اردو مین تادب کا پہلو ملحوظ
رکھنے اور اپنی محبت کی تحقیر کے خیال کرنے کا نہو جو شان اہل ایمان کے موافق ہی اور لفظ رقابت
سے بھی سمجھا جاتا ہی واللہ اعلم ۱۳۰۵ھ سوال ۱۴۶ چہ می فرمایند علماے دین و مفتیان شرع متین درینکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از قدم شریف و ردا و قمیص و موی مبارک کہ کدام کدام چیز بعد وفات
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی بود و کجا کجا منتقل شد بینوا بالروایات توجروا الہم الصواب
بودن موی مبارک و قمیص وغیرہ تبرکات نزد مصریان ثابت ست شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ

در مدارج النبوة افاده نموده و در روایتی آمده که چون نحر کرده رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بعد از آن حلاق را
طلبیده که معمر بن عبد الله نام داشت واشارت کرد حلاق را که ابتدا بجانب راست کند وقسمت
نمود موهای را بر اصحاب بر یکی را یک تار مو تا دو تار مو نصیب رسید وموهای جانب چپ را با ابوطلحه
انصاری داد و آخر ناخن انگشتان مبارک تقلیم کرد و آن را نیز بر مردمان قسمت نمود ومروی است از
ابو بردة ابن ابو موسی اشعری که گفت بیرون آورد پیش ما ام المؤمنین عائشه رضی الله عنها ازاری درشت
و گلیمی وگفت قبض کرده شده است روح پیغمبر صلی الله علیه وسلم درین دو جامه واین صفت
وگفت اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنهما بود جبه آنحضرت صلعم نزد عائشه رضی الله عنها وفوت کرد پس گرفتم آن را من و ما
می شوئیم آن را برای بیماران برای طلب شفا ودر کلاه خالد بن ولید موی چند بود از موهای
شریف صلی الله علیه وسلم تبرکا وافتاد کلاه وی در بعضی جنگ پس مضطرب گشت در
جستجوی آن تا آنکه چند مسلمانان کشته شدند پس انکار کردند صحابه این فعل را بر خالد
گفت نکرده ام این را برای کلاه بلکه بجهت موهای شریف که در آن بسته بود نگاه داشته ام تا ضائع
نشود و در دست مشرکان نه افتد وبرکات آن از من مسلوب نگردد ومروی است که بعضی
از متروکات پیغمبر صلی الله علیه وسلم پیش عمر بن عبد العزیز بوده واو آن را در خانه مضبوط نگاه
میداشت وهر روز یکباری می رفت وآنها را زیارت میکرد وگاه بود که چون بعضی از اشراف
پیش وی می آمدند آن را داخل خانه می برد وآنها را بایشان می نمود ومیگفت میراث من اکرمکم
الله وعززکم به وگویند در آن خانه سریری و بالشی از ادیم که حشو آن از لیف خرما بود ویک جفت
موزه وقطیفه واشیای دستی و کنانه که در آن چند تیر بودند وگویند که در آن قطیفه اثر عرق سر
مبارک وی بود ومردی زحمتی عظیم داشت وشفائی یافت از عمر بن عبد العزیز التماس نمود که
که بعضی از آن عرق بشوئید او با سعوط در بینی بیمار چکانیدند بیمار شفا یافت انتهی وصاحب
مواهب اللدنیه نقل نموده است که در شهر ذیقعده سنه هشت صد ونود وه هجری نزد یک شیخ
ابی حامد موی رسول مقبول صلی الله علیه وسلم دیده ام وایضا من بعد ما ذکره من فضل
تمثال نعله الکریمة علیها افضل الصلوة والتسلیم وجرب من نفعها وبرکتها ما
ذکره ابو جعفر احمد بن عبد المجید وکان شیخا صالحا ورعا قال حذوت هذا المثال

لبعض الطلبة فجاءني يوما فقال لي رأيت البارحة من بركة صاحب هذا النعل عجبا أصاب
زوجتي وجع شديد كاد يهلكها وجعلت النعل على موضع الوجع وقلت اللهم أرني بركة
صاحب هذا النعل اصابها دس من الوجع الشديد فشفاها الله للحين قال ابو اسحٰق قال
ابو القاسم ابن محمد ومما جرب من بركته ان من امسكه التماسا للتبرك كان له امانا
من بغي البغاة وغلبة العدو وحرزا من كل شيطان مارد وعين كل حاسد وان امسكته
المرأة الحامل بيمينها وقد اشتد عليها الطلق يتيسر امرها بحول الله وقوته انتهى والله اعلم
بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه احقر العلماء خادم احمد غفر له الصمد۔ سوال ۱۵۳ یا علما رحمہم اللہ تعالیٰ
در آثار قدم شریف که در تمام عالم بهر شهر و قصبه موجود است اعتقاد این چگونه باید و از آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم چه جا بصحت رسیده که نقش قدم شریفش در حجر اثر کرده و بعد ازان منتقل شده کجا رسید و در عهد
صحابه و تابعین کجا ماند و حالا بگمان اینکه از همان تبرکات است چگونه تعظیم و تکریمش کرده آید بینوا
توجروا هو الموفق بودن اثر قدم شریف در مقام ابراهیم و از حافر نعل شریف در مسجد بنی معاویه
المدرون مدینه بحد تواتر رسیده شیخ عبد الحق دهلوی در مدارج النبوة افاده نموده و از انجمله آنست
که چون بر سنگ میرفت فرو میرفت هر دو پای وے در آن چنانکه در مقام ابراهیم متواتر است
و اثر مرفقین آنحضرت در سنگ دیگر مشهور است و اثر حافر نعل شریف در مسجد بنی معاویه در مدینه
واقع است انتهی و دیگر جاها که اثر قدم شریف مردمان مشهور ساخته اند اگر بپایه تصدیق برسد او را
متبرک شمارد و از وی برکت گیرد باین طور که او را مس ساخته هر دو دست را بر دو چشم مالد شیخ عبد الحق
دهلوی در مدارج النبوة رقم فرموده دیده ابن عمر رض که نهاد دست خود را بجای نشستگاه آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازان دست را بروی خود مالید انتهی آری چنین تعظیم و تکریم نماید که بپایه پرستش
نرساند اعاذنا اللہ منه واللہ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب نمقه احقر العلماء خادم احمد غفر له الصمد
۵۵ سوال ۱۳۲ ایسے موئے مبارک کی زیارت کی نسبت اور نیز اس محفل زیارت میں شرکت کی
بابت جو بغیر اسناد صحیح کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہو حالانکہ اس محفل زیارت
میں بعض منہیات شرعیہ اور بدعات سیئہ کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہو مثلاً شب برات ...
چراغان روشن کیے جاتے ہیں نوبت و شہنائی نوبت بہ نوبت بجائی جاتی ہو ...

راگ بھی مع مزامیر وغیرہ ہوتا ہے غرضکہ جملہ رسومات شادی اُس محفل زیارت مین ادا ہوتے ہین اور اسباب
تعیش وطرب مہیا کیے جاتے ہین صبح روز زیارت کو بالیدہ پر آنحضرتؐ کی روح پر فتوح پر فاتحہ مروجہ کرنا
بھی واجبات سے خیال کیا جاتا ہے اور نیز ارشاد ہو کہ شیفتگان موی مبارک اکثر نقد وجنس بطور نذر
ونیاز کے موے مبارک پر چڑھاتے ہین اُسکا لینا کیسا ہے اور کسکو لینا چاہیے اور کسی قدر اراضی
وغیرہ بطور اعانت عرس موے مبارک کی سلاطین اہل اسلام کے عہد سے معاف چلی آتی ہے اُس پر
خادمان موے مبارک کا متصرف ہونا اور اُس مین سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نفقہ چلانا شرعاً کیسا
ہے بینوا توجروا **الجواب** جاننا چاہیے ہر مسلمان کو کہ جن چیزون کو ذات بابرکات حضرت رسول الثقلین
سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی قسم کا علاقہ ہے خواہ وہ موی مبارک ہو خواہ جبہ مبارکہ
خواہ نعلین پاک ہون خواہ اور کوئی چیز ہو کہ جسکو آنحضرتؐ نے مس فرمایا ہو اور کسی طرح سے اُسکو شرف
پیدا ہوا ہو ایسی تمام چیزون کی تعظیم کرنا اور اُنسے برکت حاصل کرنا نشان کمال ایمانی اور دلیل غایت
محبت نبوی ہے اور جملہ آثار نبی پر جان نثار کرنا ایک عمدہ علامت علامتہاے اسلام سے ہے اس
باب مین کسی عاشق جناب نبوی کو کلام اور کسی اہل ایمان کو اس سے انکار کی مجال نہین ہے اور اس مین
شبہہ نہین ہو سکتا کہ ایسے آثار ومشاہد کی تعظیم وتکریم اور اُنسے برکت حاصل کرنا دراصل تعظیم و
تکریم جناب احمدی کی ہے جو راس الایمان ہے اور ثبوت اسکا اکثر احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کرام سے ہوتا
ہے چنانچہ موے مبارک کی تعظیم اور برکت حاصل کرنے کی نسبت عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے
روایت ہے ارسلنی اهلی الی ام سلمة بقدح من ماء وكان اذا اصاب الانسان عين او شئ بعث
اليها مخضبة فاخرجت من شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت تمسكه في جلجل من فضة
فخضخضته له فشرب منه قال فاطلعت في الجلجل فرايت شعرات حمراء رواه البخاري
ترجمہ عثمان بن عبد اللہ بن موہب فرماتے ہین کہ بھیجا مجکو میرے گھر والون نے حضرت ام سلمہؓ کے
پاس ایک پیالہ پانی کا لیکر اور عادت سب کی یہ تھی کہ جب کسی آدمی کو نظر لگجاتی یا اور کچھ بیماری ہوتی تو وہ حضرت
ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ بھیجدیا کرتا تھا پس ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک نکالتین اور
اُسکو ایک چاندی کی ڈبیہ مین رکھا کرتی تھین پس وہ موے مبارک اُسی پانی مین ڈال کر ہلا دیا
کرتی تھین اور وہ اُسکو پی لیا کرتا تھا پس مین نے جھانک کر ڈبیا مین دیکھا تو اُس مین چند بال تھے

سرخ رنگ کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور جبہ مبارک کی تعظیم اور اس سے برکت حاصل کرنے کی نسبت حضرت اسماء بنت ابی بکر ہمشیرہ خاص حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہو انہا اخرجت جبة طيالسة كسروانية لها لبنة ديباج وفرجيها مكفوفين بالديباج وقالت هذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وكان النبي صلى الله عليه وسلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى نستشفى بها رواه مسلم ترجمہ حضرت اسماء بنت ابی بکر سے روایت ہو کہ انہوں نے نکالا ایک جبہ طیلسان کا کسروانی کہ اس مین گریبان پر ریشمی سنجاف تھے اور دونون چاکون پر اسکے ریشمی سنجاف تھے اور کہا کہ یہ جبہ ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ کے پاس رکھا تھا پس جب عائشہ نے انتقال کیا تو یہ جبہ مین نے لے لیا اسکو آنحضرت پہنا کرتے تھے اور اب ہم دھو کر مریضون کو پلاتے ہین کہ اسکی برکت سے شفا حاصل کرین اور اس سے یہ مسئلہ ثابت ہو کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے آثار مبارک کو تبرکا اوروں کو عطا فرمایا ہو اور بطریق تبرک اسکا استعمال کرایا ہو چنانچہ باب حجۃ الوداع مین حضرت انس رض سے مروی ہو قال ان النبي صلى الله عليه وسلم اتى منى فاتى الجمرة فرماها ثم اتى منزله بمنى ونحر نسكه ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقه الايمن فحلقه ثم دعا ابا طلحة الانصاري فاعطاه اياه ثم ناول الشق الايسر فقال احلق فحلقه فاعطاه ابا طلحة فقال اقسمه بين الناس رواه الشيخان ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے منا مین پس جمرہ کی جگہ آکر رمی کی پھر آپ نے اپنے قیام گاہ میں مراجعت فرماکر قربانی کی پھر حجام کو بلا کر جانب یمین سر مبارک اسکے طرف کی اسنے حلق کیا پھر ابو طلحہ انصاری کو بلا کر وہ موے مبارک دیدیے پھر حلاق کو دوسری شق یسار کی دی اور فرمایا کہ حلق کر چنانچہ اسنے حلق کیا تو فرمایا ابو طلحہ کو دیکر کہ یہ سب کو بانٹ دے اور ایسے ہی مروی ہو حضرت ام عطیہ رض سے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تکفین کے قصہ مین انہا قالت فالقى حقوه فقال اشعرنها اياه ترجمہ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین کہ حضرت نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا کہ اس کپڑے کو سب کپڑون سے پہلے پہنا کر کفن دو یعنی اسکو بدن سے متصل رکھو اور یہ حدیث دلیل ہی برکت حاصل کرنے مین صلحا کے آثار سے چنانچہ صاحب لمعات نے اسکے تحت مین افادہ فرمایا ہو وهذا الحديث اصل في التبرك بآثار الصالحين ولباسهم انتہى ترجمہ یہ حدیث اصل ہے

افادہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث دال ہے جواز تبرک حاصل کرنے پر ساتھ آثار صلحا اور لباس انکے کے اور اسی طرح جن چیزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا اسکی برکت ثابت ہے چنانچہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہیں قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فشرب من ماء فی قربۃ معلقۃ قائما فقمت الی فیہا فقطعتہا ترجمہ حضرت کبشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت ہمارے گھر آئے اور ایک مشکیزہ لٹکتا تھا اسکو منھ سے لگا کر آپ نے پانی پیا پس مین نے اس مشکیزہ کے دہانے کو تراش رکھا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا مین افادہ فرمایا ہے ومن اعظامہ اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاہدہ وامکنۃ من مکۃ والمدینۃ ومعاہدہ وما لمسہ علیہ الصلوۃ والسلام وایضا قال کانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحابہ کثرۃ من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنت من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی المشرکین الخ ترجمہ اور قاضی عیاض نے کہا کہ منجملہ تعظیم آنحضرت کے تعظیم ہے آپ کے تمام اسباب کی اور بزرگی آپ کے تشریف لانے کے مقامات اور مکانوں کی کہ مکہ میں ہوں یا مدینہ میں اور آپ کے عبادت کرنے کے مقامات اور جن چیزوں کو آپ نے ہاتھ لگایا ہو رحمت ہو خدا کی آپ پر اور سلام اور نیز کہا عیاض نے کہ حضرت خالد کے ٹوپی میں چند موے مبارک آنحضرت کے تھے پس گر گئی ٹوپی انکی ایک لڑائی میں پس دوڑے اس ٹوپی کے واسطے کہ اس موقع پر انکے ساتھیوں نے ناپسند کیا اس جگہ کی قتل و قتال کے اندیشہ سے تو حضرت نے فرمایا کہ میں کچھ اس ٹوپی کے لیے نہیں گھبرایا تھا بلکہ اس لیے کہ اس میں آنحضرت کے موے مبارک تھے مجھکو اندیشہ ہوا کہ مبادا وہ مشرکین کے ہاتھ لگے اور میں اسکی برکت سے محروم ہو جاؤں ۔ ایضا قال القاضی وحکی عن عبد الرحمن السلمی عن احمد بن فضلویہ الزاہد وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مسست القوس بیدی الا علی طہارۃ منذ بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ الخ ترجمہ اور نیز کہا قاضی نے کہ مروی ہے عبد الرحمن سلمی سے وہ روایت کرتے ہیں احمد بن فضلویہ زاہد سے اور وہ منجملہ غازیوں تیراندازوں کے تھے انہوں نے کہا کہ جب سے مین نے سنا کہ بری کمان کو آنحضرت نے دست مبارک سے چھوا

اُسوقت سے مینے اُسکو کبھی بے وضو نہین چھوا ایضا قال رأی ابن عمر واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی جبہتہ الخ ترجمہ اور کہا قاضی نے کہ دیکھا ابن عمر کو لوگون نے دیکھا کہ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھتے تھے اُس جگہہ ہاتھ لگا کر پیشانی پر مس فرماتے تھے پس ان تمام احادیث و روایات سے اہل ایمان کی نظر مین بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ جملہ آثار و مشاہد نبوی سے برکت حاصل کرنا اور اُنکی تعظیم کرنا عمدہ نعماے الٰہی سے ہی اور اس قسم کی برکت اور تعظیم کا ثبوت خود آنحضرت و صحابۂ کرام کے افعال مبارک سے ظاہر ہوتا ہی لیکن مسلمان کو چاہیے کہ وہ اس بات پر نظر کرے کہ جس طرح ان احادیث سے آثار نبوی کی برکت و تعظیم کا ثبوت ہوتا ہی اسیطرح تعظیم و برکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی انھین احادیث سے ثابت ہوتا ہی پس جس طرح وہ شخص جو منکر برکت آثار نبوی ہو بد دین گنہگار ہی اسی طرح وہ شخص جو خلاف طرق مرویہ حدیث کے کوئی نیا طریقہ تعظیم کا اپنی طرف سے اختراع کرے وہ مبتدع اور مخالف سنت سمجھا جاویگا اس لیے کہ مخالفت سنت مین دونون برابر ہین اور یہ اُس صورت مین ہی جبکہ اُس طریقہ مخترعہ مین کوئی امر خاص صریح منہیات شرعیہ اور محرمات یقینیہ سے شامل نہو اور اگر اُس طریقہ مخترعہ مین کوئی امر محرمات شرعیہ سے بھی شامل کیا جاوے تو ایسی حالت مین دو نقصان ہونگے ایک تو طریق خاص کا احداث اور دوسرے محرمات شرعیہ کا ارتکاب اور ان دونون باتون کا حکم یہ ہی کہ اسکا مرتکب غیر مستحل فاسق اور مستحل کافر ہی دوسرے اس بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ جو تعظیم اور برکت آنحضرت کے آثار کے واسطے ثابت ہی وہ آنحضرت ہی کے آثار کے ساتھ مخصوص اور دوسرے کے آثار کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو آنحضرت کے آثار کے ساتھ مخصوص ہی حرام ہی پس ضرور ہوا کہ جب کسی خاص جبہ اور خاص لباس اور خاص مو کی نسبت یہ دعوی کیا جاوے کہ یہ آنحضرت کے آثار ہین تو اول اس بات کا یقین حاصل کیا جاوے کہ یہ آثار آنحضرت کے آثار ہین یا دوسرے شخص کے ہین جنکو آنحضرت کی طرف طمع سے منسوب کر دیا ہی تاکہ اس یقین کے آثار کے ساتھ آنحضرت کے آثار کا سا برتاؤ لازم نہ آوے اور اس قسم کے یقین کا حصول بغیر اس طریقہ کے متعذر ہی جسکو ہمارے محدثین رحمہم اللہ نے روایت حدیث مین اختیار کیا اثبات آثار نبوی بھی حدیث عن رسول اللہ ہی اور حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین وہی طریقہ مسلوک ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ جبان آثار کا ثبوت ایسے طرق روایت پر موقوف ہو تو اُسکو

ولا يقال ان قدرته هو يده لان فيه ابطال الصفة وهو قول اهل القدر والاعتزال ولكن يده صفته بلا كيف انتهى اور سیر النبلاء مین ہے قال حرب الكرماني قلت لاسحاق بن راهويه ما تقول في قوله تعالى ما يكون من نجوى ثلاثة الا هو رابعهم كيف تقول فيه قال حيث ما كنت فهو اقرب اليك من حبل الوريد وهو بائن من خلقه وابين شيء في ذلك قوله الرحمن على العرش استوى انتهى اور بھی اُسی مین ہے قال السراج سمعت اسحق بن راهويه يقول دخلت على طاهر بن عبد الله وعنده منصور بن طلحة فقال لي تقول ان الله ينزل كل ليلة قلت تؤمن به اذا انت لا تؤمن ان لك ربا في السماء لا تحتاج ان تسألني عن هذا قلت هذه الصفات من الاستواء والنزول والاتيان قد صحت به النصوص ونقلها الخلف عن السلف ولم يتعرضوا لها برد ولا تاويل بل انكروا على من اول مع الاتفاق على انها لا تشبه نعوت المخلوقين ان الله ليس كمثله شيء انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي ٭ سوال ۴۲

السلام علیکم ۔ از طرف منگہ خان محمد بطرف منبع الفضائل مولانا صاحب محمد یوسف حفظ اللہ عن موجبات التاسف بعد از سلام کے خلاصہ یہ ہو کہ ایک عرب شریف مین گیا تھا اور اُس جگہ حنابلہ نے اُس سے پوچھا کہ تمھارے مذہب مین یہ اعتقاد رکھنا کہ پروردگار عالمیان بذاتہ فوق العرش بلا کیف اور جہت و معیت اُسکی علمی ہے صحیح ہو یا غلط پس اُسنے جواب دیا کہ اللہ پاک کی ذات ہر جگہ ہر مکان مین ہو کوئی جگہ اُسکی ذات سے خالی نہین پس اُنھون نے کہا کہ تمھارا مذہب جہم بن صفوان کا ہو پس معتبر ایک عالم بغداد سے آیا پس اس نے بولا کہ ہمارا مذہب حنفی اور باقی ایمہ کا مذہب اس باب مین ایکسا ہو کسیکا اختلاف نہین پس اُسنے کہا کہ ہمارے مذہب والی بدر الامالی مین کہا ہو ودیا العرش فوق العرش لکن بلا وصف التمکن والاتصال اور کہا امام ذہبی نے اس مسئلہ مین کتاب لکھی ہے اور اُسکا نام کتاب العرش والعلو رکھا ہو پس وہ شخص ابھی ہند مین آیا ہو اور عالمون سے یہ مسئلہ پوچھا پس اُنھون نے کہا کہ مولانا المرحوم مولوی عبد الحی صاحب نے اپنے فتاوے جلد اول صفحہ ۲۹ صفحہ ۳۰ صفحہ ۳۰ و جلد دوم صفحہ مین لکھا ہو پس بعضے عالم کہتے ہین کہ مولوی مرحوم وہابی تھا اور بعضے کہتے ہین کہ مولوی

الکتاب قد یصدق وفیہ اشارۃ الی التوقف فیما استشکل من الامور والعلوم الخ غرض کہ اسی
طرح ایسے مواقع پر بھی توقف کا طریقہ اسلم ہے ترجمہ تصدیق کرو اہل کتاب کی یعنی اس بات مین جسکی سچائی
بخوبی تصدیق نہین ہوئی واسطے احتمال اس بات کے کہ شاید وہ جھوٹ ہو اس لیئے کہ انکا ظاہر حال جھوٹ
کو مقتضی ہے اور نہ تکذیب کرو انکی اُن باتون مین جو توراۃ اور انجیل سے روایت کرتے ہین جبتک
انکی تکذیب ظاہر نہ ہو جاوے اسلیئے کہ شاید سچے ہون گو بوجہ اُن [illegible] کتابی [illegible]
بھی تحریف و تبدیل دیا ہے اور اس مین اشارہ ہے اس بات کا کہ جو امور مشتبہ ہون اعتقادی ہون یا عملی
مین سے تو انمین توقف چاہیئے الخ پس بموجب تمام امور مذکورہ بالا کے [illegible] ان مسائل کو دیکھنا
چاہیئے کہ جو لوگ موی مبارک آنحضرت کی زیارت طریقہ مذکورہ سوال کی بموجب [illegible]
اور بدعات سے پابند ہین دیکھو روایت مذکورہ بالا کے بموجب جب موے مبارک کو پانی مین [illegible]
واسطے حضرت ام سلمہ سے طلب کیا تو آنحضرت نے [illegible] تاشے [illegible] آیت اور قرآن خوانی نہین کرائی
ترتیب مجلس اور تعیین وقت اور تاریخ نہین کی اور غرض کسی قسم کے تعینات خاصہ سے [illegible] تقیید نہین
فرمایا بلکہ اسکی برکت کو ہر حالت مین قابل استفادہ تصور فرمایا [illegible] صورت کے [illegible] مسائل [illegible]
[illegible] تعیین ماہ ویوم وتاریخ کو امر ضروری اور موثر فی ازدیاد الانوار خیال کیا [illegible] جسکی [illegible]
مین کچھ بھی اصل نہین ہے اور تداعی اور انعقاد محافل خاصہ کو لابد خیال کر لیا ہے اور اس مین تو [illegible]
نقارہ وجملہ مزامیر مہیا کیے جاتے ہین جو سراسر افعال شیاطین سے ہین اور بعدہ موے مبارک پر [illegible]
نذر لغیر اللہ کیا جاتا ہے اور بطور تبرک کے تقسیم [illegible] سے انتفاع حرام قطعی ہے غرضکہ [illegible]
حالانکہ ایسے راگ بالاتفاق حرام ہین پس برکت حاصل کرنا جو غایۃ الامر مستحب ثابت ہوگی باعث ہوئی
ہے ایسے محرمات شرعیہ کی ارتکاب کی جن سے اجتناب واجب ہے اور قاعدہ ہے کہ جس امر مستحب کے ارتکاب
سے ترک واجب لازم آوے اُس مستحب کا ترک واجب ہے پس اس صورت مین ہرگز شریعت غرا سے [illegible]
اس بات کی اجازت نہین دیتی کہ ایسے بدعات کے ساتھ اس امر مستحب کا ارتکاب صحیح ہو اور نفس استحباب
اسکا بھی اُس صورت مین مسلم ہے جبکہ یہ بخوبی ثابت ہو جاوے کہ فی الواقع یہ موے مبارک آنحضرت ہی کا
ہے اور اگر یہ امر پایہ ثبوت کو نہ پہونچے تو ایسے جلسہ مین بقصد تبرک حاضر ہونا بھی جائز نہین ہے اور جو لوگ نذر
مانتے ہین موے مبارک کی اور اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہین وہ حرام ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت

لغیر اللہ نذر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ نذر لغیر اللہ ہے پس یہ حرام ہے چنانچہ لکھا ہے صاحب بحر الرائق نے والنذر للمخلوق
لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا یکون للمخلوق یعنی نذر مخلوق کی ناجائز ہے اس لیے کہ وہ عبادت
ہے اور عبادت کسی مخلوق کے لیے نہیں ہوتی الخ اور جس طرح یہ فعل حرام ہے اسی طرح اس قسم کے چڑھاوے کا
لینا اور اسکا کھانا اور اپنے صرف مین لانا بھی حرام ہے اور ایسی نذر منعقد نہیں ہوتی اور ذمہ پر اسکا ادا
واجب نہیں ہوتا چنانچہ اسی بحر الرائق مین ہے الاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل
الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز للخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من
الوجوہ الخ ترجمہ یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ نذر مخلوق کی حرام ہے اور وہ نذر منعقد بھی نہیں ہوتی اور ذمے
پر اسکا وجوب نہیں ہوتا اور مجاورون کو اسکا لینا اور کھانا اور کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہے اور
جو اوقاف موے مبارک کے خدام کے واسطے مقرر ہین اگر وہ اوقاف اس غرض سے مقرر کیے
گئے ہین کہ وہ تمام بدعات و شرکیات جو سوال مین مذکور ہین اس وقف کے ذریعہ سے رائج
کیے جاوین اور ایسے بدعات مین ان اوقاف سے صرف کیا جاوے تو فی نفسہ یہ وقف ہی باطل ہے
اور انکا واقف گنہگار ہے کیونکہ منجملہ شرائط صحت وقف کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ کام جسکے لیے وقف
کیا ہے فی نفسہ قربت اور عبادت معلوم فی الدین ہو اور ظاہر ہے کہ یہ امور نعوذ باللہ منہا عبادت نہین ہین
چنانچہ عالمگیریہ مین ہے ومنہا ای من شرائط صحتہ ان یکون قربۃ فی ذاتہ وعند التصرف الخ
ترجمہ اور منجملہ شرائط کے ایک یہ شرط ہے کہ وہ امر فی نفسہ قربت ہو اور وقت تصرف کے الخ اور اگر
اسنے صرف یہ نیت کی ہے کہ جو فقرا و مساکین یہان حاضر ہون ان پر صرف کیا جاوے اور جو شخص اسکے
متولی ہون وہ بھی بقدر حاجت اسمین سے لیا کرین تو وقف صحیح ہے اور بقدر حاجت خود لینا اور باقی فقرا پر صرف کرنا
حلال ہے واللہ اعلم کتبہ العبد الذلیل محمد اسمٰعیل [محمد اسمٰعیل] اجاد من اجاب محمد لطف اللہ فی الواقع برکت لینا ایسی
چیزون سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بانتساب صحیح بطریق صحیح منسوب ہین جائز و مستحسن ہے لیکن ایسے
محافل جن مین جانا جسکو سائل نے ذکر کیا بوجہ اشتمال ان کے بدعات مستقبحہ اور افعال محرمہ پر بشرکت ہونا
جائز نہین ہے اور نہ ایسے آثار سے جنکا انتساب بطریق صحیح ثابت نہین ہے برکت لینا جائز ہے اور جو اشیا
بحالت موجودہ موے مبارک پر چڑھاتے ہین انکا لینا بوجہ اسکے منذور لغیر اللہ ہونے کے نہین جائز ہے
[illegible] الی بتفصیل رائق وہو فیہ مصیب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی جامع الفتاوی کتا ہی کہ اس نذر کا بھی موافق اور نذور کے
حکم ہی جس کی تفصیل اپنے محل پر ہوگی یہان اسی قدر سمجھنا چاہیے کہ اگر ناذر کی نیت یہ ہو کہ اشیا چڑھائی
ہوئے مالک آثار اپنے تصرف مین لائے اور اُسکا ثواب اُسکو خدا دے تو کوئی وجہ عدم جواز کی
نہین واللہ اعلم ۔ سوال ۴۶ بنانا صورت وشبیہ روضۂ مقدسۂ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کا بطرز عمارت کے اس زمانے مین واسطے حصول ثواب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست
وجائز ہی یا نہین هو المصوب بنانا صورت وشبیہ روضۂ مقدسہ کا واسطے حصول ثواب کے داخل
بدعات ہی اور شرعاً ناجائز ہی اولاً اس وجہ سے کہ زمانۂ صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین مین باوجود تحقق
ضرورت کے یہ صورت نہین پائی گئی صدہا علما اُن زمانون مین مشتاق زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ
وسلم کے رہتے تھے اور بعض صحابہ مثل ابن عمر وغیرہ کے بارہا قبر شریف کے پاس حاضر ہوکے زیارت کا
ثواب حاصل کرتے تھے باین ہمہ کسی شخص سے ان حضرات سے منقول نہین کہ اُنھون نے اپنے شہر یا محلہ
مین نقشہ یا صورت قبر شریف یا حجرہ شریفہ بنا کے حصول ثواب زیارت کا قصد کیا ہو یا ایسی صورت کے
جواز کا فتوی دیا ہو اور جس چیز کی ضرورت قرون ثلثہ متبرکہ مین ہو اور باوجود اسکے پھر اُسکی طرف توجہ قولاً یا
فعلاً نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہو اور بحکم حدیث کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار غیر مشروع ہی ثانیاً
اس وجہ سے کہ کسی شے متبرک کی شبیہ وصورت پر حکم اُس شے کا دینا اور اُس سے طلب حصول ثواب
کا کرنا امر باطل ہی اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم وتکریم سے ہمکو ثواب حاصل ہوتا ہی تعظیم نقل و
شبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہی گمراہی ہی جیسا کہ رسالۂ اسلمی مین ہی من الاوهام تقرر حکم الشئ
لشبیهه وهذا الوهم قد اضل عبدة الاصنام من طوائف الصاب واوقعهم فی بادیة الجهل انتهی
الملخص بنابرعلیہ شبیہ وصورت روضۂ مقدسہ کا بطور عمارت کے بنانا اور اُس سے طلب حصول ثواب زیارت
کرنا امر لغو وباطل ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
المجیب ملقب بہ ابو الحیش محمد مهدی عفی عنہ الهادی ۔ سوال ۱ چہ میفرمایند علمای دین اندرین صورت
کہ مردمانیکہ برای گرفتن ... مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقب زدہ بودند کسان مذکورہ کافر بودند
یا مسلمان ونقب از شہر زدہ بودند یا از بیرون شہر هو المصوب ہر دو کسان نصرانی بودند کہ نصارا
آن را باموال جزیلہ در لباس حجاج منارہ بہ مدینہ فرستادہ بودند تا در حجرۂ شریفہ نقب زدہ با جسد مبارک

حضرت سرور کائنات کرتا حتی نایند و مکانیکه ازانجا نقب داده بودند قریب حجرهٔ شریفه است و آن مکان
الآن در جانب غربی حجره خواب افتاده است و این قصه در سنه سبع و ستین و خمسمائة وقوع یافته پس
در آن زمانیکه سلطان نور الدین شهید محمود بن زنگی بادشاه بود و او در خواب حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
ازین ماجرا اطلاع فرمودند او همان وقت بر راحله سوار شده در شانزده روز از شام بمدینه قدوم آورده بهر
دو آن بیسعادت را گردن زد کذا ذکره المحقق الدهلوی فی جذب القلوب الی دیار المحبوب والله اعلم
بالصواب والیه المرجع والمآب نمقه المعتز الی الله الصمد عفی عنه سوال ۱۵۷ کیا فرماتے ہیں علماے
دین اس مسئلہ میں کہ آیا حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم باہمہ صفات الٰہی موصوف ہیں کیا آپ کو علم
اولین و آخرین یہاں تک کہ روح کیا چیز ہو اور قیامت کب ہوگی وغیرہ خداے تعالیٰ نے صراحۃً میں
یا اور کسی وقت میں عطا کر دیا ہے بینوا توجروا ہو المصوب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
متصف بجمیع صفات الوہیت کے ہرگز نہیں ہاں علم ما کان و ما یکون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کردیا گیا
تھا اور علم روح و قیامت میں اختلاف ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۵۹
سوال ۱۶۰ کیا فرماتے ہیں علماے دین اس مسئلہ میں کہ کیا مصنف تقویۃ الایمان نے توہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور شرعاً انکے لیے کیا حکم ہے ہو المصوب تقویۃ الایمان میں بے شبہہ توہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۶۱ سوال ۱۶۲
جنگ احد کدام سال و ماه واقع گشته و حضرت امیر حمزه علیه السلام کدام روز و ماه و سال شهادت یافتند
بینوا توجروا الجواب الموفق غزوه احد در سال سوم از هجرت در ماه شوال در یازده شبے یا بهفت شبی که گذشته
بود واقع شد و بعضے در نصف شوال گفته و حضرت حمزه بن عبد المطلب رضی الله عنه در همان سال و ماه روز
یکشنبه تاریخ پانزدهم شهادت یافتند و مدفن شان در موضعی نزدیک احد گردیده و قابره مشهور میزار
... والله اعلم نمقه خادم اولیاء الله الصمد علی محمد غفر له الله الاحد ۲۴ رجب یوم پنجشنبه سنه ۱۲۸۵ هجری
سوال ۱۶۳ شیخ محدث دهلوی در مدارج می فرماید که بیست و ششم ماه صفر روز دوشنبه رسول الله
صلی الله علیه وسلم اسامه را بجنگ رومیان گماشت و بست و هشتم روز چهارشنبه طبع مبارکش دردمند شده
انتهی و از سیر ما یدبه یازدهم ربیع اول مرض بر آنحضرت غلبه کرده و بروز دوازدهم روز دوشنبه بود وفات
یافت انتهی و همچنین در روضة الاحباب وغیره نیز مذکور است حالانکه اگر هر دو تاریخ صفر حساب کنند

تاریخ دوازدهم بروز دوشنبه نمی‌تواند شد بحساب بیست و نه و نه بحساب سی روز بتواتر حسب وا
بالصواب مخفی نماند که وفات آنحضرت صلی الله علیه وسلم بروز دوشنبه ماه ربیع الاول بود بالاتفاق
اما آن روز که کدام تاریخ بوده پس درین باب اختلاف است آنچه که میان الناس مشهور و در اکثر کتب مذکور
است این است که روز دوشنبه دوازدهم ربیع الاول بوده لیکن این امر ممکن نیست بدین وجه که غره
ذی الحجه سنه ۱۰ هجری باتفاق ارباب سیر و تاریخ روز پنجشنبه بود چه حج نبوی که آنرا حجة الوداع نامند روز جمعه
واقع گشته بالاتفاق پس روز جمعه نهم ذی الحجه بود درین امر قطع نظر از تصریح ارباب سیر از روایات
حدیث هم ثابت است و کسی را درین باب اختلافی نیست بنا برین ممکن نیست که دوازدهم ربیع الاول سنه ۱۱
هجری بروز دوشنبه واقع گردد چه اگر هر سه ماه یعنی ذی الحجه و محرم و صفر سی روز قرار داده شود پس غره محرم
بروز شنبه و غره صفر بروز دوشنبه و غره ربیع بروز چهارشنبه واقع خواهد شد برین تقدیر دوشنبه اول ربیع اول ششم و دوشنبه دوم سیزدهم
خواهد شد و اگر هر سه ماه بیست و نه روز قرار یابند غره محرم بروز جمعه و غره صفر بروز شنبه و غره ربیع اول بروز
یکشنبه خواهد شد و برین تقدیر دوشنبه اول ربیع اول تاریخ دوم و دوشنبه دوم نهم خواهد شد و اگر هر سه ماه
مختلف باشند پس از دو حال خالی نیست یا غره محرم بروز جمعه باشد یا بروز شنبه بحساب نقصان ذی الحجه
یا کمال آن چه غره اش اتفاقا بروز پنجشنبه بوده پس اگر غره محرم جمعه باشد از دو حال خالی نیست
محرم کامل گرفته شود و صفر ناقص یا بالعکس بر تقدیر اول غره صفر یکشنبه و غره ربیع دوشنبه می‌شود و
بر تقدیر دوم غره صفر شنبه و غره ربیع دوشنبه میشود و بهر دو تقدیر دوشنبه اول ربیع غره و دوشنبه
دوم هشتم خواهد شد و اگر غره محرم بروز شنبه گرفته شود پس اگر محرم کامل و صفر ناقص گرفته شود غره صفر
بروز دوشنبه و غره ربیع بروز سه شنبه می‌شود و بالعکس آن غره صفر بروز یکشنبه و غره ربیع دوشنبه
میشود و بهر دو تقدیر دوشنبه اول ربیع هفتم و دوشنبه دوم چهاردهم خواهد شد و سوای این احتمالات احتمالی
در عالم وقوع نیست که بیان بودن دوشنبه دوازدهم ربیع اول سنه ۱۱ هجری که سال وفات نبوی است مستقیم
گردد و علمای محققین درین باب مختلف شده اند بعضی بر مجرد اشکال کفایت کرده سکوت ساخته
چنانچه امام یافعی در تاریخ خود مرآة الجنان می‌نویسد قلت فیها اشکال اذ توفی الثانی عشر منه الاشکال
من اجل انه صلی الله علیه وسلم کانت وقفته بالجمعة فی السنة العاشرة اجماعا فاذا کان کذلک
لا یتصور وقوع یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول من السنة التی بعدها وفاته صلی الله علیه وسلم فی کل تقدیر

يكون الوقفة قبله بالجمعة على كل تقدير من تمام الشهور ونقصانها او تمام بعضها ونقصان بعض
انتهى وبعض تقدير كمال هر سه ماه اختيار كرده تاريخ وفات سيزدهم را مرجح ساخته چنانچه ابن رجب دمشقي در
لطائف المعارف مى نويسد اختلفوا في تعيين ذلك اليوم من الشهر فقيل كان اوله وقيل كان ثانيه
وقيل ثاني عشرة وقيل ثالث عشرة وقيل خامس عشرة والمشهور بين الناس انه كان ثاني عشر
ربيع الاول وقد رد ذلك السهيلي وغيره بان وقفة حجة الوداع في السنة العاشرة
وكانت الجمعة وكان اول ذي الحجة الخميس ومتى كان كذلك لم يصح ان يكون يوم الاثنين
ثاني عشر ربيع الاول سواء حسبت الشهور الثلثة اعني ذا الحجة ومحرما وصفر
كلها كاملة او ناقصة او بعضها كاملة وبعضها ناقصة وانا اجيب عن هذا بجواب حسن وهو ان
ابن اسحق ذكر انه توفي لاثنتي عشرة ليلة من ربيع الاول وهذا يمكن فان العرب تؤرخ بالليالي
دون الايام ولكن لا تؤرخ الا بليلة مضى يومها فيكون اليوم تبعا لليلة وكل ليلة لم يمض يومها لم يعتد بها
فيوم الاثنين الذي توفي فيه رسول الله صلعم كان ثالث عشر الشهر لكن لما لم يكن يعتد قد مضى يؤرخ بليلته انتهى
وبعضى تاريخ دوم وبعضى غره وبعضى چهاردهم را اختيار كرده اند ابو عبد الله محمد الزرندي المدني در كتاب الاعلام بسيرة
النبي عليه السلام مى نويسد اتفق العلماء واهل السير على ان رسول الله توفي يوم الاثنين
في الربيع الاول غير ان اكثرهم قالوا في الثاني عشر منه ولا يصح ان يكون يوم الاثنين ثاني
عشر لاجماع المسلمين على ان وقفة عرفة كانت في حجة الوداع يوم الجمعة وهو تاسع ذي الحجة
وكان اول ذي الحجة يوم الخميس وكان اول المحرم اما الجمعة واما السبت فان كان الجمعة فقد
كان صفر اما السبت واما الاحد فان كان السبت فقد كان الربيع اما الاحد او الاثنين
كيف ما دارت الحال على هذا الحساب فلا يكون يوم الاثنين الثاني عشر من الربيع بوجه
وذكر الطبري عن ابن الكلبي انه توفي في الثاني من الربيع قال السهيلي هذا وان كان خلاف
الجمهور فانه لا يبعد ان كانت الثلثة والاشهر التي قبله من تسعة وعشرين ونقل الخوارزمي انه توفي
في اول يوم من الربيع وهذا اقرب في القياس مما ذكره الطبري ونقل الاستاذ ابو سعيد عبد الملك
الواعظ في كتابه شرف المصطفى انه توفي يوم الاثنين النصف من ربيع الاول وهذا اقرب انتهى
اقول وبالله التوفيق چاره ديگر هست كه در سنه در مدينه طيبه بسبب اختلاف مطالع يا امور آخر غره ذي حجه بروز جمعه شده باشد

وبہ تکمیل ہر سہ ماہ غرہ ربیع در سلہ بروز پنجشنبہ شدہ باشد برین تقدیر البتہ دوازدہم بروز دوشنبہ واقع
خواہد شد لیکن برین تقدیر لازم خواہد شد کہ چار ماہ متوالی بمدینہ کامل حساب کردہ باشند چہ در فتح الباری
وارشاد الساری وغیرہ شروح صحیح بخاری مصرح ست کہ غرہ ذیقعدہ سنہ در مدینہ بروز چہار شنبہ
بودہ وآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ برای حج بروز شنبہ تاریخ بست وپنجم ذیقعدہ از مدینہ روانہ
شدند ودر اثنای راہ ہلال ذی حجہ بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ بروز چہار شنبہ دیدہ شد لیکن اگر بحساب کامل
ذیقعدہ ہلال ذی حجہ بروز پنجشنبہ در مدینہ شدہ باشد غرہ بروز جمعہ قرار دادہ خواہد شد وبہ تکمیل
ذی حجہ غرہ محرم بروز یکشنبہ وبہ تکمیل محرم غرہ صفر بروز سہ شنبہ وبہ تکمیل صفر غرہ ربیع بروز پنجشنبہ
خواہد شد وهذا وان کان نادر الوقوع لكنه ليس بمتعذر عن حيز الامکان لیکن برین تقدیر روز
چہار شنبہ سیم صفر خواہد بود نہ بست وہشتم صفر بالجملہ بودن بست وہشتم صفر روز چہار شنبہ وبودن
دوازدہم ربیع روز دوشنبہ بوجہ من الوجوہ صحیح نمی تواند شد ودر تاریخ سعید محمد گازرونی می نویسد
ابتداء مرضه فی اواخر صفر لليلتين بقيتا من صفر يوم الاربعاء وقيل لليلة وقيل فی مفتتح ربيع
الاول انتهى ودر تاریخ خمیس میگوید فی هذه السنة كانت سرية اسامة الى اهل ابنى كانت يوم
الاثنين لاربع ليال بقين من صفر فلما كان يوم الاربعاء بدأ مرض رسول الله صلعم
وروى انه ابتدأ به صداع فی اواخر صفر لليلتين بقيتا من صفر يوم الاربعاء وقيل
لليلة وقيل بل فی مفتتح الربيع الاول وفى الوفاء مرض بعشر بقين منه وذكر الخطابی ان
ابتداءه يوم الاثنين وقيل السبت وقيل الاربعاء والله اعلم انتهى
از ہمہ اختلافات بر خذ ما صفا ودع ما کدر عمل کردن لازم است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال ۱۳۰** ثبوت ایمان والدین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ہے یا نہیں اور جو کوئی ان دونوں کی طرف تحریرا یا تقریرا نسبت کفر کرے اس کا کیا حکم ہے
ہو المصوب اس مسئلہ میں علما کا اختلاف واقع ہے بعض ایمان بعد الاحیاء کے قائل ہوے ہیں اور
بعض احادیث احیا کو موضوع کہتے ہیں اور عدم ایمان کے قائل ہیں اور بوجہ ہونے اُن کے ارباب فترت سے
نجات کے قائل ہیں علامہ جلال الدین سیوطی نے اس باب میں سات رسالہ تحریر کیے ہیں اور بشد ومد نجات
ثابت کرتے ہیں اور ملا علی قاری اور ابراہیم حلبی اُنکے بعض رسائل کی رد لکھ چکے ہیں چونکہ اس باب

ہین دلائل متعارض ہین اس وجہسے سکوت اسلم ہی اور یہ کہنا کہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر
ہین یا فی النار ہین بڑی بیادبی و موجب اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی حموی شرح اشباہ
مین لکھتے ہین اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی رسول اللہ ھل ماتا علی کفر ام لا فذھب
الی الاول جماعۃ منھم صاحب النسبۃ وذھب الی الثانی جماعۃ ونفر من الجمیع
الاول قالوا بنجاتھما من النار وسئل ابو بکر العربی احد الائمۃ المالکیۃ عن رجل قال
ان ابا النبی فی النار فاجاب بانہ ملعون لانہ تعالی قال ان الذین یؤذون اللہ
ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیہ انہ فی النار
وقال السہیلی فی روض الانف لیس لنا نحن ان نقول ذلک فی ابویہ لقولہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات واللہ یقول ان الذین یؤذون اللہ و
رسولہ الآیۃ وامرنا ان نمسک اللسان اذا ذکر اصحابہ بشیٔ یرجع ذلک الی العیب فیھم فلان
نمسک عن ابویہ احق واحری وجملۃ المرام فی ھذہ المسئلۃ ان ھذہ المسئلۃ لیست من
الاعتقادات فلا حظ للقلب منھا واما اللسان فھذا الامساک عما یتبادر منہ النقصان انتہی
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی
جامع الفتاوی کہتا ہی کہ ایمان ابوین مین مسلک علامہ جلال الدین سیوطی اختیار کرنا چاہیئے کہ باعث
برکت اور تقویت ایمان ہی دلائل تو کتب مین مذکور ہین بیان دو امر مین ذکر کرتا ہون جو اپنے اساتذہ
اور اکابر سے سُنے ہین - اول میرے والد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب مین میر زاہد رسالہ پڑھتا تھا تو اپنے
والد سے مین نے مسئلہ وحدت الوجود مین بہت بحث کی کئی دن سبق نہین ہوا آخر مین اُنھون نے فرمایا کہ
مین ابتدا ایمان ابوین اور وحدۃ الوجود کے مسئلہ مین متوقف تھا اپنے دادا ملک العلما مولانا علاء الدین
قدس سرہ کو دیکھا کہ گردن مین اُنکے زخم ہی مزاج پرسی پر فرمایا کہ یہ زخم تمھاری وجہ سے ہی دونون مسئلون
کے توقف کے باعث کہ تمکو ایمان ابوین اور وحدت وجود مین شک ہی اُسکا اثر مجھپر ہی جب یہ
خواب دیکھا اور تحقیق کی توحق یہی ظاہر ہوا کہ ایمان ابوین ثابت اور وحدت وجود حق ہی - دوسرے
خادم حدیث خاتم المحدثین شیخ المدینہ سید علی ظاہر قدس سرہ نے اثنا ے درس مین مجھسے فرمایا کہ ملا علی
قاری کے تصانیف کچھ سیوطی کے تصانیف سے کم نہین مگر بوجہ اختلاف ایمان ابوین کے اور بیباکی

کہ اس بارہ میں وفق قبول تصانیف ملا علی قاری میں فلیس میں باقی رہی جیسی تصانیف علامہ سیوطی سے ظاہر ہوتی ہے
واللہ اعلم **سوال** سادات صحیح النسب کا یوم لقیامۃ ینتفع بالنسب ہونا بادلہ شرعیہ ثابت ہے یا نہیں اور بتقدیر اول انتفاع
سے کیا مراد ہے آیا وہ لوگ باوصف بے علم و بے عمل ہوئے اور بحالت فسق و فجور بلا توبہ مرجانے
کے بھی بوجہ انتساب الی النبی کے دخول نار سے مطلقاً محفوظ رہیں گے اور مواخذات اخرویہ سے مامون
ہونگے یا بعد دخول فی النار و سزا پانے معاصی کے بشفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل اور مومنین غیر
سادات کے داخل بہشت ہونگے اور اس صورت میں درمیان سادات اور دوسرے مومنین امت محمدیہ
کے کیا فرق ہوگا کیونکہ بقولہ شفاعتی لاہل الکبائر من امتی جملہ مومنین تحت وعدہ شفاعت داخل
ہیں کوئی شخص سادات سے بزوال ایمان و سوء خاتمہ مرسکتا ہے یا بے ایمان مرنا سادات کا بدلائل
شرعیہ و نصوص احادیث ممتنع ہے اور اگر جائز ہے تو اسکی دلیل کیا ہے سوائے سادات کے اور اقوام جو شرفا
کہے جاتے ہیں اور منتسب بطرف صالح کے نسباً و نسبۃً ہیں جیسے شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی
غیر فاطمی وہ لوگ باوصف محروم رہنے کے دولت علم و عمل سے اور مبتلا بفسق و فجور رہنے اور بلا توبہ
مرجانے کے صرف ببرکت صلاح منتسب الیہم کے دخول نار و جملہ مواخذات اخرویہ سے محفوظ رہینگے یا بوجہ
فاسق و فاجر ہونے کے سزائے اعمال پائیں گے اور نسبت الی الصالحین عاقبت میں اُن لوگوں کے
کام نہ آئے گی سوائے اقوام مذکورہ کے دوسری اقوام جو نسباً منتسب طرف کسی صالح کے نہیں ہیں جیسے
افاغنہ و مغل و دیگر اقوام جو عرفاً ارذال کہے جاتے ہیں اُنکے سلسلہ آبائی میں اگر کوئی صالح و ولی گذرا ہو تو بقیاس سلالے
الشیوخ الصدیقی وغیرہم وہ لوگ بھی باوصف بے ایمان مرجانے یا بحالت فسق و فجور بلا توبہ دنیا
سے رحلت کرینگے ببرکت اسب صالح کے مواخذات اخرویہ سے محفوظ رہیں گے یا نہیں چونکہ یہ مسائل
متنازع فیہا ہیں اور متنازعین اہل علم ہیں جواب ہر سوالات کا مفصل و مبسوط بہ تقریر واضح حاوی دلیل
ہر مسئلہ مع جواب و نقل عبارات معتبرات ارقام فرمایا جاوے فقط **ھو المصوب** سادات کا بحالت
فسق و فجور مرنے کے بلا توبہ دخول نار اور عذاب سے مطلقاً محفوظ رہنا بوجہ انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے نہیں ہے بلکہ آثار و اخبار سے اسکے خلاف ثابت ہے نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین نے
فصل الشرفین ذکر ما ینبغی لاہل البیت میں لکھتے ہیں الثالث اجتناب کل قبیح شرعاً فان القبیح من
اہل ھذا البیت اقبح منہ من غیرھم و لھذا قال العباس لابنہ عبد اللہ کما فی تاریخ

دمشق یا بنی ان الکذاب لیس باحد من ھذہ الامۃ اقرب منہ بی وبک وباھل بیتک یا بنی لا یکون شیء مما خلق احب الیک من طاعتہ ولا اکرہ الیک من معصیتہ فان اللہ ینفعک بذلک فی الدنیا والاخرۃ قلت واجماع ذلک کلہ ما جاء انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوصی باھل بیتہ بتقوی اللہ ولزوم طاعتہ کما سبق فی ذکر الرابع وسبق فی اواخر التنبیہ الاول من الذکر السادس قول الحسن بن المثنی وانی اخاف ان یضاعف لمن عصی منا العذاب ضعفین وواللہ انی لارجو ان یوتی المحسن منا اجرہ مرتین انتہی اور روایت قرآنیہ یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین وکان ذلک علی اللہ یسیرا ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحا نوتھا اجرھا مرتین واعتدنا لھا رزقا کریما شاہد عدل اس امر پر ہے کہ انتساب الی الصالح باعث تضاعف اجر اعمال صالحہ کا اور تضاعف عذاب اعمال خبیثہ کا ہوتا ہے نہ یہ کہ مطلقاً اعمال خبیثہ مضر نہون اور اصحاب اعمال سیئہ صرف بوجہ انتساب الی الصالح کے ناجی ہو جاوین اسی وجہ سے حق جل شانہ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر تضاعف عذاب کے بر تقدیر ارتکاب انکے فواحش کو دی اگر مطلق انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باعث نجات ہوتا یہ مضمون نازل نہوتا اور نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا نسب صدیقی یا علوی یا نسب کسی اور صالح کا نفع دنیا بروز قیامت باین معنی کہ اگر وہ شخص اعمال صالحہ کرے تو بہ نسبت اپنے امثال کے درجہ زائد پاوے صحیح ہے یا یہ کہ وہ شخص جس کی طرف انتساب ہے بہ نسبت اور شخصون کے اسکی طرف زائد التفات کرے اور شفاعت کرے اور باین معنی کہ شخص منتسب باوجود اعمال قبیحہ کے صرف بوجہ شرافت نسبیہ حق جل شانہ کے نزدیک مغفور ہو جائیگا اور باوجود اعمال سیئہ صرف انتساب الی الصالح کے ذریعہ سے نزدیک حق تعالی کے مکرم ہوگا اور مطلقاً عذاب سے نجات پا کے مرحوم ہوگا محض غلط ہے نص قرآنی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اسکے غلط ہونے پر شاہد عدل ہے امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر مین تفسیر اس آیت مین مرقوم ہے فان قیل ھذا مبنی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلک فان للنسب اعتبارا عرفا وشرعا حتی لا یجوز تزویج الشریفۃ بالنبطی قلنا اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر الحقیر معتبرا وذلک فی الحس والشرع والعرف اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع الشمس ولجناح الذباب دوی عند ما یکون رعد قوی واما فی العرف فلان من جاء مع

المذکور مایبقی له اعتبار ولا التفات اذا عرفت هذا ففی الشرع کذلک اذا جاء الشرف
الدینی الالٰہی لا یبقی لما هو هنالک اعتبار لا لسبب ولا لنسب الا تری ان الکافر وان
کان ارفع الناس نسبا والمؤمن وان کان ادونهم نسبا لا یقاس احدهما بالآخر
ولهذا یصلح للمناصب الدینیة کالقضاء والشهادة کل شریف ووضیع اذا
کان دینا صالحا تائبا ولا یصلح لشیء منها فاسق وان کان قرشی النسب او فاروقی
النسب لکن اذا اجتمع فی اثنین الدین المتین واحدهما نسیب ترجح بالنسب عند الناس لا عند
الله لان الله یقول وان لیس للانسان الا ما سعی وشرف النسب لیس مکتسبا ولا یحصل بسعی انتہی
اور محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں انما ینظر للاصل والعنصر عند التحلی
بالفضائل والتخلی عن الرذائل انتہی اور مسند احمد میں ابو نضرہ سے مروی ہے حدثنی من شهد
خطبة النبی صلی الله علیه وسلم بمنی وهو علی بعیر یقول یا ایها الناس ان ربکم واحد وان
اباکم واحد لا فضل لعربی علی عجمی ولا لاسود علی احمر الا بالتقوی خیرکم عند الله اتقاکم
اور صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من بطأ به عمله
لم یسرع به نسبه اور ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله
لا یسئلکم عن احسابکم ولا عن انسابکم یوم القیامة الا عن اعمالکم ان اکرمکم عند الله اتقاکم اور کتاب الادب
المفرد میں بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اولیائی
یوم القیامة المتقون وان کان نسب اقرب من نسب اور معجم طبرانی میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ میں
مروی ہے لما بعثه رسول الله صلی الله علیه وسلم الی الیمن خرج معه یوصیه ثم التفت الی المدینة
فقال ان هؤلاء اهل بیتی یرون انهم اولی الناس بی ولیس کذلک ان اولیائی منکم المتقون
من کانوا وحیث کانوا اور صحیح بخاری میں عمرو بن العاص سے مروی ہے سمعت رسول الله صلی الله
علیه وسلم یقول جهارا غیر سر ان آل بنی فلان لیسوا لی باولیاء انما ولیی الله وصالح المؤمنین هذا
لفظ مسلم اور بخاری نے اس قدر زائد روایت کیا ہے لکن لهم رحم ابلها ببلالها یعنی اصلها بالصلة
اور اربعین طائی میں فضیل بن مرزوق سے مروی ہے سمعت الحسن بن الحسن بن علی رضی الله عنهم
یقول لرجل یغلو فیهم ویحکم احبونا لله فان اطعنا الله فاحبونا وان عصینا الله فابغضونا

فقال الرجل انکم لذو قرابة مع رسول الله صلعم واهل بيته فقال ويحكم لو كان لله نافعا
بقرابة من رسول الله صلعم بغير عمل بطاعته لنفع بذلك من هو اقرب اليه منا اباه
وامه وانی اخاف ان يضاعف للعاصی منا العذاب ضعفين اورد هذه الاخبار والآثار
السمهودی فی مواضع متفرقة من الجواهر ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرد انتساب الی الرسول
باعث مغفرت وکرامت کا نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ اُسکے ساتھ تقوی منضم نہو ہرگاہ نسب نبوی کا
یہ حال معلوم ہوا نسب صدیقی وغیرہ کا بدرجۂ اولی یہی حال ہوگا ہاں نسب نبوی اس قدر مفید ہوگا کہ
اولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کی شفاعت فرماوینگے اور بہ نسبت عامۂ مومنین کے ابتدائً توجہ
انکی طرف فرماوینگے جیسا کہ حدیث ابن عمرؓ سے قال رسول اللہ صلعم اول من اشفع من امتی اهل بيتی
ثم الاقرب فالاقرب من قريش والانصار ثم من آمن بی واتبعنی من اهل اليمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم
واول من اشفع له اولوا الفضل جو طبرانی نے روایت کی ہے على ما اورده السيوطی فی البدور
السافرة فی احوال الآخرة ثابت ہے وهذا هو الفرق بين السادات وعامة المؤمنين فی باب الشفاعة
لان السادات ناجون مطلقا ولو كانوا فجارا ملا علی قاری مکی رسالہ تحقیق الاحتساب فی تدقیق
الانتساب میں تفسیر آیۂ فلا انساب بينهم يومئذ میں لکھتے ہیں لم يرد ان الانساب تنقطع بل
المراد ان احدا بمجرد النسب لا ينتفع لان مدار الدين يوم الجزاء على التقوى انتهى اور
بھی لکھتے ہیں ثم اعلم ان مجرد النسب بدون كسب الحسب وتعلم العلم والادب غير معتبر فی المذهب
انتهى اور بھی لکھتے ہیں فالمدار على العلم والتقوى لا على مجرد النسب المعتبر فی الدنيا دون العقبى
انتهى اور یہی معنی ہیں بقاء نسب نبوی کے روز قیامت جو مفاد حدیث كل نسب وسبب منقطع يوم
القيامة الا سببی ونسبی اخرجه البزار والطبرانی والبيهقی وابو نعيم والحاكم وغيرهم اور حديث ان
الانساب تنقطع يوم القيامة غير نسبی وسببی وصهری اخرجه احمد والطبرانی والحاكم وغيرهم ہے چنانچہ
تفسیر اسکی دوسری حدیث میں مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بال اقوام يزعمون
ان قرابتی لا تنفع ان كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة الا نسبی وسببی وان رحمی موصولة
فی الدنيا والآخرة اخرجه البزار وغيره اور ایسے ہی دوسری روایت مفسر ہے قال رسول الله صلعم
ما بال رجال يزعمون ان رحم رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينفع قومه يوم القيامة بلى وان

وحتی موضعہ لنا فی الدنیا والآخرۃ وانی ایہا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ احمد والحاکم والبیہقی
وغیرہم الحاصل قرابت نبوی کو مطلقاً غیر نافع کہنا اور سادات وعامہ مومنین کو من کل الوجوہ مساوی
سمجھنا تفریط ہے اور اسکو ایسا نافع سمجھنا کہ باوجود ارتکاب فواحش صرف انتساب الی النبی کو باعث
استحقاق نجات جاننا افراط ہے وخیر الامور اوسطہا اس تفصیل سے جواب سوال سوم وچہارم کا
بھی معلوم ہو گیا حاجت تفصیل کی نہیں ہے نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسکے نفع اور بقا کی خبر اخبار مین
وارد ہوئی ہے بانفرادہ باعث نجات والزمیت عند اللہ بدون انضمام تقوی نہو البتہ باعث استحقاق
زائد شفاعت محمدیہ ہونا ثابت ہو النسب صدیقی یا علوی یا کسی اور ولی وصالح کا کیونکر بانفرادہ منشا
نجات ہو سکتا ہے اور جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ کسی سید کا مرنا بحالت سوء خاتمہ وزوال ایمان اس کا
ممتنع عقلاً وشرعاً نہین ثابت ہے اور ہر سید کا مطلقاً عذاب جہنم سے نجات پا جانا اور ابتداً جنت مین داخل
ہو جانا نصوص معتبرہ سے نہین ثابت ہے بلکہ عمومات قرآن اور احادیث اسکے خلاف پر دال ہین باقی
وہ حدیثین کہ اسعاف الراغبین وجواہر العقدین مین مذکور ہین کہ جنکا مفاد وملخص یہ ہے کہ اہل بیت کے واسطے
اسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاے نجات فرمائی اور پروردگار نے وعدہ اس امر کا فرمایا کہ
اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہے اور اہل بیت پر عذاب نہوگا وہ سب عام مخصوص البعض ہین اور محمول ہین اوپر
صلحا ومتقین کے یا صرف اولاد صلبی فاطمہؓ پر ابن عراق تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعہ مین
بعد ذکر حدیث ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ وذریتہا علی النار لکھتے ہین ہمایدل علے
ان الحدیث لیس موضوعاً جزماً عند ابن الجوزی انہ قال ان ثبت الحدیث فہو محمول
علی ذریتہا الذین ہم اولادہا خاصۃ فان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ فی
علی ذلک حملہ محمد بن علی بن موسی الرضا فقال ہو خاص بالحسن والحسین واللہ اعلم
وروی العقیلی عن ابی کریب انہ ہذا للحسن والحسین ولمن اطاع اللہ منہم انتہی
اور اس قسم کی حدیثین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین نظیر انکی بہت سی احادیث صحاح ستہ وغیرہا مین
مروی ہین کہ جن مین خاص خاص عمل صالح کے کرنیوالے پر حکم وجبت لہ الجنۃ یا حرمت علیہ النار یا فقد دخل
الجنۃ یا فقد امن العذاب ونحو ذلک کا دیا گیا ہے چنانچہ ناظر کتب احادیث پر مخفی نہین ہے پس لازم آتا ہے کہ
اصحاب ان اعمال صالحہ کے بھی اگرچہ سیکڑون کبائر کرین کبھی جہنم مین داخل نہون یا وہ لوگ سوء خاتمہ

سے امن ہو جاویں اور یہ برکت اُس عمل صالح کے جو اُنسے صادر ہوا یہ سمجھیں کہ ہمکو خوف نہیں خاتمہ
خواہ مخواہ ہمارا بخیر ہوگا اور باقتضاے اُس حدیث کے ضرور ہمکو مغفرت و نجات حاصل ہوگی حاشا وکلا ہذا
لم یقل بہ احد من الفقہاء والمحدثین والعلماء المعتبرین کما لا یخفی علی من طالع کتب الکلام والفقہ
والحدیث فالجواب الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی سوال چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین
مسئلہ کہ عمر حضرت آدم علی نبینا وعلیہ صلوۃ رب العالمین چہ قدر بود وانچہ مشہور ست کہ عمر ایشان ہزار
سال بودہ صحیح ست یا نہ بر تقدیر اول انچہ میگویند کہ حضرت نوح اطول العمر بودند و عمر ایشان نہ صد
و ہیجدہ سال بود و استنباط آن از آیہ فلبث فیہم الف سنۃ الا خمسین عاما می سازند صحیح ست
یا نہ درین باب ہرچہ صحیح باشد ارشاد شود بینوا توجروا ہو المصوب اتفاق دارند برین کہ عمر آدم
علیہ السلام کم از نہ صد و سی سال نبود و در زائد ازین قدر اختلاف ست و در باب عمر حضرت نوح
انچہ مشہور ست بدرجہ صحت نرسیدہ و استنباط آن از آیہ کریمہ فلبث فیہم بجای خود نیست چہ از آیہ
کریمہ معلوم میشود کہ حضرت نوح تا مدت نہ صد و پنجاہ سال در قوم خود برای تبلیغ شان تشریف داشتند
نہ اینکہ جملہ عمر شان ہمین قدر بود علامہ مجیر الدین حنبلی در کتاب الانس الجلیل فی تاریخ القدس و
الخلیل می آرند عاش آدم تسعمائۃ سنۃ وثلثون سنۃ وذلک باتفاق المسلمین انتہی
و در جای دیگر می نویسند ولما مضت ثلث مائۃ وخمسون سنۃ للطوفان توفی نوح لہ من
العمر تسعمائۃ وخمسون سنۃ ہکذا وقع فی کلام المؤرخین وظاہر الآیۃ الشریفۃ یخالفہ
لانہ یدل علی انہ لبث القدر المذکور فی قومہ بعد ارسالہ الیہم ینذرہم قبل الطوفان
وقبح بعد ذلک وقیل ان عمر نوح الف واربع مائۃ سنۃ وخمسون سنۃ وہو موافق
للآیۃ انتہی و علامہ نور الدین شبراملسی در حاشیہ مواہب لدنیہ می نویسند قال الشامی فی سیرتہ
اختلفوا فی مقدار عمر آدم فقدمنا من حدیث ابن عباس وابی ہریرۃ مرفوعا ان
عمرہ ما ثبت فی اللوح المحفوظ الف سنۃ وبہذا لا ینافیہ ما قدمنا من التوراۃ من انہ
عاش تسعمائۃ وثلثون سنۃ لان قولہم ہذا مردود اذا خالف الحق الذی بایدینا عن
المعصوم وایضا فانہ یمکن الجمع بحمل ما فی التوراۃ ان کان محفوظا علی مدۃ مقامہ

فی الارض بعد الاهباط وذلک تسع مائة وثلثون سنة شمسية وهی بالقمرية تسعمائة سنة
وسبعة وخمسون سنة ويضاف الی ذلک ثلث واربعون سنة مدة مقامه فی الجنة علی
ما ذکره ابن جرير وغيره فيکون الجميع الف سنة انتهی وقاضی حسین دیاربکری در خمیس هم آورده
وفی عرائس الثعلبی لما خلق الله ادم مسح ظهره فسقط من ظهره کل نسمة هو خالقها فجعل بين
عينی کل انسان وبيصا من نور ثم عرضهم علی ادم فرأی رجلا منهم فاعجبه
وبيص ما بين عينيه فقال ای رب من هذا قال داؤد قال کم جعلت عمره
قال ستون سنة قال يا رب زده فی عمره قال لا الا ان تزيد انت من عمرک و
کان عمر ادم الف سنة فوهب له من عمره اربعين سنة فلما مضى من عمره
تسعمائة وستون سنة جاءه ملک الموت فقال آدم عجلت فقال ما فعلت
بل استوفيت اجالک فقال ادم وقد بقی من عمری اربعون سنة قال انک وهبتها لابنک
داؤد فقال ما وهبت له شيئا ثم ان الله اکمل لآدم الف سنة ولداؤد مائة سنة انتهی ملخصا
ودر جای دیگر می نویسد فی معالم التنزيل عن ابن عباس ان نوحا بعث بعد اربعين سنة
ولبث فی قومه يدعوهم تسعمائة وخمسون سنة وقال عون بن شداد ان
الله ارسل نوحا وهو ابن ثلث مائة وخمسين سنة فلبث فيهم الف سنة الا خمسين
عاما ثم عاش بعد ذلک ثلثمائة وخمسون سنة کذا فی الکامل وقال مقاتل بعث
وهو ابن مائتين وخمسين سنة وکان عمره الف واربع مائة سنة والی هذا اشار
الزمخشری فی ربيع الابرار انتهی والله اعلم وعلمه احکم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد
عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی وحفظه عن موجبات النبی [ابو الحسنات محمد عبد الحی] فی الواقع از کتب
حدیث وتواریخ مشهور است که عمر حضرت آدم علی نبینا وعلیه السلام یکهزار سال بود وبعض ازین چیزی کم
نوشته‌اند در جامع الاصول نوشته وعاش ادم تسعمائة وستين سنة انتهی وامام نووی در تهذيب الاسماء
واللغات افاده فرمایند واشتهر فی کتب الحديث والتواريخ انه عاش الف سنة انتهی وهمین طور
مولانا شاه عبد العزیز دهلوی در تفسیر عزیزی رقم می فرمایند حضرت آدم علیه السلام عرض کردند که عمر من چه قدر
است ارشاد شد که هزار سال انتهی وهمین قدر بکتب تواریخ محرر است ودر [illegible] حضرت نوح علی نبینا وعلیه السلام

بعض یک ہزار و بعض یک ہزار و چہار صد و بعض نہصد و نود نوشتہ در تہذیب الاسماء ہست فارسل
اللہ تعالیٰ الیہم نوحا صلی اللہ علیہ وسلم وهو ابن خمسین سنۃ فلبث فیہم الف سنۃ الا
خمسین عاما یدعوهم انتہی و در جامع الاصول است کانت نبوتہ تسعمائۃ وخمسین سنۃ وعاش
بعد الغرق خمسین سنۃ وقیل مائتی سنۃ وکانت مدۃ الطوفان ستۃ اشہر انتہی و در تفسیر خود
مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ افادہ فرمودہ و در کمیت عمر حضرت نوح علیہ السلام اختلاف بسیار است
مشہور آنست کہ یکہزار و چہار صد سال بودہ و از قرآن مجید این قدر بالیقین معلوم می شود کہ از ہزار سال زیادہ
بود زیرا کہ مدت دعوت ایشان را قبل از آمدن طوفان و بعد از دادن منصب رسالت در سورۂ عنکبوت
نہصد و پنجاہ سال فرمودہ اند ولا اقل کہ وقت بعثت عمر ایشان چہل سال خواہد بود و بعد از طوفان نیز بعدے
در دنیا گذرانیدند از سورہ معلوم می شود انتہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال تمہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد
غفر لہ اللہ الاحد [علی محمد] صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ [لا تقنطوا من رحمۃ اللہ] اصاب المجیب
اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ [ذلک فضل اللہ]

باب الصحبۃ والامامۃ

۶۵ سوال ۱۲۵۱ مثلاً لفظ انصار کہ جو جمع ہے واحد اسکا کیا ہے یعنی کون لفظ کی جمع ہے اور انصار جو لوگ اہل مدینہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور جان و مال سے شریک رہے اور مہاجرین جو ہجرت کرکے آپ کے
ساتھ مدینہ میں چلے آئے ان دونوں گروہ کی ابتدا و انتہا کب سے ہے ہو المصوب لفظ انصار
جمع نصیر کی ہے چونکہ بمنزلہ علم کے ہوگیا ہے اس وجہ سے نسبت آنکی انصاری کے لفظ سے آتی ہے نصیری یا نصری نہیں
آتی انصاری اولاد اوس و خزرج سے ہیں جب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی انصار
کہلانے لگے حضرت انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگوں کا لقب انصار کس نے کیا تو فرمایا کہ اللہ جل
شانہ نے مہاجرین وہ لوگ ہیں جنہوں نے مکہ سے ہجرت کی اور ابتدا ہجرت کی سنہ ۱ سے ہے اور انتہا فتح مکہ تک ہے
واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۶۶ سوال چہ حکم است کسیکہ حضرت علی را از حضرت ابی بکر و
حضرت عمر افضل داند پس بنا بر آن مواخذ در عقبی خواہد بود یا نہ جواب او از اہلسنت و جماعت نیست زیرا کہ
در عقائد اہلسنت است از آن یکے این است تفضیل الشیخین و حب الختنین واللہ اعلم تمہ محمد معین عفی عنہ

۶۷ سوال ۶۷ ما قولكم يا معاشر العلماء تفضيل الشيخين على سيد الاولياء اسد الله الغالب علي بن
ابي طالب كرم الله وجهه بمجرد الاجماع والاعتقاد ام عليه برهان بالكتاب والسنة واني لا اجد مناقبهما
زائدة من مناقبه بل كمناقبه فهل وجدتم مناقبهما زائدا منه او كمثله عبر الله تعالى بنفس النبي
في اية المباهلة وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم علي مني وانا منه ونحوه من
الايات والسنة فقط هو الموفق تفضيل الشيخين رضي الله تعالى عنهما ثابت بالكتاب
والسنة وعليه انعقد الاجماع كما هو مصرح في ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء صنفه مولانا ولي الله
المحدث الدهلوي وصنف كثير من العلماء في هذا الباب تصانيف كثيرة لا ننقل عباراتهم
لخوف التطويل بل نختصر على عبارة المحدث الموصوف والامام النووي مختصرا هذه عبارة المحدث
آنچه مشهور است که ثبوت خلافت ایشان باجماع ووصیت خلیفه متقدم بوده است کلام محقق نیست لیکن
معنی اجماع آن نیست که هر یکے بفکری که مستند بشرع باشد بلکه مستند باشد بصلاح دید وقت رای زده باشند بلکه
اجماع آنست که هر یکے بدلیل شرعی که سنت سنیه آنحضرت است صلی الله علیه وسلم خلافت ایشان استنباط
نموده از تصریحات آنحضرت تارة وتلویحات آن جناب صلی الله علیه وسلم اخری تا آنکه هر یکے بملاحظه آن
دلیل مکلف شد بقبول خلافت ایشان وچون مجتهدان عصر اول اتفاق کردند بر آن صورت اجماع متحقق گشت
کسے را مجال خلاف نماند وتلویحات آنحضرت صلی الله علیه وسلم بخلافت ایشان راجع است باثبات لوازم
خلافت عامه یا لوازم خلافت خاصه ایشان را مثلا جائیکه گفتند زکوة را بعد من بابی بکر خواهید داد اثبات بعض
لوازم خلافت عامه نمودند که حفظ بیت المال واخذ زکوة مسلمین است وجائیکه گفتند ابو بکر رضی الله عنه
صدیق است وعمر رض شهید یا گفتند درجات ایشان در بهشت اعلی درجات خواهد بود وبا ایشان بشارت
بهشت دادند لاسیما چون بترتیب خلافت باشد یا گفتند بهترین امت ایشان اند وعلی هذا القیاس
اثبات لوازم خلافت خاصه فرمودند واین همه تلویح است بخلافت راشده ایشان انتهت مختصرا
وقال الامام النووي في تهذيب الاسماء واللغات اجمعت الامة على صحة خلافته وقدمه
الصحابة رضي الله عنهم لكونه افضلهم واحقهم بها من غيره وحديث بيعته مشهور في
الصحيحين معروف وقد قال علي رضي الله عنه قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا بكر فصلى
بالناس وانا حاضر غير غائب وصحيح غير مريض ولو شاء ان يقدمني لقدمني فرضينا لدنيانا

من رضيه الله ورسول الله صلى الله عليه وسلم لديننا انتهى انا وجدنا فضائلهما اكثر
من فضائل غيرهما من الآيات والاحاديث بل فضائلهما ازداد من ان تحصر ولا يمكن استقصاؤها
ولان كتبت كلها تكون الرسالة مبسوطة ولا يتم فضائلهما وهذا لا يليق بهذا المقام كما قال
الامام النووي في الكتاب المذكور مناقب الصديق رضي الله عنه لا يمكن استقصاؤها
ولا الاطالة بعشر معشارها وانما ذكرت هذا لا لاحرف تبركا للكتاب بذكره رضي الله
تعالى عنه انتهى واما فضائل عمر رضي الله عنه الثابتة عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم في الصحيح فاكثر من ان تحصر انتهى لذا نكتفي بآية واحدة والاحاديث الثابتة
بخلافتهما وآية نزلت في حق الصديق رضي الله عنه لا يشترك غيره بالاتفاق وهو
قوله تعالى الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثاني اثنين اذ هما في الغار
اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا الآية) قال الامام النووي عليه الرحمة عن
انس عن ابي بكر الصديق رضي الله عنه قال قلت للنبي صلى الله عليه وسلم وانا في الغار
لو ان احدهم نظر تحت قدمه لابصرنا فقال ما ظنك يا ابا بكر باثنين الله ثالثهما رواه
البخاري ومسلم انتهى وفي الصحيح البخاري حدثنا عبد العزيز ابن عبد الله قال حدثنا
سليمان عن يحيى بن سعيد عن نافع عن ابن عمر قال كنا نخير بين الناس في زمان
رسول الله صلى الله عليه وسلم فنخير ابا بكر ثم عمر ثم عثمان بن عفان انتهى وفي فتح
الباري شرح صحيح البخاري اي في رتبة الفضل وليس المراد البعثة الزمانية فان فضل
ابي بكر كان ثابتا في حيوته صلى الله عليه وسلم كما دل عليه حديث الباب انتهى وفي
المشكوة عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينبغي
لقوم فيهم ابو بكر ان يؤمهم غيره رواه الترمذي انتهى قال الملا علي القاري في
شرحه المسمى بالمرقاة وفي معناه من هو افضل القوم من غيرهم وفيه دليل على انه
افضل جميع الصحابة فاذا ثبت هذا فقد ثبت انهما احق في الخلافة ولا ينبغي ان
يجعل المفضول خليفة مع وجود الفاضل انتهى وقال مولانا عبد الحق المحدث الدهلوي
في اللمعات التنقيح قوله ولا ينبغي لقوم فيهم ابو بكر ان يؤمهم غيره وفيه دليل على فضله في الدين

علی جمیع الصحابۃ فکان تقدیمہ فی الخلافۃ ایضا اولی وافضل ولهذا قال سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ قدمک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی امر دیننا فمن الذی یؤخرک فی امر دنیانا انتہی وفی المشکوۃ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابو بکر وعمر اخرجہ الترمذی قال الملا علی القاری فی شرح الفقہ الاکبر ان ترتیب الخلفاء الراشدین فی الفضیلۃ کترتیبہم فی الخلافۃ الا ان لابی بکر وعمر مزیۃ وہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنا باتباع سنۃ الخلفاء الراشدین ولم یامرنا فی الاقتداء بالافعال الا لابی بکر وعمر فقال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر وفرق بین اتباع سنتہم والاقتداء بہم فحال ابی بکر وعمر فوق حال عثمان وعلی رضی اللہ عنہم انتہی وفی جامع الاصول لابن الاثیر عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو بکر قلت ثم من قال عمر وخشیت ان اقول ثم من فیقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین اخرجہ البخاری وابو داؤد انتہی وفی سنن ابی داؤد حدثنا احمد بن صالح حدثنا عنبسۃ حدثنا یونس عن ابن شہاب قال قال سالم بن عبد اللہ ان ابن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنہم انتہی وفی المرقاۃ للملا علی القاری فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ عن ابن عباس اللہم اید الدین بعمر بن الخطاب وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا اللہم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ ولا شک فی حصول اعزاز الدین بہ رضی اللہ عنہ اولا من اخفائہ الی اعلانہ کما فی قولہ یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المؤمنین وہو کمال الاربعین ایماء الی ذلک وآخر فتوحات البلاد وکثرۃ ایمان العباد فیما بینہما من غلظتہ علی المشرکین والمنافقین کما فی قولہ تعالی اشداء علی الکفار اشارۃ الیہ وقال داؤد بن الحصین والزہری لما اسلم عمر رضی اللہ عنہ نزل جبرئیل فقال یا محمد استبشر اہل السماء باسلامہ وہو مروی عن ابن عباس علی ما رواہ ابن ماجہ وابو حاتم والدارقطنی انتہی وفی المقام الآخر من کتاب المذکور وقد سئلہ الرشید کیف کان منزلۃ ابی بکر

وعمر من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حیوته قال کقرب قبریهما من قبره بعد وفاته انتهی نکتفی
بذالک ومن شاء زیادة التحقیق فلینظر فی کتب الحدیث والمسند یا النظر الدقیق ومناقب علی بن
ابی طالب کرم الله وجهه لیس کمناقبهما بل اکثرها موضوعة کما قال مجد الدین الفیروزآبادی فی سفر السعادة
ودرباب فضل علی بن ابی طالب رضی الله عنه احادیث بیشمار وضع کرده اند ووضع تر آن احادیث است که در کتاب جمع کرده
وآن را وصایای نبوی نام نهاده اول هر حدیث یا علی از آن جمله یک حدیث ثابت است یا علی انت منی بمنزلة
هارون من موسی انتهی ومولانا عبد الحق محدث دهلوی در شرح [illegible] احادیث در فضائل وی رضی الله عنه بیشمار
است بیشتر از احادیث وارد در سایر صحابه است واز امام احمد بن حنبل رحمة الله علیه پرسیدند که سبب چیست که
در فضائل هیچ یکی از صحابه آن قدر احادیث نیامده که در فضل علی مرتضی کرم الله وجهه گفت که احادیث در شان
همه خلفا بسیار است ولیکن چون مخالفان از بنی امیه وغیرهم در شان وی رضی الله عنه تقصیر کردند وادای
حق واعتراف انصاف نمودند علمای امت در اظهار فضل وروایت اخبار وارد در شان وی بقصد رد
خبر آن جماعت بیشتر کوشیدند وبالجمله در وقوع وضع احادیث از طرفین بجهت تعصب وغلو که در میان
ایشان شبهه نیست ودر نسبت احادیث بوضع وحکم بدان نیز از جانبین تعصب ومکابره راه یافته
والله اعلم بحقیقة الحال انتهی ولم یفهم المستفتی معنی الآیة المذکورة بالحقیقة لنا ننقل عبارة التحفة
الاثنا عشریة مصنفه مولانا عبد العزیز المحدث الدهلوی علیه الرحمة لیسهل تفهیمه فی الآتیة
ولا یبقی الشبهة فی کل الاوان ونکتب مختصرا من عبارة الکتاب المذکور لخوف الاطناب فمن
اراد زیادة التحقیق فلیرجع الی الکتاب المذکور لینظر بالنظر الدقیق
وبالجمله این آیه در حال دلیل بر این مدعا است شیعه از راه غلو این آیت را بمقابله اهل سنت آورده اند

کس نیاموخت علم تیر از من ۔ که مرا عاقبت نشانه نکرد

ودر این تمسک بوجوه بسیار خلل راه
یافته اول آنکه لا نسلم که مراد از انفسنا حضرت امیر است بل نفس نفیس پیغمبر است زیرا که علمای ایشان در ابطال
این احتمال گفته اند که الشخص لا یدعو نفسه کلامی است سخیف بکلام عجمی که از دیهی آمده بود مانی اند رسید که
ای فلانی در آن دیه جواز را نیز میکنند وجواز باهم میگیرند گفت ای آخون سخن فهمیده گو جواز را نیز رانند
وجواز نمی گردد نرگاو را می رانند ونرگاو میگردد ودر عرف قدیم وجدید شایع وذائع است دعوت نفسی الی
کذا وخدعت نفسی الی کذا فطوعت له نفسه قتل اخیه وامرت نفسی وشاورت نفسی الی غیر ذلک

من الاستعمالات الصحیحة الواقعة فی کلام البلغاء پس حاصل معنی ندع انفسنا نحضر انفسنا شد و نیز از
جانب پیغمبر اگر حضرت امیر را مصداق انفسنا قرار دادیم از جانب کفار در انفسکم کدام کس را مصداق النفس
کفار قرار خواہیم داد حالانکہ در صیغہ ندع آنہا ہم شرکت دارند اذلا معنی لدعوة النبی ابائهم وابناءهم
بعد قوله تعالی پس معلوم شد کہ حضرت امیر در ابنا داخل ست چنانچہ حسنین نیز در حقیقت از ابنا نیستند
حکما داخل ابنا شدند ولان العرف یعد الختن ابنا من غیر ریبة فی ذلک و نیز نفس بمعنی قریب و ہم نسب
و ہم دین و ہم ملت آمدہ قوله تعالی (یخرجون انفسهم من دیارهم) ای اهل دینهم (ولا تلمزوا
انفسکم فلولا اذ سمعتموه ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خیرا) پس حضرت امیر را چون اتصال
نسب و قرابت و مصاہرت و اتحاد دین و کثرت معاشرت و الفت بحدی بود کہ علی منی و انا من علی در حق
او ارشاد شد اگر بنفس تعبیر فرمایند ہیچ بعید نیست فلا یلزم المساواة الکلی لا بل زم فی الایات المذکورة دوم آنکہ
مساوی در جمیع صفات مراد ست لازم آید کہ حضرت امیر در نبوت و رسالت و خاتمیت و بعثت الی کافة الخلق
و اختصاص بزیادة النکاح فوق الاربع و در پیشرو قیام روز قیامت و شفاعت کبری و مقام محمود و نزول وحی
و دیگر احکام خاصہ پیغمبر شریک باشد و ہو باطل بالاجماع و اگر مساوی در بعض مراد ست فائدہ نمی کند زیرا کہ
مساوی در بعض صفات یا افضل و اولی بالتصرف افضل و اولی بتصرف نمی باشد و ہو ظاہر جدا و
نیز اگر آیت دلیل امامت باشد لازم آید امامت امیر در حین حیات پیغمبر و ہو باطل بالاتفاق و اگر تقیید کنند
بوقتہ و ان وقتی مع انہ لا دلیل علیه فی اللفظ مفید مدعا نخواہد بود زیرا کہ اہل سنت نیز امامت حضرت امیر
را در وقتی از اوقات ثابت می کنند انتہی و در جای دیگر از کتاب مذکورہ افادہ می فرمایند حدیث سوم روایت
بریدہ [illegible] قال ان علیا منی و انا منہ و ہو ولی کل مؤمن [illegible] و این حدیث [illegible]
است زیرا کہ در اسناد وی اجلح واقع شدہ و او شیعی ست متہم در روایت [illegible]
بحدیثہ [illegible]

۱۵ شعبان سنہ ۱۲۹۲ھ سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تفضیل شیخین کی کیا وجہ ہے اور افضلیت
کے بارہ میں مذاہب اہل اسلام میں کیا اختلاف ہے بینوا توجروا ہو الموفق علمائے اہل سنت کے نزدیک
شیخین یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بعد انبیا افضل الناس ہیں اور بیان وجہ فضیلت میں صاحب مواقف
قاضی عضد رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں و مرجعها الی کثرة الثواب و ذلك يعود الى الاكتساب والاخلاق [illegible]

فیہا انتہی اور وہی بزرگ عقائد میں ارشاد فرماتے ہیں و معنی الافضلیۃ انہ اکثر ثوابا عند اللہ
تبارک وتعالیٰ انتہی و قال ابو المکارم فی الانوار الساطعۃ فی شرح الفریدۃ البہیۃ
(ومعناہ) ای معنی التفضیل المذکور او الترقی (من اکثرہم ثوابا ومن یعال) ای باشرہم کثیرا
ای اکثر من الاجر تقتضی اکثریۃ ثوابہ علیہ فیقتضی بالافضلیۃ المذکورۃ فی العقائد انتہی
وقال المحقق الیمانی فی شرح التہذیب للتفتازانی (ان الکلام فی الاکرام عند اللہ) اکثر
ثوابا ویحمل الصدیق بواسطۃ التصدیق ثوابا عند ربہ لم یکن لغیرہ انتہی
وہ ایک گروہ اہلسنت والجماعت ہے کہ قائل فضیلت خلفائے اربعہ بترتیب خلافت ہے قال الفاضل الکتائی
فی الکتاب المذکور والافضلیۃ بترتیب الخلافۃ فاول الخلیفۃ وہو الصدیق الاکبر افضل
ثم الثانی وہو الفاروق ثم بعدہ ذو النورین ثم بعدہ حیدر الکرار علی المرتضی لان
اتفاق اکثر العلماء علی ذلک انتہی ملخصا وقال شارح المقاصد العلامۃ التفتازانی قال
اہل السنۃ الافضل ابوبکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی وقد مال البعض الی تفضیل علی
رضی اللہ عنہ والبعض الی التوقف فیما بینہما قال امام الحرمین مسألۃ امامۃ الافضل
لیست بقطعیۃ ثم لا قاطع من العقل علی تفضیل بعض الائمۃ علی البعض والاخبار الواردۃ
علی فضائلہم متعارضۃ لکن الغالب علی الظن ان ابابکر افضل ثم عمر ثم تتعارض
الظنون فی عثمان وعلی وذہب الشیعۃ وجمہور المعتزلۃ الی ان الافضل بعد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم علی انتہی وقال محمد بن رستم فی جزء جمع فیہ فضائل الصحابۃ اعلم
ان علماء اہل السنۃ والجماعۃ اجمعوا علی ان افضل ہذہ الامۃ ابوبکر وعمر رضی اللہ
عنہما ثم اختلفوا اکثرہم علی ان الافضل بعدہما عثمان ثم علی رضی اللہ عنہما وہو المشہور
عن الامامین ابی عبد اللہ محمد بن ادریس الشافعی وابی عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
وجزم الکوفیون ومنہم الامام ابو عبد اللہ سفیان بن سعید الثوری بتفضیل علی علی عثمان
وذہبت جماعۃ الی التوقف عند التفاضل بینہما وہو روایۃ عن الامام ابی عبد اللہ مالک
ابن انس ومال الی التوقف امام الحرمین ضیاء الدین ابو المعالی عبد الملک انتہی ملخصا
یعنی معتزلہ کا مذہب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں اور وہ فرقہ کہ

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه فى كل مكان اما انا فهم فى ذلك من يحتج بقوله انتهى اى كونه
تعالى رابعهم با لعلم لا بالذات وقال الامام الذهبى فى كتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السنجرى فى كتاب الابانة لنا ائمتنا كسفيان الثورى ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد
وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون
على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا فى الانتباه وقال
الامام الغزالى فى كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى
وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة فى قوله
بمعنى العلم والادراك كما فى تعريفات الجرجانى الاحاطة ادراك الشىء بكماله ظاهرا وباطنا
انتهى وقال الامام فخر الدين الرازى فى التفسير الكبير فى قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم
قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد
الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم
لابد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازانى فى رسالته فاضح الملحدين فى رد
قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى
ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحو لا بنفس
الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثانى فى المكتوب الحادى والثلثين من المجلد الاول — علوم سابق
کہ مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند و بزوال آن ورود ندا احاطہ و سریان از قرب و معیت ذاتیہ کہ دران مقام
منکشف شدہ بود منتشر گشتند و بہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ با عالم ازین نسبتہای مذکورہ
ہیچ ثابت نیست احاطہ و قرب او تعالی علمی ہست چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ سعیہم الی ان قال عجب
است کہ شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او ذات واجب تعالی را مجہول مطلق گویند و محکوم ہیچ حکمے
ندانند مع ذلک احاطۂ ذاتی و قرب و معیت ذاتیہ اثبات نمایند وما ہو الا حکم علی الذات
تعالی وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمى والاحاطة العلمية انتهى
ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف و خلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب
اور اسکی معیت ذاتی نہو نے پر الا فرقۂ ملحدہ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

في جنات النعيم وكل من كان اسبق فهو افضل ويحبهم كل مومن تقي ويبغضهم كل منافق شقي انتهى
اور یہی اعتقاد اکثر علمای اہلسنت وجماعت کا ہے اور وہ لوگ جو حضرت خلفاے ثلثہ کو مانتے بھی ہیں اور
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے فضیلت دیتے ہیں تفضیلیہ ہیں اور ایسے تو بہت گذرے جو خلیفہ اول
وثانی کو خلیفہ ثالث ورابع پر فضیلت دیتے ہیں اور وہ فرقہ غالبا نہیں گذرا جو حضرت خلیفہ اول وثانی
کو برابر خیال کرتا ہو واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ـ من اجاب
فقد اصاب ويؤيده ما في شرح الجلال الدواني للعقائد العضدية والافضلية بهذا
الترتيب اى ترتيب الخلافة عند الجمهور ونقل عن مالك التوقف بين عثمان وعلي
رضي الله عنهما فقال امام الحرمين انه غالب على الظن ان ابا بكر افضل ثم عمر ثم
يتعارض الظنون في عثمان على علي وعلي على عثمان وعن ابي بكر بن خزيمة تفضيل
علي على عثمان رضي الله عنهما ومعنى الافضلية اي المعنى المراد بها هنا انه اكثر ثوابا
عند الله تبارك وتعالى بما كسب من الخير لا انه اعلم واشرف نسبا وما اشبه ذلك انتهى بقدر الضرورة والله اعلم
علمه احكم حرره الراجي عفو ربه الوحيد ابو الحامد محمد عبد الحميد غفر الله ذنوبه وستر عيوبه ۲۹ سوال [illegible] زید عقیده
دارد که خلفای جناب سرور کائنات علیه الف الف تحیات فضائل بسیار دارند لکن حضرت علی کرم الله وجهه
فضیلت لحمک لحمی ودمک دمی این طور دارند که بر فضائل دیگر خلفای ثلثه اولی فضیلت دارد و همین
وجه حضرت علی را بر ثلثه اولی فضیلت در زعم خود میدهد ومیگوید که اگرچه ثلثه ممدوحه اولی افضائل دیگر هستند
مگر کدامی فضیلت مثل این فضیلت حضرت نیست پس ازین فضیلت جزئیه فضیلت کلیه لازم آمد حضرت علی را بر دیگران
بینوا توجروا الهو المصوب اهل سنت که بتفضیل حضرت صدیق رض قائل اند مراد شان فضیلت من حیث
كثرة الثواب است نه مطلقا پس اعتقاد وجود بعض فضائل در حضرت مرتضی رض باختصاص شان بآن منافی
عقیده اهل سنت نخواهد بود وازین فضیلت جزئیه مرتضویه قادح در فضیلت صدیقیه نخواهد شد جلال الدین دوانی رح
در حواشی جدیده شرح تجرید می نویسند انما اختلفوا في الافضلية من حيث الثواب كما هو الشائع في
كتب العقائد اذ لا ينكر احد من اهل السنة رجحان علي رض في كثير من الفضائل على غيره انتهى
وهمچنین هست در شرح عقائد عضدیه وغیره والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۷۲ سوال ۷۳ اول تفضیلیہ کسے کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ

با عتبار دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم ہونیکے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تفضیلی ہی یا نہین دوم شیخین کی فضیلت نزدیک اہلسنت وجماعت کے من کل الوجوہ ہی یا ببعض الوجوہ سوم اہلبیت نبوی کا مصداق کون ہی اور حضرت علی رضہ اسکے مصداق ہین یا نہین چہارم یہ جو عوام الناس مین مشہور ہی کہ پنجتن پاک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضہ اور حضرت فاطمہ رضہ اور حضرات حسنین رضہ ہین اسکی شریعت مین اصل ہی یا نہین پنجم بعد خلع خلافت امام حسن رضہ کے امیر معاویہ رضہ خلیفہ ہوئے یا نہین ششم اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا اسپر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہی یا نہین ہو المصوب جواب سوال اول شاہ عبد العزیز رح تحفہ اثنا عشریہ مین لکھتے ہین دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل میدادند و این فرقہ از تلامذہ آن لعین شدند یعنی عبد اللہ بن سبا و شمہ از وسوسہ وی قبول کردند و جناب مرتضوی در حق ایشان تہدید فرمودند کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل میدہد او را حد افترا کہ ہشتاد تازیانہ است خواہم زد انتہی اور جو شخص حضرت علی رضہ کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے تفضیل دے اگر غرض اسکی اس سے تفضیل مرتضوی شیخین پر کثرت ثواب مین ہی یا ان فضائل کے سبب مین کہ جسکی وجہ سے ارباب عقول کے نزدیک تفضیل ہوتی یا یہ غرض ہو کہ یہ فضیلت مرتضویہ جملہ فضائل شیخین پر غالب ہی تو وہ تفضیلی ہوگا اور اگر صرف یہ مقصود ہو کہ یہ فضیلت خاصہ شیخین مین نہین ہی اگرچہ انکے اور فضائل اس فضیلت سے بڑھکے ہین تو کچھ حرج نہوگا جواب سوال دوم فضیلت شیخین رضہ کی باعتبار اکثریت ثواب واکرمیت عند اللہ تعالی ہی نہ باعتبار ہر جزئی کے کیونکہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضی رضہ مین بعض ایسے ہین کہ حضرات شیخین مین نہین ہین لیکن اور فضائل شیخین رضہ کے ان فضائل جزئیہ پر تفوق رکھتے ہین محقق دوانی حاشیہ جدیدہ شرح تجرید مین لکھتے ہین انهم انما اختلفوا فی الافضلیۃ من حیث کثرۃ الثواب کما هو الشائع فی کتب العقائد اذ لا ینکر احد من اهل السنۃ رجحان علی فی کثیر من الفضائل انتهی اور شرح مقاصد مین ہی الکلام فی الافضلیۃ بمعنی الکرامۃ عند اللہ وکثرۃ الثواب انتهی اور شرح مواقف مین ہی مرجعها ای مرجع الافضلیۃ التی نحن بصددها الی کثرۃ الثواب والکرامۃ عند اللہ وذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیها انتهی جواب سوال سوم حضرت علی رضہ وفاطمہ رضہ وحسنین رضہ بھی مصداق اہل بیت نبوی مین داخل ہین ہولاء اهل بیتی انکے حق مین وارد ہی

جواب سوال چہارم خاص اس شہرت کی کوئی اصل معتد بہ نہیں ہے البتہ اگر روایات ہوں کہ اہل بیت و اصحاب عبا سے استثنا کیا جاوے تو ممکن ہے مگر تخصیص کی کوئی وجہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اگر طہارت بمعنی عصمت کے ہو تو وہ مختصات انبیا سے ہے اور اگر مطلق ہو تو اختصاص کے ساتھ ان حضرات کی کوئی وجہ نہیں ہے **جواب سوال پنجم** وہ خلافت کہ جسکے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فرمایا زمانہ اسکا خلع امام حسن رض تک منقضی ہو گیا بعد اسکے حضرت معاویہ رض کی خلافت اُس سے خارج ہوئی لیکن مطلق خلافت میں کہ جسکے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں بارہ خلیفہ ہونگے کہ قیام بالعدل کرینگے داخل ہے ابن حجر مکی منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں فكان الحسن آخر الخلفاء الراشدين بنص جده صلى الله عليه وسلم في الحديث الصحيح الخلافة بعدي ثلثون سنة فمدة خلافته هي الستة اشهر المكملة منها وعند مضيها سار إلى معاوية في اربعين ألفا والتقى الجمعان علم الحسن انه لن يغلب احد الطائفتين حتى يذهب اكثر الاخرى فنزل لمعاوية عن الخلافة شفقة على الامة بشروط قبلها معاوية رض وصار هو الامام الحق وقيل ذلك كان متغلبا لكن لاجتهاده لم آثما بل جو...ار انتهى **جواب سوال ششم** ایسا کلمہ واہیہ جو شخص کہے وہ گنہگار ہے تو بہ اس پر واجب ہے منح مکیہ میں ہے نقل عن ای ابن العربي المالكي ما يقشعر منه الجلد انه قال لم يقتل الحسين الا بسيف جده اي بحسب اعتقاده الباطل ان يزيد هو الخليفة والحسين باغ عليه انتهى اور بھی اُسی میں ہے قول بعضهم لا ملام على قتلة الحسين لانهم انما قتلوه بسيف جده الآمر بسله على البغاة لا يوثق عليه لان يزيد لم ينعقد بيعته عند الحسن وغيره ممن لم يبايعوا له مكرهون على البيعة كما هو معروف وغاية امر يزيد انه جائر فاسق متغلب انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي

سوال ۲۹۶ بطور مکتوب بخدمت ذو الفضل والمکرمۃ مصدر الفضائل منبع الفواضل جناب مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب لازالت شموس فیضکم بازغۃ کمترین نیازمندان خلیل احمد بعد تبلیغ تسلیمات و تحیات مسنونہ کے ملتمس ہے کہ کتاب عبقات الانوار مولفہ حامد حسین لکھنوی سرسری نظر سے گذری اسمین ایک روایت جسکو درباب خلافت بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ و بطلان خلافت شیخین رضوان اللہ علیہم

اجمعین نص صریح سمجھا ہے اور بزعم خود علمای اہلسنت سے نقل کیا ہے دیکھی اُس مین حوالہ ایسی کتب مصنفین
کے دیے ہین جنکے حالات سے کوسنیان بھی آشنا نہین باعتماد وسعت علم و تفرد فوز فیض و کرم جناب
سامی کو استفسار چند امور سے تکلیف دیتا ہون براہ عنایت جواب عنایت ہو اور بہت جلد عنایت ہو
اول روایت خیال فرمائیے بدرالدین محمد بن عبداللہ شبلی حنفی در کتاب آکام المرجان فی احکام الجان
میگوید وقد ورد ما یدل علی ان ابن مسعود حضر لیلۃ الجن بمکۃ غیر لیلۃ الحول فقال ابو نعیم
نا سلیمان بن احمد نا محمد عبداللہ الحضرمی نا علی بن الحسین بن ابی بردۃ البجلی نا یحیی
ابن یعلی الاسلمی عن حرب بن صبیح نا سعید بن مسلم عن ابی مرۃ الصنعانی عن ابی عبداللہ
الجدلی عن عبداللہ بن مسعود قال استتبعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن
فانطلقت حتی بلغنا اعلی مکۃ فخط علی خطا وقال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرأیت
الرجال ینحدرون علیہ من رؤس الجبال حتی حالوا بینی وبینہ فاخترطت السیف
وقلت لاضربن حتی استنقذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکرت قولہ لا تبرح
آتیک فلم ازل کذلک حتی اضاء الفجر فجاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانا قائم
ما زلت علی حالتی قلت لو مکثت شہرا ما برحت حتی تاتینی ثم اخبرتہ بما
اردت ان اصنع فقال لو خرجت ما التقیت انا وانت الی یوم القیامۃ ثم شبک
اصابعہ فی اصابعی وقال انی وعدت ان تؤمن بی الجن والانس فاما الانس فقد
امنت بی واما الجن فقد رأیت وما اظن الا واجلی قد اقترب قلت یا
رسول اللہ الا تستخلف ابا بکر فاعرض عنی فرأیت انہ لم یوافقہ قلت یا رسول
اللہ الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیتہ انہ لم یوافقہ قلت یا رسول اللہ الا تستخلف
علیا قال ذلک والذی لا الہ الا ہو لو بایعتموہ واطعتموہ ادخلکم الجنۃ
این حدیث ابو نعیم تاج المحدثین سینان روایت کردہ و بتغیر یسیر امام حنبل نیز روایت کردہ وقد روی
الامام احمد عن عبدالرزاق عن ابیہ عن میناء عن عبداللہ بن مسعود رض قال
کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن فتنفس فقلت ما بالک یا رسول اللہ قال نعیت
الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابو بکر قال فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس

قلت ما شانك بابی وامی یا رسول اللہ تعبت الی نفسی یا ابن مسعود قلت ما استخلفت
قال من قلت عمر فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانك تعیت الی نفسی
یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت علی قال الذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لیدخلن الجنۃ

اکتعین صاحب آکام المرجان از فقہا و علمای اعیان و فضلا و نبلاے محدثین عالی شان ست ذہبی
در معجم مختص گفتہ محمد بن عبد اللہ الفقیہ العالم المحدث بدر الدین ابو البقاء الشبلی السابعی الدمشقی الحنفی و مصطفی
ابن عبد اللہ القسطنطینی الجلبی در کشف الظنون گفتہ آکام المرجان للقاضی بدر الدین الخ و سیوطی ہم
در رسالہ تحفۃ الجلساء برؤیۃ اللہ النساء از و نقل آوردہ و موسی بن احمد المعروف باخطب خوارزم در کتاب مناقب
علی این روایت آوردہ و ملا عمر در وسیلۃ النجاۃ المتعبدی نقل کردہ و شہاب الدین احمد در کتاب توضیح الدلائل
علی ترجیح الفضائل گفتہ رواہ الحافظ ابو نعیم فی کتاب دلائل النبوۃ و عبد القادر بن محمد الطبری کہ از اکابر
علمای مکہ معظمہ است در کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ از دلائل النبوۃ مبسوطا این نقل کردہ انتہی عبارت
الملتقطات مختصرا ایں امور مستفسرہ یہ ہیں کہ بدر الدین صاحب آکام معتبر علماء سے ہے یا نہیں اور کتاب آکام
درجہ اعتماد کو پہونچی ہے یا نہیں اور مصطفی بن عبد اللہ و ذہبی وغیرہ سے جو تعدیل نقل کی ہے یہ تعدیل اور
معدل بھی قابل اعتماد ہیں یا نہیں سیوطی تو معتبر مشہور ہیں جیسے اخطب خوارزم باقی کذاب غیر معتبر
اور این ہمہ روایت ابو نعیم اور امام احمد نے نقل کی ہے یا نہیں درصورتیکہ نقل کی ہے تو ہم اسکی کیا توجیہ
کرینگے اور دوسری روایت کے ساتھ جس میں لیلۃ الجن عدم معیت مذکور ہے ولیکن فقدناہ مذکور ہے
کیونکر توافق ہوگا آیا واقعہ متعدد پر محمول ہوگا یا دوسری توجیہ کیجائیگی فقط فوائد بہیہ میں جو لغایت جناب
مولانا خادم حسین صاحب میرے پاس پہونچی بدر الدین کو دیکھا گیا مگر نہیں ملا اس سوال کے جواب کا امیدوار
ہوں مفصل باسناد و شواہد تحریر ہو فقط ملتمس خلیل احمد از مدرسہ عربی اسلامی ریاست بہاول پور ۔ یکم
رجب یوم پنجشنبہ سنہ ۱۲۹۷ ہجری **جواب** از محمد عبد الحی عفی عنہ بخدمت مولوی صاحب جمیع علوم منبع فہوم
جناب سید مولوی خلیل احمد صاحب دامت مکارمہ بعد اہدای ہدیہ سلام مسنون مع ضمیمہ شوق مشحون اظہار مضمون
یہ ہے کہ عنایت نامہ مورخہ یکم رجب پہونچا مضمون مندرجہ معلوم ہوا بسبب قلت فرصت کے تحریر جواب
میں تاخیر ہوئی معاف فرمائیے گا حقیقت امور مستفسرہ کی یہ ہے کہ مولف آکام المرجان معتبر ہے جو کچھ تحقیق
صاحب کشف الظنون نے اسکی ذہبی وغیرہ سے نقل کی وہ ٹھیک ہے میں نے بھی اسکا حال فوائد بہیہ کی

تعلیقات مین لکھدیا ہی صفحہ ۱۱ مین ملاحظہ فرمائیے گا اور دونون روایتین جو حامد حسین نے نقل
کین ایک تخریج ابونعیم دوسری تخریج امام احمد وہ دونون بجنسہٖ آکام المرجان کے باب نوزدہم
مین مذکور ہین مگر روایت امام احمد مین میناء مولی عبد الرحمن بن عوف ابن مسعود سے راوی ہی اور اسکے
کے باب مین لسان المیزان للحافظ ابن حجر مین اور میزان الاعتدال للذہبی مین ساقط مرقوم ہی اور ابن عراق نے
تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعہ کے مقدمہ مین لکھا ہی میناء بن ابی میناء مولی عبد الرحمن بن عوف
یروی عن مولاہ و عن عثمان و ابن مسعود قال ابو حاتم کذاب لیکن چونکہ روایت ابی نعیم وغیرہ
مین ابو عبد اللہ جدلی کی متابعت مروی ہی اس وجہ سے یہ حدیث ساقط نہین غایۃ الامر یہ کہ ضعیف ہو گی
بضعف معتبر اور بلحاظ تعدد طرق اس حدیث کو مرزا محمد معتمد خان بدخشی نے رسالہ التحفۃ المحبین فی مناقب
الخلفاء الراشدین مین منجملہ احادیث حسان کے مذکور کیا ہی اور اس حدیث مین جو شرکت ابن مسعود رض کی
لیلۃ الجن مین مذکور ہی وہ منافی روایت فقدناہ لیلۃ الجن کے نہین ہی بوجہ اسکے کہ یہ دو واقعہ ہین
آکام المرجان مین مفصلا ذکر کیا ہی کہ لیلۃ الجن چھ مرتبہ واقع ہوئی بعض لیالی مین ابن مسعود شریک تھے
اور بعض مین نہین باقی رہا استدلال حامد حسین کا ساتھ اس روایت کے اوپر خلافت مرتضوی کے
وہ صحیح نہین حقیقۃ الامر یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استخلاف صریح کسی کے باب مین منظور نہ تھا
بدین خیال کہ اگر صراحۃً کسی کا استخلاف کیا جاوے اور بعض لوگ اسکی اتباع نکرین تو وہ مستحق عذاب
ہو جاوینگے جیساکہ سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین و سر ذلک ای عدم استخلافہ ما قال
البزار فی مسندہ حدثنا عبد اللہ بن وضاح الکوفی حدثنا یحیی بن الیمان حدثنا اسرائیل عن
ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ الا تستخلف علینا قال ان استخلفت
علیکم فتعصوا خلیفتی ینزل علیکم العذاب واخرجه الحاکم فی المستدرک انتہی
اسی وجہ سے ابن مسعود نے جب ابوبکر و عمر رض کے استخلاف کے واسطے عرض کیا آپ نے اعراض و سکوت
فرمایا اس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ یہ اعراض یا سکوت بسبب عدم استحقاق خلافت اور علی مرتضی رض کے
باب مین آپ نے نعم وغیرہ کلمات دالہ استخلاف مرتضوی رضی اللہ عنہ ارشاد نہین کیے بلکہ آپ کو چونکہ
معلوم تھا کہ مرتضی سے لوگ مخالفت کرینگے اور زمانہ خلافت مین ان کے فتن عدیدہ ہونگے اسوجہ سے آپنے
انکی اطاعت و اتباع کی ترغیب فرمائی و بالجملہ فحسنت الا روایۃ حسن عدم فی استخلافہ ولا...

استغراقه بالنسبة الى غيره ومن ادنى فعليه البيان والله اعلم بما فى ضمير نبيه امید که همیشه از امور
متعلقه فقیر را اطلاع داده باشند والسلام فقط. سوال ١١١ چه می فرمایند علمای دین و مفتیان
شرع متین اهل سنت وجماعت کثرهم الله تعالی در حق کسی که اعتقاد در خلفای اربعه رضی الله عنهم بترتیب معلوم
کند اما محبت وی به نسبت دیگری بیشتر است آیا این چنین کس آثم وگنهگار می شود یا نه بینوا توجروا
هو المصوب محبت بر دو گونه است گاهی از برای امری دینی می باشد وگاهی بواسطه علت دنیوی پس
محبت دینیه لازمه افضلیت یکی دیگری را زیاده دوست دارد از جهت دین در محبت وی تناقض باشد
وهو ممتنع واما اگر از برای امر دنیوی مثل مراتب واحسان وغیر آن باشد فلا امتناع فیه قال الامام العلامة
القسطلانی فی المواهب سئل شیخ الاسلام الولی العراقی انه من اعتقد فی الخلفاء الاربعة
الافضلیة علی الترتیب المعلوم ولکن محبته لبعضهم یکون اکثر هل یکون آثما ام لا
فاجاب الشیخ رحمة الله علیه المحبة قد یکون لامر دینی وقد یکون لامر دنیوی فالمحبة
الدینیة لازمة للافضلیة فمن کان افضل کان محبتنا الدینیة له اکثر فمتی اعتقدنا
فی واحد منهم انه افضل ثم احببنا غیره من جهة الدین اکثر کان تناقضا نعم
ان احببنا غیر الافضل اکثر من محبة الافضل لامر دنیوی کقرابة واحسان ونحوه فلا
تناقض فی ذلک ولا امتناع فمن اعترف بان افضل هذه الامة بعد نبینا صلی
الله علیه وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم کما هو مذهب اهل الحق
من السلف والخلف لکنه احب علیا اکثر من ابی بکر مثلا فان کانت المحبة المذکورة
محبة دینیة فلا معنی لذلک اذ المحبة الدینیة لازمة للافضلیة کما قررناه وهذا انما
لم یعترف بافضلیة ابی بکر الا بلسانه واما بقلبه فهو مفضل لعلی لکونه احبه محبة دینیة
زائدة علی محبة ابی بکر وهذا لا یجوز وان کانت المحبة المذکورة محبة دنیویة
لکونه من ذریة علی او لغیر ذلک من المعانی فلا امتناع فیه انتهی
والله اعلم بالصواب کتبه خادم العلماء الراسخین محمد المدعو بیاسین تجاوز الله عن سیأته یوم الدین سنه ١٢٣٨ هجری

محمد یاسین

سوال ١١٢ حضرت سلامت السلام علیکم معروض عالی است در این
زمانه کثرت مبتدعین وغلو مذاهب فاسده ودین مذاهب حقه بمرتبه رسیده است که عرضش باعث ملال خاطر عاطر

درین زمان علی رؤس الاشهاد در مطاعن صحابه رضی الله عنهم دو مقدمه یکی مقدمهٔ قرطاس دوم فدک بیان میشود
وعلمای روزگار بسبب جهالت طبعیه وعدم توغل در علوم دینیه متکفل جواب نمی شوند وعوام بسبب اغوای
خواص گمراه می شوند لهذا بخدمت جناب عرض است که هر دو مقدمه مع دفع شبهات رقم فرموده ارسال
فرمایند تا اطمانینت قلبیه وهدایت کامله حاصل گردد وباعث اجر دنیا وآخرت شود بینوا توجروا جواب

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوة علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین از فقیر محمد معین
عفا الله عنه بعد السلام علی من اتبع الهدی التماس است در مقدمات مسطوره علمای اهلسنت وجماعت
کثرهم الله تعالی دفاتر تصنیف فرموده اند وافضل المتاخرین مولنا عبد العزیز الدهلوی علیه الرحمة بوجه احسن
اجوبهٔ شبهات مبتدعین بیان فرموده اند اکنون حاجت بجواب نیست مومنین مهتدین را برای تقویت
مذاهب حقه اجوبهٔ مرقومه فی الکتب کافی است لکن بموجب استفسار آن عالی قدر اولا جمیع احادیث
مرویه در هر دو مقدمه رقم میکنیم بعد ازان شبهات وارده وجواب آنها ایجازا واختصارا بیان نمایم والله الهادی
وعلیه التکلان وعلی رسوله وآله الصلوة والسلام وعلی الائمة المتقین الرحمة والغفران رویت من کتب الصحاح
المعتبرة عند اهل السنة والجماعة هذه الاحادیث التی فیها ذکر الکتاب الذی
اراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یکتبه لامته فی مرضه الذی مات فیه عن
ابن عباس رضی الله عنهما قال لما حضر رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی البیت
رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی صلی الله علیه وسلم هلموا اکتب لکم کتابا
لن تضلوا بعده فقال عمر وفی روایة فقال بعضهم رسول الله قد غلب علیه الوجع
وعندکم القرآن حسبکم کتاب الله واختلف اهل البیت واختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب
لکم رسول الله ومنهم من یقول ما قال عمر وفی روایة ومنهم من یقول غیر ذلک فلما
اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قوموا عنی فکان ابن عباس
یقول الرزیة ما حال بین رسول الله صلی الله علیه وسلم وبین ان یکتب لهم ذلک
الکتاب لاختلافهم ولغطهم وفی روایة قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج
ابن عباس وهو یقول ان الرزیة ما حال بین رسول الله صلی الله علیه وسلم
وبین کتابه وفی اخری قال قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس فی روایة ثم بکی

حتى بل دمعه الحصى قلت يا ابن عباس ما يوم الخميس قال اشتد برسول الله صلى الله
عليه وسلم وجعه فقال ائتونى بكتف اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده ابدا فتنازعوا
ولا ينبغى عند نبى تنازع فقالوا ما شانه اهجر استفهموه فذهبوا يردون عليه
فقال دعونى وذرونى فالذى انا فيه خير مما تدعونى اليه فامرهم وفى رواية فاوصاهم
بثلث فقال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجيزوا الوفد بنحو ما كنت اجيزهم
وسكت عن الثالثة او قال فانسيتها قال سفيان هذا من قول سليمان هو ابن ابى مسلم
الاحول وفى رواية ونسيت الثالثة اخرجه البخارى ومسلم ايضا مختصرا رواه ابن الاثير
فى جامع الاصول قوله لما حضر بصيغة المفعول اى حضرة الموت وفيه تجوز لانه
عاش بعد ذلك اليوم وهو يوم الخميس الى يوم الاثنين قوله هلموا اكتب لكم كتابا الخ
قال الامام النووى فى شرح مسلم اعلم ان النبى صلى الله عليه وسلم معصوم من الكذب
ومن تغير شئ من الاحكام الشرعية فى حالة صحته ومرضه ومعصوم من ترك بيان
ما امر ببيانه وتبليغ ما اوجب الله عليه تبليغه وليس هو معصوم من الامراض والاسقام
العارضة للاجسام مما لا نقص فيه لمنزلته ولا فساد لما تمهد فى شريعته وقد سحر
عليه الصلوة والتسليم حتى صار يخيل اليه انه يفعل ولم يكن يفعله ولم يصدر منه
فى هذا الحال كلام من الاحكام مخالفا لما سبق فاذا علمت ما ذكرناه فقد اختلفوا فى
الكتاب الذى اراد كتابته فقيل اراد ان ينص على الخلافة فى انسان معين لئلا يقع
نزاع قلت هذا بعيد جدا اذ التنصيص على خلافة ابى بكر وعمر وعثمان وعلى رضى
الله عنهم لا يحتاج الى كتابته بل كان مجرد القول كافيا للمقصود وافيا وقد اشار الى خلافة
ابى بكر بنيابة الامامة مع التصريح بقوله يابى الله والمؤمنون الا ابا بكر رضى الله عنه
نعم لو قيل انه اراد ان يكتب الخلافة المستمرة خلف وفاته لان يستحقها واحد بعد واحد
الى خروج المهدى وظهور عيسى عليه السلام لكان له وجه وجيه فتنبه نبيه ولكنه اراد الله
الامر مستورا اذ كان ذلك فى الكتاب مستورا وقيل اراد كتابا يبين فيه مهمات الاحكام
ملخصة لئلا يقع النزاع ويحصل الاتفاق على المنصوص عليه قلت لم يكن فى زمانه نزاع لم يرتفع

الا هو ای ابجهم هو علی العرش وعلمه فی کل مکان اما فاتهم فی ذلک من حیثیم بقوله انتهی ای کونه
تعالی رابعهم با لعلم لا بالذات وقال الامام الذهبی فی کتاب العرش قال الامام الحافظ
ابو نصر السنجری فی کتاب الابانة لہ ائمتنا کسفیان الثوری ومالک وحماد بن سلمة وحماد بن زید
وعبد اللہ بن المبارک والفضیل بن عیاض واحمد بن حنبل واسحق بن راهویه متفقون
علی ان اللہ سبحانہ وتعالی بذاتہ فوق عرشہ وان علمہ بکل مکان انتھی کذا فی الانتباہ وقال
الامام الغزالی فی کتاب العقائد من احیاء العلوم واضطر اهل الظاهر الی تاویل قوله تعالی
وهو معکم اینما کنتم اذ حمل ذلک بالاتفاق علی الاحاطة والعلم انتھی والاحاطة فی قوله
بمعنی العلم والادراک کما فی تعریفات الجرجانی الاحاطة ادراک الشیٔ بکماله ظاهرا وباطنا
انتھی وقال الامام فخر الدین الرازی فی التفسیر الکبیر فی قوله تعالی وهو معکم اینما کنتم
قال المتکلمون هذه المعیة اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلی التقدیرین فقد انعقد
الاجماع علی انہ سبحانه لیس معنا بالمکان والجهة والتحیز فاذن قوله تعالی وهو معکم
لابد فیه من التاویل انتھی وقال العلامة سعد الدین التفتازانی فی رسالته فاضح الملحدین فی رد
قول الوجودیة ان المعیة ذاتیة واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالی وهو معکم اینما کنتم وقوله تعالی
ولا ادنی من ذلک ولا اکثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعیة ههنا علی ما اجمع علیه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس
الذات انتھی وقال الامام مجدد الالف الثانی فی المکتوب الحادی والثلثین من الجلد الاول — علوم سابق
کہ مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند و بزوال آورد ند احاطہ و سریان از قرب ومعیت ذاتیہ کہ دران مقام
منکشف شدہ بودند منتشر گشتند و بہ یقین معلوم گشت کہ صانع را جل شانہ با عالم ازین نسبتہای مذکورہ
ہیچ ثابت نیست احاطہ وقرب او تعالی علمی ہست چنانچہ مقرر اہل حق است شکر اللہ سعیہم الی ان قال عجب
است کہ شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او ذات واجب تعالی را مجہول مطلق گویند و محکوم بہیچ حکمے
ندانند مع ذلک احاطہ ذاتی وقرب ومعیت ذاتیہ اثبات نمایند وما هو الا حکم علی الذات
تعالی وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمی والاحاطة العلمیة انتھی
ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف وخلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب
اور اسکی معیت ذاتی نہونے پر الا فرقہ ملحدہ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

على ما ثبت اذا اوحى اليه ثم ظهر ان المسألة تركه او اوحى اليه بذلك او نسخ او استصوب رأى
عمر و لم ينكر عليه حين قال حسبكم كتاب الله بل ترك الانكار واشار الى تصويبه هذا اتفق العلماء
على قول عمر حسبنا كتاب الله فى دلائل فقهه وفضائله ودقائق نظره وفهمه لانه خشى ان
يكتب النبى صلى الله عليه وسلم امورا ربما عجزوا عنها فيستحقوا العقوبة لكونها منصوصة واراد
ان لا ينسد باب الاجتهاد على العلماء وانما قصد عمر رض بذلك التخفيف على رسول الله صلى الله
عليه وسلم حين غلب عليه الوجع لان فى مرضه صلى الله عليه وسلم من شدة وجعه كتابة
ذلك مشقة فراى عمر الصواب بترك الكتابة تخفيفا على رسول الله صلى الله عليه وسلم
وفى تركه صلى الله عليه وسلم الانكار على عمر دليل على استصوابه رأيه ولو كان مما لابد له صلى الله
عليه وسلم ان يكتب مما لابد منه لم يتركه لاختلافهم لقوله تعالى بلغ ما انزل اليك من ربك
كما لم يترك التبليغ لمخالفة من خالفه ومعاداة من عاداه وكما امر فى تلك الحالة
باخراج اليهود من جزيرة العرب وغير ذلك بيانه مع ان سفيان بن عيينة حكى عن اهل العلم
لانه صلى الله عليه وسلم اراد ان يكتب استخلاف ابى بكر رض ثم ترك ذلك اعتمادا على علمه بتقدير
الله تعالى ذلك كما هم بالكتابة فى اول مرضه حين قال وارأساه ثم ترك الكتابة وقال يابى الله
والمؤمنون الا ابا بكر قوله ثم بكى اى ابن عباس يحتمل ان يكون لتذكر وفاته وفقدان حياته صلى الله
عليه وسلم تجدد الحزن عليه او لفوات ما فات فى معتقده من الخير الذى كان يحصل لو كان
كتب ذلك الكتاب قوله الرزية كل الرزية كان ابن عباس مال الى خلاف ما قال عمر واستعظم
ما فاته من البيان بالتنصيص عليه لكونه اولى من الاستنباط وهو لا يعارض لان عمر كان افقه منه
قطعا لانه لما رأى ما غلب عليه صلى الله عليه وسلم من الوجع وقرب الوفاة والكرب والغشى خاف
ان يكون ذلك القول مما يقوله المريض مما لا عزيمة له فيه فيجد المنافقون بذلك سبيلا الى الكلام فى الدين
وقد كان اصحابه يراجعونه فى بعض الامور قبل ان يجزم فيها بتحتم كما راجعوه يوم الحديبية فى الخلاف
وفى كتاب الصلح بينه وبين قريش واذا امر بالشىء امر عزيمة فلا يراجعه احد منهم قوله اهجر الهجر
الهذيان وهو النطق بما لا يفهم كما قاله ابن الاثير والمراد ههنا ما يقع من كلام المريض مما لا ينتظم
ولا يعتد به لعدم فائدته ووقوع ذلك منه صلى الله عليه وسلم مستحيل لانه معصوم فى صحته

ابتدای آنحضرت صلی الله علیه وسلم سرگرم بودند در ابلاغ مسائل نفرمودند چون دران وقت مساهلت نفرمودند
وکلمة الحق بشدت تمام ادا فرمودند درین وقت که عالم انتقال شد چرا کتمان می فرمایند ولیس هذا الا
ظن الجاهلیة اعاذنا الله منها و نیست گمان مگر گمان کسیکه در شان آنحضرت صلی الله علیه وسلم قدح
میکنند و میگویند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم چیزها را از اوامر ونواهی بخوف مردمان باقی داشتند و اظهار
نه نمودند سبحانک هذا بهتان عظیم ودیگر آنکه حضرت علی مرتضی وحضرت عباس رضی الله عنهما نیز در منع قرطاس
شریک شدند چه ایشان هم دوات وقلم نیاوردند در آن وقت و نه بعد ازان که فرصت دراز بود آورده
آن کتاب را نویسانیدند وقول رسول مقبول ائتونی بقرطاس خطاب بجمیع حاضرین [illegible] بحضرت
فاروق اعظم بالخصوص پس معلوم شد که این امر بنا بر صلاح ارشاد شده بود نه بر طور وجوب وفرضیت لهذا
حضرت مرتضی رضی الله عنه ودیگر صحابه اهمال فرمودند چنانچه در صلح حدیبیه آنحضرت صلی الله علیه وسلم علی مرتضی
رضی الله عنه فرموده رعایة للکفار لقب من که رسول الله است از صلح نامه محو ساز فقط نام من محمد باقی دار
حضرت مرتضی کرم الله وجهه مخالفت امر رسول نموده محو نساختند تا آنکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم صلح نامه از
دست مرتضی کرم الله وجهه گرفته بدست مبارک لقب مذکور را محو فرمودند پس نزد اهل سنت وجماعت این
قسم امور را مخالفت نمیگویند وقول حضرت عمر فاروق اعظم قد غلب علیه الوجع محل اشکال نیست زیرا که
غلبه وجع امریست که بمقتضای بشریت است بر انبیا صلوات الله علیهم جاری می شود چنانکه بر غیر
ایشان علی السواء مثل جوع وعطش ودیگر آنکه در روایت جامع الاصول آمده قال بعضهم قد غلب علیه
الوجع بی تصریح نام حضرت فاروق شاید که آن بعض حضرت علی مرتضی باشند وقول قائل اهجر استفهموه
احتمال دو معنی دارد یکی آنکه این اقوال آن کسانند که قاصر آوردن قرطاس ودوات بودند برای تصویب
رای خود این کلمه اهجر استفهموه بطور استفهام انکاری گفتند یعنی هجر وهذیان بر زبان مبارک پیغمبر صلی الله علیه
وسلم نمی رود پس آنچه فرموده است بآن اهتمام باید کرد وآنچه نوشتن آن ارشاد فرموده اند استفهام
باید کرد دوم آنکه جمعیکه متوقف بودند در آوردن قرطاس ودوات گفته باشند ومعنی هجر اینجا کلامیست
که بسبب ضعف آلات تکلم یا عسر نفس بر زبان وماند آن فهمیده می شود پس گفتند بطریق استفهام
تقریر این سخن فی نفسه غیر مفهم هست یا ادراک نکردیم پس باید پرسید که مقصود آنحضرت صلی الله
علیه وسلم طلب قرطاس ودوات است یا چیز دیگر استفهام کنید از مقصود حضرت صلی الله علیه وسلم

تا بار دیگر بلفظ صریح یا اشارةً بیان فرمایند مقصود را تا بر حسب آن عمل نمایم واگر غرض قائل او کلام
آنحضرت می بود بعد کلمهٔ اهجر کلمهٔ استفهموه نمی گفت بلکه اعرضوا عنه می گفت الغرض اشکال بر قائل لازم
نمی آید وهرگز از روایت مذکوره معلوم نمی شود که قائل این کلمه حضرت فاروق بود واگر توهم متوهمین گذرد
که مقصود از کتابت استخلاف حضرت مرتضی ست آن رجم بالغیب ست از کجا دانست که استخلاف
ایشان مقصود بود بلکه حدیث حضرت مرتضی رض صریح ست درآنکه مقصود غیر استخلاف بود عن نعیم بن
یزید عن علی بن ابی طالب رض امرنی النبی صلی الله علیه وسلم ان آتیه بطبق یکتب فیه
ما لا یضل امته من بعده قال فخشیت ان تفوتنی نفسه قال قلت انی احفظ واعی قال اوصی
بالصلوة والزکوة وما ملکت ایمانکم اخرجه احمد دیگر آنکه نزد شیعه استخلاف امیر بنص قطعی
است دیگر چه احتیاج نوشتن بود واگر بالفرض مقصود استخلاف احدی بود پس مقصود اهل سنت و
جماعت حاصل ست زیرا که در اول مرض آنحضرت صلی الله علیه وسلم بحضرت عائشه صدیقه رضی الله
عنها فرموده ادعی لی ابا بکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول
قائل انا اولی ویابی الله والمؤمنون الا ابا بکر رواه مسلم این حدیث صراحةً بر کتابت استخلاف صدیق
اکبر رضی الله عنه دلالت میکند وبیهقی گفته است که سفیان بن عیینه از اهل علم نقل کرده است که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم میخواست که خلافت ابوبکر صدیق رض بنویسد بعد ازان ترک کرد بجهت اعتماد برانچه تقدیر الهی رفته
است واعتماد برآنکه تجاوز نخواهند کرد ازان مومنان چنانچه فرمود ویابی الله والمؤمنون الا ابا بکر رض
و دیگر آنکه در روایت دیگر از ابن عباس رض موجود ست واوصاهم بثلث قال اخرجوا المشرکین الخ
صریح دلالت میکند که امر جزئی نبود وامر خلافت نیز نبود بلکه امر سیاست مدنیه ومصالح ملک بود که آن را
وصیت فرمود وقول فاروق اعظم حسبنا کتاب الله الخ برای رفع تکرار حاضرین ونفی طعون مفسدین ست
چه آنحضرت صلی الله علیه وسلم اگر می فرمود ومی نوشت بطور اختصار چیزے میفرمود ومی نوشت بسبب
قلت فرصت وزیادت مشقت وغلبهٔ درد پس منافقان در آن خدشه کرده فساد عظیم برپا میکردند چنانچه
درکتاب کرده مذاهب باطله برآوردند نعوذ بالله منها واحتمال این نبود که بعض احکام را نسخ میفرمود زیرا که
حق تعالی یک ماه قبل ازین نازل کرده الیوم اکملت لکم دینکم وابواب نسخ وتبدیل وزیادت و
نقصان را در دین مطلقا مسدود ساخته بود وقول آنحضرت صلی الله علیه وسلم قوموا عنی دلالت میکند

برآنکه تکرار نکنید یا برآنکه رفیق اعلی با آنحضرت صلی الله علیه وسلم غالب آمد بجهتی که بهتر بود از تبلیغ مشغول
شد لن قوله ولا ینبغی عند النبی صلی الله علیه وسلم تنازع قول ابن عباس ست نه قول آنحضرت صلی الله
علیه وسلم کما حققه القرطبی والنووی وعلی القاری و دیگر آنکه قول دلالت میکند که مزاج آنحضرت صلی الله
علیه وسلم [illegible] ست از گفت وشنید بنهایت تنگ خوار شد و این شور وشغب فیما بینهم بود نه آنکه
حضرت عمر فاروق رض آواز بلند کرده بودند وکسانی که رفع صوت کردند با آنها نیز انحراف از حکم رسول الهی لازم
نیاید زیرا که بلند کردن آواز بر آواز نبی صلی الله علیه وسلم البته ممنوع ست نه آنکه بحضوری با خود با آواز
بلند سخن گفتن ممنوع باشد کما قال النووی رح و قول ابن عباس ان الرزیة کل الرزیة الخ دلالت بر
تاسف و حیرت میکند بر اینکه کتاب مذکور نافع می بود و امت را فی الواقع در هر کلام رسول نفع ست
لیکن بمقتضای [illegible] آن رسول مقبول صلی الله علیه وسلم هم برای مردمان مانعان را تصویب کرده کتابت
موقوف داشتند دیگر ابن عباس دران زمان بعمر سیزده سالگی بودند معلوم نیست که چه چیز در ذهن ش
متمکن شده که برآن تاسف فرموده و هرگز ابن عباس را خیال خلافت علی مرتضی کرم الله وجهه
بود زیرا که حضرت ابن عباس باعتبار قرب قرابت چنانچه اقوال ابن عباس شاهد اند بر مدعی الغرض
معلوم می شود که حسرت و افسوس حضرت ابن عباس باعتبار حرص بر علم بود لهذا از علی مرتضی رض و حضرت
ابن عباس رض چیزی درین مقدمه منقول نیست و مقطع کلام درین مقام آنست که حضرت امیر نیز درین
قصه حاضر بودند باجماع اهل سیر از طرفین و اصلا انکار او بر عمر فاروق رض یا دیگر حاضران مجلس که ممانعت
از کتابت کرده بودند نه در حیات شان و نه بعد از وفات شان که زمان خلافت حضرت امیر بود در کتب
شیعه وسنی منقول نشده پس اگر حضرت فاروق اعظم رض درین کار خطا وار ست حضرت امیر
مرتضی رض نیز مجوز کار او ست بلکه حضرت عباس عم رسول الله صلی الله علیه وسلم و دیگر اقربا نیز تجویز
فاروق را پسند کردند موجب رنج رسول مقبول نشدند لهذا نصیر الدین الطوسی این الزام را در تجرید در
مطاعن حضرت عمر فاروق داخل نکرده والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب. جواب مقدمه دوم
فدک فی احکام میراث النبی وترکته عن ابی هریرة رض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال لا تقسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقة نسائی ومؤنة عاملی فهو صدقة وفی
روایة انه قال لا نورث ما ترکناه صدقة اخرجها البخاری و مسلم و عن عمرو بن الحارث

اخو جويرية قال ما ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم عند موته دينارا ولا درهما
ولا عبدا ولا شيئا الا بغلته البيضاء وسلاحه وارضا جعلها لابن السبيل صدقة رواه
البخاري وفي رواية مسلم ولا اوصى بشيء وفي الصحيحين والموطا ان ازواج النبي صلى الله
عليه وسلم حين توفي رسول الله اردن ان يبعثن عثمان الى ابي بكر يسألنه ميراثهن
فقالت عائشة أليس قد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نورث ما تركناه صدقة
وفي جامع الاصول ان فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم سألت ابا بكر الصديق
بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقسم لها ميراثها مما ترك رسول الله مما افاء
الله عليه فقال لها ابو بكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نورث ما تركناه
صدقة فغضبت فاطمة فهجرته فلم تزل بذلك حتى توفيت وعاشت بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم ستة اشهر الا ليالي وكانت تسأله ان يقسم لها نصيبها مما افاء الله
على رسوله من خيبر وفدك ومن صدقة بالمدينة فقال لها ابو بكر لست بالذي اقسم من
ذلك شيئا ولست تاركا شيئا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعمل به فيها الا عملته
فاني اخشى ان تركت شيئا من امره ان ازيغ ثم فعل ذلك عمر فاما صدقته بالمدينة فدفعها
عمر الى علي وعباس وامسك خيبر وفدك وقال هما صدقة رسول الله كانتا لحقوقه التي
تعروه ونوائبه وامرهما الى من ولي الامر قال فهما على ذلك الى اليوم اخرجه مسلم و
في رواية جاءت فاطمة الى ابي بكر فقالت من يرثك قال اهلي وولدي قالت فما لي لا ارث
ابي فقال ابو بكر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا نورث ولكن اعول من كان رسول
الله يعوله وانفق على من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفق عليه اخرجه الترمذي و
لابي داود وجاءت فاطمة الى ابي بكر تطلب ميراثها من ابيها فقال لها سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ان الله اذا اطعم نبيا طعمة فهي للذي يقوم من بعده وفي رواية
ان فاطمة والعباس اتيا ابا بكر يلتمسان ميراثهما من رسول الله صلى الله عليه وسلم وهما حينئذ
يطلبان ارضه من فدك وسهمه من خيبر فقال ابو بكر اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لا نورث ما تركنا صدقة انما كان ياكل آل محمد في هذا المال فاني لا ادع امرا رأيت

رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنعه فيها الا صنعته وفي اخرى ان فاطمة بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم ارسلت الى ابي بكر تسأله ميراثها من رسول الله صلى الله عليه وسلم مما افاء
الله عليه بالمدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر فقال ابو بكر رضي الله عنه ان رسول الله
قال لا نورث ما تركناه صدقة انما يأكل آل محمد من هذا المال يعني مال الله ليس لهم ان
يزيدوا على المأكل واني والله لا اغير شيئا من صدقة رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن حالها التي كانت عليها في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فلاعملن فيها بما
عمل به رسول الله صلى الله عليه وسلم فابى ابو بكر ان يدفع الى فاطمة شيئا منها الترمذي
وانفق ابو بكر على من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفق وفي الصحيحين ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم ينفق على اهله نفقة سنة وفي رواية يحبس لاهله قوت سنتهم وما بقي يجعله
في الكراع والسلاح في سبيل الله وفي البخاري ومسلم عن مالك بن اوس بن الحدثان النصري
قال ارسل الي عمر حين تعالى النهار قال فجئته فوجدته في بيته جالسا على سرير مفضيا الى رماله
متكئا على وسادة من ادم فقال لي يا مال انه قد دف اهل ابيات من قومك فقد امرت
فيهم برضخ فخذه فاقسمه بينهم قال قلت لو امرت بهذا غيري قال خذه يا مال قال فجاء
حاجبه يرفا فقال هل لك يا امير المؤمنين في عثمان وعبد الرحمن بن عوف والزبير وسعد
يستاذنون قال نعم فدخلوا فسلموا وجلسوا ثم لبث قليلا ثم جاء يرفا فقال هل لك يا امير
المؤمنين في عباس وعلي يستاذنان قال نعم فاذن لهما فدخلا وسلما وجلسا قال العباس
يا امير المؤمنين اقض بيني وبين هذا الظالم الكاذب الآثم الغادر الخائن وهما يختصمان
في الذي افاء الله على رسوله من بني النضير فاستب علي وعباس فقال القوم اي عثمان
واصحابه يا امير المؤمنين اقض بينهما وارح احدهما من الآخر قال اتئدا انشدكم بالله الذي
باذنه تقوم السماء والارض هل تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نورث
ما تركنا صدقة يريد بذلك نفسه قالوا قد قال ذلك ثم اقبل عمر على العباس وعلي
فقال انشدكما بالله الذي باذنه تقوم السماء والارض اتعلمان ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال لا نورث ما تركنا قالا نعم قال عمر فاني احدثكم عن هذا الامر ان الله قد خص

رسوله في هذا الفيء بشيء لم يعطه احدا غيره ثم قرأ وما افاء الله على رسوله منهم فما اوجفتم
عليه من خيل ولا ركاب ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شيء قدير فكانت
هذه خالصة لرسول الله صلى الله عليه وسلم والله ما احتازها دونكم ولا استاثر بها
عليكم لقد اعطاكموها وبثها فيكم حتى بقي منها هذا المال وكان رسول الله صلى الله عليه
وسلم ينفق على اهله نفقة سنتهم من هذا المال ثم ياخذ ما بقي فيجعله مجعل مال الله فعمل بذلك
رسول الله صلى الله عليه وسلم في حياته وفي رواية قال عمر كانت لرسول الله صلى الله
عليه وسلم ثلث صفايا بنو النضير وخيبر وفدك فاما بنو النضير فكانت حبسا لنوائبه
واما فدك فكانت حبسا لابناء السبيل واما خيبر فجزأها رسول الله ثلثة اجزاء جزئين
بين المسلمين وجزءا نفقة لاهله فما فضل عن نفقة اهله جعله بين فقراء المهاجرين ثم
انشدكم بالله الذي باذنه تقوم السماء والارض اتعلمون ذلك قالوا نعم قال ثم نشد
عباسا وعليا بمثل ما نشد به القوم اتعلمان ذلك قالا نعم قال ثم توفي رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر انا ولي رسول الله فقبضها ابو بكر فعمل فيها بما عمل رسول
الله صلى الله عليه وسلم وانتم حاضرون وفي رواية فجئتما تطلب ميراثك من ابن
اخيك ويطلب هذا ميراث امرأته من ابيها فقال ابو بكر قال رسول الله لا نورث
ما تركنا صدقة تذكران ابا بكر كان فيها كذا وفي رواية فرايتماه كاذبا آثما غادرا
خائنا والله يعلم انه فيها لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفى الله ابا بكر فقلت انا ولي
رسول الله صلى الله عليه وسلم وولي ابي بكر فقبضتها سنتين من امارتي اعمل فيها بما عمل
رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر والله يعلم اني فيها لصادق بار راشد تابع للحق ثم
جئتماني وامركما واحد وقلتما ادفعها الينا فلابد الى ان ادفعها اليكما على ان عليكما فقلت ان
شئتما دفعتها اليكما على ان عليكما عهد الله وميثاقه لتعملان فيها بما عمل به رسول الله صلى
الله عليه وسلم وابو بكر وبما عملت فيها منذ وليت فقلتما ادفعها الينا بذلك فدفعتها اليكما
فانشدكما بالله هل دفعتها اليكما بذلك قالا نعم قال فتلتمسان مني قضاء غير ذلك فوالله
الذي باذنه تقوم السماء والارض لا اقضي فيها بقضاء غير ذلك حتى تقوم الساعة فان

ثانيهما عمر باعتبار ما قدمناه الى ان قال فكانت هذه الصدقة بيد علي منعها علي
عباسا فغلبه عليها ثم كانت بيد الحسن بن علي ثم كانت بيد الحسين ثم كانت بيد زيد
ابن الحسن كلاهما يتداولانها وهي صدقة رسول الله حقا ثم وليها بنو عباس ثم بيد عمر
ابن عبد العزيز جمع بني مروان حين استخلف فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
كانت له فدك فكان ينفق منها ويعود منها على صغير بني هاشم ويزوج منها ايمهم
وان فاطمة سألته ان يجعلها لها فابى وكانت كذلك في حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم
حتى مضى بسبيله فلما ان ولي ابو بكر عمل فيها بما عمل رسول الله في حياته حتى مضى لسبيله
فلما ان ولي عمر بن الخطاب عمل فيها بما عملا حتى مضى بسبيله ثم اقطعها مروان ثم صارت
لعمر بن عبد العزيز فرأيت امرا منعه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة ليس لي بحق واني
اشهدكم اني رددتها على ما كانت يعني على عهد ابي بكر وعمر هذه الاحاديث كلها من
جامع الاصول قوله اقسم ورثتي اي ما كنت قال ميرك هم ورثته باعتبار انهم كذلك
بالقوة لكن منعوا من الميراث بالدليل الشرعي وهو قوله لا نورث ثم قوله ورثتي اي بالقوة
اي الاقربين اليّ فلا دلالة فيه على ... لقوله ما تركت اي تركته بعد نفقة نسائي
ومؤنة عاملي فهو صدقة وفي شرح السنة قال ابن عيينة كان ازواج النبي صلى الله عليه
وسلم في معنى المعتدات اذ كن لا يجوز لهن ان ينكحن ابدا فجرت لهن النفقة والحاصل انه
ليس معنى نفقة نسائه ارثهن منه بل لكونهن محبوسات وممنوعات عن الازواج بسببه
فهن في حكم المعتدات ما دام حياتهن وقال بعضهم لعظم حقوقهن وقدم هجرتهن
وكونهن امهات المؤمنين ولذلك اختصصن بمساكنهن ولم يرثها ورثتهن قوله ومؤنة
عاملي اي بعث عامله وشدته واجرته اي خادمه العامل على الصدقة وكان للنبي
صلى الله عليه وسلم ... نفقة اهله من الصفايا التي كانت له من اموال بني النضير
و ... يصرف الباقي في مصالح المؤمنين ثم وليها ابو بكر ثم عمر كذلك فلما صارت
الى عثمان استغنى عنها بماله فاقطعها مروان وغيره في ايامهم فلم يزل في ايديهم حتى
ردها عمر بن عبد العزيز قوله لا نورث بسكون الواو وفتح الراء قال الطيبي اي لا يورث

منافيه فيه المجاز فاستتر ضمير الجمع الفعل فانقلب الفعل عن لفظ الغائب الى لفظ المتكلم
الحقيقي وهذا بناء على انه لا يتعدى بنفسه فجعل بعض النحويين متعديا بنفسه وبمن
فلا حذف ولا تحويل عن الاسناد كذا قال عبد الله السندي وحكي نورث بلفظ صيغة
المعلوم اي لا نترك مالا ميراثا لاحد قوله ما تركنا صدقة بالرفع جملة مستانفة كانه
لما قيل لا نورث فقيل ما تفعلون بتركتكم قال الذي تركنا لا صدقة واما قول بعض
المبتدعة ان ما نافية وصدقة مفعول تركيبا فبهتان ورد يرده وجود الضمير في تركناه
وفي اكثر الرواية فهو صدقة واما ما جاء في رواية ما تركناه صدقة من غير ضمير فهو كما
قال المالكي ان ما في تركناه موصولة مبتدأ وتركناه صلة والعائد محذوف وصدقة خبر قوله
الا نغلبه البيت اه اي الذي كان يختص بركوبها قوله بـ... اي الذي كان يختص نفسه من نحو سببه
ودعوه ودعوه وغيرها قوله جعلها صدقة الضمير راجع الى كل من السلاح والباقية والارض
قال القاري اي تصدق بمنفعة الارض فصار حكمها حكم الوقف والمعنى انه جعلها في حيوته
صدقة جارية باقية الى قيامها فيه ومع ثواب الصدقة بدوامها قال العلامة الكرماني
في شرح البخاري هي نصف ارض فدك وثلث ارض وادي القرى وسهمه من خمس خيبر
وحصة من ارض بني النضير قوله لا اوصى لشيء اي لا اوصى بثلث ماله بل لا فقير اذ
لم يكن له مال الا الارض وغيرها فقد صدقها في حيوته للمسلمين قوله ان فاطمة سألت ابا بكر
ان يقسم لها ميراثها فان اشكل عليك ان فاطمة لما طلبتها مع رواية هذا الحديث قلت
عندها في الطلب يحتمل انه كان قد رأت ان خبر الواحد لا يخصص القرآن كما قيل به واما
ابو بكر في المنع انه سمع الحديث من في رسول الله صلى الله عليه وسلم فلزمه العمل به
لزوما واجبا وليس المنع عنادا لانه لم يعط عائشة شيئا بانه مر على الحق المر الحق المر
الذي لا يخشى فيه لومة لائم وان رأيه كان موافقا لرأي علي لانه اخذه من العباس
ثم كان في يد بنيه وبنيهم من بعدهم ولم يكن منه شيء في يد بني العباس والازواج
قبل هذا من علي وذريته الا صريح الاعتراف بانه صدقة وليس بارث والا لزم عليه
عصيان علي وبنيه وظلمهم وفسقهم وحاشاهم الله تعالى من ذلك ولانه روي الحديث

المذكور اكثر الصحابة منهم علي ايضا والحديث المتواتر يخصص الكتاب ولان الصديق لم يتملكها
منهما نفسه لانه لم يرد انه اتفق منها على نفسه بل عمل بها مثل ما كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يعمل فيها فكان ينفق منها على ازواج رسول الله صلى الله عليه وسلم وفاطمة و
اولادها فلما تولى الفاروق وحصل في المال اتم سعة وتتابع الفتوح وكثر خمس الغنائم
والخراج فوجد عمر يكفل واحدا من ازواجه صلى الله عليه وسلم عطايا [illegible] بيت المال [illegible]
ذلك الى علي وعباس وصارت صدقات بقية [illegible] يعملان فيها مثل ما عمل فيها رسول الله
صلى الله عليه وسلم وصاحبه ابو بكر قوله فغضبت فاطمة [illegible]
واما ما ذكر من هجران فاطمة ابا بكر رضي الله عنه فمعناه الانقباض عن لقائه وليس هذا
من الهجران المحرم الذي هو ترك السلام والاعراض عند اللقاء وقوله في هذا الحديث
فلم تكلمه يعني في هذا الامر او لانقباضها لم تطلب منه حاجة ولا اضطرت الى لقائه فتكلمه
ولم ينقل قط انهما التقيا فلم تسلم عليه ولا كلمته وفي ترك فاطمة رضي الله عنها منازعة الى
ابي بكر رضي الله عنه بعد احتجاجه بالحديث التسليم للاجماع على القضية وانها لما بلغها
الحديث وبين لها التاويل تركت رأيها ثم لم يكن منها ولا من احد من ذريتها بعد ذلك
طلب الميراث ثم ولي علي رضي الله عنه الخلافة فلم يعدل بها عما فعله ابو بكر وعمر
رضي الله عنهما وقال بعضهم لم تكلمه اي لم تكلم في هذا الامر لانها رضيت عنه كما روي عن
الخطاب جاء ابو بكر الى فاطمة حين مرضت فاشتد مرضها واستاذن عليها فقال لها علي
رضي الله عنه هذا ابو بكر فان شئت ان تاذني له قالت اذ ذلك احب اليك قال علي
رضي الله عنه نعم فدخل ابو بكر رضي الله عنه فاعتذر اليها وكلمها فرضيت عنه رضي
الله عنهما قوله فيئا اي وقفا قوله لنوائبه جمع نائبة وهو ما ينوب الانسان اي ينزل به
من المهمات والحوائج قوله انشدكم اي اسألكم واقسم عليكم قوله مما افاء الله اي جعله فيئا
وهو ما اعطاه الله تعالى من اموال الكفار من غير قتال قوله لعلي وعباس فجئتما انت
وهذا وامركما واحد قال الخطابي انهما انما اختصما في اسباب الولاية والحفظ وان يكون كل
منهما [illegible] ان يقسما بينهما [illegible] امام ابي بكر وكيف يجوز ذلك وعمر

آمده بعده بدست امام حسین رضی الله عنه بعد ازان بدست زید بن الحسن رضی الله عنه بعد ازان بدست حضرت
عبد الله بن الحسن رضی الله عنه آمده بعده حضرت حسن بن الحسن و حضرت زین العابدین باهم تصرف فرمودند
بعد ازان اولاد حضرت عباس متصرف شدند بعد ازان مروان و اولاد وی متصرف شد بعد ازان عمر بن عبد العزیز
موافق عمل رسالت پناه و شیخین صلی الله علیه وسلم عمل آورد پس گمان کردن حق تلفی نسبت بحضرت و اولاد
امجاد رضی الله عنهم سراسر ضلالت است پس معلوم شد که این همه متصرف بودند با آنکه فدک مستحق شان
نمیراث موافق قول حضرت صدیق رضی الله عنه و اللهم عصیانهم و فسقهم و حاشاهم الله تعالی و حدیثی که
حضرت صدیق رضی الله عنه بآن احتجاج گرفته یعنی نحن معاشر الانبیاء لا نرث و لا نورث ما
ترکناه صدقة خبر واحد نیست بلکه خبر متواتر است زیرا که روات این حدیث بکثرت اند مثل حضرات صدیق
اکبر و فاروق اعظم و ذی النورین و سعد و عبد الرحمن بن عوف و عائشه صدیقه و ابی هریره و عمرو بن الحارث
و غیر ایشان رضوان الله علیهم بلکه حضرت علی مرتضی و حضرت عباس رضی الله عنهما نیز زیرا که وقتیکه حضرت فاروق
گفت انشدکما الله تعالی هل تعلمان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ذلک قالا اللهم
قد قال ذلک بلکه قبل ازین نیز استیعاب آن هر دو حضرات نیز دلیل صحیح است بر آنکه هر دو واقف بودند که کسی
وارث نیست و هر یک فیما بین خود با دعوی تولیت انفرادا می کرد و الا اگر مخاصمت برای وراثت می بود
سهم هر یک از روی کتاب الله ظاهر بود و قضیه را الزام راه نبود پس معلوم شد که ایشان هم راوی این
حدیث اند بلکه سوای صحابه معلومة العدد باقی صحابه که درین قضیه جمع بودند و حدیث مذکور شنیدند
سکوت کردند و سکوت صحابه دلیل است بر آنکه ایشان هم روات این حدیث اند پس حدیث متواتر شد
و هو یعارض النص دیگر آنکه چون حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه این حدیث را بلا واسطه از آن جناب صلی الله علیه
وسلم شنیده بر وی واجب شده عمل بآن چه حدیث مسموع بلا واسطه مفید علم یقینی است و واجب العمل
است علاوه و اگر معارضت حدیث مذکور با آیت مواریث که یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین
آنجا لازم نمی آید زیرا که بلفظ کم خطاب بامت است نه به پیغمبر صلی الله علیه وسلم پس این حدیث مخصص خطاب
نشد و اگر بالفرض پیغامبر صلی الله علیه وسلم هم مخاطب باشد پس این حدیث درین هنگام مخصص بعض
الکتاب می شود و تخصیص عموم الکتاب با تمام کتاب بخبر مشهور درست است فضلا عن الخبر المتواتر فانما
اولی بالتخصیص و اگر بالفرض خبر حضرت صدیق رضی الله عنه آنرا روایت کرد نیز تخصیص لازم میشد

اما بمذهب شیعه پس ظاهر است که نزد ایشان خبر واحد مخصص نمی شود و اما بمذهب حنفیه پس از ان جهت که عام قطعی
خبر واحد از تخصیص عمومات قاصر است بسبب احتمال اسناد دوی و چون صدیق اکبر بی واسطه آنرا شنیده باشد
هیچ جای احتمال اسناد نیست زیرا که نزد جمیع اصولیین سنی و شیعه مقرر است کسیکه نبی را مشاهده نموده بلا واسطه
از زبان مبارکش خبری شنیده این خبر در حق وی متواتر است بلکه بالاتر از متواتر و دیگر آنکه تقسیم
خبر بمتواتر و مشهور و غیره نسبت بآن کسان است که نبی را مشاهده نموده اند و علاوه آنکه آیت مواریث
عام نیست بلکه مخصوص البعض است چه اولاد کافر و قاتل و رقیق را وراثت نیست اگر گوئی ازین حدیث
معلوم شد که انبیا وارث نمی شوند و موروث نمی شوند حالانکه در قرآن مجید واقع است و ورث سلیمان داؤد
و یرثنی و یرث من آل یعقوب خواهیم گفت که وراثت که در قصه حضرت داؤد و سلیمان و حضرت زکریا
و یحیی علیهم السلام مذکور است سیاق و سباق آن دلالت می کند بر آنکه مراد از آن میراث علم و خلافت است قال
الله تعالی و ورث سلیمان داؤد و قال یا ایها الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شیء
ان هذا لهو الفضل العظیم و قال یرثنی و یرث من آل یعقوب و ظاهر است که حضرت سلیمان در میان
نوزده پسر و حضرت یحیی در میان اولاد یعقوب از بنی اسرائیل مختص نمی تواند شد الا بمیراث نبوت و علم و همین
مراد است نزد شیعه امامیه نیز کما قال یعقوب الکلینی فی الکافی فی کتاب العقل والجهل فی
باب صفة العلم و فضله و فضل العلماء عن الامام جعفر الصادق علیه السلام ان الانبیاء لم یورثوا
درهما و لا دینارا و انما ورثوا احادیث فمن اخذ بشیء منها فقد اخذ حظا وافرا پس
شیعه امامیه این حدیث صحیح را که از امام صادق علیه السلام در کتاب معتبر ایشان منقول است میگذارند و بحدیث
مروی از حضرت صدیق اکبر که موافق حدیث امام صادق علیه السلام است جرح می کنند و لیس هذا
الا محض العناد نعوذ بالله منه و طرفه تر آنکه نزد ایشان عورات را عمومات در زمین حصه نیست چنانچه
در من لا یحضره الفقیه که کتاب صحیح و معتبر نزد امامیه است فی باب نوادر المیراث میگوید فالارض و العقار
فلا میراث لهن لهذا شیعه امامیه از دعوی وراثت اعراض کرده گاهی دعوی هبه و گاهی دعوی وصیت
می کنند فهم فی کل واد یهیمون قال علماؤنا و ما یردونه من دعوی فاطمة رض ان النبی صلی الله
علیه و سلم قد نحلها فدک و هو قریة من خیبر و شهادة علی و ام ایمن و الحسنین رضی الله عنهم
علی ذلک و عدم قبول الصدیق شهادتهم علی ما ذکره ابن المطهر فما رواه احد من اهل السنة شیئی

ولم یکن له اثر فی القرن الاول والثانی والثالث حالانکه نزد شیعه نیز هبه بدون قبض موهوب له نمی شود و
فدک در قبضه حضرت زهرا گاهی نبود و امر وصیت مانند میراث سنت لیس در حالیکه میراث جاری نشود وصیت
چه قسم جاری خواهد شد زیراکه وصیت و میراث هر دو انتقال ملک است بعد الموت و انبیا بعد الموت
مالک هیچ چیز نمی مانند همه مال ایشان صدقه میشود کما مر جواب از نظر دوم آنکه متاذی شدن حضرت
زهرا رضی الله عنها باوجود ظهور دلیل شرعی و نیافتن معارض امر جبلی بود غیر مقدور و بمقتضای البشریت
صادر شد بعد ازان ساکن شد و مراد از هجران انقباض از ملاقات است نه هجران محرم از ترک سلام
و مانند آن زیراکه چنین هجران نزد شیعیان و سنیان حرام است و موافق آمین ثواب و ترک کلام و
ملاقات نکردن و بخشم آمدن حضرت خاتون زهرا دلیل تقصیر حضرت صدیق نمیشود زیراکه ازین وا ایشا
هیچ تقصیر از حضرت صدیق ثابت نمیشود چه ایشان حدیث رسول مقبول صلی الله علیه وسلم نقل کرده هیچ
الفاظ بی ادبی و خشونت و خصومت و انکار در خدمت حضرت زهرا عرض نکردند و علاوه آنکه از خشم
زهرا بی تقصیر صدیق نقصانی لازم نمی آید زیراکه حضرات انبیا علیهم السلام در بعضی اوقات بی تقصیر بخشم هم
می آیند چنانچه حضرت موسی بر حضرت هارون علیهما السلام در مقدمه گوساله پرستان بخشم آمده بجاریکه سر و
روی مبارکش گرفته و کشید و خشم حضرت زهرا رضی الله عنها بر حضرت علی بارها در مقدمات ابوتوع آمده
چنانچه در خطبه فرموده الا ان فاطمة بضعة منی یوذینی ما اذاها و یریبنی ما ارابها من اغضبها اغضبنی
پس بر همین قیاس خشم خاتون را بر حضرت صدیق باید فهمید علاوه اینکه ازین روایت هرچند قلت تکلم حتی
تو فیت واقع شده لیکن در روایات اهل سنت رضامندی حضرت خاتون از حضرت صدیق ثابت
شده در فصل الخطاب از روایت بیهقی و شعبی مسطور است کما مر و حدیث من اغضبها فقد اغضبنی
غیر صحیح است و مورد وش معلوم باید کرد لیکن معنی اغضاب در لغت این است که شخصی بقول یا بفعل در
غضب آوردن شخصی قصد نماید و بر ظاهر است که حضرت صدیق هرگز قصد ایذای حضرت خاتون نداشت
آری حدیثی که همه عشره مبشره آنرا از جناب حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم شنیده بودند مسئله شرعی که ازان
مفهوم بود بیان نمود چون مدلول من اغضبها بر وصادق نه آمد وعید فقد اغضبنی نیز در حق او متحقق
نباشد که اذا فات الشی فات المشروط جواب از نظر سوم آنکه وجه دفع نکردن حضرت فاروق آن اموال
را بحضرت علی و عباس اولا این بود که ایشان در اولیا را از تملک می طلبیدند لهذا دفع نکرد و دفع کرد بار دوم

بر وجه تصرف و تولیت نه بطریق تملک چون شرکت در تولیت بر ایشان شاق آمد طلب کردند قسمت را
تا هر کدام در حصه مستقل و مستبد باشد شد بیر و تصرف پس منع کرد ایشان را عمر فاروق قسمت آن جا بجا
مگر دو بر ان اسم ملک بد اب از نظر چارم آنکه متروکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم در دست حضرت صدیق رض
بود و از ان حضرت خاتون زهرا و از واج مطهرات را خرج خوراک و پوشاک و حوائج ضروریه میدادند بعد
از ان محتاجان بنی هاشم را هر گاه حضرت فاروق اعظم رضی الله عنه خلیفه شدند حضرت علی و حضرت عباس
رضی الله عنهما نزد ایشان آمدند متفق اللفظ والمعنی درخواست کردند که متروکه آنحضرت را بدست ما حواله
کنید که موافق عمل آنحضرت صلی الله علیه وسلم و حضرت ابوبکر عمل شما در ان عمل نمائیم حضرت فاروق اعظم رض
بهمین شرط بایشان دادند و گفتند که این را تقسیم نه نمائید و میراث در ان جاری نکنید بعد چندی حضرت
عباس را منظور افتاده که این را تقسیم باید کنانید حضرت مرتضی ازین امر ابا نمودند و منازعت بسیار شد
تا اینکه حضرت مرتضی حضرت عباس را بجهد غل کردند حضرت عباس حضرت علی را برای فیصل این منازعت
و نالش این معنی پیش حضرت فاروق آوردند و گفتند که اقض عن هذا الظالم الآثم الکاذب
الغادر الخائن یعنی خلاص کن مرا از دست این ظالم گنهگار دروغ گوی غدار خیانت کننده حضرت
فاروق برای حمایت حضرت مرتضی بحضرت عباس گفتند که ان ابا بکر کان فیه تقولان وفی روایة
فرأیتماه کاذبا آثما غادرا خائنا فالله یعلم انه فیه لصادق بار راشد تابع للحق و هر چند خطاب
هر دو کس ست لیکن منظور شنوانیدن حضرت عباس ست که اگر حضرت علی درین مقدمه یعنی منع از تقسیم که
موهم اجرای میراث ست ظالم و غادر و خائن و دروغگو باشد پس حضرت ابوبکر نیز باعتقاد شما ظالم و
غدار و خائن و دروغگو باشد و خدا میداند که ایشان صادق و بار و راشد و تابع حق بودند و همچنین
من نیز باعتقاد شما ظالم و غدار و خائن و دروغگو باشم زیرا که ما همه یعنی صدیق و حضرت علی و من در منع
از تقسیم و اجرای میراث شریکیم و قول چنین در حق یکی قول در حق همه است و شما میدانید که حدیث
مذکور متمسک ماست و قابل تاویل و تحریف نیست پس معلوم شد که این کلام حضرت فاروق برای
شنوانیدن حضرت عباس و تعریضاً علیه بود تا منازعت نکنند و تقسیم نه نمایند در لغت عرب بسا اوقات
دو کس را در کاری شریک میکنند و منظور یک کس می باشد چنانچه در کلام مجید واقع ست یا معشر الجن
والانس الم یاتکم رسل منکم حالانکه رسولان از جن نه آمده بلکه از انس آمده اند فقط و نیز در کلام الله

الیک کہ حکم بہ تبلیغ مستقل از ہست لقول مفسرین انما نزلت فی علی التعلق بجناب امیر ندارد و چیست مراد از ان
امامت یا ولایت و آیۂ ثانیہ در خم غدیر پیش از خطبہ نازل شدہ یا وقتی دیگر و مقامی دیگر در صورت اول
مراد از اکمال دین و اتمام نعمت بیان اظہار مولائیت جناب امیر ہست یا چیزی دیگر و اگر مراد از ان
مولائیت ہست و مولائیت عبارت از ولایت پس اکمال دین و اتمام نعمت باظہار آن حسب اصول
مقررہ شیعہ بتصحیح متصور تواند شد وجوہ آن بارقام خواہد فرمودہ شود و حسان چون در قصیدۂ مذکور اشارہ
بطرف عطای منصب امامت و ولایت مطلقہ امت بجناب امیر نمود و حضرت رسول او را زجر و منع نفرمود
بلکہ ترا صفت نمودہ در معرض قبول آوردند از این معنی بدلالت عقلی واضح می شود کہ مراد حضرت از الفاظ
حدیث ہمان بود کہ حسان در قصیدۂ خود اثبات آن نمود جواب این امر نیز حوالہ قلم ہدایت رقم
فرمودہ آید واضح باد کہ مستفتی سنی المذہب ہست و بملاحظہ کتب شان شبہہ در دل افتادہ وحقیقت آن
می خواہم ہو المصوب نزول آیۂ الیوم اکملت کہ دانستہ در خم غدیر بود و در روایت نزولش در ان
موضع قابل اعتماد نیست صحیح آن ست کہ در حجۃ الوداع بمقام عرفات روز عرفہ نازل شدہ مراد ازان اکمال
دین ہست باتمام شرائع و احکام و مناسک نہ غیر و با امامت علی رضی اللہ عنہ این آیہ را علاقہ نیست
سیوطی در تفسیر در منثور می نویسد اخرج الحمیدی و احمد و عبد بن حمید والبخاری و مسلم والترمذی
والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن حبان والبیہقی فی سننہ عن طارق قال قالت الیہود لعمر انکم تقرؤن آیۃ
فی کتابکم لو علینا معشر الیہود نزلت لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال وای آیۃ قال الیوم اکملت لکم
دینکم قال عمر واللہ انی لاعلم الیوم الذی نزلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والساعۃ التی نزلت فیہا نزلت
عشیۃ عرفۃ فی یوم الجمعۃ انتہی و ہمچنین ابن جریر از قتادہ و ابن منذر و ابن جریر از شعبی و اسحق
ابن راہویہ و عبد بن حمید وابن جریر از عمر رضی اللہ عنہ و طیالسی و عبد بن حمید و ترمذی و ابن جریر و
طبرانی و بیہقی از ابن عباس رضی اللہ عنہما و ابن جریر و طبرانی از معاویہ و بزار و طبرانی و ابن مردویہ
از سمرہ و غیرہم روایت کردہ اند کہ نزول این آیت روز عرفہ شدہ چنانچہ منجملہ آن روایات در منثور سیوطی انتہی
وابن تیمیہ در منہاج السنۃ در رد قول حلی کہ دعوی نزول این آیہ بغدیر خم کردہ می نویسد ہذا من الکذب الموضوع
باتفاق اہل المعرفۃ بالموضوعات و ہذا یعرفہ اہل العلم بالحدیث ولہذا لا یوجد ہذا الشیء من
کتب الحدیث التی یرجع الیہا اہل العلم بالحدیث انتہی و نیز می نویسد لم یثبت فی الصحاح والمسانید

والتفاسیران هذه الآیة نزلت علی النبی صلی الله علیه وسلم وهو واقف بعرفة وهذا مستفیض
ومنقول فی کتب المسلمین وهذا الیوم کان قبل غدیر خم بتسعة ایام فانه کان یوم الجمعة تاسع
ذی الحجة فکیف یقال انها نزلت یوم الغدیر ونیز می نویسند هذه الآیة لیس فیها دلالة علی امامة علی
بوجه من الوجوه بل فیها اخبار الله باکمال الدین واتمام النعمة علی المؤمنین انتهی اما آیة یا ایها
الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک پس شان نزولش اینکه هرگاه آنحضرت صلی الله علیه وسلم را کفار
تکلیف دادند از تبلیغ دین دل نبوی تنگ شده ملال بخاطر راه رفت برای دفع آن این آیت نازل شده
حکم ساخت که ای رسول تبلیغ کنی احکام الهی را بغیر خوف وملال که حق جل شانه حافظ تست پس درین آیت حکم
تبلیغ احکام الهی ست از امامت علی وغیره علاقه نیست وآنچه در بعض تفاسیر نزولش در شان امامت وولایت علی
مذکورست ثعلبی وغیره آنرا روایت کرده است نزد محدثین قابل اعتبار نیست ودر منهاج السنة می نویسد
اتفقوا علی ان الحدیث المذکور الذی رواه الثعلبی فی تفسیره هو من الموضوع واما قصه من کنت
مولاه فعلی مولاه اگرچه صحیح ست لیکن دران ذکر خلافت نیست مولی بمعنی ناصر ومحب ومقتدی فی ذلک
آمده است این قدر برای عاقل کافی ست که اگر درین قصه یا در آیات مذکوره اشاره خلافت علی رض
بودی بعد رحلت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر وقت منازعت مهاجرین وانصار حضرت علی این حجج را
پیش فرمودی واذ لیس فلیس در هیچ مباحث مستفتی را باید که مطالعه کتبی که در رد روافض تالیف شده
مثل منهاج السنة لابن تیمیه که عمده ترین تصنیفات درین بحث ست وتحفه اثنا عشریه وغیره را سازد
تا دفع خلجان گردد والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

سوال ۲۵۳ کیا فرماتے هین علماے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مین که کهنا ان علیا
خلیفة رسول الله بلافصل تبرا هے یا نهین بینوا توجروا هو المصوب کهنا ان علیا خلیفة رسول الله
بلافصل کهنا اس سے انکار خلافت خلفاے اربعه صراحةً اور تفضیل علی کرم الله وجهه کنایةً سمجهی جاتی هے
اسی وجه سے ایسے قائل کو حضرت علی کرم الله وجهه نے درے لگاے هین دار قطنی مین هے که فرمایا حضرت
علی کرم الله وجهه نے لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر الا جلدته جلد المفتری کیونکه فرمایا نبی صلی الله
علیه وسلم نے من سب اصحابی جلدوه سب اصحاب تبرا هے والله اعلم نمقه المتعوذ بالله عن رقیبه
الراقم محمد عبد الباقی تجاوز الله عن سیاته یوم التلاقی صح الجواب والله اعلم بالصواب حرره ابو الوفاء

محمد عبد المجید عفی عنہ - اصاب من اجاب واللہ اعلم کتبہ فخر الدین احمد غفر لہ اللہ الاحد - واقعی کلمہ مذکورہ کنایۃً تبرا ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید عفی عنہ المجیب مصیب حررہ محمد احسان اللہ عفی عنہ - اصاب المجیب حررہ محمد امان الحق عفی عنہ - المجیب مصیب کتبہ الراجی نعمۃ رب الفلق خادم علماء اہل الحق المدعو محمد لمعان الحق غفر الغفار ذنوبہ وستر الستار عیوبہ - صح الجواب واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم - الجواب صحیح حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ ٭ سوال ۷؎ کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین کہ کلمہ ان علیاً خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل کو لازم معنے یہ ہے یا نہیں کہ درمیان میں جو تین خلفاے راشدین فاصل ہوے سو ظلماً وغصباً خلیفہ بن بیٹھے اور بنائے گئے تھے اور کلمہ مذکورہ بلزوم اس لازم بین کا بحکم الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ کے صاف تبرا ہے یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب کلمہ ان علیاً خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل سے انکار خلافت خلفاے ثلاثہ سمجھا جاتا ہے اور یہ کلمہ بوجہ مشتمل ہونے کے سب اصحاب پر تبرا ہے واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیآتہ یوم التلاقی - واقعی یہ کلمہ اسکو کہ حضرت اصحاب ثلاثہ خلیفہ نہیں تھے لازم ہے اور ملزوم اسکا کہ خلاف اجماع صحابہ کرام اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہے تبرا ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الثنا محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید - واقعی ملزوم کلمہ مذکورہ مشعر تبرا ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید عفی عنہ - اصاب من اجاب واللہ اعلم کتبہ فخر الدین احمد عفی عنہ - الجواب صحیح محمد لمعان الحق عفی عنہ - اصاب المجیب حررہ محمد احسان اللہ عفی عنہ - من اجاب لقد اصاب کتبہ محمد امان الحق عفی عنہ - صح الجواب واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم - الجواب صحیح حررہ محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ ٭ سوال ۸؎ کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں شیعہ پکار کے خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل کہے تو خلفاے ثلثہ کی نسبت یہ تبرا ہے یا نہیں بینوا توجروا ہو الموفق تبرا ہے اسواسطے کہ تبرا کے معنی لغت میں ہیں بیزاری غیاث اللغات میں ہے تبرا بر وزن تمنا بمعنے بیزاری از لطائف انتہی او عرف میں ہے بیزاری فرقہ شیعہ کی حضرات خلفاے ثلثہ راشدین رضی اللہ عنہم وعمن رضی اللہ عنہم الی یوم الدین سے اور عداوت اس فرقہ کی ان حضرات سے نعوذ باللہ من ذلک اور اسی جا صاحب تحفہ اثنا عشریہ فرماتے ہیں باب دوازدہم در تبرا وتولا معنی تولا محبت است ومعنی

تبرا و عداوت انکی اور کلمہ بلافصل سے نزدیک ارباب عقل کے بیزاری ان حضرات عالی درجات کی اور
انکار انکی خلافت حقہ محققہ سے اور عداوت انکی مفہوم ہوتی ہے واللہ اعلم حررہ ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ
عنہ الرب الحکیم **ہو المصوب** الجواب صحیح ولا شک ان من قال فی حق علی رضی الله عنه
انه خلیفة رسول الله بلا فصل تبرأ لما فیه من العداوة والافتراء علی الخلفاء رضی الله عنهم
ومن ثم قال الحافظ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة وصح عن الذهبی وغیره طرق واخرج الدارقطنی
بلغه ای بتفضیله الشیخین علی کرم الله وجهه فی بعضها الا وانه بلغنی ان رجالا یفضلونی علیهما فمن
وجدته فضلنی علیهما فهو مفتر علیه ما علی المفتری الا ولو کنت تقدمت فی ذلک لعاقبت
الا وانی اکره العقوبة قبل التقدم واخرج الدارقطنی عنه لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر وعمر
الا وجلدته جلد المفتری انتهی ما فی الصواعق وبه امر نبینا صلی الله علیه وسلم بقوله من سب اصحابی فاجلدوه
والله اعلم نمقه محمد عبد الباقی تجاوز الله عن سیاته یوم التلاقی ۔ **سوال** ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و
مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کلمہ اشہد ان علیا خلیفة رسول الله بلا فصل کہنا اذان میں معمولات شیعہ سے
ہو اسکی کہیں انکے یہاں اصل ہے یا نہیں اور لفظ بلا فصل کلمہ مذکورہ میں تبرا ہے یا نہیں بینوا توجروا
ہو المصوب اذان میں یہ کلمات کہنا کتب شیعہ میں بھی نظر نہیں آیا غایة الاحکام فی معرفة الحلال
والحرام میں ہے التکبیر اربع مرات وکل واحد من الشهادة بالتوحید والرسالة ثم الدعاء الی الصلوة
ثم الی الفلاح ثم الی خیر العمل ثم التکبیر ثم التهلیل مرتان مرتان انتهی اور شرائع الاحکام میں ہے
والاذان علی الاشهر ثمانیة عشر فصلا التکبیرات اربع والشهادة بالتوحید ثم بالرسالة
ثم یقول حی علی الصلوة ثم حی علی الفلاح ثم حی علی خیر العمل والتکبیر بعده ثم التهلیل کل فصل مرتان
مرتان انتهی اور کتاب من لا یحضره الفقیه میں بالتصریح مرقوم ہے روی ابو بکر الحضرمی وکلیب الاسدی
عن ابی عبد الله علیه السلام انه حکی لهما الاذان فقال الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر اشهد
ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمدا رسول الله اشهد ان محمدا رسول الله
حی علی الصلوة حی علی الصلوة حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل
الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله لا اله الا الله والاقامة کذلک ولا بأس ان یقال فی صلوة الغداة
علی اثر حی علی خیر العمل الصلوة خیر من النوم مرتین للتقیة وقال مصنف

ھذا الکتاب رحمہ اللہ ھذا ھو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنھم
اللہ قد وضعوا اخبارا وزادوا بہا فی الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض
روایاتھم بعد اشھد ان محمدا رسول اللہ اشھد ان علیا ولی اللہ مرتین ومنھم من روی بدل ذلک
اشھد ان علیا امیر المؤمنین حقا مرتین ولا شک فی ان علیا امیر المؤمنین وان محمدا
وآلہ صلوات اللہ علیہم خیر البریۃ ولکن لیس ذلک فی اصل الاذان وانما ذکرت ذلک لیعرف بھذہ
الزیادۃ المتھمون بالتفویض المدلسون انفسھم فی جملتنا انتھی پس اس سے ثابت ہوا کہ اذان میں
زیادتی کرنا نہیں جائز ہے یہاں تک کہ اشھد ان علیا ولی اللہ کی بھی پس کیونکر زیادتی اشھد ان علیا خلیفۃ
رسول اللہ بلا فصل جائز ہوگی جبکا کہیں وجود بھی نہیں ہے ہرگز عقل سلیم تسلیم نہ کریگی۔ جواب سوال
ثانی کلمہ بلا فصل کہنا جو مشہور بین الشیعہ ہے عند اہل السنۃ والجماعۃ تبرا ہے اس لیے کہ یہ محض افترا ہی نہیں ہے بلکہ
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے فضیلت دینے والے کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر درے
لگانے کی تصریح اسکی ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بعد اثبات فضیلت شیخین رض کے لکھی ہے وصح اللہ ھبی وغیرہ
طرقا اخری عن علی بذلک وفی بعضھا الا وانہ بلغنی ان رجالا یفضلونی علیہما فمن وجدتہ فضلنی علیہما
فھو مفتر علیہ ما علی المفتری الا ولو کنت تقدمت فی ذلک لعاقبتہ الا وانی اکرہ العقوبۃ قبل
التقدم واخرج الدارقطنی عنہ لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر وعمر الا جلدتہ جلد المفتری انتھی
واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیآتہ یوم التلاقی۔ واقعی کلمہ مذکورہ کی اصل کتب اہل سنت میں نہیں
ہے اور لفظ مذکور میں کنایۃ تبرا ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو المحامد محمد عبد الحمید عفی عنہ
صح الجواب حررہ محمد امان الحق عفی عنہ۔ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد احسان اللہ عفی عنہ۔ الجواب صحیح
واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی انعام اللہ محمد انعام اللہ عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم
محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم الجواب صحیح حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ ۹؎ سوال کیا فرماتے ہیں
علماے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید جسکے آبا واجداد سابق مذہب اہلسنت وجماعت
رکھتے تھے اور تین پشت سے آبا واجداد نے مذہب امامیہ اختیار کیا پس زید نے جب فریقین کا حال
بخوبی دریافت کیا مذہب امامیہ کو باطل پاکے بلا اجبار واکراہ بطیب خاطر مذہب اہلسنت وجماعت
اختیار کیا بیعت بھی طریقہ اہل تسنن میں کی اور صوم وصلوۃ علی رؤس الاشہاد جاری رکھا اور یہ بھی

کہا کہ بعد میرے مرنیکے میری بردہ اشت بھی طریقۂ اہل سنت وجماعت پر کیجائے پس اس صورت مین
زید کا شمار عند الشرع اہل تسنن مین ہوگا یا کیا اور اہل تسنن مین اُسکے معاملات مناکحت وغیرہ جاری
ہونگے یا نہین بدلائل بیان وتحریر فرمائین اجر عظیم ہوگا بینوا توجروا فقط ہو الموفق علماے
حنفیہ کے اقوال درباب قبول توبہ کافر سب الشیخین مختلف ہین بعض قائل عدم قبول توبہ ہین مثل صاحب
بحر ونہر ومنح ودر وغیرہ وعبارا تہم ہکذا قال ابن نجیم فی البحر الرائق الثانیۃ لبردۃ ولعنہما کفر
وان فضل علیا علیہما فمبتدع ولا یتکلما علی عدم قبول توبتہ وفی الجوہرۃ من سب الشیخین او
طعن فیہما کفر ویجب قتلہ ثم ان رجع وتاب وجدد الاسلام ہل تقبل توبتہ ام لا قال الصدر
الشہید لا تقبل توبتہ وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث السمرقندی وابو النصر الدبوسی وہو المختار
للفتوی انتہی وحیث لا تقبل توبتہ علم ان سب الشیخین رضی اللہ عنہما کسب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلا یفید الانکار مع البینۃ کما تقدم عن فتح القدیر لانا نجعل انکار الردۃ
توبۃ اذا کانت مقبولۃ کما لا یخفی انتہی وفی منح الغفار شرح تنویر الابصار اما سب الشیخین
فی الخلاصۃ والبزازیۃ لان الرافضی اذا سب الشیخین او لعنہما کفر وان فضل علیا علیہما
فمبتدع ولم یتکلما علی عدم قبول توبتہ وبہ جزم فی النظم الوہبانی شرحہ لشیخ شیخنا شیخ الاسلام
عبد البر بن شحنۃ وفی الجوہرۃ من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ویجب قتلہ ثم ان
رجع وتاب وجدد الاسلام ہل تقبل توبۃ ام لا قال الصدر الشہید لا تقبل توبتہ
وفی الاشباہ والنظائر کافر تاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا والاخرۃ الا جماعۃ الکافر بسب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء وبسب الشیخین او احدہما وفی النہر الفائق شرح
کنز الدقائق لاخ ابن نجیم اما سب الشیخین من حوادث الفتوی ولعنہما فہو کافر
ففی الخلاصۃ وغیرہا انہ کفر ونقل فی البحر عن الجوہرۃ معزیا الی الصدر الشہید ان
توبتہ لا تقبل واسلامہ وبہ اخذ ابو اللیث وابو النصر الدبوسی وہو المختار للفتوی و
جزم بہ فی الاشباہ والنظائر وہذا لا وجود لہ فی اصل الجوہرۃ انما وجد علی ہامش بعض
النسخ فالحق بالاصل مع انہ لا ارتباط بما قبلہ ہذا فی احکام الدنیا واما فیما بینہ وبین اللہ اذا
اصدق قبلہ سبحانہ وتعالی بلا خلاف انتہی وفی الدر المختار کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ

الا الكافر بسب النبي والكافر بسب الشيخين او بسب احدهما في البحر عن الجوهرة معزيا للشهيد
من سب الشيخين او طعن فيهما كفر ولا تقبل توبته وبه اخذ ابو النصر الدبوسي وابو الليث وهو المختار
للفتوى انتهى وجزم به في الاشباه واقره المصنف لكن في النهر وهذا لا وجود له في اصل الجوهرة
وانما وجد على هامش بعض النسخ فالحق بالاصل مع انه لا ارتباط له بما قبله انتهى قلت ويكفينا
ما حرر من الامر فتدبر انتهى قال ابن عابدين في العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية
رأيت في مجموعة شيخ الاسلام عبد الله افندي حفظه الله الملك السلام حين زار في
الجنة وقت قدومه في المدينة المنورة على منورها افضل الصلوة واتم السلام سنة ١١٢٦ه
ما صورته ما قولكم دام فضلكم ورضي الله عليكم ونفع المسلمين بعلومكم في سبب وجوب
مقاطرة الروافض وجواز قتلهم هو البغي على السلطان او الكفر واذا قلتم بالثاني في سببه
كفرهم واذا اثبتم سبب كفر منهم فهل تقبل توبتهم واسلامهم كالمرتد او لا تقبل كساب
النبي صلى الله عليه وسلم بل لابد من قتلهم واذا قلتم بالثاني فهل يقتلون حدا او كفرا
وهل يجوز تركهم على ما هم عليه باعطاء الجزية او بالامان الموقت او بالامان المؤبد
ام لا وهل يجوز استرقاق نسائهم وذراريهم افتونا ماجورين اثابكم الله تعالى الجنة
الحمد لله رب العالمين اعلم اسعدك الله ان هؤلاء الكفرة والبغاة الفجرة فاجمعوا بين
اصناف الكفر والبغي والعناد وانواع الفسق والزندقة والالحاد ومن توقف في كفرهم
والحادهم ووجوب قتالهم وجواز قتلهم فهو كافر مثلهم سبب وجوب مقاتلتهم وجواز
قتلهم البغي والكفر معا اما البغي فانهم خرجوا عن طاعة الامام خلد الله تعالى ملكه الى يوم القيام
وقد قال الله تعالى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء الى امر الله والامر للوجوب فينبغي للمسلمين اذا دعاهم
الامام الى قتال هؤلاء الملعونين على لسان سيد المرسلين ان لا يتاخروا عنه بل يجب عليهم
ان يعينوه ويقاتلوهم معه واما الكفر فمن وجوه منها انهم يستخفون بالدين ويستهزؤن
بالشرع المبين ومنها انهم يهينون العلم والعلماء مع ان العلماء ورثة الانبياء ومنها انهم
يستحلون المحرمات ويهتكون الحرمات ومنها انهم ينكرون خلافة الشيخين ويريدون ان يوقعوا
في الدين الشين ومنها انهم يطولون السنتهم على عائشة الصديقة رضي الله عنها ويتكلمون

في حقهما ما لا يليق بشأنهما مع ان الله تعالى انزل على عدة في براءتها وتنزيهها فهو كافر ت
بتكذيبه القران العظيم ويسيئون النبي صلى الله عليه وسلم ضمنا بنسبتهم الى اهل بيته هذا الامر
العظيم ومنها انهم يسبون الشيخين سود الله وجوههم في الدارين وقال السيوطي ائمة الشافعية من كفر
الصحابة وقال ان ابا بكر لم يكن منهم كفر ويقولون ونهين عن تعليق القاضي حسين فيمن سب الشيخين
هل يفسق او يكفر والاصح عندي التكفير وبه جزم المحاطب في الباب اه وثبت بالتواتر قطعا عند
الخواص والعوام من المسلمين ان هذه القبائح مجتمعة في هؤلاء الضالين المضلين فمن اتصف
بواحد من هذه الامور فهو كافر يجب قتله باتفاق الامة ولا تقبل توبته واسلامه في
اسقاط القتل سواء تاب بعد القدرة عليه والشهادة على قوله او جاء تائبا من قبل نفسه
لانه حد وجب ولا تسقطه التوبة كسائر الحدود وليس سببه كالارتداد المقبول فيه التوبة
لان الارتداد معنى ينفرد به المرتد لا حق فيه لغيره من الآدميين فقبلت توبته ومن سب النبي
صلى الله عليه وسلم تعلق به حق الآدمي ولا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الآدميين ومن سب
النبي صلى الله عليه وسلم او واحدا من الانبياء صلوة الله عليهم وسلامه فانه يكفر ويجب قتله ثم
ان ثبت على كفره ولم يتب ولا يسلم يقتل كفرا بالاتفاق وان تاب واسلم ففيه اختلاف
والمشهور من مذهب القتل حدا وقيل يقتل كفرا في الصورتين واما سب الشيخين رضي الله عنهما فانه
كسب النبي صلى الله عليه وسلم وقال الصدر الشهيد من سب الشيخين او لعنهما يكفر ويجب قتله ولا تقبل
توبته واسلامه اي في اسقاط القتل وقال ابن نجيم في البحر حيث لم تقبل توبته علم ان سب الشيخين كسب النبي
صلى الله عليه وسلم ولا يفيد الانكار مع البينة قال الصدر الشهيد من سب الشيخين او لعنهما يكفر ويجب قتله
ولا تقبل توبته واسلامه في اسقاط القتل لانا نجعل انكار الردة توبة ان كانت مقبولة كما لا يخفى
وقال في الاشباه كل كافر تاب فتوبته مقبولة في الدنيا والآخرة الا الكافر بسب نبي او بسب الشيخين
او احدهما او بالسحر ولو امرأة وبالزندقة اذا اخذ قبل توبته اه فيجب قتل هؤلاء الاشرار الكفار
تابوا او لم يتوبوا لانهم ان تابوا واسلموا قتلوا حدا على المشهور واجري عليهم بعد القتل احكام المسلمين
وان بقوا على كفرهم وعنادهم قتلوا كفرا واجري عليهم بعد القتل احكام المشركين ولا يجوز تركهم عليه
باعطاء الجزية ولا بامان موقت ولا بامان مؤبد نص عليه قاضيخان في فتاواه ويجوز استرقاق

نسائهم ولان استرقاق المرتدة لا يباح ما لم تلحق بدار الحرب وجاز ذلك موضع خروجهم عن الولاية الا اذا الحقوا

بمنزلة دار الحرب ويجوز استرقاق ذراريهم تبعا لامهاتهم لان الولد يتبع الام في الاسترقاق

والله تعالى اعلم كتبه احقر الورى نوح الحنفي عفا الله عنه وعن المسلمين اجمعين انتهى

حاصل یہ کہ مختار عند الحنفیہ اور مفتی بہ عدم قبول توبہ کافر سب شیخین اور وجوب قتل اسکا ہے پس احکام دنیا

میں سے کوئی حکم اسپر مرتب نہ ہوگا مثل نکاح و ذبیحہ و دیگر معاملات اسلامیہ مگر خدا کے نزدیک اگر صدق دل سے

توبہ کی ہے تو قبول ہوگی مگر کلام کیا ہے حموی نے شرح اشباہ والنظائر میں اور کہا ہے کہ ساب النبی صلی اللہ علیہ

وسلم کی توبہ مقبول ہوگی جب جائے تو توبہ ساب شیخین وہ بطریق اولیٰ قبول ہے اور تمام تحقیق ساب کی

جس وقت کہ توبہ کی کتاب الصارم المسلول میں ہے جیسی کہتے ہیں کہ شفا قاضی عیاض میں ہے ان

الامام الشافعی موافق للامام المالک فی عدم قبول توبته وان مشهوره قال ابو حنیفة رح

واصحابه والثوری واهل الکوفة والاوزاعی لکنهم قالوا هی ردة پھر لکھا ہے فمقتضی قوله

ان الشافعی لا یقبل توبته ولم ار من صرح عنه بذلك پھر لکھا ہے وللحنفیة فی قبول

توبته کلام قریب من الشافعیة ولا توجد للحنفیة عدم قبول التوبة پھر لکھا ہے واما الدلیل

فعمدتنا فی قبول التوبة قوله تعالى قل للذين كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف وقوله تعالى

قل يا عبادي الذين اسرفوا على انفسهم الآية وقوله تعالى كيف يهدي الله قوما كفروا الآية

وهذه الآيات نص في قبول توبة المرتد وعموما يدخل فيه الساب وقوله عليه السلام الاسلام

يجب ما قبله والتوبة تجب ما قبلها ولانا لا نحفظ انه عليه الصلوة والسلام قتل احدا بعد

اسلامه والقول بانه حق الآدمي فلا يسقط بالتوبة صحيح لكنا علمنا من النبي صلى الله عليه وسلم

رافته ورحمته وشفقته انه ما انتقم لنفسه قط فكيف ينتقم بعد موته انتهى قال العلامة ابن

عابدين بعد نقل كلامه لا شك ان التقي السبكي والقاضي عياضا ثقتان ثبتان عدلان يكتفى

بشهادتهما ونقلهما عن الحنفية ان مذهبهم قبول التوبة ولا سيما مع ما سمعته من شرح الطحاوي

وحاوي الزاهدي وغيرهما بان حكمه كالمرتد انتهى والعلامة النحرير الشهير بحسام الدين

چلپی من علماء دولة السلطان سليم خان بن بايزيد خان العثماني رسالة لطيفة الفها في الرد

على البزازي وقال فيها انه تقبل توبته ولا يقتل عند الحنفية والشافعية خلافا للمالكية

والحنبلیۃ علی ما صرح بہ فی الصیف المسلول وذکر فی الحاوی من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یکفر ولا توبۃ لہ سوی تجدید الایمان وقال بعض المتاخرین لا توبۃ لہ اصلا فیقتل حدا لکن
الاصح انہ لا تقتل بعد تجدید الایمان قال وبالجملۃ قد تتبعنا کتب الحنفیۃ فلم نجد القول بعدم
قبول توبتہ سوی ما ذکرہ البزازی وقد عرفت بطلانہ ومنشأ غلطہ فی اول الرسالۃ
ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ مین اصح قول قبول توبہ ہی یعنی کافر بسب النبی نہ قتل کیا جاویگا
اور احکام اسلام اُسپر جاری ہونگے اور علامۂ ابو السعود مفتی نے دونون مذہبون کو جمع کیا ہی اور عمدہ تقریر کی
ہی کہ اولی یہ ہی کہ نظر کی جاوے حال شخص تائب مین اگر صحت توبہ معلوم ہوا اور حسن اسلام وصلاح حال ظاہر
ہو عمل کیا جاوے قول حنفیہ پر کہ توبہ قبول ہو اور اکتفا کی جاوے تعزیر اور حبس پر تادیبا اور اگر خیر نہ سمجھے
جاوے تو مذہب غیر پر عمل کیا جاوے اور اعتماد اُسکی توبہ پر نہ کیا جاوے اور قتل کیا جاوے حدا عبارت
اُسکی جیسا کہ صاحب نور العین سے قاسم تنقیح حامدیہ مین نقل کیا ہی یہ ہی وقد اجاب العلامۃ
الفہامۃ ابو السعود المفتی رحمہ اللہ بما حاصلہ ان المسألۃ خلافیۃ فقد عرض علی السلطان
المجاھد فی سبیل الرحمن سلیمان خان بن سلیم خان فی امر الجمع بین القولین والرعایۃ
للمومنین بان الاولی ان ینظر الی حال الشخص التائب عن سب الرسول صلی اللہ علیہ
وسلم فان فہم منہ صحۃ التوبۃ وحسن الاسلام وصلاح الحال یعمل بقول الحنفیۃ
فی قبول توبتہ ویکتفی بالتعزیر والحبس تادیبا وان لم یفہم منہ الخیر یعمل بمذہب
الغیر فلا یعتمد علی توبتہ واسلامہ ویقتل حدا شکر اللہ سعیہ یوم الحساب
لیکن علامہ ابن عابدین نے بحث کی ہی اسمین اور کہا ہی علی المفتی ان یحتاط فی خلاص نفسہ فی ساعۃ
القیام فان قتل المسلم من اعظم الآثام ولو ثبت ان قتلہ منقول عن الامام فمع نقل خلافہ یجب
الاعراض عنہ والاحجام لما صرحوا بہ من درء الحدود بالشبہات والتباعد عن قتل اھل الاسلام الخ
خلاصہ بحث یہ ہی کہ قتل گناہ کبیرہ ہی خلاف مذہب حنفیہ پر درباب قتل فتوی نہ دینا چاہیے مگر بوجہ عدم
وثوق ایمان کہ اصل عظیم امامیہ کا تقیہ ہی نکاح کرنے مین مفاسد متصور ہین پس احتراز لازم ہی فی الھدایۃ
فی بحث النکاح من المرتدۃ لانہ قد ینتظم بینہما المصالح والنکاح ما شرع لعینہ بل لمصالحہ
انتہی وفیہا بعید ذلک ولابد للفرقۃ دفعا للفساد وفی الاشباہ والنظائر القاعدۃ الخامسۃ

درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح فاذا تعارض مفسدة ومصلحة قدم دفع المصلحة
غالبا لان اعتناء الشرع بالمنہیات اشد من اعتنائہ بالمامورات ولذا قال علیہ السلام اذا امرتکم
بشیء فأتوا منہ ما استطعتم وان نہیتکم عن شیء فاجتنبوہ وروی فی الکشف حدیثا لترک
ذرة مما نہی اللہ افضل من عبادة الثقلین ومن ثم ترک الواجب دفعا للمشقة ولم تسامح
فی الاقدام علی المنہیات خصوصا الکبائر انتہی خلاصہ اینکہ جس جگہ میں خوف مفسدہ ہو جیسے
شیعہ مجوز تقیہ کے ساتھ نکاح کرنا کہ مخوف تبدیل دین زوجہ واولاد وغیرہ ہے اس سے احتراز لازم ہے
ہذا ما ظہر لی فی تحریر ہذا المرام بفضل الملہم العلیم المفضل المنعام واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیأتہ یوم
التلاقی ۔ واقعی چونکہ مذہب رافضی کی بناء اصل تقیہ ہے لہذا یقین نہیں ہو سکتا کہ رافضی کا اپنے کو
سنی ظاہر کرنا از راہ توبہ ہے پس اسکے ساتھ سنی مذہب عورت کا نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے اور نکاح کر دینے
میں اندیشہ شر ہے فقط واللہ اعلم وحکمہ احکم کتبہ فخر الدین احمد غفر لہ اللہ الاحد | محمد فخر الدین احمد | اصاب
المجیب کتبہ ضعیف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ ۔ اصاب من اجاب حررہ محمد احسان اللہ عفی عنہ الجواب
صحیح حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ | محمد عبد الوہاب | صح الجواب واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف حفظہ
اللہ عن التلہف والتاسف | ابو الفیض محمد یوسف | المجیب مصیب حررہ محمد لمعان الحق عفی عنہ

۸ سوال ۱۱۹ در اشباہ ونظائر وغیرہ مرقوم است کہ سب الشیخین کفر وسب الختنین فسق وقیاس
تقاضا میکند کہ سب ہمہ کفر باشد پس ترجیح بلا مرجح چیست **ہو المصوب** حضرات ختنین رضی اللہ
عنہما سب کنندگان خود را حکم بکفر نفرمودہ اما ذو النورین عثمان رضی اللہ عنہ پس در بخاری موجود ست
کہ ہرگاہ خارجیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ را محاصرہ کردند امامی از طرف خود در مسجد نبوی نصب کردند
وآن ملعونان سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ می نمودند ومردم از حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پرسیدند کہ انک
امام عامة وقد نزل بک ما تری ویصلی لنا امام فتنة فما تقول فی ذلک حضرت عثمان ذو النورین
رضی اللہ عنہ فرمودند الصلوة احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معہم واذا اساءوا
فاجتنب اساءتہم پس اجازت دادند کہ ہمراہ آن مبتدع نماز گذارید اگر حکم بکفر می فرمودند نماز چگونہ ادا
می شد واما حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ پس در دار قطنی ودیگر کتب حدیث مروی ست کہ از حضرت
علی رضی اللہ عنہ حال بغات شامی پرسیدہ بودند امشرکون ہم قال لا باز پرسیدند کہ امنافقون ہم فرمودند

ان المنافقین لا یذکرون الله الا قلیلا بار رسیدند کہ در حق آنہا چہ اعتقاد باید کرد وچہ باید گفت فرمودند کہ اخواننا بغوا علینا یعنے مسلمانند کہ مرتکب کبیرہ وبدعت شدہ اند لہٰذا بمقتضاے فرمودہ حضرات ختنین رضی اللہ عنہما قدماے اہل سنت وجماعت سب ختنین را بدعت وفسق عظیم می شمارند بخلاف سب شیخین رضی اللہ عنہما کہ در آن این قسم آثار وارد نشدہ اند کہ بدرجۂ تواتر رسیدہ اند اما متاخرین اہلسنت وجماعت نیز سب ختنین رضی اللہ عنہما را کفر وسب کنندۂ ایشان را کافر حکم فرمودہ اند بدلیل عدم صلوٰۃ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بر جنازۂ منکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ وفرمودن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عند الاستفسار انہ یبغض عثمان فابغضہ اللہ تعالیٰ رواہ الترمذی پس بر جنازۂ مذکور نہ خود نماز گزاردند ونہ دیگر انرا فرمودند کہ بروے نماز گزارند پس با وی معاملۂ کفار فرمودہ اند ودر حق منکران حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم نفاق فرمودند لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق وایضا قال من سب علیا فقد سبنی وسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر فسب علی رضی اللہ عنہ ایضا یکون کفرا ودیگر احادیث صحیحہ وارد شدہ دال اند بر کفر منکران ختنین لہٰذا متاخرین اہلسنت وجماعت بکفر سب کنندگان ختنین رضی اللہ عنہما حکم فرمودہ اند وہو المذہب المنصور المفتی بہ فی زماننا کما صرح بہ المحدث الکامل عبد العزیز الدہلوی علیہ الرحمۃ وعلماے متاخرین از عدم حکم ختنین بر کفر آن ملعونان جواب دادہ اند کہ حضرات ختنین رضی اللہ عنہما بنا بر احتیاط در تکفیر مسلمان شبہات آن طاعنین را اعتبار فرمودند کہ ایشان انکار متواترات وضروریات دین دانستہ نمیکنند باین جہت در مقام شبہہ از حکم تکفیر آنہا احتراز فرمودند گو این معنی لازم سب وطعن آنہامی باشد زیراکہ لزوم کفر کفر نیست بلکہ التزام کفر کفر ست وبنا برین اہانت علم وعلما علم را علم دانستہ وعلما را علما دانستہ البتہ کفر ست واگر علم را جہل پندارند وعلما را جہال بسبب علم باعتقاد خود قرار دادہ اہانت نمایند کفر نمی شود ازینجا کہ در حدود وارد است کہ ادرؤا الحدود بالشبہات واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ خادم العلماء الراسخین محمد المدعو بمعین تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم الدین ١٢٢٥ھ ہجری

محمد معین

سوال ۸۱ ۱۲۶

در باب اہل قبلہ والروافض والخوارج چہ حکم ست کافر ندیانہ **جواب** لا نکفر احدا من اہل القبلۃ اہل قبلہ را یعنے آنہا کہ توجہ بجانب قبلہ مسلمانان کنند وبکتاب وسنت وجماعت تمسک نمایند وبلفظ شہادتین اقرار نمایند کافر نباید گفت اگرچہ از بعضی کلمات ایشان کفر لازم آید ولکن تا دام التزام آن نکنند

یا لزوم درغایت ظهور نبود حکم بکفر نباید کرد و یا ممکن نباشد بوجه صلاح حال مسلمانان باید کرد و مبادرت
بتکفیر و تغلیظ نکیر و در حدیث آمده است هر که دیگری را کافر گوید اگر وی فی نفس الامر کافر نبود قائل
بالقول کافر گردد و حکم لعن نیز همچنین دیده شده است اگر آنکس مستحق لعنت نبود لعن بقائل عائد گردد
وفی البحر الرائق والرافضی ان فضل علیا علی غیره فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق
فهو کافر ومن انکر الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر ومن انکر المعراج من بیت المقدس
فلیس بکافر انتهی والحق فی فتح القدیر الحق عمر بالصدیق فی هذا الحکم ولعل مرادهم بانکار
الخلافة انکار استحقاقهما الخلافة فهو مخالف لاجماع الصحابة رض لا انکار وجودها لهما انتهی وفی جامع
الرموز وفیه اشارة الی انهم لو کتموا سبهم قبل شهادته فان القادح الاعلان والی
ان سب احد من الصحابة لیس بکفر کما فی خزانة المفتیین وغیره لکن فی مجمع النوازل
لو قتل احد من سب الشیخین ویلعنهما لم یقتص به فانه کافر لان سبهما ینصرف
الی سب النبی علیه الصلوة والسلام وفیه اشعار بان اللعن والسب بمعنی واحد
وهو التکلم فی عرض الانسان بما لعنه وفیه اختلاف کما فی الخلاصة وغیره انتهی
واللہ اعلم حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ سوال ۱۲۲ چہ فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین و واقفان
معقول و منقول حاوی فروع و اصول درین مقام احادیث مسطورہ ذیل آمدہ در صورت صحت دو سوال اند اول
اینکہ در کدام کتاب از صحاح ستہ واقع اند دوم اینکہ مناکحت با این قوم ملعون حرام و سنت باشد و اگر مکروہ تحریمی هست
باز هم چه وجه دارد زیرا که نکاح مومن با کتابیه و مواکلت و مشاربت با اهل کتاب در حالت عدم استعمال
شان خمر و خنزیر وغیره جواز دارد پس روافض از ایشان بدرجها اعلی هستند چرا که کلمه گویانند و تکفیر
اهل قبله در مذهب اهل سنت جائز نیست حتی که بعضی ائمه لعنت بر یزید پلید هم غیر جائز داشته اند
پس حال روافض از اهل کتاب و عدوی اهلبیت که قتل اولاد رسول ص باهتمام او شده تفاوتی دارد یانه
و کافر گفتن اینها با وجود کلمه گوئی بچه دلیل رواست و اگر در حقیقت احادیث مرقومه غیر صحیح باشند
فلا کلام فی الوضع عن علی رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم یا علی یجیئهم فی اخر
هذا الزمان قوم یسمون الرافضیة یرفضون الاسلام وعن النبی صلی الله علیه وسلم
من سب ابابکر فقد سبنی وعنه حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضهما کفر وعنه من احب العرب

فقد احبني ومن ابغض عمر فقد ابغضني عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم اتي بجنازة
فلم يصل عليه قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رأيناك تركت الصلوة على احد
قبل هذا قال انه كان يبغض عثمان فابغضه الله تعالى وعنه صلى الله عليه وسلم
من سب اصحابي فقد سبني انتهى وعنه صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى اختار لي
اصحابا فجعلهم اصحابي واصهاري وسيجيء من بعدهم قوم ينتقصونهم ويسبونهم
فان ادركتموهم فلا تناكحوهم ولا تواكلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا عليهم
وجواب این سطور بحوالہ قرآن وحدیث ثبت فرمایند۔ اجرکم علی الله سبحانه هو المصوب بعض ان احادیث
کے مثل عن جابر انه اتی بجنازة الخ جامع ترمذی مین موجود ہی اور بعض جامع صغیر مین سیوطی نے
نقل کی ہین لیکن اس قسم کی سب حدیثین تہدیدا و زجرا وارد ہین اور صحیح مذہب یہی ہی کہ تکفیر
اہل قبلہ کی نہ چاہیے لیکن نکاح فرق مخالفہ کے ساتھ بسبب انکے فسق کے مکروہ ہی والله اعلم حررہ
الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی

سوال ۸ بکر کہتا ہی حکم کفر خوارج کا خود قرآن شریف مین موجود ہی پس منکر اسکا گمراہ و مردود ہے
حق سبحانہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہی ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا
والآخرة واعد لهم عذابا مهینا تفسیر کشاف مین ہی یہ آیت نازل ہوئی ہی ان لوگون کی شان مین
جو ایذا دیتے ہین حضرت علی مرتضی کو اور نیز بکر دعوی کرتا ہی کہ مذہب اہل حق یہی ہی کہ یزید کافر ہی اور لعنت
کرنا اسپر بالخصوص جائز ہی جو اسمین مخالف ہی وہ اہل حق سے خارج ہی اور بعضے علمای حنفیہ کا جو خلاف
منقول ہی وہ بغرض عدم جواز لعن نہین ہی بلکہ باین غرض ہی کہ انکے نزدیک یزید کا نام قابل زبان
پر لانے کے نہین ہی نہ یہ کہ فی نفسہ اسپر لعن کرنے مین کچھ قباحت ہی شرح عقائد اور حاشیہ خیالی
مین اسکی تصریح ہی یہی مذہب صحیح ہی یہ خلاصہ ہی بکر کے رسالہ اردو کا جسمین اس بحث کو طول طویل
دیا ہی فقط حامد اسکی رد مین کہتا ہی کہ تکفیر خوارج کو منکر قرآن اور اہل حق سے خارج ٹھہرانا
محض جہالت اور ضلالت اور نیز آیت مذکورہ کو شان دشمنان حضرت علی کرم الله وجہہ مین نازل ٹھہرانا
بحوالہ کشاف کا کرنا محض کذب و بطالت ہی بالجملہ خوارج کے کفر کے مذکور ہونے کا اس آیت مین دعوی
کرنا جہل صریح و کذب قبیح ہی ہان البتہ اگر آیت الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا

فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا کا مصداق خوارج کو ٹھہرایا جاوے تو احتمال صحیح ہی اور کس طرح خوارج کا مسلمان
جاننے والا اہل حق سے خارج ہو سکتا ہی کہ خود حضرت امیر المومنین علی مرتضی نے خوارج کو باوجود
بیان انکی گمراہی کے اور حکم قتل کے انکو مسلمان بتلایا ہی اسی سبب سے محققین فقہا و محدثین
متکلمین نے خوارج کو بدمذہب جانا مگر کافر نہین ٹھہرایا ہی چنانچہ مرقاۃ اور مجمع البحار اور رد المحتار
اور شرح فقہ اکبر اور فتح القدیر وغیرہ سے بخوبی ثابت ہی اور نیز حامد کہتا ہی کہ اہل حق یزید پلید کے حکم کفر مین
اور پھر جواز لعن مین خود مختلف ہین اگرچہ بعض اکابر نے اسپر حکم کفر و جواز لعن کا اطلاق فرمایا
ہی لیکن حضرت حجۃ الاسلام جناب امام غزالی اور صاحب قصیدہ امالی اور سوا انکے بہت ائمہ دین
حکم عدم کفر و عدم لعن کو حق جانتے ہین اور جمہور محققین اسکے اطلاق حکم کفر و اسلام و جواز و عدم
جواز لعن مین توقف کو مذہب اپنا کر دانتے ہین پس دعوی بکر کا حصر کہ یہی مذہب اہل حق اسکی جہالت
و ضلالت پر دلیل ہی اور تاویل جو علماے حنفیہ کی طرف سے کی ہی وہ بھی نہایت پوچ و علیل ہے
کاش یہ سخن تراش شرح عقائد نسفی کی عبارت کو سمجھتے جسکا خود حوالہ دیتے ہین تو جانتے کہ انحصار مذہب
اہل حق کا قول جواز لعن و کفر مین جو اسکا مدعا ہی باطل ہی اور قول حنفیہ مین جو خلاصہ وغیرہ کتب فقہیہ سے
ثابت ہی وہ تاویل پوچ کرنا حیلہ عقل سے عاطل ہی عبارت شرح عقائد کی شروع بحث سے جسکو بکر
نے چھوڑ دیا ہی یہ ہی وبالجملۃ لم ینقل عن السلف الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ و احزابہ
و انما اختلفوا فی یزید بن معاویۃ حتی ذکر فی الخلاصۃ و غیرہا انہ لا ینبغی اللعن علیہ و لا علی الحجاج لان
النبی صلعم نہی عن لعن المصلین و من کان من اہل القبلۃ و ما نقل عن لعن النبی صلعم لبعض اہل القبلۃ
فلما انہ یعلم من احوال الناس مالا یعلمہ غیرہ و بعضہم اطلق اللعن علیہ لما انہ کفر حین امر
بقتل الحسین رضی اللہ تعالی عنہ الخ باقی رہی بحث ترجیح کی پس اگرچہ صاحب شرح عقائد نے باوجود
اقرار اختلاف اہل حق و بیان مذہب حنفیہ کے اپنے زعم مین ترجیح کفر کی ثابت فرمائی ہی لیکن دوسرے
اکابر محققین نے وہ ترجیح مسلم نہین ٹھہرائی ہی مسایرہ اور مسامرہ و رد المحتار و شامی وغیرہ کتب معتمد
فقہ و عقائد علماے حنفیہ مین دوسرے جانب کے معتمد ہونیکی ترجیح ہی بلکہ بہت کتب مشہورہ محققین
مین شرح عقائد پر اعتراض کی بھی تصریح ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر اور ضوء المعالی اور حاشیہ عصام اور حاشیہ
ابو الیسر بر شرح عقائد اور دوسرے حواشی سے ثابت ہی پس بکر کا یہ دعوی صحیح لکھدینا اور جھوٹا حوالہ کر دینا

جرأت ولغو وقبیح ہی علاوہ ان سب امور کے بر تقدیر ترجیح مذہب جازم کفر یزید کی حالت حیات مین
پھر بھی دعوی انحصار مذہب اہل حق کا جواز لعن مین باطل و افترا ہی کہ اُن کافرون پر جنکا مرنا
کفر پر خدا اور رسول کی خبر متواتر سے ثابت ہو باتفاق و اجماع جمہور ائمہ محققین کے لعن شخصی کرنا جائز
و روا ہی جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم مین اور امام عینی نے شرح بخاری مین اور امام نابلسی نے
شرح طریقہ محمدیہ مین اور دوسرے اکابر دین نے اور کتابون مین تصریح فرمائی ہی لیکن قول ترجیح جواز
لعن بر یزید بر تقدیر ثبوت کفر بھی بے ثبوت علم یقینی موت علی الکفر کے کسطرح اہل حق کے نزدیک
جزما صحیح ہو سکتا ہی تا کہ جو اُسکا قائل ہو خوارج مین داخل ہو جائے اور اہلسنت مین شامل نہو فقط
اب سائل سوال کرتا ہی کہ آیا دعوی بکر کا درست و بجا ہی اور واجب الاعتقاد ہی یا خالد نے جو اُسکا
رد کیا قابل قبولیت و اعتقاد ہے اور نیز قول اہل حق منحصر کفر یزید و جواز لعن مین ہی یا اسمین اختلاف
ہی اور درصورت اختلاف قول کفر و لعن معتمد و قوی و اولی ہی یا قول توقف و عدم جزم کفر و لعن قوی
معتمد اور احوط اور اقرب الی الانصاف ہی اور حوالہ کشاف وغیرہ کا جو بکر نے کیا صحیح ہی یا باطل اور حوالہ
مجمع البحار ورد المحتار و مرقاۃ و شرح فقہ اکبر و ضوء المعالی و شرح امام نووی و امام عینی وغیرہ کا جو خالد
نے کیا ہی رد کے لائق ہی یا اعتماد کے قابل هو المصوب قول بکر کا اس بحث مین صحیح نہین ہی
بلکہ مخالف کتب معتبرہ ہی مسایرہ لابن الہمام مع شرح اُسکی مسامرہ لابن شریف مین موجود ہی
وظاهر قول الشافعي وابي حنيفة انه لا يكفر احد منهم اي لا نحكم بكفر احد من المخالفين
فيما ليس من الاصول المعلومة من الدين ضرورة وهذا هو المنقول عن جمهور المتكلمين والفقهاء
انتهى اور بھی اُسی مین ہی قد اختلف في اكفار يزيد قيل نعم لما وقع منه الاجتراء على الذرية
الطاهرة كالامر بقتل الحسين وما جرى منه فيما ينبو عن سماعه الطبع ويصم لذكره السمع قيل لا
اذ لم يثبت انا عنه تلك الاسباب الموجبة للكفر وحقيقة الامر اي الطريقة الثابتة القويمة في شانه التوقف
في شانه ورجع امره الى الله تعالى انتهى اور اسی طرح اور کتب عقائد مین موجود ہی واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال ۲۴۶** شیعہ کو
کافر کہنا چاہیے یا نہین حضرت کو دافع البلا کہنا چاہیے یا نہین جو شخص کہ خلاف لا تقربوا الزنا و
لا تاکلوا الربوا کرے اُسکو کافر کہنا چاہیے یا نہین هو المصوب جو شیعہ کہ منکر ضروریات دین

ہیں وہ کافر ہیں اور صرف تبرائی شیعہ کافر نہیں ہیں اور جو شخص کہ لا تقربوا الزنا وغیرہ کے خلاف کرے
وہ کافر نہیں فاسق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا بایں معنی کہنا کہ آپ کے ذریعہ سے
بلا دفع ہوتی ہے درست ہے اور بایں معنی کہ آپ خود مستقلا بلا دفع کرتے ہیں نہیں درست ہے ایسے الفاظ
سے کہ موہم معنی غیر مشروع کو ہوویں اجتناب اولی ہے الفاظ تعریفات جو شرعیہ منقولہ ہیں کچھ کم نہیں ہیں
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی سوال ۲۷۵
شیعہ چہ باشندگان لکھنؤ و چہ ساکنان جوار لکھنؤ آنانکہ فی زماننا موجود ہستند طعام خانہای شان و
ذبیحہ دست آنہا جائز است یا نہ دیگر زید بحالت غفلت و جاہلیت زنا کرد ازان بعد بہوش آمدہ و
خشیت خدا در دلش پیدا شد توبہ کردہ درین حالت بباعث توبہ نمودن زید از جرم زنا بری شد یا نہ
بینوا توجروا ہو المصوب شیعہ کہ منکر ضروریات دین اند مثل آنانکہ علی را خدا میگویند و ہمچنین
آنانکہ قذف حضرت عائشہ رض می سازند کافر اند ذبیحہ شان ناجائز و آنانکہ چنان نیستند اگر سب
شیخین می سازند کافر نیستند بلکہ فاسق ذبیحہ شان درست است و جرم زنا از توبہ نصوح معاف میشود
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی سوال ۲۷۶
در فتاوی عالمگیریست من انکر امامة ابی بکر الصدیق فہو کافر و الرافضی اذا کان یسب
الشیخین فہو کافر والمعتزلی اذا قال باستحالة الرؤیة فہو کافر ولو قال رجل لو لم یأکل
آدم الحنطة لما صرنا اشقیاء کفر ولو قال رجل لآخر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یحب القرع مثلا فقال ذلک الغیر انا لا احبہ فہذا کفر ولو رجل قال ان آدم نسج الکرباس
پس ماہمہ جولاہہ بچگان باشیم فہذا کفر واگر کسے گوید کہ بخدا و پیغمبر تو سوگند است فہذا کفر ولو قال
ان الانبیاء لم یعصوا حال النبوة ولا قبلہا کفر واگر گوید کہ اگر از آسمان بانگ آید کہ [illegible] ہم پیغمبر
کفر واگر گوید کہ حضرت یوسف عزم زنا کردہ بود کافر شد و امثال اینہا از قسم الفاظ زبانی بسیار است کہ
ایراد آنہا موجب تطویل است پس آنچہ درین فتاوی قائل این قسم کلمات را محکوم علیہ بالکفر و منسوب
بکفر نمودہ معنی این کفر چیست آیا چنین شخص را بدون توبہ از دائرہ اسلام خارج و محجوب الارث و
ممنوع عن التناکح دانیم یا محجوب عن الارث و ممنوع عن التناکح فی ما بین المسلمین نخواہد شد آنچہ حکم مفتی
بنا ارقام فرمایند بینوا توجروا ہو المصوب حکم ارباب فتاوی بکفر قائل ہمچو کلمات تہدیدیست آنکہ

انما ہما کفر حقیقیہ لازم آید صاحب بحر الرائق وغیرہ تصریح این معنی کردہ اند واللہ اعلم بالصواب کتبہ
الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ الجواب صحیح
محمد نور الحسین بن مولانا محمد حیدر لکھنوی ۔ سوال ۱۹ ۔ علمای دین اس مسئلہ مین کیا فرماتے ہین کہ زید
جو اپنے کو سنی وصوفی کہتا ہی اپنی ایک تحریر مین لکھتا ہی شیعہ کو مین کافر نہین کہتا پھر کہتا ہی اگر شیعہ کو
مین کافر کہوں تو اکثر نسل نبی علیہ السلام کو دوزخی فرض کرنا ہوگا پھر لکھتا ہی کہ جامع الاصول مین لکھا
ہی کہ امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام مجدد مذہب شیعہ تھے پھر لکھتا ہی اگر شیعہ کو برا کہا تو بقول مصنف
جامع الاصول امام علی بن موسی الرضا کو برا کہا اب علماے کرام کی خدمت مین چند امور کا استفسار ہی
۱ کیا اکثر نسل حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیعہ ہی یا زید اس دعوے مین کذاب ومفتری ہی ۲
امام رضا علیہ السلام سنی تھے یا شیعہ اور مجدد مذہب شیعہ تھے یا محقق مذہب اہلسنت ۳ کیا حضرت امام
رضا علیہ السلام کو معاذ اللہ کافر ہی کہنا برا ہی اور گمراہ وبد مذہب کہنا روا یا آنکے جناب مین ایسا کہنا
اور سمجھنا بھی بیدینی ہی ۴ موافق تحریر زید کے مذہب اہلسنت باطل ہوتا ہی یا نہین اور خود اس کی
تحریر سے اسکا شیعہ اور مخالف مذہب اہلسنت ہونا ثابت ہوتا ہی یا نہین بینوا توجروا ہو المصوب
شیعہ منکر ضروریات دین کافر ہین اور شیعہ ہونا اکثر نسل نبی کا یہ قول باطل ہی اور امام رضا اہلسنت مین سے تھے انکو
گمراہ وبد مذہب کہنا گمراہی ہی اور مذہب اہلسنت کی بنا دلائل قویہ پر ہی جنکا ماخذ کتاب وسنت ہی و مذہب کسی کے شیعہ
ہونے سے باطل نہین ہوسکتا پس تحریر زید کے موافق مذہب اہلسنت کا باطل نہین ہوسکتا اور کسیکو کسیکی غلطی
کیوجہ سے شیعہ کہنے سے وہ شیعہ نہین ہوجاتا پس زید کا شیعہ اور مخالف اہلسنت ہونا ثابت نہین اور
جامع الاصول مین مجدد مذہب شیعہ ہونا امام رضا کا نہین ہی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن
سیاتہ یوم التلاقی ۔ سوال ۲۰ ۔ ہمکو آگاہی ہونا چاہیے کہ شیعہ غیر مکفر کون اشخاص ہین بینوا توجروا
ہو المصوب جو کہ ضروریات دین کے منکر نہین ہین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری
عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۔ سوال ۱۳۷ ۔ اہل تشیع کے ہاتھ کا ذبیحہ یا مطاعمت
ومناکحت انکے ساتھ جائز ہی یا نہین اور ان امور کی حلت وحرمت باسناد متصل ومرفوع ومتواتر بحوالہ کتب
مستند صحیحہ کے ثابت کرنا ضرور ہی جسمین جانبین قیل وقال نرہے اور امر حق بھی ہاتھ سے نجاوے تعصب
ونفسانیت کی بو نہ پائی جاے آجکل یہان اس امر پر مباحثہ ومناظرہ ہو رہا ہی سنی تو بحوالہ غنیۃ الطالبین

وغیرہ کے کہتے ہیں کہ مطاعمت و مناکحت و ذبیحہ وغیرہ مطلق جائز نہیں ہی بلکہ جن سنیون نے شیعہ کے یہان
اکھایا پیا ہی اُنکو دائرہ سنیت سے خارج کردیا ہی اور اُنکو اپنی مسجد مین نماز نہیں پڑھنے دیتے بلکہ اطلاق
کفر اور ارتداد کا کرتے ہین اور باہم مطاعمت و مشاربت سے اجتناب کلی اور احتراز قطعی ہی یہ جو
لوگ دائرہ سنیت سے خارج ٹھہرائے گئے ہین یہ دلائل پیش کرتے ہین کیا اہل تشیع اہل قبلہ نہیں
ہین یا توحید یا نبوت کے قائل نہین ہین یا اُنکے یہان سوائے تکبیر معلومہ و مروجہ کے کوئی اور تکبیر
سوائے نام اللہ کے ہی پس اہل تشیع کے ساتھ مطاعمت کرنے سے ہمکو دائرہ سنیت سے کیون
خارج تصور کرتے ہو ہندوستان مین امور مذکورہ پر کبھی ایسی بحث نہین ہوئی ہی بلکہ وہان برابر مطاعمت
و مناکحت ہوتی رہی علاوہ اسکے اہل کتاب کا ذبیحہ و صید اور اُنکے ساتھ مطاعمت و مناکحت تک درست
ہو اور یہ امور شیعہ کے ساتھ درست نہون اسکے کیا معنی ہین حضرات سے التماس ہی کہ جو جواب حق ہو
کتب صحیحہ مروجہ و متداولہ سے لکھین اصلا نفسانیت کا لگاؤ نہو زیادہ والسلام **ہوالمصوب**
بعض حنفیہ کیا ایک جماعت فقہا نے مطلقا شیعہ کو بوجہ سب شیخین رض کے کافر لکھدیا ہی اور بنا ہی کفر اُنکے ساتھ
مناکحت کی حرمت کا اور عدم حلت ذبیحہ روافض کا فتوی دیا مگر امر منقح اور قول مفتی بہ و مرجح یہ ہی کہ جو
شیعہ منکر ضروریات دین ہون وہ کافر ہین اُنکا ذبیحہ حلال نہین مناکحت اُنکے ساتھ درست نہین
شرکت اُنکے ساتھ مثل شرکت اہل اسلام کے جائز نہین اور جو ایسے نہون گو سب صحابہ رض کرتے
ہون وہ فاسق ہین کافر نہین ذبیحہ اُنکے ہاتھ کا حلال ہی حرام نہین مناکحت بھی اُنکی درست ہی
ابو شکور سالمی کتاب التمہید فی التوحید مین لکھتے ہین کلام الروافض مختلف فبعضہ یکون کفرا
وبعضہ لا فلو قال ان علیا کان الٰہا نزل من السماء کفر ولو قال النبوۃ کانت لعلی و جبرئیل اخطأ
کفر ومنہم من قال ان علیا افضل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہذا کلہ کفر واما الذی
یکون بدعۃ ولا یکون کفرا فہو قولہم ان علیا افضل من الشیخین رض ومنہم من قال یجب اللعن
علی من خالف علیا کعائشۃ ومعاویۃ رض وہذا کلہ وما اشبہہ یکون بدعۃ ولیس بکفر
لانہ صادر عن تاویل انتہی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین
الصحیح عند الحنفیۃ ان الروافض لیسوا بکفار والوجہ فیہ ان تدینہم او وقعہم فیما وقعوا
زعما منہم انہم علی الدین المحمدی وان کان زعمہم ہذا باطلا وما کذبوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم

فهم غير ملتزمين للكفر مع التزام الكفر كفر دون لزومه انتهى اور درمختار میں ہے فی النهر تجویزه نا كعبة المعتزلة لانا لا نكفر احدا من اهل القبلة وان وقع الزاما فی المباحث انتهى اور فتح القدیر میں ہے اما المعتزلة فمقتضى الوجه حل مناكحتهم لان الحق عدم تكفير اهل القبلة وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومة بالضرورة من الدين مثل القائل بقدم العالم ونفى العلم بالجزئيات انتهى اور رد المحتار میں ہے بهذا ظهر ان الروافض ان كان ممن يعتقد الالوهية فی علی او ان جبرئيل غلط فی الوحی او كان ينكر صحبة الصديق او يقذف عائشة فانه مبتدع لا كافر انتهى واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی جامع الفتاوے کتا ہے کہ قول فیصل درمیان تکفیر اہل قبلہ مثل روافض وخوارج کے یہ ہے کہ اگر انھوں نے ضروریات دین غیر محتمل التاویل کو تاویل رکیک غیر مسموع انکار کیا مثل قدم عالم کے قائل ہوئے یا حضرت علی رض کو خدا کہا یا جبرئیل ع کی غلطی کے مقر یا صحبت صدیق رض کے منکر یا قذف بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کرتے ہیں تو کافر ہیں اور انکے ساتھ مناکحت اور موارثت اور موالات سب ممنوع ہو ورنہ نہیں واللہ اعلم۔ **سوال ۳۱** چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ آیا حدیث شریف در شان مرتضی علی کرم اللہ وجہہ لحمک لحمی ودمک دمی علی منی وانا منہ در کتب اہل سنت موجود است یا نہ وقید کتب ہم بنویسد بینوا توجروا **ہو الموفق** در کتب اہل السنۃ والجماعت این حدیث البتہ موجود ان علیا منی وانا منہ لیکن در صحت این حدیث ہم کلام است وحدیث دیگر مذکورہ بالا عند اہل السنۃ بہ ثبوت نمی رسد واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد۔ **سوال ۳۲** در زمرہ مشایخ صوفیہ رحمہم اللہ عمل ناد علیا مظہر العجائب الخ از مجربات منقول ومشہور است میگویند کہ ناد علیا الی آخرہ از کلامہای قدسیہ است اصل نہ کہ باشد بیان فرمایند ودر صورتیکہ خواندنش جائز باشد پس بلفظ یا علی تیکہ یا علی ندا در غیر نبی می شود ودر بنوتک یا محمد ندا برای نبی در غیر محل بود واقع می شود ودر رسالہ مسائل نوشتہ است کہ غیر نبی را بہیچ حال ندا جائز نیست ونبی را برای رسانیدن بود اگر باشد جائز است والا نہ بینوا توجروا **ہو الموفق** حدیث ناد علیا الخ موضوع ومفتری است قال الملا علی القاری فی رسالتہ من مفتریات الشیعۃ الشنیعۃ حدیث ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی انتہی واللہ اعلم

بالصواب والیه المرجع والمآب نمقه احقر العلما خادم احمد غفر له الله الصمد ۔ سوالات چند ۔ اول آنکه تفسیر حسینی و کتاب روضة الشهدا و کتاب روضة الاحباب موافق مذهب اهل سنت و جماعت قابل عمل و استناد هستند یا نه و مصنف این کتب چه نامها دارند و مذهب ایشان چه بود دوم آنکه در معامله و مقابله معاویه رض با علی رض صواب بکدام جانب بود و در مقابله صواب اطلاق لفظ خطا بجانب ثانی رواست یا نه و در تحریر و تقریر بلحاظ تعظیم مثل اطلاق لفظ حضرت بهر دو جانب درجه مساوات ادا باید سوم اسامی حضرات ائمه اثنا عشر رض از روی کتب فریقین بقید لفظ امامت ثابت و متحقق اند پس تصریح این معنی در کار است که بحیثیت سلسله امامت و اعتقاد بحضرات اینها فرق هر دو فریق چیست زیرا که اهل سنت و جماعت سلسله امامت و خلافت را بعد از آنحضرت صلعم درجه بدرجه با خلفای اربع متعلق میدانند پس اگر همان سلسله تا موافق اهل سنت قید امامت با اثنا عشر درست نمی آید بلکه بنظر داخل بودن حضرت خلیفه چهارم در عدد اثنا عشر می باید که مع خلفای ثلثه خمسه عشر باشند و این معنی در کدام کتاب اهلسنت و جماعت یافته نشد سبب آن چیست و وجه تخصیص حضرات ائمه اثنا عشر بلفظ امامت چه جواب این سوالات از روی تحقیق بحواله کتب قلمی فرمایند الجواب مذهب ملا معین مصنف تفسیر حسینی و روضة الشهدا ملا حسین واعظ است که در مذهب امامیه هم تصانیف دارد و ظاهرا در آخر عمر مذهب اهل سنت اختیار کرده با این همه در اکثر مواضع خلاف عقائد اهل سنت می نویسد لهذا این تفسیر نزد علمای معتبر از اعتبار ساقط است و کتاب روضة الشهدا با یراد چند احادیث موضوعه و صحیحه با واقعه سید الشهدا برای ترقیق قلوب مردم و گرمی محفل محرم تصنیف کرده پس برین کتاب بر دینیات تمسک باید جست و مصنف کتاب روضة الاحباب ملا عطاء الله سنی مورخ است و روضة الاحباب بشان دیگر کتب تواریخ از رطب و یابس مملو است نسبت دیگر کتب تواریخ معتبر است نه آنکه آنرا مدار مذهب و دین قرار دهند هر قولش که موافق احادیث صحاح معمول بها افتد مقبول است والا حکم اقوال ضعیفه دارد و در واقعه حضرت معاویه رض و حضرت علی رض حق بجانب علی بود و از حضرت معاویه رض درین باب خطا شد و چونکه خطای مجتهد عفو است خصوصا وقتیکه فضل صحابیت در آن منضم باشد پس درین صورت خطای ایشان را از زبان زد خاص و عام نباید ساخت که عوام مفت گمراه خواهند شد چه سوء ظن با حضرت معاویه آمد بر رفض است و در تقریر و تحریر بلحاظ تعظیم هر دو بزرگواران برابر باید داشت که تعظیم این بزرگواران بمقتضای مضمون صحابیت است و این امر

همه در نسبت با برابر است اگرچه فیما بین خود با حضرت علی نسبت حضرت معاویه فضیلتها دارند لیکن در
مقصود از صحابیت برابر اند چه اگر کسی از طبقهٔ غیر صحابه برتبهٔ غوث رسد تاهم برتبهٔ ادنی صحابه نخواهد رسید
لیکن فیما بین هم صحابه با مردم نمی رسند و در فضل صحابه عموماً آیات بسیار و احادیث بی شمار ناطق اند در مشکوٰة
از ابی سعید خدری منقول است قال النبی علیه السلام لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق
مثل احد ذهبا ما بلغ مد احدهم ولا نصیفه متفق علیه عن عبد الله بن مغفل قال قال
رسول الله الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم
ومن ابغضهم فببغضی ابغضهم ومن آذاهم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی الله ومن آذی
الله فیوشک ان یاخذه رواه الترمذی وعن عبد الرحمن بن ابی عمیرة عن النبی صلعم انه قال لمعاویة اللهم اجعله
هادیا مهدیا واهد به رواه الترمذی کذا فی المشکوٰة و همین گونه اخبار کثیره در فضل صحابه اجمالا و تفصیلا واقع شده پس در شان
حضرت معاویه حفظ لسان و حفظ قلب از اعتقاد بد واجب است والا داخل وعید خواهد شد و تفصیل این
اجمال در تحفهٔ اثنا عشری و سیف مسلول بخوبی مرقوم است مطالعه سازند اما قبل از جواب سوال سوم یک
مقدمه گوش کنند که موید فهم جواب است و آن معلوم کردن معنی لفظ امام و خلیفه و معصوم است باید دانست
که امام بمعنی مقتدا است فقط و خلیفه بمعنی مقتدا مع تسلط علی الارض است و عصمت قوتی را گویند که در
طبیعت انبیا و ملائکه مخمر است و همین قوت صدور گناه از ایشان محال است و گاهی این قوت را
بکمال قوت نظری و کمال قوت عملی تعبیر کنند و همین قوت مدار رسالت است بلکه عین رسالت است مع قطع النظر عن ارسال
الظاهرة و نیز باید دانست که امام هر فن جدا است چنانچه امام قرأت امام نافع و ابن کثیر و غیرهما اند و امام فقه ابو حنیفه و
شافعی و غیرهما هستند و امام حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و سفیان و غیرهم هستند و امام نحو سیبویه و اخفش و غیرهم و همچنین
امام کفار در کفر هر نوع جدا می باشد قال الله تعالی وقاتلوا ائمة الکفر و در اسلام نیز امام جدا است و
اجعلنا للمتقین اماما پس خلفای اربعه خلیفه بودند امام فقط نبودند که سوای مقتدا بودن تسلط هم داشتند
و ظهور حدیث خلافت سی سال در همین چار خلفا گردید و ائمهٔ اثنا عشر امام طریقت و تعلیم باطن بودند همه
تسلط نداشتند و از اهل بیت هستند پس ایشان برای اینکه از اهل بیت هستند و آفتاب رسالت در ایشان
طالع بود و لهذا بالاتفاق امام مخلوق شدند چنانچه دیگر ائمه هستند پس اجماع امت حجت برای ایشان کافی
است هیچ ضرورت که نص هم برای بعض ایشان یافته باشد لا ثبوت نص دیگر سوای اجماع برای جمیع ایشان

تکلف وارد حالانکه بعد اجماع حاجت دلیل دیگر نماند پس سلسلۀ خلافت دیگر و سلسلۀ امامت فقط دیگر که فیما
بین اینها بحسب تحقیق عموم من وجه یافته شد پس این هر دو سلسله جدا جدا هستند و فرق در امامت اهل سنت
و شیعه آنکه اهل سنت عصمت را در امامت شرط ندانند و عصمت در بشر بر ختم الانبیا ختم شد و وحی ظاهر و باطنی
بعد از آنحضرت موقوف شد و فرقه شیعه عصمت را در امامت شرط کنند و وحی باطنی بر جمیع ائمه ثابت کنند و
صدور معصیت از ایشان محال دانند و درین پرده مضمون ختم الرسالت را باطل سازند و اهل سنت آنحضرت را
ختم الرسل دانسته کسی را سوای انبیا و ملائکه معصوم ندانند گو که از گناه محفوظ باشند پس امکان صدق این فرق بین
میان امام اهل سنت و امام امامیه با وجود اتحاد مصداق پیدا شد و تفصیل این اجمال از کتاب کشف الغطاء
تحفه و غیرها ملاحظه کنند فقط والله اعلم بالصواب کتبه العبد المذنب عبد الرحمن عفی عنه پانی پتی ۲۰ جمادی الاولی
سنه [illegible] الهجری هو المصوب جواب سوال اول و جواب سوال ثانی صحیح ست الجواب سوال ثالث
بگوش هوش باید شنید که در تحفه اثنا عشریه می آرد اهل سنت گویند که حضرت امیر در وقت بیعت با او امام بود
نه قبل از آن آری استحقاق امامت از حضور علیه بود داشت چنانچه خلفای ثلثه نیز درین استحقاق شریک
او بودند و بعد از شهید شدن حضرت امام حسن امام بودند و بعد از حضرت امام حسن دیگر ائمه اطهار استحقاق امامت
داشتند لیکن چون با ایشان بیعت اهل حل و عقد واقع نشد و اکثر ایشان بسبب غلبه شغل باطن و تعلیم
علم درخواست این حق هم نکرده اند بالفعل امام نشدند و نیز باید دانست که امامت نزد اهل سنت بمعنی
پیشوا در دین نیز اطلاق کنند و بهمین معنی امام اعظم را و امام شافعی را که در فقه پیشوا بودند و امام غزالی و
امام رازی را که در عقائد و کلام و نافع و عاصم را که در قراءت امام بودند امام گویند و ائمه اطهار در جمیع این
فنون پیشوا بودند خصوصا در هدایت باطن و ارشاد طریقت که مخصوص با ایشان بود و باین جهت ایشان را
اهل سنت علی الاطلاق ائمه دانند نه امامت که مرادف خلافت ست و در خلافت نزد ایشان تصرف در
زمین با وصف استحقاق و غلبه و شوکت و نفاذ حکم ضروری است و لهذا خلافت را مخصوص بشخص مذکور
داشته اند انتهی و در مواقف می آرد و قال قوم الامامة رياسة عامة في امور الدين والدنيا لشخص من الاشخاص
بالنبوة والاولى ان يقال هي خلافة الرسول في اقامة الدين بحيث يجب اتباعه على
كافة الامة انتهى الحاصل اطلاق لفظ امام بر ائمه اثنا عشر بنظر فضیلت و عظمت و شرافت نفوس
کریمه و پیشوائی ایشان جائز ست نه بنظر خلافت که بمعنی امامة آید و کذا فی التحفه [illegible] در جواز قول

بالخمسة الطاهرة من تالیف المخدوم محمد ہاشم السندی رح و تبعیت میان امام بمعنی مقتدا و خلیفه بمعنی مقتدی التسلط
علی الارض عموم و خصوص مطلق ست کما لا یخفی علی عارف المیزان و اہل سنت حضرات ائمۂ اثنا عشر را
معصوم نمی دارند چه عصمت در بنی آدم منحصر بانبیا ست و امامیه معصوم میدارند و عصمت عبارت
است از نه پیدا کردن او تعالی شانه گناہی را در مرد معصوم و نزد بعضی عبارت ست از قوتی که صدور گناه بسبب
آن محال می گردد و این معنی مخدوش ست بمدح و ثواب انبیا چه در صورت استحاله صدور گناه مدح و ثواب کجا
علامه تفتازانی در شرح عقائد می آرد وحقیقة العصمة ان لا یخلق الله تعالی فی العبد الذنب مع بقاء
قدرته واختیاره وهذا معنی قولهم هی لطف من الله سبحانه یحمله علی فعل الخیر ویزجره
عن الشر مع بقاء الاختیار تحقیقا للابتلاء ولهذا قال الشیخ ابو منصور الماتریدی رح العصمة
لا تزیل المحنة وبهذا یظهر فساد قول من قال انها خاصیة فی نفس الشخص او فی بدنه یمتنع بسببها
صدور الذنب عنه کیف ولو کان الذنب ممتنعا لما صح تکلیفه بترک الذنب ولما کان مثابا علیه انتهی
و محقق دوانی در شرح عقائد می آرد والعصمة عندنا ان لا یخلق الله تعالی فیهم ذنبا وعند الفلاسفة
ملکة تمنع الفجور انتهی و در مواقف می آرد وهی عندنا ان لا یخلق الله فیهم ذنبا وقال قوم
تکون خاصة فی نفس الشخص او فی بدنه یمتنع بسببها صدور الذنب عنه ویکذبه انه لو کان کذلک
لما استحق المدح بذلک وایضا فالاجماع علی ان الانبیاء مکلفون بترک الذنوب مثابون به
ولو کان الذنب ممتنعا عنهم لما کان کذلک انتهی والله اعلم نمقه محمد عبد الحلیم عفی عنه جمادی الثانی در شهر
بانده سنه ۱۲۶۸ ہجری ۹۳ **سوال** ۲۴۹ شخصی حضرت معاویه را از کل صحابه می شمارد لیکن مشار الیه اعتقاد خود
فسق و بغاوت از طرف شان میدارد بجہت اینکه حضرت معاویه ابن ابی سفیان از خلیفه برحق که علی بود
بجنگ پیش آمده بودند پس درین صورت آنکس عند الله مواخذه دار ست یا نه **جواب** حضرت معاویه
نزد اہلسنت در حرب حضرت علی مخطی ہستند و از آن فسق لازم نمی آید و ہر که فسق اعتقاد کند از اہلسنت نیست
والله اعلم نمقه محمد معین عفی عنه ۹۴ **سوال** ۲۵۰ چه میفرمایند علمای دین که سب کردن بر معاویه و یزید و قاتلین
امام حسین مثل شمر و ابن زیاد جائز ست یا نه بینوا توجروا **ہو المصوب** امیر معاویه بن ابی سفیان
پس صحابی ست و در حق او بعض احادیث نیز وارد شده و اند علمای اہلسنت در حال وی مختلف اند و
علمای ما وراء النهر این قول سراسر باطل ست ہیچ یکے از علمای اہلسنت و جماعت قائل خطائے منکر

معاویه رضی الله عنه نیست مگر مولوی جامی که در عقائد سلسلة الذهب نظم نموده و در دیگر رسائل آن هم مانند دیگر
علمای اهلسنت بخطای اجتهادی قائل شده است و صاحب جامع الاصول و دیگر محدثین و علمای متکلمین
همه ها قائل اند که معاویه رض از صحابه جلیل القدر و عظیم المنزله بود و محاربات و غیره که ازو صادر شده محمول بر خطای
اجتهادی ست مانند محاربهٔ عائشه رض و طلحه رض و زبیر رض و مخالفت اهلسنت باعث ابتداع ست پس هر
که قائل خطای منکر معاویه رض است و یا او را تفسیق میکند او مبتدع ست بلا شبهه و لا ریب و محققین فقها
آن همه حرکات و جنگ و جدال او را که با جناب مرتضی ع نموده محمول بر خطای اجتهادی دارند و محققین
این حدیث بعد تتبع روایات صحیحه دریافته اند که این حرکات او خالی از شامت نفسانیه و حمیت و
تعصب امویه و قرابت با جناب ذوالنورین داشت نبوده است پس کارش آنست که مرتکب کبیره
و باغی باشد و الباغی لیس باهل اللعن اگر مراد از سب همین قدر ست یعنی این فعل او را بد گفتن پس
بلا شبهه نزد محققین این معنی واقع ست و اگر مراد از سب لعن و شتم است پس معاذ الله که کسی از اهلسنت
پیرامون آن گردد چه نزد ایشان برای فاسق و مرتکب کبیره مامور به استغفار ست فیکون اللعن حراما خاصه
که آن هم صحابی ست شفاعت رسول و عفو صاحب حق جناب مرتضی ع در حق او زیاده بر فساق دیگر متوقع و موجود
است و بالقطع معلوم که بعض صحابه در زمان آنحضرت صلی الله علیه و سلم مرتکب کبیره شده اند مثل ماعز اسلمی رض
که زنا کرده بود و مثل حسان بن ثابت که در قذف عائشه صدیقه رضی الله عنها شریک گشته آنحضرت صلی الله
علیه و سلم آنها را حکم بکفر نفرموده و هنوز قذف عائشه رضی الله عنها منصوص التحریم در قرآن نشده بود و برخلاف
این وقت که حالا قاذف عائشه صدیقه رضی الله عنها بلا شبهه کافر ست لانکار نص القرآن فقط عقائد احمدیه
و در لعن یزید توقف ازان جهت ست که روایات معارضه و متخالفه از ان پلید در مقدمه شهادت امام
علیه السلام وارد شده از بعض روایات رضا و استبشار اهل بیت و خاندان رسول علیه السلام مفهوم می گردد
گسانیکه این روایات در نظر ایشان مرجح شد حکم بلعن او نمودند چنانچه احمد بن حنبل و کیاهیسی از فقهای شافعیه و دیگر
علمای کثیر و از بعض روایات کراهت این امر و عتاب بر ابن زیاد و اعوان او و ندامت برین کار از زبان
او بوقوع آمده معلوم می شود کسانیکه این روایات نزد ایشان مرجح شد از لعن او منع نمودند چنانچه امام حجة الاسلام
غزالی و دیگر علمای شافعیه و اکثر حنفیه و جماعه از علما که نزد آنها هر دو روایت متعارض شدند و ترجیح یکطرف بر
دیگر حاصل نشد بنا بر احتیاط متوقف ماندند و همین مسئله مبنی بر طلاعنی التعارض و هو قول ابی حنیفه رحمة الله [illegible]

آری و بعض شعرا این زیاد که رضا و استبشار آنها باین فعل شنیع قطعی است تا تعبیر معارض بحکیس رأی وقف
نیست والله اعلم بالصواب ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم نمقه خادم العلماء الراسخین محمد معین تجاوز الله عن سیئاته یوم
الدین سنه ۱۲۷۰ هجری آمین یا رب العالمین ه سوال ع چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اهل السنت
والجماعت درین مسائل که حضرت معاویه رضی الله عنه که صحابی رسول الله صلی الله علیه وسلم بودند بمقابله حضرت علی
کرم الله وجهه ایشانرا رضی الله عنه باید گفت یا نه و در کتب ها با نام ذکر رضی الله عنه مسطور است یا نه و درمیان
حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه و حضرت معاویه که جنگ بوقوع آمد خطای اجتهادی بود یا بغاوت
است اگر بغاوت است بود بجانب باغیان هر که مقتول شدند در حق ایشان از شرع شریف چه حکم است و
کسیکه خود را بمذهب اهلسنت والجماعت گوید و از تعصب بحق معاویه لفظ رضی الله عنه نگوید بلکه گوید چه حکم دارد
جواب این مسائل از کدام فتاوی ارشاد فرموده شود بینوا توجروا هو الموفق فی الواقع حضرت معاویه
رضی الله عنه از صحابه جلیل القدر و عالی مرتبت و کاتب وحی رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بودند و در شان ایشان
رسول مقبول صلی الله علیه وسلم دعا فرمود که اللهم اجعله هادیا و مهدیا واهد به و روی انه قال له
رسول الله صلی الله علیه وسلم یا معاویة لن تغلب ابدا و دیگر احادیث در کتب حدیث موجود
فضائل غزوات حضرت معاویه رضی الله عنه و لشکر وی بزبان مبارک رسول مقبول صلی الله علیه وسلم آنچنان
مذکور است که احاطه آن دشوار است یکی غزوه قسطنطنیه است که سرور کائنات علیه التحیة والسلام برای
غازیان ایشان بمغفرت چه قدر بشارت فرمودند قال اوجبوا علیهم الجنة چنانکه ابی و استادی خاتم الفقهاء
والمحدثین مولانا مولوی محمد معین علیه الرحمة در بعض فتاوای خود بشرح و بسط تمام رقم فرموده اند و بالای این
نقلش کرده شد حاجت اعاده نیست و علاوه برین شان صحبت صلی الله علیه وسلم چنان ست که کدام شئ و هنر
مقابل آن صحبت نمی تواند شد چنانکه پرسیده شد از عبد الله بن المبارک که حضرت معاویه افضل اند یا عمر بن
عبد العزیز گفت غباریکه در بینی حضرت معاویه رضی الله عنه همراه اسپ سرور کائنات علیه التحیة والصلوة در آمده
بهتر است از عبد العزیز و غیره و با نام حضرت معاویه رضی الله عنه باید نوشت چنانکه در کتب فقه مسطور است
و صاحب جامع الاصول و دیگر محدثین و علمای متکلمین همه قائل اند که حضرت معاویه رضی الله عنه از صحابه جلیل القدر و
عظیم المنزلة بودند و محاربات و غیره که از و صادر شده محمول بر خطای اجتهادی است مانند محاربه حضرت عائشه

وحضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہم وآنکسان کہ درین قتال محاربہ مقتول شدند ہمہ مغفور بند واللہ اعلم نمقہ
خادم اولیاء عبد الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ۶ ربیع الاول بروز یکشنبہ سنہ ۱۲۹۵ھ ۹ شوال ۱۲۹۶ تا قلم دین استفتاء

ز ایشان پسر ہند مگر نشنیدی	کہ از او در زحمت تن او پیمبر چہ رسید	پدر او در دندان پیمبر بشکست
یا دراو جگر عم پیمبر بمکید	او بہ ناحق حق داماد پیمبر بگرفت	پسر او سر فرزند پیمبر ببرید
بر چنین قوم تو لعنت نکنی شرمت باد	لعن اللہ یزیدا و علی قوم یزید	او بہ تیغ طالب پسر ہند کس

صحابی سے مراد ہے انکا اسم شریف کیا تھا صحابی موصوف سے کیا سوء ادبی جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین واقع ہوئی تھی صحابی موصوف کے سے تن اُنکے کون کون اعزا سے مراد ہے اور اُنکے کیا نام ہین صحابی موصوف
کے والد نے دندان مبارک حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا تھا یا نہین اور اُنکا کیا نام تھا صحابی
موصوف کی والدہ نے عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کیا کیا تھا اور اُنکا کیا نام تھا صحابی موصوف نے
حق داماد پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا کیونکر غصب کیا تھا اور
یہ معاملہ کس طور پر واقع ہوا تھا صحابی موصوف کا بیٹا جس نے قرۃ العین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا
اُسکا کیا نام تھا یزید ہی مراد ہے یا اور کسی سے لفظ چنین قوم سے کون قوم مراد ہے سنی یا خارجی قوم یزید سے کون قوم مراد
ہے سنی یا خارجی اہل سنت وجماعت کو ان اشعار کا پڑھنا درست ہے یا نہین اگر اہلسنت کو اسکا پڑھنا درست
نہین اور اتفاقاً نظر اُس جگہ پر جہان یہ اشعار لکھے ہوئے ہون جا پڑے اور دیکھ لیا تو کچھ کفارہ ادا کرنا
چاہیے یا نہین اگر ادا کرنا چاہیے تو اُسکی تصریح معلوم ہونا چاہیے بینوا بالسند الکتاب توجروا یوم الحساب
ہو المصوب اہل سنت کو اس شعر کا کہ ہمہ تن مشتمل ہے ہجو صحابہ پر پڑھنا نہین درست ہے اور اگر اتفاقاً
بوجہ نہ معلوم ہونے اسکے مطلب کے پڑھ لیا یا دیکھ لیا تو کچھ حرج نہوگا اور کچھ گناہ یا کفارہ لازم نہوگا بعد معلوم
ہونے اسکے مطلب کے اسکو پڑھنا حرام ہے پسر ہند سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہین اُنکی والدہ کا نام
ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھا تا زمانہ فتح مکہ مین وہ اور اُنکے شوہر یعنی ابوسفیان [illegible]
کافر تھے فتح مکہ کے سال مین کہ سن آٹھ ہجری تھا دونون مشرف اسلام سے ہوئے اور معاویہ بھی اسیوقت اسلام
لائے ہنگام غزوۂ احد کہ سن تین ہجری مین ہوا تھا ابوسفیان اور اُنکی بی بی دونون کفار کے لشکر مین
آگئے تھے اسی غزوہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے لیکن یہ لکھنے [illegible]
کہ ابوسفیان نے شہید کیا تھا اور بعضے لکھتے ہین کہ عتبہ بن ابی وقاص نے [illegible] کافر گیا اسلام [illegible]

اور صحیح یہی ہے اور جس نے ابوسفیان کو لکھا اُسکو یہ شبہہ پڑا کہ عتبہ کی والدہ کا نام ہند بنت وہب بن الحارث بن زہرہ تھا پس چونکہ ابوسفیان اور عتبہ کی والدہ کا نام ایک ہی تھا اسوجہ سے اُس نے اس حرکت کو ابوسفیان کی طرف منسوب کر دیا یہی مراد ہے اُس شاعر خبیث کی مصرعہ پدر او در دندان پیمبر شکست سے اور جسوقت غزوۂ احد میں چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوے ابوسفیان کی بی بی ہند نے بسبب شدت عداوت کے اُنکے جسد مقدس کو چاک کر کے اُنکا جگر نکال کے چوس لیا یہی مراد ہے خبیث کے جملہ مادر او جگر عم پیمبر بمکید سے اور معاویہ نے باب خلافت میں جو حضرت علی رض سے مقابلے کیے اور نوبت یہانتک پہونچی کہ بعد شہادت حضرت علی رض کے امام حسن رض نے مصالحہ کر لیا اور خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کر دی اسکی طرف خبیث نے جملہ او بنا حق حق داماد پیمبر بگرفت سے اشارہ کیا ہے اور یزید بن معاویہ نے امام حسین رض کی شہادت میں جو کچھ قبائح کیے اُسکی طرف اس مصرعہ پسر او سر فرزند پیمبر برید سے میں اشارہ ہے اور مراد چنین قوم سے یزید اور اُسکی مادر و پدر و جد پدر ہیں اہل سنت کے نزدیک قبائح یزید تو البتہ قابل ملامت ہیں باقی قبائح ابوسفیان اور ہند کے اُنکے اسلام سے سب محو ہو گئے اور معاویہ کے مقاتلے بھی خطای فی الاجتہاد پر محمول ہیں ان تینوں حضرات صحابہ کو برا لکھنا نہیں درست ہے تفصیل ان سب امور کی کتب علم کلام میں اور کتب اخبار صحابہ میں مسطور ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

سوال ۲۶۵ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ حضرت معاویہ رض کی بابت ہر مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے نیک یا بد **ہو المصوب** حضرت معاویہ رض سے عقیدہ نیک رکھنا چاہیے کیونکہ وہ صحابی ہیں واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **جامع الفتاوی** کہتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت ثابت ہے اور اُنسے خطاے اجتہادی لائق تر ہے باعتبار خطاے منکر کے اُنکے متعلق یہی اعتقاد اہلسنت کا ہے وہ ماجور ہیں اگرچہ مصیب نہیں ہیں اور بے شبہہ فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُنسے بہت زائد ہے وہ مجتہد مصیب تھے واللہ اعلم۔

سوال ۲۶۶ جناب من السلام علیکم۔ اس سوال کا جواب براہ مہربانی تحریر کرا کر عنایت فرمائیے ترمذی شریف میں ہے عن عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللہم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ ھذا حدیث حسن غریب اول یہ کہ عبد الرحمن بن عمیرہ کو ترمذی صحابی کہتے ہیں اور شیخ احمد عبد الحق محدث ترجمہ فارسی مشکوۃ جلد چہارم صفحہ ۷۱۶ مطبوعہ مطبع نولکشور میں لکھتے ہیں کہ مضطرب است حدیث

وصحابیت او ثابت نشدہ وبعض گویند کہ او صحابی ست اس بارہ میں تحقیق کیا ہے بجواب الکتاب تحریر فرمایا جاوے
اور تقریب میں ہے عبد الرحمن بن عمیرۃ مختلف فی صحبتہ اور جب مضطرب الحدیث ہیں تو حدیث ضعیف ہوگی
هذا حديث حسن کیونکر صادق آوے گا اور حسن غریب کیونکر جمع ہو سکتے ہیں کہ شیخ دہلوی رحمہ اللہ
رسالہ اصول میں لکھتے ہیں الحدیث الصحیح اذا کان راویہ واحدا فهو غریب انتهى اور ثالث سعید عن
عبد العزیز نے تقریب میں کہا ہے لکنہ اختلط فی آخر عمرہ یہ حدیث قبل از اختلاط لیے ہوئے ہیں یا بعد از ان
بحوالہ کتاب ارشاد ہو والسلام جواب بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ واللہ الرحمۃ حضرت السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب استفتا کا یہ ہے عبد اللہ بن عمیرہ کو محققین صحابی نہیں شمار کرتے ہیں ابن عبد البر
استیعاب میں لکھتے ہیں لا یصح صحبتہ ولا یثبت اسناد حدیثہ اور ابن حجر وغیرہ نے اس قول کو نقل کر کے
سکوت فرمایا تہذیب التہذیب میں ہے عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ المزنی روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لہ عند الترمذی حدیث واحد فی ذکر معاویۃ قلت قال ابن عبد البر لا یصح صحبتہ لا یثبت اسناد
حدیثہ انتہی ملخصا ابو الحسن بن الاثیر الجزری اسد الغابہ فی تمییز الصحابۃ میں فرماتے ہیں عبد الرحمن بن عمیرۃ
المزنی حدیث مضطرب لا یثبت فی الصحابۃ اخبرنا ابراہیم بن محمد وغیر واحد باسنادہم
الی محمد بن عیسی الاسلمی حدثنا محمد بن یحیی حدثنا ابو مسہر عن سعید بن عبد العزیز عن
ربیعۃ بن یزید عن عبد الرحمن ابن عمیرۃ وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللہم اجعلہ ہادیا ومہدیا واہد بہ قال ابو عمیرۃ منہم من یوقف
حدیثہ ہذا ولا یرفعہ قال وحدیثہ منقطع الاسناد مرسل لا یثبت احادیثہ لا یصح صحبتہ انتہی اور ترمذی کا حدیث مذکور
کو حسن کہنا باعتبار متن کے ہے نہ باعتبار اسناد اور مضطرب الحدیث ہونا راوی کا اسناد میں قادح ہے اور اسی طرح
حسن غریب کہنا اس میں بھی حسن باعتبار متن کے ہے مگر غرابت باعتبار سند کے ہے سیوطی قوت المغتذی شرح الجامع
الترمذی میں لکھتے ہیں الغریب یطلق علی اقسام غریب من جہۃ المتن وغریب من جہۃ الاسناد
والمراد بہا الثانی دون الاول لان ہذا الغریب معروف عن جماعۃ من الصحابۃ لکن تفرد
بعضہم بروایتہ عن صحابی فبحسب المتن حسن وبحسب الاسناد غریب لانہ لم یروہ من تلک الجماعۃ
الا الواحد ولا منافاۃ بین الغریب بہذا المعنی وبین الحسن بخلاف سائر الغرائب فانہا تنافی الحسن انتہی
اور سعید بن عبد العزیز سے روایت قبل اختلاط ہوگی تہذیب التہذیب میں ہے قال ابو داود عن ابن معین اختلط

قبل موته وکان یعرض علیه فیقول لا اجیزها لا اجیزها انتهی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ قبل الاختلاط
میں اجازت حدیث دینے میں انکو احتیاط تھی جیسا کہ تحدیث میں واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن
سیاٰته یوم الثلاثی [محمد عبد الباقی ۱۳۰۷] ۹۹ سوال ۱۱۶ از ملاحظہ کتب اہل سنت وجماعت پیداست کہ
کسانیکہ ترک بیعت در جہاد با امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نمودند ممدوح و فعل ایشان محمود و آنہا کہ ندامت
کردند برای ارتکاب آنہا تاویل و توجیہ در کار این معنی محل تردد است و ندامت حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما از تقاعد بیعت و ترک بیعت نیز مروی ست تحقیق این مسئلہ بشرح و بسط تمام ارشاد شود کہ خاطر
ونیا مختلفین مستفید شوند و باعث رفع تردد ما شود بینوا توجروا ہو الموفق باید دانست کہ در زمن موجود بودن
حرب فیما بین حضرت امیر المومنین علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اصحابہ رضی اللہ عنہم بر سہ طریق بودند کما صرح به الامام
النووی علیه الرحمة یکی آنکہ بر ایشان حقیت خلافت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ثابت و متحقق شدہ بود مانند
عمار بن یاسر و بنی ہاشم و دیگر مہاجرین و اولین رضی اللہ عنہم پس بر ایشان واجب بود اعانت حضرت علی کرم اللہ
وجہہ بیعت و صحبت ایشان و قتل اہل بغی لقوله تعالی وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا
بینهما فان بغت احدهما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر الله الآیة ولقوله علیه السلام
اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منهما ولقوله علیه السلام من بایع اماما فاعطاه صفقة
یده و ثمرة قلبه فلیطعه ما استطاع فان جاء آخر ینازعه فاضربوا رقبة الآخر
دوم آنکسان بودند کہ نزد ایشان خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ثابت بود و اطاعت حضرت معاویہ بر خود لازم
گرفتہ بودند مانند عمرو بن العاص و حوشب و ذو الکلاع و غیرہم رضی اللہ عنہم پس بر ایشان ہم واجب بود اعانت و معیت
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و قتل محاربین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بدلائل مذکورہ سوم آنکسان بودند کہ بر ایشان
حقیت خلافت کلا الامیرین مشتبہ شدہ و نزد ایشان دلیلی بر حقیت احدہما متحقق نشدہ بود ایشان تقاعد از محاربہ
نمودہ اند تلویث ثم قتل مسلم محفوظ ماندند مانند حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت سعید بن العاص و حضرت سعد بن
ابی وقاص من المبشرین بالجنة و غیرہم رضی اللہ عنہم چہ مذہب ایشان ہمین بود کہ تا وقتیکہ اجماع جمیع مومنین بر امامت
احدی و بیعت شان مراد را بلا انکار و جرح من احدهم یافتہ نشود امامت و خلافت ثابت نخواہد شد کما روی
عن نافع مولی ابن عمر رضی الله عنهما قیل له ما بال ابن عمر بایع معاویة ولم یبایع علیا فقال کان ابن عمر

سوال ۱۱۶ استفتاء بہمیں [illegible] جناب [illegible] سلامت اللہ خفی عنہ [illegible] جناب حضرت قدوة المحققین مولانا محمد [illegible] افادنا اللہ [illegible] ۱۲

لا یبطی یدا فی فرقة ولا یمسکها من جماعة ولم یبایع معاویة حتی اجتمع علیه بالجملة ایشان که تقاعد از حرب
اختیار کردند از امورات قبیحه که قتل مومنین کلمه گویان و تنرکای قبله بود حفاظت یافتند و از ورطه هلاکت
محفوظ ماندند لما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا التقی المسلمان بسیفیهما فالقاتل والمقتول
فی النار قلت هذا القاتل فما بال المقتول قال انه کان حریصا علی قتل صاحبه پس حضرت عبدالله
ابن عمر و حضرت سعد بن ابی وقاص و عبدالله بن ابی سرح القرشی و اسامة بن زید حبیب رسول الله صلی الله علیه وسلم
و سعد بن مالک و محمد بن مسلمة و دیگر اصحاب کبار رضی الله عنهم و از تابعین مشهورین ربیع بن خیثم و مسروق
بن الاجدع و اسود بن یزید و ابو عبدالرحمن السلمی سالم از فتنه باز ماندند کما صرح به الوکیع علیه الرحمه پس چونکه
نزد ایشان هیچ دلیل من النص وغیره دال بر خلافت احدی یافته نشده کما روی حاج علی معاویة
ببیعة الناس لا یحض عن النبی صلی الله علیه وسلم تقاعد عن الحرب اختیار کردند و این کمال الورع
است کما قال عبد البر قد اشکلت حرب علی ابن عمر حرب علی فقعد عنه و بسبب همین اشکال و اشتباه
عبدالله بن عمر بارها ضمن السوال عن تلک المشاهدة فرمودند کففت یدی فلم اقدم والمقاتل علی
الحق افضل فان قلت یلزمهم ترک الواجب وهو البیعة فیلزمهم الضلالة لقوله علیه السلام من
لم یعرف امام زمانه فمات میتة جاهلیة قلت انما یلزم الضلالة لو ترکوه عن قدرة و اختیار لا عن
عجز و اضطرار پس تکلیف بیعت بر ایشان بسبب عدم اجماع یافته نشد مانند آنکسان شدند که در غیر مصری مانند
چونکه بر ایشان تکلیف بوجوب جمعه و عیدین نیست در عدم ادای جمعه و عیدین هیچ قباحتی بطرف ایشان عائد نشود
و دیگر آنکه مراد از حدیث مذکور این است همچنانکه اهل جاهلیت طاعت امیر را سفاهت و دنائت می شمارند و بخیر
از امورات شرعیه می میرند چه اکثر امورات شرعیه موقوف بر اطاعت امیر است همچنان ایشان شدند و ترک واجب
کردند و این ترک واجب نیز در اینجا لازم می آید که با وجود امکان ادای واجب ترک واجب کنند و هر جا که
امکان ادای واجب نشود در آنجا هیچ گناه نیست کما مر و حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه نیز از تقاعد
متقاعدین عن الحرب ناخوش نمی شدند و عذرهای ایشان مقبول فرمودند کما روی لما ظهر علی کرم الله
وجهه علی البصرة بعث الی اهبان بن صیفی فاتاه وقال له ما خلفک عنا قال خلفنی عنک عهد ابن عمک
رسول الله صلی الله علیه وسلم اخی و ابن عمک قال صلی الله علیه وسلم اذا تفرقت الامة فرقتین فاتخذ
سیفا من خشب والزم بیتک فانا الآن قد اتخذت سیفا من خشب لزمت بیتی قال علی کرم الله وجهه

قاطع الحق وابن عمر رسول الله وانصرف عنه وايضا لما سئل علي عن الذين قعدوا عن
معيته و نصرته والقيام معه فقال اولئك قوم قعدوا عن الحق ولم يقوموا مع الباطل
دیگر آنکه درین تقاعد سراسر متابعت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بود لما روی عن رسول الله صلى الله عليه
وسلم ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم والقائم خير من الماشي والماشي فيها خير من
الساعي من تشرف لها تستشرفه ومن وجد ملجأ او معاذا فليعذ به و دیگر احادیث بسیار آید که دلالت
کند بر استحسان تقاعد از فتن بین اهل المسلمین و اگر که دلیل دیگر بعد النص نیست تا وقت وجود حروب موجود
نبود لهذا اکثر صحابه کرام در اشتباه ماندند و بر ایشان حقیت امامت کسی ظاهر نشد ایشان تقاعد اختیار کردند احتیاطا
چنانچه بر احتیاط ایشان دلیل حضرت ذو الشهادتین خزیمه رضی الله عنه دلیل دال ست که آن ذو الشهادتین در
حرب جمل وصفین تا وقت اشتباه و شریک هیچ لشکر نشدند و منتظر انکشاف حقیت احد الجانبین بالنص ماندند
و در زمانه ارتفاع اشتباه و هویدا شدن در حرب صفین حقیت احد الجانبین یعنی حقیت امامت حضرت
امیر المومنین علی کرم الله وجهه بحدیثی که بگوش خود از زبان مبارک حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم شنیده
بود و آن حدیث در حق ذی الحق علی بود و آن حدیث قتل عمار بن یاسر از دست فئه باغیه است شریک حضرت
علی شده در حرب صفین مقتول شد كما قال عبد البر شهد خزيمة بن ثابت ذو الشهادتين مع علي
كرم الله وجهه الجمل وصفين ولم يقاتل فيهما فلما قتل ابن ياسر بصفين قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول تقتل عمارا الفئة الباغية فسل سيفه وقاتل حتى قتل وقال الامام
النووي كانت الصحابة يوم صفين يتبعون عمارا حيث توجه لعلمهم انه مع الفئة العادلة
و اما آنکه با هم قتال کردند ایشان را حقیت امام و پیشوای خود بنحوی منتج متحقق بود کسی بهیچ وجه در عقل و صواب دید خود
متزلزل نبود چنانچه مروی ست سمعت عمارا يقول يوم صفين لهاشم بن عتبة يا هاشم تقدم الجنة
تحت الابارقة اليوم القى الاحبة محمدا وحزبه والله لو هزمونا حتى يبلغونا سعفات
هجر لعلمنا انا على الحق وانهم على الباطل ثم قال شعرا نحن ضربناكم على تنزيله فاليوم نضربكم
على تاويله ضربا يزيل الهام عن مقيله ويذهل الخليل عن خليله او يرجع الحق الى سبيله و همیشه حضرت علی
کرم الله وجهه بر حقیت امامت خود دلیل همین بیان کردند که مرا مهاجرین و انصار بیعت کرده اند و همین حال
سرا شرف عالیه علی رضی الله عنه بر حقیت خود بود و قبل از تحکیم خود را مآل از زمان حضرت عثمان رضی الله تعالی عنه

میدانستند و بموت حضرت عثمان رضی الله عنه خود را معزول نمی‌پنداشتند کما هو القاعدة المقررة ان اهل المناصب
من طرف السلطان لا ینعزلون بموته الا بعزل السلطان الآخر الذی قام مقامه و نزد حضرت معاویه
امامت حضرت علی کرم الله وجهه و قائم شدن وی مقام حضرت عثمان رضی الله عنه بشهادت چندانند اتهام سعی
در قتل حضرت عثمان رضی الله عنه و حمایت قاتلانش و عدم حفظ حدود اسلام و تنفیذ حکم قصاص که عمدهٔ امور
شریعت است ثابت نشده بود لهذا اتباع نکردند و امامت ایشان را منکر شدند بعد از قصه تحکیم ادعای خود
کردند چه مذهب حضرت معاویه رضی الله عنه این بود که هر مسلمان قرشی خواه از مهاجرین اولین باشد خواه از غیر
ایشان چون قادر بر تنفیذ احکام و جهاد کفار و سیاست رعایا و تجهیز جیوش و حمایت حوزهٔ اسلام و حفظ
الثغور و دفع مفاسد باشد و جماعت مسلمین با او بیعت نمایند خواه اهل عراق خواه اهل شام خواه اهل مدینه و امام
است هر چند که باشد و همین جهت از ادعای امامت خود کرد و در آن راسخ اند و اصحاب وی نیز بر حقیت
امامت وی ثابت قدم بودند حتی نادی حوشب علیا یوم صفین فقال انصرف عنا یا ابن ابی طالب
فانا ننشدک الله فی دمائنا و دمک و نخلی بینک و بین عراقک و تخلی بیننا و بین شامنا
و تحقن دماء المسلمین قال علی هیهات یا ابن ام ظلیم والله لو علمت ان المداهنة تسعنی
فی دین الله لفعلت و لکان اهون علی فی المؤونة و لکن الله تعالی لم یرض من اهل القرآن بالسکوت
والادهان اذ کان الله یعصی وهم یطیقون الدفاع والجهاد حتی یظهر امر الله
پس هر سه فرقهٔ مذکوره بر مذهب خود تا وقوع حرب [illegible] گرم بودند و اعتقاد تصویب خود کرده مقاصد دین خود را از قتل
اهل کلمه محفوظ داشتند و مقاتلین خود را مقاتل علی الحق می‌پنداشتند پس بطرف هیچ فرقه قباحتی عائد نمی‌شود کما
قال المحققون من الحنفیة والمالکیة والحنبلیة والشافعیة اما معاویة من العدول الفضلاء
والصحابة الخیار والحروب التی جرت بینهم کانت لکل طائفة شبهة اعتقدت تصویب
انفسها بسببها و کلهم متأولون فی حروبهم ولم یخرج بذلک احد منهم عن العدالة
لانهم مجتهدون اختلفوا کما اختلف المجتهدون بعدهم فی مسائل ولا یلزم من
ذلک نقص احد منهم هکذا قال علی القاری الحنفی والامام النووی الشافعی
و ابو زید المالکی و ابن تیمیة الحنبلی و غیرهم من اکابر العلماء اجمعین و بعد وفات حضرت
علی کرم الله وجهه و صلح حضرت امام حسن مجتبی رضی الله عنه باجماع جمیع مسلمین طرا الی آخرهم بامامت و خلافت حضرت معاویه

افرقہ شد و بیعت متقاعدین عن الحرب ہم متحقق شد کما ان ابن عمر لم یبایع معاویۃ حتی اجتمع علیہ
روی ان سعد بن ابی وقاص لزم بیتہ فی الفتنۃ واعتزل ایام الجمل والصفین ولم یشہد شیئا من
تلک فلما اجتمع الناس علی معاویۃ بایعہ و بعضی ایشان بسبب عدم یافتن زمان اجماع مسلمین وادراک
موت قبل از آن بیعت میسر نشد کما روی ان عبد اللہ بن سرح ھو احد النجباء العقلاء الکرماء الفقہاء
الصلحاء من القریش لم یبایع لعلی ولا لمعاویۃ رضی اللہ عنہما وکانت وفاتہ قبل اجتماع الناس علی
معاویۃ پس معلوم شد کہ حال صحابہ در حالت وجود حرب برسہ طریق بود و بعد رفع حرب قرار امامت بر حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ ہمہ با بیعت حضرت معاویہ کردند حتی کہ حضرت امام حسن و امام حسین و جمیع بنی ہاشم و جمیع مسلمین ہم بیعت
کردند و بعد تمادی ایام بر ہمہ مسلمین متحقق شد کہ در حروب واقعہ بین امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ حقیت بطرف
حضرت علی کرم اللہ وجہہ بود کما ہو مقرر و مبرہن فی مذہب اہل السنۃ والجماعۃ بلکہ کلمات آنکسان کہ محاربہ با حضرت
علی کردند دلالت میکند کہ حضرت علی امامت حقہ داشتند بر مخالفت ایشان ندامت خود اظہار نمودند کما روی
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت اذا مر ابن عمر فارونیہ فلما مر ابن عمر قالوا ھذا
ابن عمر فقالت یا ابا عبد الرحمن ما منعک ان تنہانی عن مسیری قال رأیت رجلا قد غلب علیک
وظننت انک لا تخالفیہ یعنی الزبیر قالت اما لو نہیتنی ما خرجت وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص
انہ یقول مالی ولصفین مالی ولقتال المسلمین واللہ لوددت انی مت قبل ھذا بعشرین سنۃ
ثم یقول اما واللہ ما ضربت فیہا بسیف ولا طعنت برمح ولا رمیت بسہم لوددت انی لم احضر شیئا
منہا واستغفر اللہ عزوجل عن ذلک واتوب الیہ الا انہ ذکر انہ کان بیدہ الرایۃ یومئذ فندم ندامۃ شدیدۃ
علی قتالہ مع معاویۃ وجعل یستغفر من ذلک ویتوب الیہ و از حضرت معاویہ نیز کلمات تاسف بر قتال در کتب معتبرہ
مذکور است و در اکثر اوقات ساعت ساعت وصفات حمیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میگفت رحم اللہ ابا الحسن کان واللہ کذا وکذا
وبالجملہ قتال مذہب المفضولین امام المؤمنین ابن ابی طالب و تاسف متقاعدین بر تقاعد عن الحرب و ترک بیعت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نیز مذکور است روی عن ابن عمر انہ قدم علی التقاعد قال ما اسی علی شیئ الا انی لم اقاتل
مع الفئۃ الباغیۃ وفی روایۃ ما اجد فی نفسی من امر ہذہ الایۃ شیئا الا انی لم اقاتل الفئۃ
الباغیۃ مع علی بن ابی طالب و این تاسف حضرت عبد اللہ بن عمر بوقت وفات منقول است کما قال عبد اللہ بن عمر حین
حضرتہ الوفاۃ قال اسی الخ پس معلوم شد کہ نزد عبد اللہ بن عمر وقت وجود حرب تعیین فئۃ بغاوت مدعی ثابت نبود لہذا

کناره ورزیدند و بعد تمادی ایام نزدیک وفات او بروی حقیت امامت حضرت علی کرم الله وجهه ثابت شد و تاسف بر ترک معیت و قتال بغاة کردند لان المقاتل علی الحق افضل کما روی عنه لیس تاسف و ندامت محاربین قتال عن دلیل قوی بر حقیت امامت حضرت علی ست و حضرت علی و اصحاب وی بر تصویب افعال خود ها مصر ماندند و کلمهٔ تاسف و ندامت از ایشان مروی نیست وانچه مروی ست از محمد بن خاطب قال لما فرغنا من قتال یوم الجمل قام علی بن ابی طالب والحسن بن علی و عمار بن یاسر و صعصعة بن صوحان والاشتر و محمد بن ابی بکر یطوفون فی القتلی فابصر الحسن بن علی کرم الله وجهه قتیلا مکبوبا علی وجهه فاکبه علی قفاه فقال انا لله وانا الیه راجعون هذا افرخ قریش والله فقال له ابوه من هو یا بنی قال محمد بن طلحة قال انا لله وانا الیه راجعون کان ما علمته لشابا صالحا ثم قعد کئیبا حزینا فقال له الحسن یا ابت قد کنت انهاک عن هذا المسیر فغلبک علی رایک فلان وفلان قال قد کان ذلک یا بنی فلوددت انی مت قبل هذا بعشرین سنة وفی روایة فقال علی هذا السجاد ورب الکعبة وهذا الذی قتله بره بابیه یعنی ایاه اکرهه علی الخروج فی ذلک الیوم پس مراد از تاسف مذکور این بود که جان عزیز این جوان صالح مفت بر باد رفت نظرش آنکه امام بر حق کسی را در قصاص یا در رجم قتل نماید و بر جان عزیز وی افسوس کند پس حال صحابه در حروب و مقاتله و بعد الحروب والمقاتله معلوم شد حال تابعین که در زمان حرب موجود بودند نیز بسه حالت مذکوره بود بعضهم کانوا مقرین بامامة علی وقاتلوا معه وبعضهم بامامة معاویة وقاتلوا معه وبعضهم سلموا من الفتنة اما الاولون فکعبد الرحمن التابعی وهذا هو الذی عاتب اباهریرة وابا الدرداء بحمص اذا انصرفا عند رسولین لمعاویة فکان مما قال لهما انتما عجبا منکما کیف صار علیکما ما فیما به تدعوان علیا الی ان تجعلها شوری وقد علمنا انه قد تابعه المهاجرون والانصار واهل الحجاز والعراق وان من رضیه خیر ممن کرهه ومن بایعه خیر ممن لم یبایعه وای یدخل لمعاویة فی الشوری وهو من الطلقاء الذین لا یجوز لهم الخلافة وهو وابوه من روس الاحزاب فندما علی مسیرهما وتابا منه بین یدیه رحمة الله علیهما اجمعین واما الاخرون فکعبد الله بن عمرو وسعد بن العاص وولاة طلحة والزبیر واما الذین سلموا وتقاعدوا عن الحرب فمثل الربیع بن خثیم ومسروق بن الاجدع والاسود بن یزید وابو عبد الرحمن السلمی وابو عبد القیا واسلفتی قرار مذهب اهل سنت و جماعت کثرهم الله تعالی بر این امر شده که حضرت امیر المومنین علی کرم الله وجهه بر امر حق بودند در جمیع محاربات و امامت ایشان بدلائل قطعیه ثابت ست و احادیث و ...

اقول يجاب الدلائل وانتفيها انعقاد الاجماع على امامة على في زمان الشورى لانه في زمان الشورى
انعقد الاجماع على ان الامامة لعلي او لعثمان رضي الله عنهما وهذا اجماع على انه لولا عثمان
لكانت لعلي رضي الله عنهما فحين خرج عثمان بقتله من البين بقيت لعلي اجماعا ولهذا قال امام الحرمين لا يبالى
بقول من قال لا اجماع على امامة علي كرم الله وجهه فان الامامة لم تجحد له وانما هاجت الفتنة لامور اخر
دليل ثاني بر حقيت علي بنوابست محاربين بر محاربہ اقرار حقيت بطرف وی وبمراهی مهاجرين اولين وانصار واکثر بنی
هاشم مانند امام حسن و امام حسين ومحمد پسران حضرت علي رضي الله عنهم وعبدالله وقثم پسران حضرت عباس وعبدالله ومحمد
وعون پسران جعفر بن ابي طالب والمغيرة بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب وعقيل بن ابي طالب وعبدالله بن ربيعة
بن الحارث بن عبد المطلب وديگر نجباى صحابه پس اجماع تابعين منهم الائمة الاربعة برانكه خلافت وامامت حقه
بعد حضرت عثمان براى حضرت على بود رافع اختلاف سابق شد كما هو المقرر في الاصول ان الاجماع
اللاحق يرفع الاختلاف السابق وعلى هذا القياس اجماع اهلسنت وجماعت برين هم هست كه مخالفين ومقاتلين
ومحاربين حضرت على من الصحابة هيچگونه گناهگار درين محاربه نشدند بلكه ترك اولى والسب ازو نكردند ومروى عن
علي كرم الله وجهه اخواننا بغوا علينا ليسوا بكفرة ولا فسقة وفي رواية اصحابنا نقاتل اخواننا في
الاسلام على ما دخل فيه من الزيغ والاعوجاج والشبهة والتاويل پس قتال ايشان بجز بغاوت نيست
از بغاوت ماوله هيچگونه قباحتى متحقق نيشود چنانچه در كلام مجيد امام عادل وامام باغى را متصف بالايمان بالسوية
گردانيده حيث قال انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم وديگر آنكه حديث رسول مقبول صلى الله عليه وسلم كه
اصح الاحاديث است دلالت بر تساوى لشكر حضرت معاويه ولشكر حضرت امام حسن صاف متحقق است قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم في الحسن بن علي ان ابني هذا سيد وعسى ان يبقيه الله حتى يصلح بين فئتين
عظيمتين من المسلمين الحديث فانظر كيف ساواهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بقيت الحسن رضي الله عنه
في وصف الاسلام فدل على بقاء حرمة الاسلام للفريقين وانهم لم يخرجوا بتلك الحروب عن
الاسلام وانهم فئة على سواء فلا فسق ولا نقص يلحق واحدا منهما لما قررنا ان كلا منهما متاول بتاويل غير قطعي
البطلان وفئة وان كانت هي الباغية عند اهل السنة والجماعة لكنه بغي لا فسق لانه انما صدر
عن تاويل يعذر به اصحابه كما في الهيتمي وقال في جامع الاصول الصحابة كلهم عدول بتعديل الله
وتعديل رسوله صلى الله عليه وسلم لا يحتاجون الى بحث عن عدالتهم وعلى هذا القول معظم المسلمين

من الائمۃ والعلماء من السلف والخلف وذهب جمهور المعتزلة على ان عائشة وطلحة والزبير
ومعاوية وجميع اهل العراق والشام كلهم فساق بقتالهم الامام الحق يعنون عليا كرم الله وجهه
وقال قوم من سلف القدرية تجب رد شهادة على وطلحة والزبير مجتمعين ومتفرقين لان فيهم
فاسقا لا بعينه قال قوم تقبل شهادة كل واحد منهم اذا انفرد لانه لم يتعين فسقه اما اذا
كان مع مخالفه ردت شهادته اذ يعلم ان احدهما فاسق وشك بعضهم في فسق عثمان
رضي الله عنه وقتله وكل هذا جرأة على السلف مخالف السنة فان ما جرى بينهم كان مبنيا
على الاجتهاد وكل مجتهد مصيب والمصيب واحد مثاب والمخطئ معذور لا ترد شهادته انتهى
پس ہر کہ حضرت معاویہ را و اصحاب معاویہ را در مقدمۂ محاربہ وغیرہ بفسق نسبت کند آنکس از طریق اہل سنت و جماعت
خارج ست و داخل در فرقۂ معتزلہ یا قدریہ است کما عرفت آنفا من کلام صاحب الجامع بلکہ حضرت معاویہ و
اصحاب وے کبرای صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مجتہدان دین بودند والمجتهد اذا اصاب فيثاب بثوابين
واذا اخطأ فيثاب بثواب واحد قال ملا علی القاری الحنفی في المرقاة شرح المشكوة اما معاوية
فهو من العدول الفضلاء والصحابة النجباء الخيار والحروب التي جرت بينهم كانت لكل طائفة
لشبهة اعتقدت تصويب انفسها بسببها وكلهم متاولون في حروبها ولم يخرج بذلك احد منهم
عن العدالة لانهم مجتهدون اختلفوا كما اختلف المجتهدون بعدهم في مسائل ولا يلزم من ذلك نقص احد منهم
پس ازینجا مردود شد قول شاعر کہ قائل بخطای منکر معاویہ است وان تبعه استاذ الاساتذة والمحدث
الدهلوي ايضا لانه مخالف لاقوال السلف والخلف لانهم متفقون على ان معاوية ومن معه كان
مجتهدا كما صرح باتفاقهم قدوة اهل الطريقة مولانا شهاب الدين السهروردي وغيره من الفقهاء
المحدثين باجمعهم ولان ابن عباس شهد بفقاهة معاوية كما في صحيح البخاري والاجتهاد
جزء الفقاهة لا توجد بدونه كما حقق في علم الاصول وفضائل غزوات حضرت معاویہ و عسکر وے
بزبان مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنچنان قدر مذکور ند کہ در دفاتر نمی گنجد یکی غزوۂ قسطنطنیہ ست کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بمغفرت غازیان آن ہم در باب قدر مبالغہ فرمود حیث قال اوجبوا عليه الجنة و دیگر آنکہ
بیعت امامین عادلین سبطی رسول الثقلین ابنی ولی اللہ امیر المومنین حسن مجتبی و حسین شہید کربلا بر عدالت قدر
حضرت معاویہ کافی ست وروی عن ابن عمر قال ما رأيت احدا بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم

اسود من معاوية فقيل له ابوبكر وعمر وعثمان وعلى فقال كانوا والله خيرا من معاوية وافضل
وكان معاوية اسود منهم وعن عبد الرحمن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لمعاوية
اللهم اجعله هاديا مهديا رواه الترمذى وقال هو حديث حسن وفى صحيح البخارى فى كتاب
المناقب عن ابى مليكة قال قيل لابن عباس هل لك فى امير المؤمنين معاوية ما اوتر الا
بواحدة قال اصاب انه فقيه وفى التهذيب للامام النووى روى عن معاوية قال ما زلت
اطمع الخلافة منذ قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان وليت فاحسن وروى انه قال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية لن تغلب ابدا وروى ان امير المؤمنين عمر رضى الله عنه
دعا حابس بن سعد الطائى فقال انى اوليك قضاء حمص فكيف انت صانع قال اجتهد رأيى
واشاور جلسائى فقال انطلق فلم يمض الا يسيرا حتى رجع فقال يا امير المؤمنين انى رأيت
رؤيا احببت ان اقصها عليك فقال هاتها قال رأيت كان الشمس اقبلت من المشرق ومعها جمع عظيم وكان
القمر اقبل من المغرب ومعه جمع عظيم فقال له عمر مع ايهما كنت قال مع القمر قال عمر كنت مع الآية الممحوة
لا والله لا تعمل لى عملا ورده فشهد صفين مع معاوية وكانت راية طى معه فقتل يومئذ بصفين
ازينجا معلوم شد كه نسبت حضرت معاويه با حضرت على نسبت ماهتاب با آفتاب ست واصحاب هر دو برابر مانند
ستارها بودند وديگر آنكه عسكر معاويه همه با معاويه مخلص بودند وگاهى در حكم سركشى نكردند بلكه در امتثال امروى سرگرم
بودند واين هم دليل جلالت سلطنت ودبدبه وشوكت وى هست قال معاوية اعنت على على بثلث
كان رجلا ربما اظهر سره وكنت كتوما لسرى وكان فى اخبث جند واشده خلافا عليه وكنت فى
اطوع جند واقله خلافا علىّ ولما ظفر باصحاب الجمل لم اشك ان بعض جنده سيعد ذلك منه وهنا فى دينه
ولو ظفر فاية كان وهنا فى شوكته ومع هذا فكنت احب الى قريش منه لا كنت ... وكان
يجمعهم ويكوثهم من قاطع لمن تمنى نافر عنه وآنكسان كه درين قتال ومحاربه مقتول شدند همه
مغفور شدند چنانچه حضرت على فرموده اند كه اميد وارم كه آيت ونزعنا ما فى صدورهم من غل اخوانا على سرر
متقابلين در حق من وطلحه وزبير وعائشه باشد قالت عائشة لزيد بن صوحان خين قال والله لا يجمع الله
بين طلحة والزبير فى الجنة ابدا لا تقل فان رحمة الله واسعة وهو على كل شئ قدير وفى الاستيعاب
قيل للحسين رضى الله عنه ان هنا ناسا يشهدون على معاوية انه من اهل النار فقال لعنهم الله

وما يدريهم من في النار روى عن ميسرة عمرة بن شرحبيل رحمة الله عليه وكان من افاضل اصحاب
عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال رأيت في المنام كاني دخلت الجنة فاذا قباب مضروبة
فقلت لمن هذه فقالوا لذي الكلاع وحوشب قال وكانا ممن قتل مع معاوية
بصفين قالوا نعم فقلت واين عمار واصحابه فقالوا امامك فقلت قد قتل بعضهم بعضا فقيل انهم
يلقون الله تعالى فوجدوه واسع المغفرة والله اعلم ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان

سوال شخصی که صحابی را که قبل اسلامش نصرانی بود بعد تواتر ثبوت صحبت واسلام او بنصرانیت طعن
وتعبیر میکند واو را النصرانی میخواند ودر بارهٔ قبول روایتش باین الفاظ تعلل می نماید که روایت عدی نصرانی
برای او مخصوص بود آنرا بر مومنان قیاس نباید کرد وخبر عدی بن حاتم نصرانی را قابل اعتبار نیست انتهی
بلفظه وجابجا عدی نصرانی وعدی نصرانی می نگارد واشاعت میکند پس شرعا تعلل مذکور قابل قبول است
یا نه وشخص مذکور مومن کامل است که فاسق قابل تعزیر **جواب** **هو المصوب** آنکس فاسق وواجب التعزیر
است بعد اسلام کسی را تعبیر بکفر سابق واطلاق همچو الفاظ بر او حرام است لقوله تعالى لا تنابزوا بالالقاب بئس
الاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون چه جائیکه همچو صحابی جلیل القدر که ائمه
بر قبول روایتش اتفاق دارند در شمار صحابه آنرا ذکر ساخته اند والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي
تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي **سوال** کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کیا ایسا عقیدہ رکھنا
چاہیے کہ اہلبیت رسول صلعم پاک معصوم ہیں **هو المصوب** سوائے انبیا اور فرشتوں کے کوئی بندہ معصوم
نہیں والله اعلم حرره الفقير محمد قيام الدين عبد الباري **سوال** میفرمایند علمای دین اندرین مسئلہ که در
مذهب حنفی سلسلۂ امامت از جناب امیر علیه السلام تا امام مهدی آخر الزمان بدوازده امام می رسد یا نه وسنی میگوید که در
کتب احادیث اہل سنت در حدیثی وارد است که بعد من دوازده کس از قوم قریش رونق دہنده وشائع کننده دین
وملت خواهند شد بینوا توجروا **هو المصوب** در حدیث وارد شده است که درین امت دوازده خلفا خواهند
شد ودر شرح حدیث از انجمله چار خلفای راشدین وامام حسن وحضرت معاویه ونبیرهٔ شان معاویه بن یزید بن
معاویه وعمر بن عبد العزیز را شمار کرده اند وبعضی از خلفای عباسیه را که بمرتبهٔ عدل وتقوی بودند نیز شمار کرده اند
وخلیفهٔ دوازدهم امام مهدی خواهند شد والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله
عن ذنبه الجلي والخفي | ابو الحسنات محمد عبد الحی | **سوال** ایک شخص مذہب اثنا عشری امامت کے بارہ

مین بحث کرتا ہو کہ قید بارہ امام کی کلام مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مذہب اہل سنت
وجماعت کا خلاف قرآن وحدیث کے عمل ہے سائل دریافت کرتا ہو کہ مذہب سنت وجماعت مین قید
بارہ امام کی ہی یا نہین اگر ہی تو کیا کہا ہی اور کس وجہ سے امامت بارہ پر مخصوص ہوئی دیگر اولاد کس وجہ سے امام قرار
نہین دیگئی اور جو قرآن مجید مین سورہ مائدہ کے دوسرے رکوع مین یہ آیت ہی ولقد اخذ اللہ میثاق
بنی اسرائیل وبعثنا منهم اثنی عشر نقیبا الی آخرہ اور فائدہ مین لکھا ہی یہ بیان فرمایا ہی بنی اسرائیل سے
عہد لینا حضرت موسی کی آخر عمر مین یہ قرار ہے ہین یہ سورہ حضرت کی آخر عمر مین نازل ہوا ہی شاید ہمکو سنایا اسواسطے ہمکو
بھی یہی امید ہی ایک عہد اس امت سے لینا کہ رسول جو بعد ہون انکی مدد کرو اسکے بدل ہے یہ ہی کہ خلفا کی اطاعت کرو نقیبون کو
بارہ سردارونکا بیان فرمایا ہی اسی اشارہ کو حضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے قوم قریش سے اور
فرمایا جو خرابی ہوئی پہلی امت مین تو ہوگی ہمین بھی جیساکہ وہ خراب ہوئی پیغمبر کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوگی خلیفہ
پر خروج کرکے پس یہ بارہ خلیفہ کون ہین اور نام انکے کیا ہین اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قید بارہ امام کی قریب
سے ہی یا نہین اگر ہی تو جواب سائل کیساتھ حدیث کو بھی تحریر فرماوین بینوا توجروا ہو المصوب ثبوت شیعہ کا
جو دربارہ دوازدہ امام کے کہتے ہین نشان اسکا کہین قرآن وحدیث مین نہین ہان احادیث سے صراحۃً اسیقدر
ثابت ہی کہ اس امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ انکی خلافت پر اکثر لوگ اتفاق کرینگے اور وہ خلفا قریش سے ہونگے اور اشاعت
دین ہدایت مین سرگرم ہونگے اور تخصیص انکی ساتھ اہلبیت نبوی کے نہین وارد ہوئی ہی کہ اس سے خواہ مخواہ دوازدہ امام
مراد لیجاوین بلکہ بعض روایات مین یون وارد ہوا ہی کہ بارہ خلفا میری امت مین ہونگے اور دو انمین سے میری
اہلبیت سے ہونگے اور علما نے تعیین ان خلفا کی کی ہی سیوطی تاریخ الخلفاء مین لکھتے ہین قد وجد
من الاثنی عشر خلیفة الخلفاء الاربعة والحسن ومعاویة وعبد اللہ بن الزبیر وعمر بن عبد العزیز
هؤلاء ثمانية ويحتمل ان يضم اليهم المهدي من العباسيين لانه فيهم كعمر بن عبد العزيز في بني امية
وكذا الظاهر لما اوتي من العدل ويبقى اثنان احدهما المهدي لانه من اهل بيت محمد صلى الله عليه وسلم
اس قول کے موافق بارہ خلفا سے دس خلفا متعین ہوگئے ابوبکر عمر عثمان علی حسن معاویہ عبد اللہ بن الزبیر
عمر بن عبد العزیز مہدی طاہر اور بارھوین امام مہدی آخر الزمان ہونگے اور بعضون نے انھین خلفا مین معاویہ
بن یزید بن معاویہ کو بھی شمار کیا ہی پس موافق اسکے گیارہ خلفا ہوگئے اور بارھوین کا انتظار ہے
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۰۴ سوال کیا فرماتے ہین علمای دین متین اس بیان مین کہ اکثر علمای اہل تشیع اس امر کے قائل ہین
کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صحابی رسول اللہ سے ہین اور دریافت طلب یہ بات ہی کہ اہلسنت و جماعت
کے نزدیک یہ قول اُنکا صحیح ہی یا نہین اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ صحابی ہین یا نہین ہو الموفق حضرت
امام زین العابدین صحابی نہین ہین قول علماے اہل تشیع کا صحیح نہین واللہ اعلم حررہ العبد الراجی محمد
برکت اللہ عفا عنہ اللہ ۱۰۵ سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ ایک جگہ ذکر خلفای
عباسیہ کی سلطنت کا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر تھا خلفاے عباسیہ کا ذکر تو یہ تھا کہ سلطنت
مین جو بادشاہ ہوا وہ سیدون کا دشمن رہا اور ڈھونڈھ ڈھونڈھکر سیدون کو قتل کیا دوسری جماعت مین
سے ایک شخص نے یہ کہا کہ یہ قول اہل تشیع کا ہی اہل سنت کا نہین ہی اور سیدون پر ظلم کرنا خلفاے عباسیہ
کی سلطنت والونکا بالکل غلط ہی کسی عالم سے یا کسی کتاب سے ثابت کرو اسکا خلاصہ یہ ہی کہ انھون نے نہین
کیا یہ غلط ہی سوا آپکو اسکی صداقت کے لیے اس خاکسار نے تکلیف دی ہی ذیل تحریر فرمایئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا
یہ ذکر ہی کہ اکثر لوگ اُسی جماعت مین سے یہ کہتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صلح ہو گئی اُنکی حیات مین اور بعض کہتے
ہین کہ صلح نہین ہوئی اور اُسی جماعت مین سے بعض کہتے ہین کہ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے سامنے حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمائی اور ایک شخص اُسی جماعت مین سے یہ کہتا ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت حضرت
امام حسین علیہ السلام نے اپنے سامنے بہت سی شرطون کے ساتھ بخوشی عطا کی منجملہ اُن شرائط کے ایک شرط یہ بھی
تھی کہ جبتک تمسے اسکا انجام بخیریت ہو اُسوقت تک اسکو تم کرو اور بعد اُسکے یہ ہماری ہمکو واپس کرنا
اور انھین مین سے ایک شخص کا یہ قول ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
شکست کھاتے تھے تو پھر قرآن مجید اُٹھا لیتے تھے کہ ہم آپسے نہ لڑین گے اور جب موقع پاتے تھے
تو پھر چڑھ آتے تھے اس طرح سے بہت مرتبہ کیا اسکا جواب مرحمت ہو اور یہ بھی تحریر فرمایئے کہ حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت سرور دوجہان کے سالے تھے یا بہنوئی اگر تھے تو اُنکی ہمشیرہ کا کیا نام تھا اور
یہ بھی ایک ذکر تھا کہ اونیس سیر کی مچھلی حلال ہی اور بیس سیر کی مچھلی حلال نہین ہی یہ سچ ہی یا جھوٹ ہے
ایک شخص کا مقولہ ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی عین حیات مین اپنے بیٹے کو وصیت کر گئے تھے
کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو جین سے نہ بیٹھنے دینا یہ کن لوگونکا قول ہی صحیح ہی یا غلط بینوا توجروا
ہو الملہم للصواب بعض خلفاے بنی عباسیہ نے سادات پر ظلم کیا اور بعض نے نہین کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح ہو گئی تھی اور خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی زمانے مین رہے
بعد انکے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بادشاہ اسلام انکو کر دیا اور شروط بھی کیے آن شرطین سے یہ تھا کہ
بعد اپنے کسیکو خلیفہ کرین نہ کرو اشرط جو سوال مین مذکور ہوئی ہے اور جب لڑائی صفین کی بہت زیادہ ہوئی
تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن شریف اٹھاتے اس امر کی جانب اشارہ کرتے تھے کہ ہمارے تمہارے
فیصلہ کرنے والا یہی ہے اسی پر کار بند ہو اور یہ امر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تسلیم ہوتا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ
تعالی عنہ بھتیجے تھے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوجہ سے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم کے دادا کے دادا حضرت عبد مناف ہین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت
عبد المطلب ہین اور انکے دادا حضرت عبد مناف اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کہ جو والد ہین حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ کے انکے دادا امیہ ہین اور انکے دادا حضرت عبد مناف ہین اسوجہ سے حضرت ابو سفیان
رضی اللہ تعالی عنہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوے اور حضرت معاویہ رضی اللہ
تعالی عنہ کی ہمشیرہ یعنی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رملة بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ ابن صخر بن حرب بن امیہ
بن عبد الشمس بن عبد مناف کے ساتھ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ہجری مین عقد
فرمایا اور بڑا مہر باندھا ایسا کہ کسی بی بی کا اتنا مہر نہ تھا جسکی تعداد باعتبار سکہ انگریزی کے الف
ہوتے ہین تو اس رشتہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سالے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہوے اور بھلی بری جنگ کی حال ہے فرق ہین اور انہین سیر کی بھلی کا الاصل لکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ نے اپنی زندگی مین یزید کے اطوار نیک دیکھکر اسکی ولیعہدی کے لیے بیعت لی تھی مگر حضرت امام حسین
علیہ السلام کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آتے تھے اب اگر ان سب باتون کی تصدیق منظور ہو تو تاریخ طبری
اور تاریخ خمیس اور معارف لابن قتیبہ دیکھنا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ
محمد قیام الدین عبد الباری ۱۲۸۶ سوال ۲۸ اعتقاد خود از جانب یزید چگونہ دارد یعنی کافر اورا داند یا فاسق و
مغفرت نامبردہ و بہشتی خواہد بود یا نہ جواب بسبب امر قتل حضرت امام حسین فاسق شدہ بود لیکن لعن نزد
محققین اہلسنت بر کسی جائز نیست در حال مغفرت مفوض الی اللہ باید کرد واللہ اعلم نمقہ محمد معین عفا اللہ عنہ سوال ۲۹
کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس بات کے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جو
یزیدیون کے ہاتھ سے قتل ہوے تھے شہید ہوے تھے یا نہین اور اب انھین شہید کہنا چاہیے یا نہین

بدلیل مفصل ارقام فرماوینا چاہیے امام حسین جو یزید پلید کے ہاتھ سے قتل ہوے تھے سو وہ شہید نہین ہو
تھے اب اُنھین شہید ہرگز نہ کہنا چاہیے اسواسطے کہ کتاب جامع الاصول مین حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کر کے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا الآخر منہما یعنے
جسوقت کہ بیعت کی جاوے دو خلیفہ کی پس قتل کرو تم پچھلے کو اُنمین سے اور نسائی مین بروایت اسامہ بن
شریک کے لکھا ہے ایما رجل خرج یفرق بین امتی فاضربوا عنقہ جو شخص خروج کرے اور تفرقہ ڈالے
میری امت مین پس مارو تم گردن اُسکے تشیدن و اسی جگہ سے ہے وہ جو شیخ محی الدین بن عربی مالکی نے اور شیخ
عبد القادر جیلانی نے لکھا ہے ما قتل الحسین الا بسیف جدہ لانہ الخلیفۃ بحق والحسین باغ علیہ
والبیعۃ سبقت لیزید یعنی نہین قتل کیا گیا حسین مگر ساتھ تلوار نانا اپنی کے پس قتل حسین کا واجب تھا
اسوجہ سے کہ یزید بن معاویہ خلیفہ برحق تھا اور حسین بسبب خروج کرنے اوپر اُسکے باغی تھا اور بیعت نے
سبقت کی تھی ساتھ یزید کے اور قول قتیبہ کا اول خارجی فی الاسلام حسین بن علی یعنی اول خروج کرنیوالا
بیچ اسلام کے حسین بیٹا علی کا ہے اور سبقت کرنا لوگون کا ساتھ بیعت یزید بن معاویہ کے اور بیعت کرنا
حسین کا ساتھ اُسکے خروج کرنا اُسکا اوپر یزید کے اظہر من الشمس ہے پس وہ باغی ہوا اور قتل کرنا باغی کا بموجب
حدیث مذکور اذا بویع الخلیفتان الخ کے واجب ہے اور یہی معنی ہین قول ما قتل الحسین الا بسیف جدہ کے
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ یا محمد پنجابی هو الصوب نسبت عبارات کی حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی اور حضرت شیخ ابن عربی وغیرہ کیطرف غیر مقبول ہے جبتک کتاب و باب و فصل کا حوالہ ہو اور حدیث اذا بویع
الخلیفتان الخ اگرچہ صحیح ہے لیکن اثبات مدعا سے مجیب موقوف ہے ثبوت خلافت یزید اور خروج امام حسین علیہ السلام
من غیر حق شرعی پر اور اسی مین کلام ہے کیونکہ خلافت کیلیے عادل ہونا شرط ہے ازالۃ الخفا مین ہے از انجملہ
آنست کہ عدل باشد یعنی مجتنب از کبائر غیر مصر صغائر و صاحب مروت باشد نہ ہرزہ گرد خلیع العذار زیرا کہ
در شاہد و قاضی و راوی حدیث ہرگاہ این معانی شرط ست پس در ریاست عامہ کہ زمام خلق بدست او
افتد اولی ست تا کہ شرط باشد قال اللہ تعالیٰ ممن ترضون من الشہداء و مرضی بودن مفسر ست
بعدالت و مروت انتہی و مثلہ فی شرح المقاصد و شرح المطالع و شرح المواقف وغیرہ اور یزید عادل نہ تھا فاسق ظالم
تھا سر الشہادتین مین ہے لانہ کان مدمنا للخمر ظالما اور حدیث مین ہے اول من یبدل سنتی رجل اسمہ یزید
کذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطی اور تاریخ کامل مین ہے کہ قال عمر بن شیبۃ حج یزید فی حیاۃ ابیہ فلما بلغ

المدينة جلس على شراب له فاستاذن عليه ابن عباس و الحسين فقيل له ان ابن عباس ان
وجد ريح الشراب عرفه فحجبه واذن للحسين فلما دخل وجد رائحة الشراب مع الطيب فقال
لله در طيبك ما اطيبه فما هذا فقال هو طيب يصنع بالشام ثم دعا بقدح فشربه ثم دعا
بآخر فقال اسقو يا عبد الله فقال له الحسين عليك شرابك ايها المرء لا عين عليك مني
فقال يزيد الا يا صاح للعجب دعوتك ذا ولم تجب + الى الفتيات الشهوات + والصهباء
والطرب + وباطية مكللة + عليها سادة العرب + وفيهن التي تبلت + فؤادك
ثم لم تتب + فنهض الحسين وقال بل فؤادك يا ابن معاوية تبلت انتهى ـ
اگر خلافت مان بھی لیجاسکے تب بھی ثبوت بغاوت و خروج علی الامام الحق نہیں لازم ہوتا کامل میں
ابن اثیر لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے وقت ورود لشکر ابن سعد اُس سے کہا اختار واحدة من
ثلاث اما ان ارجع الى المكان الذى اقبلت منه واما ان اضع يدى فى يد يزيد بن معاوية
فيرى فيما بينى وبينه رأيه واما ان تسيرونى الى اى ثغر من ثغور المسلمين شئتم فاكون رجلا من
اهله لى ما لهم وعلى ما عليهم اگر خروج امام حسینؓ یزید پر مان بھی لیں تب بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ عزل امام
فاسق درست ہے تمہید ابو شکور سلمی میں ہے قال بعض الفقهاء ان الامام اذا فسق ينعزل من غير عزل بعزله
ولهذا قال الشافعى رح بان الفاسق ليس من اهل الولاية لانه اذا لم يكن من اهل الشهادة فكيف
يكون من اهل الولاية ولان الامام جاز له ان يحكم بعلم نفسه سوى الحد ومهما لم يكن علمه نافذا
على غيره بسبب الشهادة فكذلك لا يكون نافذا بسبب الولاية اذ الولاية اقوى من الشهادة
اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کو باغی لوگ قتل کرینگے تمہید
ابی شکور میں ہے والدليل عليه ما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه كان يبكى حين ولد الحسين
فقيل له وما يبكيك يا رسول الله فقال تقتله الفئة الباغية فالنبى صلى الله عليه وسلم سماهم باغين دل
على ان الحسين كان على الحق انتهى پس بغاوت کا دھبہ حضرت امام حسین کے دامن میں ہرگز نہیں لگتا اور
یقیناً آپکے لیے شہادت ثابت ہے اور یہی مسلک اہل سنت کا ہے شرح فقہ اکبر میں ہے واما ما تفوه بعض الجهلة
من ان الحسين كان باغيا فباطل عند اهل السنة والجماعة و فعل هذا من هذيانات الخوارج الخارجين
عن الجادة انتهى البتہ ابوبکر بن العربی منکر شہادت امام حسینؓ ہوئے تو ابن حجر نے سخت رد کرکے کہا کہ ایسی بات

کی کہ جسکے سننے سے مسلمان سکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اگرچہ ظاہر خروج نہ تھا تو دوسرا احتمال کیا جاتا تھا کہ بنام یہ کہتے ہیں کہ منشاء امام حسین کا کوفہ جانے سے یہ تھا کہ معتبر تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید ظالم شریعت کا بدلنے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کی تابعداری اور حکومت منظور نہیں بیعت کرنا ایسے کی نادرست ہے تاریخ کامل میں ہے کہ آپ نے لشکر ابن سعد کو خطاب کرکے فرمایا ایہا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رأی سلطانا جائرا مستحلا لحرام اللہ ناکثا لعہدہ مخالفا لسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغیر علیہ بفعل ولا قول کان حقا علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ الا ان ہؤلاء قد لزموا طاعۃ الشیطان وترکوا طاعۃ الرحمن واظہروا الفساد وعطلوا الحدود واستأثروا بالفیء واحلوا حرام اللہ وحرموا حلال اللہ وانا احق من غیری وقد اتتنی کتبکم وقدمت علی رسلکم ببیعتکم انکم لا تسلمونی ولا تخذلونی فان اتممتم علی بیعتکم تصیبوا رشدکم الخ امام حسین بیشک بمرتبہ شہادت سے فائز ہوئے باتفاق اہل سنت جماعت اور انکار شہادت بہ پایا جاتا خوارج سے ہے نعوذ باللہ من ذلک واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیأتہ یوم التلاقی [محمد عبد الباقی] واقعی یزید صالح خلافت نہ تھا اور حضرت امام حسین نظر اجرائے شریعت و منع ظلم یزید عازم سفر کوفہ ہوئے لشکر یزید نے ظلما حضرت امام کو شہید کیا اور شہادت حضرت امام پر اجماع اہلسنت منعقد ہے انکار اسکا خروج طریقہ سنت سے ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی انعام اللہ محمد انعام اللہ عفا اللہ عنہ [محمد انعام اللہ] ۱۸ [illegible] **سوال** علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیت اللہ اور مدینہ منورہ کی بیحرمتی کا حکم دیا اور بیحرمتی کی اور شراب پینا جائز کیا اور اہل بیت کو قتل کا حکم دیا اور لاش مبارک کی بے ادبیاں کرنیکا حکم دیا اور بے ادبیاں کیں اور سر مبارک شہنشاہ کربلا کے ساتھ بے ادبیاں کیں اور سر نیزوں پر چڑھا کر شہر بشہر کوچہ و بازار میں پھرایا اور دروازہ پر لٹکایا اور اہل بیت پر پانی موقوف کرنیکا حکم دیا اور بند کر دیا جب اگر یزید نے کیا آیا ایسے شخص کو از روئے شرع کے کافر کہنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب ایسا شخص کافر ہو تا وقتیکہ یزید یا ان لوگوں سے حکم اسکے کفر کا دیا جائیگا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۹ **سوال** علماے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص منکر قرآن و حدیث ہے اس شخص نے سگی بہن سے نکاح جائز کیا اور شراب اور ... دکھانا اور اصحاب رسول کو قتل کرنا اور اولاد رسول کے قتل کا حکم دیا آیا بموجب شرع

سکے ایسے شخص کو کیا کہنا چاہیے قاتلان حسینؓ اور انکی لاشون سکے اوپر بے ادبیان کرنا اور بوسہ گاہ رسولؐ کی بے ادبیان کرنا اور مساجد مین غلیظ کا ڈالنا اور وہان نماز کا بند کر دینا از روے شرع کے اور کون سی حدیث اور کس امام کے قول سے ایسے شخص کو کیا کہنا چاہیے بینوا توجروا ہو الموفق ایسا شخص کافر ہے واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری [محمد عبد الہادی]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

۱۱۱ سوال ؎ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اُس شخص کو جو مشابہت جناب حسنین علیہما السلام کی رام و لچھمن سے دے اور یہ کہے کہ حسنین علیہما السلام آل رسول نہین ہین اور نسبت تنزیہ وتصریح کے الفاظ بد تہذیبی کہے ہو المصوب جو شخص حضرات حسنین علیہما السلام کی نسبت توہینی کلمات بکتا ہے وہ ملعون ہے یخاف علیہ الکفر قاضی عیاض شفا مین لکھتے ہین وسب اہل بیتہ وازواجہ واصحابہ علیہ السلام وتنقصہم حرام ملعون فاعلہ انتہی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین ابو عبد الباری]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی نعمۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ عفا عنہ اللہ

۱۱۱ سوال ؎ علمایان دین اندرین مسئلہ کیا فرماتے ہین کہ جو کوئی طریق حنفی یا شافعی کا برتتا وکرتا ہو نماز روزہ وغیرہ احکام شرعی پر دل سے بھی قائم ہو اور مجلس یا مجلس عشرۂ محرم یا دیگر تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا انکی اولاد کا سنتا ہو یا کرتا ہو اور سب بزرگان دین کو اپنا بزرگ اور عمدہ رکن دین جانتا ہو تو وہ دونون فریق شیعہ اور سنی سے کس مین سے ہو یعنی سنی ہو یا شیعہ فقط ہو الموفق مجالس وفات یا عشرۂ محرم جنمین ذکر صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا بیان ہوتا ہو اور ان مجالس مین منہیات شرعیہ نہین ہین تو نزدیک اہل سنت کے اسمین جانا کچھ قباحت نہین وہ شخص اہل سنت مذہب پر برقرار رہتا ہو واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر اللہ الباری

۱۱۱ سوال ۱۹۶ سوانح ووقائع شہادت امام حسین وغیرہما مین سامان کرنا اور اسپر رونا اور رولانا اور اسکے واسطے انعقاد مجلس تعزیت کرنا موجب ثواب ہے یا باعث عقاب علی قول مفتی بہ اور نوحہ اور مرثیہ خوانی کہ جسپر وعید نازل ہوئی ہے اسکی کیا حقیقت ہے کہ موتی کے مصائب تکالیف بیان کیے جاوین یا کچھ اور بینوا مستندین بالکتاب ہو المصوب نفس مرثیہ خوانی وتحسر بران ممنوع نیست بلکہ گریستن بآواز بلند وعمداً آواز بلند کردن یا بیان مصائب ومناقب ممنوع

و داخل نوحہ است در کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء شیخ الاسلام محدث دہلوی می نویسند گریستن و نوحہ بلند کہ آنرا در احادیث شیشہ آوار شیطان خوانده خصوص کہ با ذکر مناقب مردہ جمع کنند چنانکہ عادت جاہلیت است در قنیہ گفتہ مذکور در کتب آنست کہ حرام ست مطلقاً اما اصل شناو ذکر محاسن مردہ بر وجہ ندبہ جائز ست بلا کراہت و ہمچنین اصل گریستن کہ ناشی از رقت قلب باشد بے جزع و اضطراب لا باس بہ ہست بلکہ آن را در احادیث رحمت خوانده و از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در وقائع متعددہ وقوع یافتہ انتہی و از نفس وقائع شہادت و گریستن بر ان بشنیدن لیکہ از نوحہ و متعلقات آن معرا باشد و از عقد مجلس کہ موجب تشبہ روافض ست تبرء درست ست و بخصوص عقد مجلس برای آن خالی از تشبہ و کراہت نیست در جامع الرموزی نویسد اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل سائر الصحابۃ لئلا یشابہ الروافض کما فی العیون و در صراط المستقیم می آرد ذکر قصہ شہادت و بستن مجلس باین قصد کہ مردم بشنوند و تاسفہا نمایند و گریہ و زاری کنند ہر چند در نظر ظاہر خللے در آن ظاہر نمیشود اما فی الحقیقۃ آن ہم مذموم و مکروہ ست در مجالس الابرار می نویسد قد روی احمد و ابن ماجۃ عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصاب المصیبۃ فیذکرہا و ان تقادم عہدہا فیحدث لہا الاسترجاع الا کتب لہ اجر مثلہا یوم اصیب بہا ہذا الحدیث رواہ الحسین و عنہ ابنتہ التی شہدت مصرعہ و قد ثبت فی علم اللہ ان مصیبۃ الحسین یذکر مع تقادم العہد فکان من سنۃ الاسلام فی ہذہ السنۃ کلما ذکر تلک المصیبۃ بان یسترجع لہا فیکون للانسان من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون بہا انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۱۲۳ سوال ۱۱۹ بماہ محرم الحرام ذکر شہادت حسنین علیہما السلام و بیان کردن فضائل صبر و محاسن شہدا و ممنوعیت نوحہ و سینہ زنی و دیگر بدعتہای محرمہ مروجہ و ذکر فضائل استرجاع حسب روایت سر الشہادتین بہ احادیث صحیحہ و روایت معتبرہ در خصوص روز عاشورا یا غیر آن رواست یا نہ و بعضی مردمان ذکر شہادت را حرام میدارند و بقول امام غزالی و قول مولوی اسمعیل شہید کہ در صراط المستقیم ست تمسک می نمایند عبارت امام غزالی این ست یحرم علی الواعظ و غیرہ روایۃ قتل الحسن و الحسین و حکایۃ ما جری بین الصحابۃ من التشاجر و التخاصم فانہ یہیج الی بعض الصحابۃ و الطعن فیہم انتہی و عبارت صراط المستقیم این ست ذکر قصہ شہادت بالشرح و البسط و عقد مجلس کردن باین قصد کہ مردم بشنوند و تاسفہا نمایند و حسرتہا فراہم آرند و گریہ و زاری کنند ہر چند بنظر ظاہری خللی در ان ظاہر نمیشود اما فی الحقیقۃ این ہم مذموم و مکروہ است تا آخر این قول کہ لیس بالکل مطرود ان و مردود ان آنجناب مفتی جواب سوال و تاویل عبارت

منقول نیست آنچه فرموده اید بینوا بالتفصیل و توجروا بالصواب الجمیل الجواب هو المصوب ذکر شهادت امام حسین رضی الله
تعالی عنه را چند صورت است اول اینکه واعظ و حضار مجلس وعظ ماتم سازند و جامهاے خود را پاره پاره سازند
و بعد ازاں افعال شنیعه که از خواص شیعه اند مرتکب شوند دریں صورت در حرمت ایں چنیں وعظ و عقد مجلس شکے
نیست علامه ابن حجر مکی رحمه الله در صواعق محرقه می نویسد ایاه ثم ایاه ان یشتغل فی یوم عاشوراء ببدع الرافضة
من الندبة والنیاحة والحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین والا لکان یوم وفاته صلی الله
علیه وسلم اولی بذلک واحری انتهی وابو الرجا مختار بن محمود زاهدی از برهان الائمه
بخاری نقل می سازد خرق القاص ثیابه فی مقتل الحسین یوم عاشوراء تاسفا علی المصیبة وامرهم
بالقیام والتنفیح فهو بعید عن الحق لا تقبل روایته وتجب ملامته الذی یمنع ذلک انتهی و دوم اینکه واعظ ذکر مقتل با
بالاخبار موضوعه و اکاذیب مصنوعه ملوث کند و در و هتک و اهانت اهل اسلام و انواع اتهام بر سلف کرام بر سازد در
حرمت ایں صورت هم شکے نیست حکم امام غزالی که بحرمت ذکر شهادت صادر شده بر همیں صورت محمول است
چنانچه از کلام ابن حجر که در صواعق محرقه آورده ظاهر میشود قال الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره
روایة مقتل الحسن والحسین وحکایاته وما جری بین الصحابة من التشاجر والتخاصم فانه یهیج
علی بغض الصحابة والطعن فیهم والطاعن فیهم مطعون طاعن فی نفسه ودینه انتهی کلام الغزالی ملخصا
وما ذکره من حرمة روایة قتل الحسن والحسین وما بعدهما لا ینافی ما ذکرته فی هذا الکتاب لان هذا
البیان الحق الذی یجب اعتقاده من جلالة الصحابة وبراءتهم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ
الجهلة فانهم یاتون بالاخبار الکاذبة الموضوعة ونحوها ولا یبینون المحامل الحق الذی یجب
اعتقاده فیوقعون العامة فی بغض الصحابة وتنقیصهم انتهی وملا احمد رومی در مجالس الابرار می آرد
القاص الذی یذکر للناس قصة القتل یوم عاشوراء ویخرق ثیابه ویکشف راسه یامرهم بالقیام
والتنفیح تاسفا علی المصیبة یجب علی ولاة الدین ان یمنعوهم والمستمعون لا یعذرون فی الاستماع قال
الامام الغزالی وغیرهم یحرم علی الواعظ وغیره روایة مقتل حسین وحکایة ما جری بین الصحابة من
التشاجر والتخاصم فانه یهیج علی بغض الصحابة والطعن فیهم وهم اعلام الدین تلقی الائمة الدین
عنهم وتلقینا عنهم فالطاعن فیهم طاعن فی نفسه ودینه وقد روی عن النبی صلی الله علیه وآله
وسلم الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی فمن احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی

لا يبغضهم ومن آذاهم فقد آذى الله تعالى فهذا يجب على المؤمن تعظيمهم وذكرهم بالخير وكف اللسان عن الطعن فيهم اذ
بسبب قتل عثمان وقتل حسين جرت فتن كثيرة واكاذيب كثيرة وظهرت اهواء وبدع وصادت الاكاذيب
الاهواء لا تزال تزداد انتهى ملخصا. این عبارت صاف دلالت میکند بر اینکه عبارت امام غزالی محمول بر حرمت
ذکر مقتل که مشتمل باشد بر اکاذیب و بدع است نه بر مطلق ذکر و استدلالی که در عبارت غزالی بر حرمت منقول است دلیلی
است واضح بر آن اکاذیب نه بر مطلق ذکر شهادت خصوصا از روایات صحیحه تهیج بغض صحابه و طعن بر سلف
لازم نمی آید آری ذکری که مشتمل بر اخبار واهیه و مهملات متداوله خواهد بود البته موجب طعن بر سلف خواهد بود
پس اگر حرمت در عبارت مذکوره بر مطلق ذکر شهادت محمول شود لازم می آید عدم انطباق دلیل بر دعوی و هذا
هو الا تهافت. صورت سوم اینکه در وعظ برای ذکر شهادت عقد مجلس چنانچه روافض میکنند کنند و روزی برای آن
خاص کنند این صورت خالی از کراهت نیست بسبب تشبه روافض و لهذا در جامع الرموز می نویسند اذا
اراد ذكر مقتل الحسين ينبغي ان يذكر اولا مقتل سائر الصحابة لئلا يشابه الروافض كما في العيون
انتهى. و عبارت مولوی اسمعیل که در سوال منقول است بر همین صورت محمول است چنانچه لفظ عقد مجلس دال
بر آن است. صورت چهارم اینکه واعظ ذکر شهادت از اخبار صحیحه سازد و در بیان خود افراط و تفریط که موجب بغض
صحابه یا اهانت اهل اسلام باشد نسازد و مجلس خود را از بدع روافض محفوظ دارد و از تخصیص یوم عقد مجلس
چنانکه روافض می سازند محفوظ باشد و غرض آن مجرد ذکر مصائب و استرجاع بر آن امر است مشروع در مجالس الابرار
می نویسد. قد روى احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن ابيها الحسين ان النبي صلى الله عليه
وآله وسلم قال ما من مسلم يصاب بمصيبة فيذكرها وان قدم عهدها فيحدث لها الا استرجاع
الا كتب الله له اجره مثلها يوم اصيب. فهذا الحديث رواه الحسين وعنه بنته فاطمة التي شهدت مصرعه وقد ثبت
علم الله تعالى ان المصيبة بالحسين يذكر مع تقادم العهد فكان من محاسن الاسلام ان يحدث هذا السنة
ذكر تلك المصيبة بان يسترجع لها فيكون للانسان من الاجر الذي كان لمن استرجع يوم اصيب المسلمون بها
انتهى. هذا ما خطر بالبال والله اعلم بحقيقة الحال حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه
الجلي والخفي. سوال ۲۷۵ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام کرنا اور
اس پر رونا جائز اور موجب اجر ہے یا نہیں اور واقعات و حالات شہادت کے بروایات صحیحہ مروی ہیں یا نہیں اور
انکا علمای محدثین نے قبول کیا ہے یا نہیں اور کیا ذکر کرنے میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے اشتباہ ہے

روافض کی ہر صورت مین پائی جاتی ہی یا کوئی صورت خالی اس سے ہی اور سر الشہادتین تصنیف مولانا شاہ
عبد العزیز صاحب کی ہی یا نہین ہو المصوب جاننا چاہیے کہ نفس ذکر محاسن موتے اور تحسر ممنوع
نہین ہی بلکہ بآواز بلند رونا یا قصداً آواز کا بلند کرنا ممنوع ہی کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء مین
شیخ الاسلام محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین گریستن بنوحہ بلند کہ آن در احادیث آواز شیطان خوانده
خصوص کہ با ذکر مناقب مردہ جمع کنند چنانچہ عادت جاہلیت است در قنیہ گفتہ مذکور در کتب السنت
اکہ حرام است مطلقا اما اصل ثناء و ذکر محاسن مردہ بر وجہ ندبہ جائز است بلا کراہت وہمچنین اصل
گریستن بلکہ ناشی از رقت قلب باشد بتضرع و اضطراب لا باس بہ است بلکہ آن را در احادیث رحمت
خوانده وازان حضرت در وقائع متعددہ وقوع یافتہ انتہی اور اخی معظم مولانا مولوی حافظ حاجی محمد عبد الحی
قدس سرہ فرماتے ہین و نفس ذکر محاسن موتے و تحسر بر آن ممنوع نیست بلکہ گریستن بآواز بلند و عمداً آواز
بلند کردن با بیان مصائب و مناقب ممنوع و داخل نوحہ است انتہی خاص کر کے ذکر شہادت حضرت امام
حسین علیہ السلام اگر روایت موضوعہ اور نوحہ وغیرہ سے خالی ہو تو جائز ہی اور موجب اجر ہی اور علما سے
محدثین نے ایسے ذکر کو جائز قرار دیا ہی مثل ابن حجر وغیرہ کے جیسا کہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے قال
الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ وما جری
بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیہم والطاعن فیہم مطعون
طاعن فی نفسہ ودینہ انتہی کلام الغزالی ملخصا وما ذکرہ من حرمۃ روایۃ مقتل الحسن والحسین
وما بعدہما لا ینافی ما ذکرتہ فی ہذا الباب لان ہذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ
الصحابۃ وبراءتہم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ الجہلۃ فانہم یاتون بالاخبار الکاذبۃ
الموضوعۃ ونحوہا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ فیوقعون العامۃ فی بغض الصحابۃ وتنقیصہم انتہی
اور اسیطرح سے اور علما کی بھی عبارات سے مفہوم ہوتا ہی چنانچہ اخی معظم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین این عبارت صاف
دلالت میکند برانکہ عبارت امام غزالی محمول بر حرمت ذکر مقتل کہ مشتمل باشد بر اکاذیب بدیع است نہ بر مطلق ذکر و
استدلالی کہ در عبارت غزالی بر حرمت منقول است دلیلی است واضح بر آن اکاذیب نہ بر مطلق ذکر
شہادت خصوصاً از روایات صحیحہ و تہیج بغض صحابہ و طعن بر سلف لازم نمی آید آری ذکری کہ مشتمل اخبار واہیہ
و مہملات متداولہ خواہد بود البتہ موجب طعن خواہد بود ولیکن اگر حرمت در عبارت مذکورہ بر مطلق ذکر شہادت محمول

تشو ولازم می آید عدم انطباق دلیل بر دعوی محل ہذا الا تہافتہ انتہی اور استرجاع اور تحسر شہادت باعث اجر ہے
مجالس الابرار میں لکھا ہے قد روی احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسین عن ابیہا الحسین ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبة فیذکرہا وان قدم عہدہا فیحدث لہا
استرجاعا الا کتب اللہ لہ اجرہ مثلہ یوم اصیب بہا هذا الحدیث رواه الحسین عن بنت فاطمة التی شہدت
مصرعہ وقد ثبت فی علم اللہ تعالی ان المصیبة بالحسین یذکر مع تقادم العہد فکان من محاسن الاسلام ان یحدث ہذہ
السنة کلما ذکر تلک المصیبة بان یسترجع لہا فیکون للانسان من الاجر الذی کان لہ یوم استرجع یوم اصیب بہا المسلمون انتہی
اور روایات مقتل حضرت امام حسین علیہ السلام معتبرین محدثین اور مورخین سے بروایات صحیحہ نقل کیے
ہیں اور کتب ائمہ معتبرین محدثین میں موجود ہیں مثل صواعق وغیرہ کے اور ان روایات کو علما نے قبول بھی
کیا ہے پس اگر عبارت [illegible] ابن حجر کی جو صواعق سے مذکور ہوئی ظاہر ہوا اور مشابہت روافض کے جاتے رہنے
کی بہت صورتیں ہیں منجملہ انکے ایک یہ صورت ہے کہ ذکر کرنے والا شہادت امام حسین علیہ السلام کا ذکر صحابہ کرام
بھی کرے جیسا کہ جامع الرموز میں لکھا ہے اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل سائر الصحابة
لئلا یشبہ الروافض کما فی العیون انتہی اور سر الشہادتین حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی قدس سرہ کی تصنیف سے ہے جیسا کہ مروی ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سوال شبہة من تلقاء الامامیة العرفیة علی ما افاده الامام الربانی الہمام الغزالی قدس سرہ
العزیز بقولہ الطیب یحرم علی الواعظ وغیرہ روایة قتل الحسن والحسین وحکایة ما جری بین الصحابة من
التشاجر والتخاصم فانہ یہیج الی بغض الصحابة والطعن فیہم انتہی وتقریرہا ان ذلک القول مجروح
اما اولا فلان الحرام ما اوعد علی فعلہ بالعقاب فالواجب علی اہل السنة والجماعة ان یذکروا الوعید
من النص القرانی او حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناہض علی حرمة تلک الروایة ہاتوا برہانکم
ان کنتم من الصادقین واما ثانیا فلان حرمة تلک الروایة تستلزم محذورات شتی منہا انہ یلزم
ان یکون تلاوة الاخبار الصحیحة الماثورة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الواردة فی شہادة السبطین
المطہرین علیہما السلام وسمعہا ونقلہا کلہا حراما ومنہا ان یکون العلماء المدونون لتلک الاخبار
الصحیحة فی الرسائل والاسفار اثمین غیر ماجورین لارتکابہم المحرم ومنہا ان یحرم روایة شہادة
الانبیاء کزکریا ویحیی علی نبینا وعلیہم الصلوة والسلام وایضا انہ الفارق بینہا دون روایة ومنہا ان یحرم

الا استرجاع اثر سماع تلك الرواية وتلاوتها لا ابتناء على الحرمة وهكذا لا يلزم محذورات اخر طوينا الكشح
عن ذكرها صدا عن الاطناب كما لا يخفى على اولى الالباب واما ثالثا فلان التفوه بحرمة الرواية
المذكورة تستدعى انكار تلك الشهادة كيف ولو كانت ثابتة لكانت روايتها من المباحات بل من المثوبات
فاين الحرمة والشاهد العدل على ذلك الانكار هو العدول عن لفظ الشهادة الى القتل كما لا يخفى
واما رابعا فلان قوله طاب ثراه فانه يصير الى آخره دليل على حرمة كل من الرواية والحكاية او على
حرمة الحكاية فحسب فعلى الاول دائرة المنع متسعة اذ لا اسندوان رواية قتل الحسين بجميع ذلك البغض
والطعن فعليكم الاثبات ودونه خرط القتاد وعلى الثاني تبقى الدعوى الاولى بلا بينة وهي لا تسمع
بالاتفاق بيننا وبينكم فيا علماء اهل السنة والجماعة عليكم الجواب منهم السداد وطريق الصواب والاعذار
بحقيقة ما هنا هو المستقيم سبيلنا القويم

الجواب

حامدا ومصليا

هذه الشبهة لا تشم رائحة الصواب كما لا يخفى على اولى النهى والالباب هذا اجمال تفصيله
بتفصيل سديد وعن مسالك التعصب بعيد فاعلموا عشائر الخلان ومعاشر الاخوان ان المعترض
ما درى مرام الامام ولم يفهم قول مطلوب الهمام قدس سره الملك العلام ففهم الشخصية كلية والمقيدة
مطلقة اما تنور بيت قلبك بان مقصوده ان الرواية المملوة من الاكاذيب المفتريات الموضوعات
والمحرفات والجامعة للمطاعن في حق من لم يسمع السبط الاصغر من الصحابة رضي الله عنهم حرام
ولا اخالك ممتريا في حرمتها لورود الوعيدات في الكذب والافتراء وفي تلك المطاعن قال الله تعالى
انما يفترى الكذب الذين لا يؤمنون وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كذب العبد تباعد عنه
الملك ميلا من نتن ما جاء به رواه الترمذي وقال النبي صلى الله عليه وسلم اياكم والكذب فان
الكذب يهدى الى الفجور وان الفجور يهدى الى النار وما زال رجل يكذب ويتحرى الكذب حتى
يكتب عند الله كذابا متفق عليه وقال صلى الله عليه وسلم اكرموا اصحابي فانهم خياركم رواه
النسائي وقال صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله على شركم
رواه الترمذي وقال صلى الله عليه وسلم من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار
رواه البخاري والقرينة القطعية على ذلك قوله قدس سره يحرم على الواعظ فان تذكار
الرواية الكاذبة من شنشنة الوعاظ الجهال اما دعت ما افاده المحدث المحقق

ابن حجر المكي في الصواعق المحرقة من انه قال الغزالي وغيره يحرم على الواعظ ذكر مقتل الحسين وحكاياته وما جرى بين الصحابة من التشاجر والتخاصم فانه يهيج على بغض الصحابة والطعن فيهم اه ثم قال بقوله المتين هكذا هذا اما ذكر من حرمة رواية قتل الحسين وما بعدها لا ينافي ما ذكرته في هذا الكتاب لان هذا البيان هو الحق الذي يجب اعتقاده من جلالة الصحابة و براءتهم من كل نقص بخلاف ما يفعله الوعاظ الجهلة فانهم ياتون بالاخبار الكاذبة الموضوعة ونحوها ولا يبينون المحامل والحق الذي يجب اعتقاده فيوقعون العامة في بغض الصحابة وتنقيصهم بخلاف ما ذكرنا فانه مشعر بغاية اجلالهم وتنزيههم هذا انتهى بقدر الحاجة وما ذكره شيخ المحدثين عليه الرحمة والغفران في قول الجميل في بيان سواء السبيل بقوله اما الآفات التي تعتري الوعاظ في زماننا فمنها عدم تميزهم بين الموضوعات وغيرها بل غالب كلامهم الموضوعات والمحرفات وذكرهم الصلوات والدعوات التي عدها المحدثون من الموضوعات ومنها مبالغتهم في شيء من الترغيب والترهيب ومنها قصصهم قصة كربلا والوفاة وغير ذلك وخطبهم في ذلك انتهى بكلامه الطيبة وبما تلونا عليك تحصحص ان الجرح الاول والمحذورات كلها محرومة لا وجه لهما على كلام الامام ردها اصلا ولما لم يكن حرمة الرواية المنصوصة مختصة بالواعظ بل كانت عامة لكل من يرويها ويذكرها فاماد قدس سره بطريق العطف هكذا وغيره وايضا انهدام اساس ما ذكر بقوله واما ثالثا فلان التفوه الخ اذ لا علاقة بين حرمة الرواية الموضوعة الكاذبة وبين انكار الشهادة نعم انما العلاقة بين ذكر الاخبار الصحيحة المأثورة الواردة في ذكر الشهادة وبين الاعتراف بها واين هذا من ذلك واما قول المعترض والشاهد العدل على ذلك الانكار الخ فقمين بان يكون شاهدا عادلا على رداءة فهمه واسا دعى قوله تعالى في حق الشهداء ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات فلو كان لفظ القتل مشعرا بالوهن لم يذكر راسا وما ذكر المعترض في الشقوق في الجرح الرابع فنختار منها الشق الاول ودائرة المنع متضيفة وقوله اذ لا نسلم الخ مما لا طائل تحته لما القي عليك ان المراد هو حرمة الرواية الجامعة للمطاعن الخ فيا ايها الامامية

العرضۃ فعلیکم الانصاف والتجنب عن الاعتساف حتی یستبین لکم الحق الصریح والمذہب الصحیح
واللہ سبحانہ ہو الہادی الی سواء السبیل والصلوۃ علی نبیہ الجلیل والہ الکرام واصحابہ
العظام واللہ اعلم حررہ ابو البرکات رکن الدین محمد المدعو بتراب علی اللکنوی عفی عنہ

سوال (۱۶۱) کیا ارشاد ہے علماے دین کا اس مسئلہ مین کہ سابق مین کل حضرات شیعہ اور اہل السنن سے بدرجۂ
غایت روابط محبت آبا و اجداد سے چلی آتی ہے ایک مجلس مین بحالت موجودگی اہل سنت کے ایک شیعہ نے کلمہ توہین
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی نسبت بیان کیا کہ جسکی وجہ سے کل حضرات سنی نے اتفاق کرکے جملہ روافض کو
ترک کردیا بعد چندے ایک سنی معزز بانی نزاع نے طعام بطور حصص کے روافض کے یہان بھیجا اور روافض
مذکورین نے اسکو واپس کردیا اس واپسی کی وجہ سے اس سنی مذکور نے گروہ شیعہ کو مطلقاً ترک کردیا
اور جو بعض عزیز قریب اس سنی کے از قسم روافض تھے انسے محبت قدیم پیدا کی کہ جسکی وجہ سے اور بعض سنی
بھی اپنے اپنے عزیز شیعہ کو ملگئے اور وجہ ملت اپنے عزیز شیعہ کی یہ بیان کی کہ یہ مقر اس امر کے ہین کہ ہم
کسی حالت مین اشارۃً وکنایۃً محفل شیعہ خواہ سنی ہو الفاظ توہین صحابہ کبار رضی نہین کہتے ہین اور جو کہ
شیعہ عزیز نہین ہین وہ یہ صاف بیان کرتے ہین کہ ہم کسی مجلس مین کہ جسمین سنیان کو طلب کرین اشارۃً وکنایۃً
کلمہ توہین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نہ کہین گے پس فریق اول کا بیان بثبوت شرعی پر نہین پہونچا اور فریق
ثانی کا بیان سب پر عیان ہو رہا ہے بوجہ عدم ثبوت بیان فریق اول کے اور بباعث بیان ثبوت فریق ثانی
کے ایک پیشواے معزز سنی نے کہ جسکے صدہا آدمی مرید و معتقد ہین فریق ثانی سے روابط دنیاوی تقسیم
حصص وغیرہ کو مراسم دنیا مین بخیال اس امر کے کہ اکثر حضرات سنیان اپنے عزیزون کو ملگئے ہین ہم بھی
اولا انکو یہ حصہ دین اور اگر مذہبی ہے تو سب عزیز و غیر عزیز ترک ہون کیونکہ یہ امر دینی معلوم ہوتا ہے اور
جبکہ ایک فریق کو دیا عزیز سمجھکر اور دوسرے کو نہ دیا تو نزاع مذہبی نہ معلوم ہوئی بلکہ صریح دنیوی ہو بھی
کیونکہ وقت ترک شیعان سب عزیز و غیر عزیز پر تھا نہ صرف عزیزون پر پس اس شرکت دنیوی کی
وجہ سے کل حضرات سنی نے ایسے مقتداے معزز کو ترک کردیا اور کسی نقطے سے پیشواے موصوف کی عقائد و عمل
و اتباع سنت مین فرق سر مو نہین ہوا اور ہر طرح سے آمادہ تذلیل کے ہوئے حتی کہ اسی وجہ سے خاص بحالت
موجودگی عالم باعمل کے کہ زمانہ چالیس سال سے اسکے خاندان مین طریقہ امامت کا بوجہ عمل و اتقا جاری رہا ایک
قاضی رتی کو کہ محض ناواقف مسائل ضروریہ سے ہے امام گردانا اور عالم باعمل کی اقتدا ترک کردی اور بہت بڑا

اہتمام عالم کے اوپر یہ کیا کہ نعوذ باللہ روافض سے ملگیا اور مستلزم گناہ ہوا پس اس صورت میں وہ شخص
باوجود اقرار فریق ثانی کے کہ جب سنیان کو طلب کریں اشارۃً یا کنایۃً تبرا نہ کہیں گے اور اس شہر کے سنی
لوگ اس محفل میں بھی شریک نہ ہوے اور حضرات شیعہ کو بالکل آزاد کردیا کیونکہ جب شیعہ طلب کرتا اور
سنی شریک ہوتے تو اسوقت ضرور تبرے سے باز رہتے اور سنیان ثواب میں داخل ہوتے اب بالکل بات
پائی جاتی ہے اب ان سب صورتوں میں عالم کو بلا قصور شرعی ترک کرنے والے اور شیعہ کی مجلس مطلوبہ میں
شریک نہونے والے گنہگار رہوے یا نہیں اور عالم نے جو بوجہ مراد اپنا امور دنیا میں سب شیعہ کو درجہ مساوات
سمجھکا حصہ تقسیم کرتے ہیں شریک کیا تو گنہگار ہوا یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب اس صورت میں
وہ عالم گنہگار نہیں ہوا اور اس عالم کے ترک کرنیوالے قابل الزام ہوے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی] اصاب المجیب حررہ محمد امان الحق
عفی عنہ سوال کسانیکہ تعزیہ میکنند وعلم وسدہ می سازند و بالتعزیہ وعلم وسدہ وغیرہ تعظیم وتکریم بجا می آرند
یا حضرت امام حسین علیہ السلام و با قبر شریف امام علیہ السلام می باید بلکہ زیادہ ازان بعمل می آرند بر تعزیہ وغیرہ فاتحہ ودرود
خواندہ مثل مشرکین استمداد ازان میکنند و قضاے حوائج میخواہند و تعزیہ وغیرہ را ساختن از شعار اسلام
دانستہ از ضروریات اسلام میگویند و شنیدن مرثیہ را کہ در آن اکثر دروغ وافترا است موجب مغفرت
وحصول ثواب عظیم میدانند و بدین سبب در عقیدہ ایشان فساد وخلل می افتد پس ایشان بحسب روایت فتاو
غیر اللہ واتخاذ القبور الکاذبۃ وزیارتہا وتعظیمہا کما یفعلہ الرفضۃ فی ایام عاشوراء [illegible]
فاعلہا آثم ومستحلہا کافر وہم بحسب عقائد واصول فقہ استقلال معصیۃ واستخفافہا صغیرۃ کانت
او کبیرۃ کفر کافر اند یا مومن ودر صورت کفر معاملات اہل اسلام وتبلیغ واجرای احکام شرع شریف مثل نکاح وسلام
علیک وغیرہ با ایشان جاری داشتن جائز است یا نہ واگر کافر نمی شوند دلیل عدم کفر ایشان چیست وحدیثیکہ
من زار قبرا بلا مقبور فکانما عبد الصنم کہ در شرح برزخ منقول است صحیح است یا موضوع واگر کسی نذر مقرر
کند کہ ہرگاہ مرا فرزندی نصیب خواہد شد در شکرانہ آن انشاء اللہ تعالی ہر سال تعزیہ امام حسین علیہ السلام می ساختہ باشم یا
بگوید کہ انشاء اللہ تعالی ہر سال مہندی حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ طیار کردہ بیارند فلان تعزیہ می رسانیدہ باشم
ایشان را وہم دیگر تعزیہ داران را مشرک باید گفت یا نہ واگر احیاناً دانستہ یا غیر دانستہ کسی را عقب مستحل ومجوز بحیثیت امور
منہیہ مذکورہ اتفاق نماز خواندن افتد نماز او صحیح است یا اعادہ آن نماز واجب است وگفتن لفظ انشاء اللہ لغو

بوقت قبول کردن این چنین نذر کہ مذکور شد جائز است یا نہ بجہت آنکہ در فعل حرام بسم اللہ گفتن کفر است بلفظ
انشاء اللہ تعالی ہم کفر است بینوا توجروا ہو الموفق نذر لغیر اللہ ممنوع است و استحلال و استخفاف معصیت
کفر است لیس بہ مستحلین معصیت معاملات اہل اسلام نمودن و عقب کافر نماز گذاردن غیر جائز است و من زاد
تبدا بلا مقبول کما عبد الصنم او صحاح نیست و گفتن لفظ انشاء اللہ تعالی بر فعل نامشروع ممنوع است
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ احقر العلماء خادم احمد غفر لہ اللہ الصمد ۔ سوال ۱۲۶ کیا فرماتے ہیں علمای دین
اور مفتیان شرع متین مذہب سنت و جماعت بیچ اس مسئلہ کے کہ مذہب اہل سنت و جماعت میں تعزیہ داری
کرنا اور جو نذر و نیاز از قسم شیرینی و مالیدہ و شربت و زر نقد وغیرہ اسپر چڑھے اسکو لینا اور رکھنا امام باڑہ
میں مجالس عزا حضرت امام حسین علیہ السلام کی بپا کرنا درست جائز ہی یا نہیں اور چبوترہ و امام باڑہ کی تولیت اہلسنت
و جماعت کو جائز ہی یا ناجائز بینوا توجروا ہو الموفق مذہب اہلسنت والجماعت میں تعزیہ بنانا اور رکھنا ممنوع ہی
اور جو شیرینی و مالیدہ وغیرہ تعزیہ پر چڑھتا ہی اُسکا کھانا حرام ہی ہاں اگر فاتحہ شہدائے کربلا کا دلا دے
اور تعزیہ پر نہ چڑھاوے تو اسکا کھانا باعث برکت کا ہی اور مرثیہ خوانی جس طرح بالفعل رائج ہی بدعت ہی اور
اگر کسی سنی اہل سنت کو امام باڑہ وغیرہ کا متولی کیا تو یہ تولیت درست و صحیح ہی واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ [illegible]
علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ۳ ذی الحجہ روز شنبہ ۱۲۶۶ ہجری ۔ سوال ۱۲۷ چہ میفرمایند علمای اہل سنت و جماعت اندرین
صورت کہ اہل اسلام [illegible] بجا آوری جناب حضرت سید الشہداء علیہ السلام [illegible] مع تشکیک تعزیہ و تابوت بر سید [illegible]
[illegible] مذہب اہل سنت [illegible] بینوا توجروا
ہو الموفق [illegible] شود واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری ۔ سوال ۱۲۸ کیا فرماتے
ہیں علمائے دین بیچ اس مسئلہ کے کہ اہل سنت و جماعت تعزیہ داری مثل تعزیہ داری شیعہ کے کریں یعنی تعزیہ
بنانا اور علم رکھنا اور سینہ زنی کرنا اور مالیدہ و شربت سامنے تعزیہ کے رکھنا اور اسپر نذر دینا اور اسکو تبرک جانکر
کھانا اور پینا اور یوم عاشورا کو ہمراہ تعزیہ کے ننگے سر جانا اور عاشورہ کے دن فاقہ کرنا اور قریب شام فاتحہ ہو کی
روٹی سے توڑنا اور روزہ کو بدعت جاننا اور یہ کہنا کہ روزہ یزید کی ماں نے خوشی قتل امام حسین کا رکھا
تھا اور بعد دفن تعزیہ تیسرے روز سیوم کرنا مثل سیوم مردہ کے اور اسمیں اہل قرآن خوانی کرنا اور پھر
مرثیہ پڑھنا اور الائچی دانے تقسیم کرنا یہ امورات کیسے ہیں واجب ہیں یا سنت یا بدعت ہیں یا حرام یا ممنوع
اور اسکا کرنیوالا کیسا ہی ہو الموفق [illegible] یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہیں اور مرتکب انکا مبتدع و فاسق ہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابوالحسنات محمد عبد الحی]

۱۲۱ سوال ۳۰۰: کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ محرم میں تعزیہ داری کرنا اور علم وغیرہ بنانا کیسا ہے ۲ مرثیہ
خوانی کرنا اور اس موقع پر فاتحہ و درود پڑھنا جائز ہے یا کیا ۳ عشرہ محرم میں ترک زینت ولذات کرنا و غمگین
و حزین بطور ماتم زدوں کے رہنا کیسا ہے ۴ عشرہ محرم میں سبز یا سیاہ کپڑے پہننا اور ناڑہ وطوق منت کے پہننا کیسا
ہے ۵ بچوں کو فقیر بنانا اور امام کے نام کی بھیک مانگنا کیسا ہے ۶ یزید کے متعلق کیا اعتقاد رکھنا چاہیے
آیا اس پر لعن وغیرہ چاہیے یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب ۱ مذہب اہل سنت میں تعزیہ داری ممنوع
ہے جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ تعزیہ داری در عشرہ محرم وساختن ضرائح و
صورت وغیرہ درست نیست ۲ مرثیہ خوانی بھی ناجائز ہے عن ابی اوفی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عن المراثی رواہ ابن ماجۃ ۳ عشرہ محرم میں مردوں اور عورتوں کو ترک زینت ولذات مثل سوگواروں
کے کرنا جائز نہیں چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ مرد را ہیچ جا این قسم
شرع ثابت نمیشود مگر زن را بعد فوت زوج خود چار ماہ وده روز سوگ آمده و ماورای زوج اگر کسے در
اقارب او بمیرد تا سہ روز اگر ترک زینت وغیرہ کند جائز است وبعد سہ روز آنرا درست نیست چنانچہ در حدیث
آمده لا تحل لامرأة تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تحد علی میت فوق ثلث لیال الا علی زوج اربعة
اشہر وعشرا رواہ البخاری ومسلم انتہی ۴ و ۵ عشرہ محرم میں سبز کپڑے پہننا اور بچوں کو فقیر بنانا ممنوع
ہے ۶ یزید بسبب قتل امام حسین علیہ السلام فاسق ہو گیا اور لعن محققین اہل سنت کے نزدیک کسی پر جائز نہیں
چنانچہ صدور المعانی میں ہے فلا یجوز عندہم لعن الظالم والفاسق انتہی اور صاحب قصیدۂ امالیہ فرماتے
ہیں ؎ ولم یلعن یزیدا بعد موتہ + سوی المکثار والاغراء غال + اور حضرت افتنا
مولانا محمد عبد الحی فرنگی محلی اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں ومسلک اسلم آنست کہ آن شقی را بمغفرت و ترحم
ہرگز یاد نباید کرد ولعن او کہ در حق شخص بکفار گشتہ زبان خود را آلوده نباید کرد انتہی واللہ اعلم بالصواب حررہ
محمد عبد الہادی الانصاری غفر اللہ الباری [محمد عبد الہادی] اصاب من اجاب محمد لطف اللہ عفا اللہ عنہ
الجواب صحیح محمد نور الحسنین عفا اللہ عنہ ۱۲۲ سوال ۳۰۱: کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ محرم
کی دسویں تاریخ کو ساتھ تعزیہ کے مرثیے پڑھتے ہیں اور ماتم کرتے ہیں نعلین وغیرہ سے سینہ زنی کرتے ہیں پس شرعا
شرع جائز ہے یا نہیں ہو المصوب تعزیہ و مرثیہ و ماتم جائز نہیں ہے البتہ واقعی احوال امام کے بیان کرنا

کوئی حرج نہین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۳۳۸ھ سوال ۲ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین جو لوگ ماہ محرم مین علم و تعزیہ داری و شربت و طعام وغیرہ کرتے ہین اُنکی نماز درست ہے اور اُنکی امامت درست ہے اور اُنکا ذبیحہ درست ہے یا وہ کافر ہین یا گنہگار ہین صاف تحریر فرما دین جواب صورت مسئولہ مین یہ لوگ اگر اعتقاداً ایسے افعال حرام سمجھتے ہین اور اصرار نہین کرتے ہین تو اُنکا ذبیحہ حلال ہے وہ کافر نہین ہین اور گنہگار نہین اور امامت اُنکی جائز ہے اور اگر باعتقاد حلت کے کرتے ہین یا اصرار کرتے ہین تو کافر ہین اُنکی نہ امامت درست ہے نہ ذبیحہ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی نعمۃ اللہ و رضاہ محمد برکت اللہ اللکنوی الفرنگی محلی ستر اللہ ذنوبہ الجلی والخفی ۱۳۴۲ھ سوال ۲۰۱ چہ می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین کہ درین ایام از بعض مقام منجملہ تبرکات حضرات کرام و ائمہ و انبیا علیہم السلام مرقع یعنی تصویر حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا ابو تراب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ حضرت امامین علیہما السلام و حضرت محبوب پاک رضی اللہ عنہ و دیگر بزرگان یافتہ میشود و عوام در زیارت آن شریک میشوند چونکہ این امر بے دید و شنید از معتبران بوثوق نمیرسد کہ ترک و فعلش بچہ کیفیت ست از جواز و عدم جواز لہذا امیدوارم کہ ہر چہ حکم کتاب درین امر باشد زیب رقم باید بینوا الیسند الکتاب توجروا یوم الحساب فقط ہو الموفق جائیکہ تصاویر باشند بدانجا رفتن و زیارت کردنش روا نیست و مصورین و زیارت کنان مرتکب گناہ کبیرہ می باشند درین باب مواعید شدیدہ وارد شدہ اند نعوذ باللہ منہ چنانچہ حضرت ابن حجر مکی در کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر تحریر فرمودہ اند کہ از بخاری و مسلم روایت ست کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض یک قرام یعنی پرچہ کہ درآن تصاویر مختلف بودند خریدہ کردہ بگوشہ مکان خود لٹکا کردند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درآنجا تشریف آوردہ ملاحظہ نمودہ چین بجبین شدند پس قرام را گرفتہ محو نمودند و فرمودند کہ بروز قیامت مصورین این تصاویر بعذاب سخت مبتلا خواہند شد و فی روایۃ لہما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت قرام فیہ صور فتلون وجہہ ثم تناول الیہ فہتکہ و قال من اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یصورون ہذہ الصور انتہی کلامہ و بروایت دیگر از حضرت صدیقہ مروی ست کہ خریدکردم یک نمرقہ یعنی تکیہ کہ درآن تصاویر بودند پس ہرگاہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ کردند و درآن مکان دخول فرمودند بر دروازہ ہمایت چین بجبین استادند پس

عرض کردم یا رسول اللہ توبہ میکنم بدرگاہ الٰہی و حضرت رسالت پناہی از گردہ خود پس استفسار فرمودند کہ چہ حال ست
این نمرقہ را پس عرض کردم کہ این را خریدہ ام برای فرش کردن و نشستن آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پس فرمودند
بدرستیکہ مصورین این تصاویر بروز قیامت عذاب کردہ خواہند شد و گفتہ خواہد شد کہ زندہ کنید آنرا کہ ساختہ اید
و ارشاد فرمودند بدرستیکہ در مقامیکہ تصاویر می باشند فرشتگان در آن مقام داخل نمی شوند و فی اخری لہما ایضا
انہا اشترت نمرقۃ ای مخدۃ وہی بضم اولہ وثالثہ وکسرہما وبضم ثم فتح فیہا تصاویر فلما رآہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام الباب فلم یدخل فعرفت فی وجہہ الکراہۃ فقلت یا رسول اللہ اتوب
الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال ہذہ النمرقۃ فقلت اشتریتہا
لک لتقعد علیہا وتتوسدہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ فقال لہم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت
الذی فیہ الصور لا یدخلہ الملائکۃ انتہی کلامہ و در ایام جاہلیت در بیت اللہ تصاویر انبیا علیہم السلام منقوش نمودند آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ از دست حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ محو فرمودند وقتیکہ امیر المومنین قریب تصویر حضرت
ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام شدند عرض نمودند کہ یا رسول اللہ این تصویر ابراہیمؑ است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودند کہ ہر کہ باشد از دست مبارک خود محو فرمودند پس ہرگاہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آن مکان کہ
تصاویر بودند داخل شدند و تصاویر انبیا علیہم السلام را محو فرمودند چگونہ مسلمانان را جزای این عمل عادت
خواہد شد و بہر حال ازین امر اجتناب و احتراز می باید واللہ اعلم حررہ محمد حنیف عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری

مسئلہ بر داشتن دلدل تیر زدہ

۱۲ سوال ۹۲ ما قولکم ایہا العلماء اندرین مسئلہ کہ شخصی برای برآوردن مشک دلدل تیر زدہ و بلند ساختن علم
عباسی و بیرون آوردن تابوت شہاب پاشیدہ و تیر زدہ و گہوارہ عزم درست داشتہ است و گروہی از اہل سنت
این را از بدعات مضلہ در دین حنیف شمردہ سد راہ میشوند و باز میدارند پس از روی شرع شریف بلاد و در عادات
احمدی بفرمایند کہ این ہمہ مخترعات کردن درست و جائز ہست یا نہ و حوالہ بنام کتاب مع عبارت و غیرہ
از خانہ برکت بپختہ عند الناس مشکور شوند بینوا بالکتاب توجروا بالصواب ہو الموفق این ہمہ بدعات ضلال
جائز و درست نیست واللہ اعلم حررہ محمد حنیف عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری۔

محمد حنیف عبد الباسط

مسئلۂ برداشتن دلدل و علم

سوال ۲۳۹ چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ کہ دلدل و علم جناب عباس برداشتن نزد اہل سنت وجماعت درست ست یا نہ بینوا توجروا فقط هو الموفق درست نیست موجب بدعت جنا نہ علیشود واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر اللہ الباری

سوال ۲۴۰ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ یوم عاشورا ماہ محرم کے سواری دلدل صاحب و دولہا صاحب قاسم صاحب کے نشان وغیرہ لیکے اور اس امر کو بھی عین فرض سمجھکر دولا دولا کرتا ہوا ہر ایک گلی کوچہ مین خوش ہوکر دوڑتا پھرتا ہو اور گڑھا کہ دو واگر اسمین آتش روشن کرکے مانند خانۂ کعبہ کے سات مرتبہ طواف اپنے ہمراہ سبکو لیکر کرتا ہو جائز ہو یا نہین هو الموفق یہ افعال مشابہ افعال ہنود ومجوس ہین ایسے شخص کے غایت فسق مین تامل نہین ہو واللہ اعلم حررہ الراجی انعام اللہ محمد المدعو بانعام اللہ عفا اللہ عنہ ولمن اللہ در الحبیب حیث اصاب فیما اجاب واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی غفر لہ اللہ الوحید

ابو الحسنات محمد عبد الحی | صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ الاحد ابو الحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبہ دست حمید ہ

هو الموفق سواری دلدل صاحب وغیرہ نکالنا افعال رفضہ وہنود کے ہین اور ایسے افعال کو کرنا حرام ہی اور طواف کرنا عادت نصاریٰ کی ہو اور حرام ہو کما فی النهر الفائق وصرح فی السراجیۃ بانہ لو طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر وهکذا فی البحر الرائق وفی شرح المناسک للامام القاری الشیخ علی علیہ الرحمۃ ولا یطوف ولا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ الجہلۃ لو کانوا فی صورۃ المشائخ والعلماء ولا تغتر ولا یقبل الا ارنی فانہ الی کل واحد بدعۃ غیر مستقیمۃ فیکون مکروها انتهی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی جو گروہ متصوفین کے سردار ہین بہت تحقیق کے ساتھ ترجمۂ مشکوۃ مین تحریر فرماتے ہین اور جو لوگ کہ کہتے ہین کہ طواف حضرات صوفیہ علیہ الرحمۃ مین جاری تھا محض غلط ہی جو کتب تصوف کہ حضرات صوفیہ نے تحریر فرمائے ہین کہ مدار تمامی متصوفین کا انھین پر ہی اثر اس سے نہین پایا جاتا ہی مثل قوۃ القلوب لابی طالب المکی ورسالۂ قشیریہ لابی القاسم القشیری ومنازل السائرین للشیخ عبد اللہ الانصاری وکشف المحجوب واحیاء العلوم وکیمیای سعادت وکتاب التعرف وآداب المریدین وعوارف المعارف وفتوح الغیب وغیرہم کے اور آگ کے گرد گھومنا عادت آتش پرستون کی ہو یہ بھی کفر ہو پس ایسے امور کا کرنا کہ جسکے مخالف حضرات صوفیہ وحضرات فقہا علیہم الرحمۃ

ہین ہرگز کسی مسلمان کو جائز نہو گا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیأتہ یوم تقوم الناس لرب العالمین

محمد عبد الہادی

طواف وغیرہ ہرگز مشائخین صوفیہ سے نہین ثابت ہو واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

محمد قیام الدین عبد الباری

سوال ۱۲۳ محرم مین طوق و کلاہ وغیرہ منتی پہننا کیسا ہے اور کس وجہ سے پہنتے ہین **ھو المصوب** ناجائز ہے وجہ مختلف بہ نیات اشخاص ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

محمد قیام الدین عبد الباری

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی نعمۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ عفا عنہ اللہ

سوال ۱۲۵ چہ می فرمایند علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ عاشورہ محرم مین مستورات کو برگ تنبول ترک کرنا اور زیور اتارنا درست ہے یا نہین اور یہ امر باعث شرک کا ہے یا نہین فقط **ھو الموفق** عورتون کو مرتکب ہونا ایسے افعال کا درست نہین اسکی کوئی اصل شرع مین نہین ہے اور ایسے امور مطلقا شرک نہین ہین واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری۔

سوال ۱۲۶ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مثلا اس شہر خاص لکھنؤ مین درگاہ حضرت عباس معبدگاہ اہل تشیع مشہور ہے اس مین اہل سنن کو عبادۃ جانا درست ہے یا نہین اور اگر واسطے سیر و تماشہ کے جاوے تو اسکا کیا حکم ہے **ھو الموفق** عبادۃ جانا درست نہین اور جو برای سیر و تماشہ کے جائے گا تو وہ مرتکب لہو کا ہو گا واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری

سوال ۱۲۷ کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ سیادت حضرت فاطمہ وحضرات حسنین کے لیے صرف ثابت ہے یا حضرات شیخین کے نسبت بھی اور اگر حضرات شیخین کی سیادت بھی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو اس سیادت سے اس سے کیا فرق ہے بینوا توجروا **ھو المصوب** سیادت اصطلاح مین مخصوص اولاد حضرات حسنین کے لیے ہے ولا مشاحۃ فی الاصطلاح اور حدیث مین حضرت فاطمہ کیلیے سیادت عورتون پر ثابت کیگئی اور حضرات حسنین کو فرمایا ہے کہ جوانان جنت کے سردار ہین اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا ہے سیدا کہول اہل الجنۃ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

محمد قیام الدین عبد الباری

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی نعمۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ اللکنوی بالفرنگی محلے ستر اللہ ذنوبہ الجلی والخفی

کتاب العلم

مسئلہ صحت حدیث طلب علم

۱۴۳ سوال ما قولکم رحمکم الله تعالی اندرین معنی که حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة صحیح ست یا نه بینوا توجروا فقط ہو الموفق حدیث صحیح ست در ابن ماجه موجود ست والله اعلم حرره محمد عبد الباسط الانصاری غفر له الله الباری ۱۴۴ سوال ما قولکم رحمکم الله اندرین صورت که علم جفر در شرع جائز ست یا نه و اصلش از کجا ست و آنچه مشهور ست که علم ائمه علیهم السلام ست صحیح ست یا نه و وضع کرده کیست و در شریعت محمدیه در چیزی نحوست ست یا نه و چند تاریخ و همچنین چند ماه که به نحوست نامزد خواص و عوام این زمانه ست حقیقتش چیست و آنچه که در صحاح مذکور ست که در سه چیز نحوست ست در خانه و در اسپ و در زن بر تقدیر عدم نحوست در شریعت محمدیه تاویلش چیست و نکاح کردن بین العیدین و در ماه صفر و شعبان در شرع جائز ست یا نه و از پرسیدن برهمن ساعت عقد یا ساعت سفر به عقد خلل می افتد یا نه بینوا بعبارة الکتاب توجروا فی یوم الحساب ہو الموفق

علوم بر سه قسم اند اول علمی ست که تحصیل آن واجب ست مثل علم معرفت معبود و علم حلال و حرام وغیره ثانی علمی ست که اجتناب از آن واجب ست مثل سحر و طلسمات وغیره سوم علومی که سوای این هر دو باشند اگر تحصیل این علوم برای کدامی منفعت دینی یا دنیاوی بقدر ضرورت نماید مباح ست تا وقتیکه عمر خود را فقط درین علوم ضائع نه نماید و ظاهرا علم جفر هم ازین قسم ثالث معلوم میشود قال فی العالمگیریة نقلا عن جواهر الفتاوی العلوم ثلثة علم نافع یجب تحصیله وهو علم معرفة المعبود و خلق الاشیاء سوی الله تعالی و بعد ذلك العلم بالحلال والحرام والامر والنهی مما بعث الانبیاء فیه وعلم یجب الاجتناب عنه وهو السحر وعلم الحکمة والطلسمات وعلم النجوم الا علی قدر ما یحتاج الیه فی معرفة الاوقات وطلوع الفجر والتوجه الی القبلة والهدایة فی الطریق وعلم آخر لیس فیه نفع الی الاخرة وهو علم الجدال من المناظرات فیکون الاشتغال منه تضییع العمر فی شیء لا ینفعه فی الاخرة وانما یشتغلون به لقهر الخصوم لا لاظهار الحق والموقوف علی الفرق بین المسائل واخراج التناقض من بین الاحکام فان اشتغلوا بغیره مما ینفعه فی الدنیا والآخرة ولا یضیع العمر کان اولی انتهی و گویند که واضع علم جفر حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه اند

وسواے ائمہ کرام وکسانیکہ از اوشان تحصیل کردند نصیب دیگران نیست قال فی مدینۃ العلوم علم الجفر
والجامعۃ قال اهل المعرفۃ بهذا العلم هذا العلم عبارۃ عن العلم الاجمالی بلوح القضاء
والقدر المحتوی علی کل ما کان وما یکون کلیا وجزئیا وقالوا وضعہ امیر المؤمنین علی بن
ابی طالب رضی اللہ عنہ وضع الحروف الثمانیۃ والعشرین بطریق البسیط الاعظم فی جلد
الجفرۃ تستخرج منها بطریق مخصوص الفاظ معینۃ تدل علی ما فی لوح القضاء والقدر و
قالوا خص امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ معرفۃ طریق هذا العلم باهل البیت
ولا یعرفها غیرهم الا من استفاد منهم من کبار اولیاء اللہ تعالی انتهی ودر شریعت محمدیہ علی صاحبها
الصلوۃ والتحیۃ در کدامی چیز نحوست نیست زیراکہ در جامع الاصول مروی ست کہ فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر
نحوست بودی در سہ چیز بودی اسپ وخانہ وزوجہ پس از روایت جامع الاصول واضح گشت کہ نحوست در
کدامی چیز نیست وشہر صفر ودیگر ایام راکہ مردمان در جاہلیت منحوس میدانستند حضرت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نفی آن فرمودند عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لا عدوی ولا صفر ولا غول اخرجہ مسلم وعن رضی اللہ عنہ لا عدوی ولا صفر
ولا هامۃ رواہ احمد والبیهقی وابوداؤد عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ فی مشارق
الانوار للقاضی عیاض قولہ لا صفر قیل المراد الشهر المعلوم وبخاری ومسلم کہ از ابن عمر رضی اللہ
عنہما روایت کرد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشوم فی المرأۃ والدار
والفرس تاویلش این ست کہ شومی زوجہ این ست کہ اولاد نزاید وشوہر خود را نا خوش دارد وشومی
خانہ این ست کہ تنگ باشد وہمسایۂ آن بد باشد وشومی اسپ آنست کہ بروقت سواری مالک خود را ایذا دہد
گاہی بروجہا دنشدہ باشد قال السید جمال الدین فی شرح المشکوۃ قیل سوء الدار ضیقها وسوء
جوارها وشوم المرأۃ بسوء خلقها وان لا تلد وشوم الفرس صعوبتہ وان لا تغزی علیہ
والمقصود مفارقۃ هذہ الاشیاء ولا یکون من باب الطیرۃ المنهی عنها انتهی وقال الملا علی
القاری فی المرقاۃ شرح المشکوۃ والشوم فی المرأۃ لا تلد وقیل غلاء مهرها وسوء خلقها
والدار ضیقها وسوء جیرانها والفرس ان لا یغزی علیہ ثم قیل صعوبتہ وقیل هذا ارشاد
منہ صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ فمن کان لہ دار تکرہ سکنیها او امرأۃ تکرہ صحبتها او

فرس لا تعجبہ فلیفارق بالانتقال عن الدار وتطلیق المرأۃ وبیع الفرس فلا یکون ھذا من
باب الطیرۃ المنہی عنہا انتہی و نکاح کردن درشہر جائز ست بلا کراہت قال فی البزازیۃ والنکاح بین
العیدین جائز وکرہ بعضھم الزفاف والمختار انہ لا یکرہ لانہ علیہ السلام تزوج بالصدیقۃ
فی شوال فتاوی بین قولہ علیہ السلام لا نکاح بین العیدین ان صح انہ علیہ السلام کان رجع
من العید فی قصر ایام السنۃ والجمعۃ فعرض علیہ لا نکاح فقال الا انتہی و اگر از نجومی در بہترین ساعت پرسیدہ
تصدیق کردہ ہمون ساعت بلا توبہ عقد نکاح بست بلا شبہہ کاحش درست نخواہد شد زیرا کہ از تصدیق کا اہن
کافر میشود لانہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی کاھنا او عرافا وصدقہ بما یقول فقد کفر
بما انزل علی محمد انتہی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ حقیر العلماء خادم احمد غفر لہ اللہ الصمد[۱۳۲۴ ج ۱] سوال[۱۲۵]
سوال اول علم رمل کو سیکھنا و سکھانا درست ہی یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب اصل رمل کی زمانہ حضرت
ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہی اور اُنکے معجزات مین شمار کیا گیا مگر ہماری شریعت مین اُس کی
ممانعت وارد ہی سید الذریعۃ طحطاوی حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین ھو علم بضرب اشکال من الخطوط والنقطۃ
النقطۃ بقواعد معلومۃ تخرج حروفا تجمع و تستخرج جملۃ دالۃ علی عواقب الامور وقد علمت انہ حرام
قطعا واصلہ لادریس علیہ السلام انتہی اور ابن حجر مکی کے فتاوے مین ہی ان تعلمہ وتعلیمہ حرام شدید
التحریم لما فیہ من ایہام العوام ان فاعلہ یشارک اللہ فی غیبہ انتہی اور صحیح مسلم و سنن ابو داؤد وغیرہ
مین معاویہ بن حکم سے مروی ہی قال قلت ومنا رجال یخطون قال ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان
نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک انتہی جلال الدین سیوطی مرقاۃ الصعود شرح سنن ابو داؤد مین
لکھتے ہین قال النووی اختلف العلماء فی معناہ والصحیح ان معناہ من وافق خطہ فھو مباح
ولا طریق لنا الی معرفۃ ذلک والعلم الیقینی بالموافقۃ فلا یباح وقال عیاض معناہ
من وافق خطہ فذاک الذی تجدون اصابتہ لما تقول لا انہ اباح ذلک لفاعلہ قال و یحتمل ان ھذا نسخ
من شرعنا وقال الخطابی ھذا الحدیث یحتمل النہی عن ھذا الخط اذ کان علما لنبوۃ ذلک النبی وقد انقطعت
فنہی عن تعاطی ذلک قال النووی فحصل من مجموع کلام العلماء الاتفاق علی النہی عنہ الان انتہی واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی سوال[۱۲۶] شب برات مین حلوا وغیرہ
اور عید مین سویان پکانا اگرچہ قرض وغیرہ لینے کی نوبت پہونچے پر ضروری سمجھ کر ضرور پکانا کیسا ہے

یا بلا لحاظ رسوم اس نظر سے کہ پڑوس مین حلوا وغیرہ دیکھ کے اپنے بچے رووینگے بخیال انکے رنج کے یا یہ کہ خود بھی شیرینی کا شوق ہوا ان چیزون کا پکانا کیسا ہی بینوا توجروا ہو المصوب اس باب مین شرعا کوئی نص وارد نہین ہی نہ نفیا نہ اثباتا حکم یہ ہی کہ اگر بپابندی رسم ضروری سمجھے گا کراہت لازم ہوگی اور اگر ضروری نہ سمجھے گا کچھ حرج نہوگا اور یہ کلیہ ہے تمام مباحات اور مندوبات اور بدعات مباحہ مین کہ منجملہ انکے حلوا اور سویان وغیرہ ہین اور استنباط اسکا اس قول ابن مسعود رضی سے ہی جو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد وابن ماجہ ونسائی نے روایت کی ہی کہ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوته یری ان حقا علیه ان لا ینصرف عن یمینه لقد رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره طیبی اور سید کے حواشی مشکوۃ مین ہے فیه ان من اصر علی المندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان فکیف من اصر علی بدعة او منکر انتهی والله اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

سوال سوم بخیال ملحوظ وقت مثلا روز جمعرات یا شب جمعہ ایک جلسہ ٹھہرایا جاوے کہ ہر ہفتہ کو لوگ جمع ہوا کرین اور وعظ بذریعہ قراءۃ ترجمہ قرآن یا احادیث و مسائل نماز و روزہ وغیرہ مسائل دینیات کا بیان ہوا کرے اور کسی معاملہ دنیا و دین کا جھگڑا اسمین نہو صرف قال الله وقال الرسول کا ذکر ہوا کرے اس نیت سے ایک دن صرف اس غرض سے مقرر کیا جاوے کہ سب لوگ بغیر اسکے کہ اطلاع دیجاوے روز معلومہ کو وقت و مقام معلومہ خود بخود مجلس وعظ مین شریک ہوا کرین جیسا کہ دہلی مین وعظ مولوی حفیظ الله خانصاحب کا بروز دوشنبہ بوقت معین صبح یا وعظ مولوی عبد الرب صاحب کا بروز معینہ جمعہ بمقامات معینہ ہوتا ہی اور شوقین بلا اطلاع دینے کے وقت معلومہ پر شریک ہوجایا کرتے ہین ایسا کرنا کچھ گناہ تو نہین ہی یا گناہ ہی پھر ایسے وعظ مین اگر بایام گرمی شربت یا پانی برف کا یا بموسم سرما چاے کافی حاضرین کو پلایا جاوے اور کچھ پابندی کسی رسم یا مہمان کا خیال نرکھا جاوے تو کچھ حرج تو نہین ہی علی ہذا القیاس رمضان المبارک کی کسی شب مین بروز ختم کلام مجید حاضرین کو بلا نیت کسی رسم و رواج کے کھانا کھلانا یا شیرینی تقسیم کرنا یا شربت اسوقت اور بوقت افطار شربت پلانا جائز ہی یا ناجائز **ہو المصوب** یہ سب جائز ہی اور اصل اسکی یہ حدیث ہی جو صحیح بخاری کے کتاب العلم مین ابو سعید خدری سے مروی ہی قال جاءت امرأة الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالت یا رسول الله ذهب الرجال بحدیثك فاجعل لنا من نفسك یوما نأتیك فیه تعلمنا مما علمك الله اجتمعن فی یوم كذا وكذا فی مكان كذا وكذا فاجتمعن فاتاهن رسول الله صلی الله علیه وسلم فعلمهن مما علمه الله الحدیث

اور بھی صحیح بخاری کے کتاب الدعوات میں عکرمہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے ابن عباسؓ نے فرمایا حدث الناس
فی کل جمعة مرة فان ابیت فمرتین فان اکثرت فثلث مرات الحدیث اور بھی صحیح بخاری کے
کتاب العلم میں مروی ہے عن ابی وائل قال کان عبد اللہ بن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس
فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان املکم وان
اتخولکم بالموعظة کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بہا مخافة السامة علینا انتہی ان اخبار
سے انعقاد مجلس وعظ کے واسطے اور تعیین مکان وزمان ثابت ہے اور حضار مجلس کو جب وہ ایک مکان پر جمع ہوں
رمضان میں مجلس ختم میں یا غیر رمضان میں مجلس وعظ میں بلا لحاظ رسم ورواج والتزام ضروری واہتمام غیر شرعی
کوئی چیز کھلانا پلانا یا تقسیم کردینا درست ہے اصل اسکی یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں کتاب الجہاد میں باب الطعام
عند القدوم میں مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینة نحر جزورا او بقرة
انتہی اور بھی اسی میں کتاب الاطعمہ میں قصہ عتبان بن مالک میں مروی ہے قال عتبان فغدا علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر حین ارتفع النہار فلم یجلس حتی دخل البیت فقال این تحب ان
اصلی من بیتک فاشرت الی ناحیة فقام وکبر فصففنا وصلی رکعتین ثم سلم وجلسنا علی خزیرة صنعناها الحدیث
اور بھی اسی کتاب میں مروی ہے عن عائشة کانت اذا مات المیت من اهلها فاجتمع لذلک النساء ثم
تفرقن الا اهلها وخاصتها امرت ببرمة من تلبینة فطبخت ثم صنع ثرید فصبت التلبینة علیها ثم قالت
کان منها الحدیث واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال۔ در ترجیح قواعد حرکت ارضی مسئلہ ہیأت فیثاغورسی کہ مستلزم نفی سموات ست بجہت ثبوت
کثیفہ غیر قابل بہ تداخل اجسام کثیفہ دیگر درخود مثل مسائل ہیأت حرکت فلکی شرعاً محذوری لازم می آید یا نہ و در
صورتیکہ مرجح نظام فیثاغورسی منکر وجود آسمانہا علی الاطلاق نباشد بلکہ قائل بوجود اینہا باشد مگر بجہت لطیفہ
مثل ہوا بلکہ ازان ہم لطیف تر او ایہام اندیشہ مخالفت احکام شرع میرسد یا نہ و نیز قائل باین قول اگر مثل حکمائے
فرنگ بگوید کہ بوادید آثار حکمت کاملہ یزدانی چنان مستحسن می نماید کہ تمامی اجرام سماویہ مثل کرہ ارضیہ مسکن مخلوقات
ذی روح باشد درین صورت ہم خللے وفتور در عقائدش راہ خواہد یافت یا نہ بینوا توجروا ہو المصوب
درین باب نہ ہیأت فیثاغورسی را اعتبار ست و نہ ہیأت بطلیموسی را بلکہ اعتماد درین باب بر آن باید کرد کہ از
قرآن مجید واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم وصحابہ ثابت بسند قال اللہ تعالی یا ایہا

الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء
وقال الله تعالیٰ هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسواهن سبع سموات وقال الله تعالیٰ الله
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن وقال الله تعالیٰ کل فی فلک یسبحون وقال الله تعالیٰ تنزیلا ممن خلق الارض و
السموات العلی الرحمن علی العرش استوی وقال الله تعالیٰ الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعها ووضع
المیزان وقال الله تعالیٰ والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع انه لقول فصل وقال الله تعالیٰ ولله
المثل الاعلی فی السموات والارض وقال الله تعالیٰ الحمد لله فاطر السموات والارض وقال الله تعالیٰ الحمد لله الذی
خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور وقال الله تعالیٰ قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض
وقال الله تعالیٰ فقضاهن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرها وقال الله تعالیٰ ان ربکم الله الذی
خلق السموات والارض فی ستة ایام وقال الله تعالیٰ الم تروا کیف خلق الله سبع سموات طباقا
وہمچنین بسیاری از آیات قرآنیہ دلالت قطعیہ بر وجود آسمانہا و بودن آنہا هفت می کنند پس انکار وجود آسمان
انکار قرآن ست واخرج البیہقی عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه انه نظر الی السماء
فقال تبارکت ما اشد بیاضها والثانیة اشد بیاضا منها ثم کذلک حتی بلغ سبع السموات
وخلق فوق السابعة الماء وجعل فوق الماء العرش واخرج اسحاق بن راهویه فی مسنده وابن المنذر
وابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط عن الربیع بن انس قال السماء الدنیا موج مکفوف والثانیة مرمرة
بیضاء والثالثة حدید والرابعة نحاس والخامسة فضة والسادسة ذهب والسابعة یاقوتة حمراء وما فوق ذلک
صحاری من نور ولا یعلم ما فوق ذلک الا الله واخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویه عن ابن عباس قال قال رجل
یا رسول الله ما هذه السماء قال هذا موج مکفوف عنکم این احادیث و امثال آنها که بر ناظر کتب حدیث مخفی نیست ثابت
ست که اجرام سموات لطیف نیستند مثل هوا بلکه کثافتی و غلظتی دارند پس قول بلطافت آنها موجب انکار اخبار ست
واما بودن اجرام سماویه مسکن مخلوقات مثل ارض پس امری ست که در شرع اثری از ان نیست و اثبات آنها بمجرد
عقل ممکن نیست آنچه در شرع ثابت ست باین قدر ست که سموات مسکن ملائکه اند اخرج ابن جریر وابن
المنذر والبیہقی عن ابن عباس قال خلق فی کل خلقا من الملائکة والخلق الذی فیها من البحار و
جبال البرد وما لا یعلم الحاصل در امثال این مباحث هر چه از قرآن و احادیث ثابت گردد بران اعتقاد باید کرد و
آنچه حکمای فیثاغورثیین یا حکمای بطلیموسیین از عقول خود ها میگویند و شرع مکذب آن ست اعتماد بران نشاید کرد جزم

باید کرد کہ قرآن وحدیث برای رشان درینچو مباحث مخترعہ شان نازل شدہ پس اختیار ہر دو و ترک راکہ را د
کلام الٰہی ونبوی ست از شان اہل اسلام نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔ و آقعی در نفی سموات وجسمانیت کثیفۂ آنہا شرعا محذوری لازم می آید چہ بودن
جمیع سموات مسکن حیوانات از شرع شریف ظہور نمی نماید واللہ اعلم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم

۲۶ شوال ۱۳۰۵ھ ایک شخص کا قول یا عقیدہ ہی کہ کوئی مسئلہ شرعی خالی علم ریاضی سے نہین بلکہ کوئی چیز بغیر ریاضی کے
درست وصحیح نہین ہوسکتی ہی اور رویت ہلال شہر بھوپال کے بسبب نہ برابر ہونے سطح زمین کے معتبر نہین آیا یہ
قول قائل صحیح ہی یا نہین اور مذہب اسلام کا موقوف علیہ علم ریاضی پر ہی یا نہین اس مسئلہ کو مفصل ارشاد
فرمایا جاوے تا واقفیت بخوبی حاصل ہو بینوا توجروا **ہو المصوب** قواعد حسابیہ اور امور ریاضیہ ایسا نہین ہے
کہ بالکل شرعا معتبر ہون اور انپر مدار احکام ہووے حدیث مین وارد ہی انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب
الشہر ہکذا وہکذا وعقد الابہام فی الثالثۃ والشہر ہکذا وہکذا وہکذا یعنی تمام ثلثین اخرجہ المسلم وغیرہ اور درباب
اعتبار رویت ایک بلدہ کے دوسرے شہر مین فقہا مختلف ہین بعض کے نزدیک مطلقا غیر معتبر ہی بلکہ ہر بلدہ
مین وہان کی رویت پر حکم دیا جاویگا اور بعض کے نزدیک مطلق معتبر ہی یعنی جب یہ امر کسی شہر مین بطور ثبوت شرعی
ثابت ہو جاوے کہ فلان شہر مین چاند ہوا تو ان پر بھی موافق اسکے حکم دیا جاویگا گو دونون شہرون مین بعد
مسافت ہو اور یہی ظاہر روایت ہی اور محققین فقہاء کے نزدیک اگر ان دونون شہرون مین اسقدر بعد مسافت ہی کہ
اختلاف مطالع ہوتا ہی اور یہ ہو سکتا ہی کہ ایک جگہ طلوع ہلال ہو اور دوسری جگہ اس روز نہو اس صورت مین
ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ ملزم نہوگی اور نہ معتبر ہوگی فتاوی تاتارخانیہ مین ہی اہل بلدۃ اذا رأوا
الہلال ہل یلزم فی حق اہل کل بلدۃ اختلف المشائخ فیہ فبعضہم قالوا لا یلزمہ فانما المعتبر فی حق
اہل بلدۃ رؤیتہم وفی الخانیۃ لا عبرۃ باختلاف المطالع فی ظاہر الروایۃ وفی القدوری ان کان بین
البلدتین تفاوت لا تختلف بہ المطالع یلزمہ وذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ الصحیح من مذہب
اصحابنا انتہی اور طحطاوی کی شرح مراقی الفلاح مین نقلا عن ابی السعود مرقوم ہی تحت قول صاحب مراقی
الفلاح کے وقیل یختلف باختلاف المطالع واختارہ صاحب التجرید الخ قولہ صاحب التجرید وہو
الاشبہ لان انفصال الہلال من شعاع الشمس یختلف باختلاف الاقطار کما فی دخول الوقت وخروجہ وہذا
مثبت فی علم الہیئۃ والافلاک واقل ما تختلف بہ المطالع مسیرۃ شہر کما فی الجواہر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی

عفو عنه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۔ **سوال** ۔ چہ حکم ست درین مسائل کہ حقیقت سحر چیست تسخیر
بعض اشیاء ادویہ امر عجیبی کہ پیدا شود سحر ست و یا از تاثیرات کلمات خبیثہ شیطانیہ کہ بدان کلمات استعانت
بخبائث و شیاطین میکنند و امری عجیب حادث میگردد و میان سحر و طلسم و شعبدہ فرق چیست
و حرام و کفر ازینها چہ چیز ست و تمیز میان سحر و معجزہ و کرامت چیست امیدوارم کہ مفصلاً
ارشاد شود و نیز ارشاد شود کہ آیا سحر ہر چہ باشد موجب حدوث ایذا و مرض بجسم انسان میگردد
ضرر میرساند و قتل میکند یا فی نفسہ محدود باشد **ہو المصوب** **جواب سوال اول** سحر را بسیار
اقسام اند و اکثر اطلاق آن بر امر عجیبی میشود کہ بسبب تقرب الی الشیاطین پیدا شود بیضاوی در تفسیر قول
تعالی یعلمون الناس السحر می گوید المراد بالسحر ما یستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان مما
لا یستقل به الانسان وذلک لا یستتب الا لمن یناسبه فی الشرارة وخبث الباطن فان التناسب
شرط فی التضام والتعاون انتہی و علامہ ابن حجر مکی در زواجر عن اقتراف الکبائر آورده السحر علی
اقسام اولها سحر الکلدانیین الذین کانوا فی قدیم الدهر یعبدون الکواکب ویزعمون انها
المدبرة للعالم ومنها یصدر کل خیر وشر وهم الذین بعث الیهم ابراهیم علی نبینا وعلیه
الصلوة والسلام النوع الثانی سحر اصحاب الاوهام والنفوس القویة الثالث الاستعانة
بالارواح الارضیة والقول بالجن مما انکره بعض متاخری الفلاسفة والمعتزلة واما اکابر
الفلاسفة فلم ینکروه الا انهم سموها الارواح الارضیة الرابع التخییلات والاخذ
بالعیون والخامس الاعمال العجیبة التی یظهر من ترکیب الآلات علی النسب الهندسیة
مثل صورة فرس فی یده بوق فاذا مضت ساعة من النهار صوّت البوق
من غیر ان یمسه احد وکان سحر سحرة فرعون من هذا القبیل السادس تعلیق
الاستعانة بخواص الادویة المزیلة للعقل ونحوها السابع تعلیق القلب وهو ان
یدعی انسان انه یعرف الاسم الاعظم مثلا فاذا کان السامع ضعیف القلب اعتقد انه حق
وحصل فی نفسه انه نوع من الرعب فح یتمکن الساحر فیه من ان یفعل ما یشاء
جواب سوال دوم ہر نفس انسانی را از جناب باری تاثیری عنایت شده است کہ آن تاثیر در نفس دیگر
نیست و ہر نفسی را خاصیتی ست بحسب استعداد او کہ در دیگر نیست و ہر یکی از سحر و طلسمات و شعبدہ از قبیل تاثیرات

نفس آن بو خلق ان و ارتکاب او کفر نیست البتہ اعتقاد استقلال آن کفر ست چنانچہ تفتازانی در شرح عقائد می نویسد الکفر
فی تعلم السحر بل فی اعتقاد ترتب الآثار علیہ انتہی و علامہ علی قاری در شرح فقہ اکبر می نویسد اتفق کلمتہم
علی ان ما کان من جنس دعوۃ الکواکب السبعۃ او السجود لہا او التقرب الیہا بما یناسبہا کفر وہی من
اعظم ابواب الشرک انتہی و ابن حجر مکی در زواجر می آرد اختلف الناس فی کفر الساحر و لیس محل
الخلاف النوع الاول اذ لا نزاع فی کفر من اعتقد ان الکواکب مؤثرۃ لہذا العالم او ان
الانسان یصل بالتصفیۃ الی ان تصیر نفسہ مؤثرۃ فی ایجاد جسم و اما ان یعتقد الساحر
انہ یبلغ فی التصفیۃ الی ان تصیر نفسہ بحیث یطیعہ الخبیثۃ فالمعتزلۃ یکفرونہ و غیرہم
و اما بقیۃ انواعہ فقال جماعۃ انہا کفر مطلقا و اما النوع الثالث و ما بعدہ فان اعتقد
ان فعلہ مباح قتل لکفرہ لان تحلیل المحرم کفر انتہی و علامہ اردبیلی در فتاوی انوار می نویسد
اطلق المالکیۃ و جماعۃ الکفر علی الساحر و لا شک ان ہذا قریب من حیث الاجمال غیر انہ
عند الفتاوی فی جزئیات الوقائع یقع غلط عظیم و السبب فی ذلک انہ اذا قیل للفقیہ
ما السحر و ما حقیقتہ حتی یقضی علیہ بالکفر یعسر علیہ و الا بطول عمری ما رأیت من یفرق بین ہذہ الامور انتہی
و ابن ہمام در فتح القدیر می طراز د السحر حرام بلا خلاف و اعتقاد اباحتہ کفر و عن اصحابنا
و مالک و احمد یکفر الساحر بتعلمہ و فعلہ و یقتل و عند الشافعی لا یجب قتلہ و لا یکفر الا اذا
اعتقد اباحتہ و یجب ان لا یعدل عن مذہب الشافعی فی کفر الساحر و اما قتلہ فیجب اذا ثبت
مزاولتہ عمل السحر لسعیہ بالفساد فی الارض انتہی باقی ماند حال شعبدہ پس صاحب در مختار علم شعبدہ و
علم شعبدہ مثل علم سحر مذموم و حرام نوشتہ و ابن خلدون نوشتہ الشریعۃ لم تفرق بین السحر و الطلسمات
و جعلتہ کلہ بابا واحدا لان الافعال انما اباح لنا الشرع منہا ما یہمنا فی دیننا و
دنیانا فان کان فیہ نوع ضرر کالسحر و یلحق بہ الطلسمات یکون محظورا فجعلت الشریعۃ
باب السحر و الطلسمات و الشعبذۃ واحدا انتہی **جواب سوال چہارم** معجزہ عبارت ست از
امر خارق عادت کہ بر دست مدعی نبوت بمقابلہ منکرین نبوت صادر شود کہ کسی مثل او کردن نتواند و کرامت عبارت
است از خارق عادتی کہ بر دست ولی صادر شود بغیر دعوی امری و سحر لیس صادر شود از نفوس خبیثہ کہ نسبت
بنفوس شیطانیہ پیدا اند و مثل آن ہر کس کہ مناسبت پیدا سازد و مثل آن صدور تواند چنانکہ تفتازانی در شرح مقاصد می نویسد

المعجزة امر خارق للعادة مقرون للتحدی مع عدم المعارضة واحترز بقید المقارنة
للتحدی عن کرامات الاولیاء وبقید عدم المعارضة عن السحر والشعبدة انتهى جواب
سوال پنجم شکی نیست که سحر امریست مؤثر بر هر که ساحر خواهد نه باستقلال ساحر بلکه حسب جریان عادت الله
ابن حجر از قرطبی نقل می‌سازد وقال العلماء لا ینکر ان یظهر علی ید الساحر خرق العادات
بما لیس فی مقدور البشر من مرض وزوال عقل وتعویج عضو ولا یکون السحر
علة لذلك ولا موجبا له بل یخلق الله هذه الاشیاء عند وجود السحر انتهى
وملا علی قاری در شرح فقه اکبر می‌نویسند الاکثرون یقولون ان السحر قد یؤثر فی موت المسحور
ومرضه من غیر وصول شیء ظاهر الیه انتهى والله اعلم حرره ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا الله عنه

ابو الحسنات محمد عبد الحی | **سوال ۲۲۵** انقلاب نحاس وغیره بطرف ذهب وفضه که نتیجه علم کیمیا است ممکن است
یا نه بینوا توجروا **هو المصوب** علمای حکمت درین باب اختلاف دارند بعضی مثل شیخ رئیس وغیره قائل بامتناع
گشته اند لیکن دلیلی قوی که مفید استحاله باشد از ایشان نیست وجمعی از ایشان قائل بامکان بوده
ادله امتناع را از بیخ برکنده اند در کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون می‌نویسد حاصل ما ذکره
الصفدی فی شرح لامیة العجم ان الناس فیه علی طریقین فقال کثیر منهم ببطلانه منهم الشیخ
الرئیس ابن سینا ابطله بمقدمات من کتاب الشفاء والشیخ تقی الدین بن تیمیة صنف رسالة فی الکیمیا
فی انکاره وصنف یعقوب الکندی ایضا رسالة فی ابطاله لکنهم لم یوردوا شیئا یفید
الظن لامتناعه فضلا عن الیقین وذهب آخرون الی امکانه منهم الامام الرازی فانه فی المباحث المشرقیة
عقد فصلا فی بیان امکانه والشیخ نجم الدین بن ابی الدر البغدادی رد علی الشیخ ابن تیمیة وزیف ما قاله
فی رسالته ورد ابو بکر محمد بن زکریا الرازی علی یعقوب الکندی واستدل الامام فی الملخص علی امکانه
فقال الامکان العقلی ثابت لان الاجسام مشترکة فی الجسمیة فوجب ان یصح علی کل واحد ما یصح
فی الآخر وحکی ابن ماجة الاندلسی فی بعض تآلیفه عن الشیخ ابی نصر الفارابی انه
قال قد بین ارسطو فی کتابه من المعادن ان صناعة الکیمیاء داخلة تحت
الامکان الا انها من الممکن الذی یعسر وجوده بالفعل انتهى ملخصا واکثر ارباب شرع
قائل بامکان اند ابن حجر مکی هیتمی در تحفه شرح منهاج در باب الربا می‌نویسد اختلف فی انقلاب الشیء عن

حقیقۃ کالنحاس الی الذھب ھل ھو ثابت فقیل نعم لانقلاب العصا ثعبانا حقیقۃ وکان ذلک
الاعجاز وقیل لا لان قلب الحقائق محال والحق الاول انتھی ونیز می نویسند کتب شیخا
ما یسأل عن تعلم علم الکیمیاء وحدہ ولم ترلاحد کلاما فی ذلک والذی یظہر انہ
ینبنی علی ھذا الخلاف فعلی الاول من علم العلم الموصل لذلک القلب علما
یقینا جاز لہ علمہ وتعلیمہ اذلا محذور فیہ بوجہ وان قلنا بالثانی اولم یعلم
الانسان ذلک بالعلم الیقینی وکان ذلک وسیلۃ الی الغش فالوجہ الحرمۃ
انتھی ودر رد المحتار حاشیہ در مختار بعد نقل این عبارت می نویسند حاصلہ انا اذا قلنا باثبات
قلب الحقائق وھو الحق جاز العمل بہ وتعلمہ لانہ لیس بغش لان النحاس ینقلب ذھبا
وفضۃ حقیقۃ وان قلنا انہ غیر ثابت لا یجوز لانہ غش کما لا یجوز لمن لا یعلمہ حقیقۃ
لما فیہ من اتلاف مال المسلمین او غش المسلمین والظاہر ان مذھبنا ثبوت
انقلاب الحقائق بدلیل ما ذکروہ فی انقلاب العین فی النجاسۃ کانقلاب الخمر
خلا والدم مسکا ونحو ذلک انتھی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی |

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین باصفا وفضلائے باحیا اس مسئلہ میں کہ بیاہی بن بیاہی عورتون کو تعلیم دلانا علم موسیقی وراگ قوالی وتعلیم باجہ بجانے از قسم ستار وڈھولک وطبلہ وغیرہ واسطے خوشنودی ورضامندی رکھنا اور داخل کرنے حسنات مین اپنے اپنے شوہران
موجودہ وآیندہ کے اور نیز بغرض تنفر پیدا کرانے شوہرون کے رنڈیون اور زنان بازاری سے جائز ہے
یا نہیں **ھو المصوب** تعلیم بقدر نا جائز نا جائز ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سوال ۱۲۶۱ھ؁ درباب تعلیم زبان انگریزی کے آیا شرعا جائز ہے یا نا جائز اور آیا اسکے عدم جواز میں
تشبہ بقوم نصاریٰ سے استدلال ہو سکتا ہے یا نہین اور بعض احادیث مین جو وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو توریت یا انجیل پڑھتے دیکھکر انکو اسکو پڑھنے سے منع فرمایا اس روایت سے
تعلیم زبان انگریزی کا شرعا ممنوع ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین بینوا توجروا **الجواب** نفس تعلم زبان انگریزی
کا شرعا جائز ہے کیونکہ موافق علم اصول کے اصل حالت اباحت ہے تاوقتیکہ منع شرعی ثابت نہو ہر شے شرعا جائز سمجھی
جاویگی من تشبہ بقوم الخ اور دوسری روایت سے انگریزی سیکھنا ممنوع نہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس زبان

تشبہ بالنصاریٰ نہیں ہے اور نہ انگریزی زبان توریت یا انجیل ہے۔ اشرف علی عفی عنہ ھو المصوب
فی الواقع نفس تعلیم زبان انگریزی شرعاً ممنوع نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت
رضی اللہ عنہ کو زبان یہودی سیکھنے کا حکم کیا جیسا کہ جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے اور ملا علی قاری رحمہ کی
شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ لا یعرف فی الشرع تحریم تعلم لغۃ من اللغات سریانیۃ او عبرانیۃ او ہندیۃ
او ترکیۃ او فارسیۃ اھ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا اہل کتاب توریت وغیرہ پڑھنے سے اس وجہ سے نہ تھا کہ
وہ زبان کفار ہیں بلکہ اس غرض سے تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس امت کے لوگ قرآن کو واگذاشت کر کے
اور کتب سابقہ کی طرف متوجہ ہو جاویں اور اپنے دین کو خراب کریں تفصیل اسکی بہ تخریج کتب حدیث
میں موجود ہے اور حدیث من تشبہ سے تعلم زبان سے کچھ علاقہ نہیں اور وضع [illegible] کفار کو
طعام و شراب و لباس و مشی وغیرہ میں اختیار کرنا داخل تشبہ ہے نہ کسی زبان کو سیکھنا واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **ابو الحسنات محمد عبد الحی**

سوال ۲۳۳ ما قولہم رحمہم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ تعلیم و تدریس زنان را علم تفسیر قرآن و علم حدیث و علم فقہ
و علم تہذیب اخلاق جائز ست یا نہ بینوا توجروا فقط **ھو الموفق** عورات را تعلیم ضروریات دین شاید و سوای آن
نشاید واللہ اعلم حررہ محمد حفیظ عبد الباسط الانصاری غفر لہ اللہ الباری **سوال ۲۳۴** ما قولکم فی ہذہ المسألۃ در
خصوص تعلیم زنان کہ آیا زنان را علم حاصل کردن چہ اصول دین باشد و چہ فروع یا مقدمات آن سزاوار
ہست و جائز ہست یا نہ و در ہر دو صورت اگر اخبار روا دارند سندش بقید کتاب و محل ذکر آن می خواہم
کہ در کدام فصل این احادیث را محدثین مذکور فرمودہ اند باعث اجر جزیل و ثواب جمیل خواہد شد **ھو المصوب**
در صورت تیقن عدم وقوع مفسدہ و خوف فتنہ زنان را علم دینیہ اصولاً و فروعاً جائز ہست [illegible] کما اخرج
البخاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صحیحہ فی کتاب العلم فی باب تعلیم
الرجل امتہ واھلہ وعلمہا فاحسن تعلیمہا وقال العینی فی شرحہ ناقلا عن النووی فیہ استحباب
وعظ النساء و تذکیرہن الآخرۃ و احکام الاسلام علی الصدقۃ وھذا اذا لم یترتب علی
ذلک مفسدۃ او خوف فتنۃ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ۔ صح
الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی رحمۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ اللکھنوی
الانکلی محلی ستر اللہ ذنوبہ الجلی والخفی **سوال ۲۳۵** تعلیم کتابت مر زنان را از شارع علیہ السلام ماموریت

ویل للذی لا یعلم مرۃ و ویل للذی یعلم و لا یعمل سبع مرات وفی الظہیریۃ وقیل العالم الذی لا یعمل
بمنزلۃ الشمع یضیئ السراج ولا یستضیئ بہ اور علماء باعمل اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں اور آیہ انما یخشی
اللہ من عبادہ العلماء سے علماء باعمل مراد ہیں واللہ اعلم حررہ محمد عبد الہادی الانصاری غفر لہ اللہ الباری۔
و المتقی اتقی اعلی و افضل ہوگا قال اللہ تعالی ان اکرمکم عند اللہ اتقکم الآیۃ واللہ اعلم حررہ العاصی محمد عبد العزیز
غفر لہ ذنوبہ و ستر عیوبہ محمد عبد العزیز **سوال** ما قولہم رحمہم اللہ درین صورت کہ مثلاً زید مسلم عالم علم اصول فقہ وغیرہ بود و بنیابت
تدریس بود و اشغال دیگر بعض بعض گناہ کبیرہ یا صغیرہ نمودہ باشد و محترز از آنہا نیست الا مگر گناہ خود ست و عمرو
اصرار میکند کہ استخفاف و اہانت و استہزاء این چنین عالم مذکور خواہم کرد و مستحق معصیت نخواہم شد پس عمرو
مذکور از استخفاف و اہانت و استہزاء زید مذکور کافر یا مستحق معصیت خواہد بود یا نہ بینوا توجروا **جواب**
حامداً و مصلیاً مخفی مباد کہ از آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مدح علمای باعمل متحقق و ثابت ست و توہین
فساق نیز منقول لیکن بنظر فسق زید کہ از ارتکاب کبیرہ دست داد البتہ توہین او بشرطیکہ مودی الی الشر نباشد
و طریق استفادہ علوم کہ از زید جاری باشد مسدود نگردد و از توہین امید احتراز از کبیرہ مقصود بود و یا ضرر
فسق زید بدیگران متعدی باشد زائل شود و ہمرہ این غرض از توہین صرف نیت صالح مثل حصول توفیق توبہ
و جز آن بہ زید مطلوب بود و ایضاً این توہین را مانند مبتدعان شعار خود نکردہ باشد جائز ست واللہ اعلم
بالصواب و عندہ ام الکتاب حررہ العبد المذنب [illegible] الہو المصوب اہانت علما بدون
غرض شرعی یا دنیوی کفر ست لفضلہ تعالی ایاہم بقولہ ہل یستوی الذین یعلمون والذین
لا یعلمون و قولہ تعالی یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ولقولہ علیہ
الصلوۃ والسلام ان العلماء ورثۃ الانبیاء و ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما و انما
ورثوا العلم فاہانتہم یتوسل الی اہانۃ الانبیاء و اہانۃ الانبیاء کفر و کذلک یوصل الی
الانکار علیہ تعالی لانہ تعریض لتفضلہم و الانکار علی اللہ تعالی کفر وما روی من ان العالم
من یعمل بعلمہ فہو خبر احاد لا یزید علی الکتاب ولا یکون مخصصا للآیۃ بل یحمل علی التہدید
کی لا یعارض کتاب اللہ تعالی حیث قال تعالی لا یضیع اجر المحسنین کذا یفہم من شرح الفقہ الاکبر
لملا علی القاری حیث قال نقلا عن الاستاذ نجم الدین الکبری ان تشبہ بالمعلم علی وجہ السخریۃ و اخذ
الخشبۃ و یضرب الصبیان کفر یعنی لان معلم القرآن من جملۃ علماء الشریعۃ فالاستہزاء بہ یکون کفرا

و اما بغرض دنیاوی پس خالی از فسق نیست زیرا کہ از دواعی اہانت بدون غرض ست فلا اقل ان یکون فسقا و اما بغرض شرعی مثل آنکہ ترک این چنین عمل کہ در ترک او لی چیز بدون اہانت باشد لیکن معصیت ہم حاصل نمی شود واللہ اعلم کتبہ الفقیر محمد عبد الرزاق غفر اللہ ذنوبہ و کفر سیاٰتہ ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۲۸۵ھ ہو المعین

در جملہ کتب عقائد و فقہ مندرج است کہ اصرار بر صغیرہ کبیرہ است و مرتکب کبیرہ از حلقۂ ایمان برنمی آید فاما اصرار بر کبیرہ اگر متضمن استخفاف و استحلال است البتہ کفر ست و اگر نہ پس ہیچ حکم بتکفیر داوہ نخواہد شد کما فی السراجیۃ المؤمن لا یخرج عن الایمان بارتکاب الکبیرۃ و اذا مات بغیر توبۃ فھو فی مشیۃ اللہ تعالیٰ ان شاء غفر لہ و ان شاء عذبہ بقدر جنایتہ او اقل ثم یدخلہ الجنۃ انتہیٰ

و فی الحمادیۃ من العقیدۃ لمولانا عبد العزیز صاحب الکشف و التحقیق فان اہل السنۃ والجماعۃ من ارتکب الکبیرۃ من اہل الایمان فان ارتکب مستحلا لہا او مستخفا من نہی عنہا او مصرا علی قصد العصیان فانہ یکفر انتہیٰ پس ہرگاہ کہ در صورت مسئولہ قائلش مندرج اند از حلقۂ ایمان خارج نشود زبان درازی سوء ادب پس قائلش نہی آید بر انچہ روی المسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ من ستر مسلما ستر اللہ فی الدنیا والآخرۃ واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ انتہیٰ و رجحان عالم و فضلش در کلام باری و حدیث نبوی بسیار ست بدانچہ روی احمد والترمذی و ابن ماجۃ والدارمی عن کثیر بن قیس فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا و لا درہما و انما اورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر انتہیٰ و قال اللہ عز و جل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون و ایضا قال یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات و در بعض حواشی مشکوۃ نظر آمد ان محبۃ الانبیاء للعلماء اکثر من محبۃ الآباء للاولاد لان النفع من العلماء الی الانبیاء اکثر وصولا من وصول النفع من الاولاد الی الآباء انتہیٰ و روی الترمذی عن ابی امامۃ الباہلی قال ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلان احدہما عابد والآخر عالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم و ان اللہ و ملائکتہ و اہل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرہا و حتی الحوت یصلون علی معلم الناس الخیر انتہیٰ و روی الدارمی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرء بعد ہذہ الآیۃ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء انتہیٰ و قال علیہ الصلوۃ والسلام

علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل انتہی وقد ذکر فی جواہر الفتاوی الکرہیۃ انہم کانوا فی زمنہ
کالعلماء فی زمن محمد علیہ السلام و علمائیکہ مرتکب گناہ اند عاصی ومعاملہ شان با رب ذوالجلال انچہ خواہد بود
خواہد بود گناہان آنگروہ اندیس مارا استخفاف واستہزاء واہانت شان من حیث العلم بکفر میرساند لما فی البزازیۃ
الاستخفاف بالعلماء کفر لکونہ استخفافا بالعلم وھو صفۃ اللہ تعالی انتہی وفی الاشباہ
الاستہزاء بالعلماء والعلم کفر انتہی وفی خزانۃ المفتین اذا قال لعالم دانشمند اک یا علوی
علویک وقصد بہ الاستخفاف بالدین کفر انتہی وفی روضۃ الفتاوی ولو جلس احد من الناس
اعلی من العالم والمتعلم فی المجلس لو کان علی وجہ الاستخفاف طلقت امرأتہ ولو کان علی
وجہ الحقارۃ والاہانۃ یکفر انتہی وفی سراج المنیر الاستہزاء بالعلم والعلماء کفر کما فی الاشباہ والنظائر
واہانۃ العلماء کفر کما فی جامع الرموز انتہی وبالجملہ اہانت علما خالی از کفر یا فسق اگر بغرض دنیوی
باشد نیست وآنکہ کفر یا فسق را نیکو پندارد و بایمان خود نازان شود آن ہم کافر ست لما فی الحمادیۃ من التمہید
وکذلک لو استحسن الکفر او الظلم او المعصیۃ فانہ یصیر کافرا انتہی وفی سراج المنیر والسراجیۃ
ومن کفر بلسانہ طائعا وقلبہ مطمئن بالایمان فہو کافر ولا ینفعہ ما فی قلبہ انتہی وفی الحمادیۃ
ومن اتی بلفظ الکفر قصدا او لم یعلم بہ او لم یعتقدہ کفر عند العامۃ انتہی وفی القنیۃ ناقلا عن
علاء الترجمانی قال لا اقول بفتوی الائمۃ ولا اعمل بفتواہم فہو راد علی الرسول علیہ السلام
اجماع الامۃ ومنتہکات النصوص فیلزمہ التوبۃ والاستغفار وقیل ان لم یکن مجتہدا یخشی علیہ الکفر انتہی
واما احادیثی کہ مضمونش حصر عالم بر عالمیکہ باعمل باشد مفہوم میشود آنہا بروایت آحاد اند و بروایت آحاد زیادت بر
کتاب کہ مطلق ست وتخصیصش جائز نیست بلکہ آنہا محمول بر تہدید اند واگر غرض صاحب اہانت این باشد کہ عالم
با ہم متنبہ شدہ از عصیان خود باز ماند پس این بدون اہانت ہم متصور کہ تفہیم عالم کردہ آید واللہ اعلم رقمہ محمد
عبد الحلیم تجاوز اللہ عن سیاتہ وعفی عنہ **ھو الموفق** درصورت مسئولہ اگر عمرو اہانت زید قطع نظر از فسقش من حیث
العلم میکند البتہ این فعل بحد کفر میرساند کہ اہانت علم وعلما من حیث العلم راجع باہانت شریعت ست وہو کفر وہمین
ست معنی قول فقہاء ومتکلمین اہانۃ العلم والعلماء کفر کما حققہ المحدث الدہلوی واگر قطع نظر از علمش
من حیث الفسق وی نماید پس اگر زید مذکور فسق وکبائر علانیہ می سازد باکی ندارد بدگوئیش دران فعل خاص جرم
نیست زیراکہ غیبت وبدگوئی فاسق معین جائز ست قال ابن حجر ما یبیح الغیبۃ ان یکون متجاہرا بالفسق

وایضا قال لا تشد بذکر ما یتنظاهر به و این حدیث را در زواجر لشد آورده من القی جلباب الحیاء فلا غیبة و هکذا قال علی القاری فی شرح الشمائل ناقلا عن القرطبی و اگر زید کبائر را بالخفا می سازد بد گفتنش و برا یاد غائبش داخل غیبت ست و استهزا و تجسس آن حرام و مرتکبش عاصی بمعصیت کبیره قال الله تعالی یا ایها الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منهن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان و من لم یتب فاولئک هم الظالمون یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا الله ان الله تواب رحیم و قال ویل لکل همزة لمزة و قال علیه السلام ایاکم والغیبة فان الغیبة اشد من الزنا کذا فی الاحیاء و روی ابن ابی الدنیا والطبرانی والبیهقی الربا نیف و سبعون بابا اهونهن بابا من الربا مثل من اتی امه فی الاسلام و درهم ربا اشد من خمسة و ثلثین زنیة و اشد الربا و اخبث الربا انتهاک عرض المسلم و انتهاک حرمته کذا فی الزواجر و قال علیه السلام اتدرون ما الغیبة قالوا الله و رسوله اعلم قال ذکرک اخاک بما یکره قیل افرایت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیه ما تقول فقد اغتبته و ان لم یکن فیه فقد بهته رواه مسلم ولا فرق فی الغیبة بین ان یکون فی غیبة المغتاب او بحضرته هو المعتمد و اما السخریة والاستهزاء فی غیبته فکما هما فی حضرته تحة یراله قاله ابن حجر و عالم بدکار را باین معنی دل خویش نباید کردن و نازان نشاید بودن قال الله تعالی اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون و ایضا مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفارا و آیات قرآنی اگرچه نزولا خاص باشند احکاما عام بوند کما هو قاعدة المفسرین در تفاسیر معتبر آورده اند که آنحضرت شب معراج دیدند که لبهای مردمان بمقراضهای آتشین می تراشند پرسیدند ایشان کیا شند جبریل فرمود عالمان بے عمل از امت تو باشند و لذا قال علیه السلام ویل لمن لا یعلم مرة و لو شاء الله یعلمه و ویل لمن یعلم ولا یعمل سبع مرات رواه ابن مسعود کذا فی مصنف ابن ابی شیبة والله اعلم کتبه محمد سعد الله عفی عنه هو المصوب اهانت و استهزا و بغض علما اگر بدون غرض دینی یا دنیوی ست منجر بکفر میشود لما فی شرح الفقه الاکبر لملا علی القاری نقلا عن الخلاصة من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر

خیف علیہ الکفر قلت الظاہر انہ یکفر لانہ اذا ابغض العالم من غیر سبب دنیوی او اخروی
فیکون بغضہ لعلم الشریعۃ ولا شک فی کفر من انکرہ فضلا عمن ابغضہ نقل عن الاستاذ
نجم الدین الکندی لیس قدان تشبہ بالمعلم علی وجہ السخریۃ واخذ الخشبۃ ویضرب الصبیان کفر
یعنی لان معلم القرآن من جملۃ علماء الشریعۃ فالاستہزاء بہ وبعلمہ یکون کفرا ومن قال لعالم
عویلم ولعلوی علیوی ای بصیغۃ التصغیر فیہما للتحقیر کما تدل علیہ بقولہ قاصدا لہ الاستخفاف کفر
واز بد گفتن عالم بجہت صدور امر خلاف شرع از و کافر نخواہد شد زیرا کہ در بزازیہ آوردہ وشتم العالم الذی
لا ہو غیر صالح فی ذاتہ وعداوتہ لمخالفۃ الشرع لا یکون کفرا مگر توہین کنندہ مستحق معصیت خواہد شد
بنا برآنکہ فضیلت علما بر جاہلان بجہت علم شان از احادیث وآیات قرآنی مفہوم می شود قطع نظر از زہد وتقوی
لما فی البزازیۃ والنظر فی کتب اصحابنا افضل من قیام اللیل وکذا درس الفقہ والتفقہ افضل من قراءۃ
القرآن وکذا افضل العالم علی العابد اذ نفع العالم لغیرہ ولنفسہ ونفع العابد لنفسہ والشاب
العالم یتقدم علی الشیخ غیر العالم قال اللہ تعالی یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین
اوتوا العلم درجات قال الزندویسی حق العالم علی الجاہل وحق الاستاذ علی التلمیذ
واحد علی السوی وھو ان لا یفتتح بالکلام قبلہ ولا یجلس مکانہ وان غاب ولا یرد علیہ کلامہ
ولا یتقدم علیہ فی مشیہ وعظ ونصیحت وامر بالمعروف ونہی عن المنکر عالم را ضرور ست اگرچہ بران عمل نباشد
زیرا کہ در شرح مقاصد آوردہ ثم لا یختص وجوب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر بمن یکون ورعا
لا یرتکب مثلہ بل من رای منکرا وھو مرتکب مثلہ فعلیہ ان ینہی عنہ لان ترکہ للمنکر ونہیہ عنہ
فرضان متمیزان لیس لمن ترک احدہما ان یترک الآخر لکن البتہ در حق عالمیکہ مرتکب کبیرہ باشد
العیاذ باللہ وعید شدید وارد گردیدہ حیث قال صاحب نصاب الاحتساب اذا ترک المحتسب معروفا وارتکب منہیا
ہل یجب علیہ ان یومر بہ غیرہ وینہاہ عنہ قال اکثر اہل العلم نعم لقولہ علیہ السلام مروا بالمعروف وان لم تفعلوا
وانہوا عن المنکر وان لم تنتہوا قال العبد اصلحہ اللہ تعالی ویکون لہ ثواب الامر بالمعروف والنہی
عن المنکر ان کان مخلصا فیہ وعلیہ وزر مخالفتہما ان لم یتب نعوذ باللہ الوعید فی حقہ شدید قال علیہ السلام
یوتی بالرجل یوم القیامۃ فیلقی فی النار فیندلق اقتاب بطنہ فیدور بہا کما یدور الحمار بالرحی قال فیجتمع علیہ
اہل النار فیقولون لہ یا فلان ما لک الم تکن تامر بالمعروف وتنہی عن المنکر فیقول بلی قد کنت امر

بالمعروف ولا ناہیہ و انہی عن المنکر وانتہ فیفتی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حررہ خادم علمای دین سید البشر محمد عبد الحی عفی عنہ
تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم المحشر [محمد عبد الحی عفی عنہ | مہر] سوال ۲۷۴ ما قول العلماء درآنکس کہ عمداً و سہواً و بغضاً ہمہ علماء وارث الانبیاء
را دشنام مثل بہن چود و لچا اعاذنا اللہ ازروی تفاخر و کبر و بغض دہد و بآن صاحبان مسند نشین تفاخر
ورزد درحق آنکس چہ حکم ست بینوا توجروا **ہو المصوب** اگر مقصود آن دشنام دہندہ استخفاف علم و تحقیر
علما من حیث العلم ست فقہا حکم بکفرش میدہند ورنہ در فاسق و فاجر بودن آنکس و مستحق غضب الٰہی و
مستوجب عذاب دنیوی و اخروی شدن آن شبہہ نیست سب و شتم و لعن بر مسلم کائنا من کان موجب فسق ست
چہ جای کہ سب و شتم علما صاحب فتاوی بزازیہ می نویسند الاستخفاف بالعلماء لکونہم علماء استخفاف
بالعلم والعلم صفۃ اللہ منحہ فضلا علی خیار عباد اللہ لیدلوا خلقہ علی شریعتہ نیابۃ عن رسلہ فاستخفافہ
بہذا یعلم انہ الی من یعود انتہی و نیز می نویسند قال بفقیہ تسمیۃ او لعلوی تالویک یکفر ان قصد بہ
الاستخفاف بالدین انتہی و نور الدین علی سمہودی در رسالہ خود جواہر العقدین فی فضل الشرفین می آرند قد
ترجم الامام النووی فی مقدمۃ شرح المہذب للنہی الاکید والوعید الشدید لمن یوذی او
ینقص الفقہاء والحث علی اکرامہم وتعظیم حرماتہم ثم اورد قولہ تعالی ومن یعظم شعائر اللہ
فانہا من تقوی القلوب و قولہ تعالی ومن یعظم حرمات اللہ فہو خیر لہ عند ربہ و قولہ تعالی
والذین یوذون المؤمنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و اثما مبینا فقلت وجہ
الدلالۃ فی الایتین الاولین ظاہر لان علماء الدین من اعظم شعائر اللہ اذ المراد من شعائر اللہ
اعلام دینہ وہم من اعظم حرماتہ واما وجہ الدلالۃ من الایۃ الثالثۃ فہو ان ہذا الوعید
اذا ثبت لفاعل ذلک بالنسبۃ الی عامۃ المومنین فما الظن بخاصتہم وعن ابی امامۃ مرفوعا
ثلاثۃ لا یستخفہم الا المنافق ذو الشیبۃ فی الاسلام وذو العلم وامام مقسط رواہ الطبرانی فی الکبیر
وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا
ومن لم یعرف لعالمنا حقہ رواہ الترمذی وعن ابی بکرۃ رض سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا لا تکن خامسا فتہلک قال عطاء قال لی مسعر زدتنا خامسۃ
لم یکن عندنا والخامسۃ ان یبغض العلم لا اہلہ رواہ الطبرانی فی الثلاثۃ والبزار ورجالہ موثقون
وقال النووی فی التبیان وشرح المہذب قال الحافظ ابو القاسم بن عساکر اعلم یا اخی

ان لحوم العلماء مسمومة وعادة الله فی هتك استار منتقصیهم معلومة وان من
اطلق لسانه فی العلماء ابتلاه الله قبل موته موت القلب انتهی ملخصاً

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ٢٠٣ علمای کرام کی شان مین کلمہ غیر مہذب یعنی سب وشتم کرنا کیسا ہے ہوالمصوب اگر علما کو سب وشتم کرنے سے مقصود استخفاف علم وتحقیر علما من سبب العلم ہو تو فقہا کے نزدیک ایسا شخص کافر ہو والا اسکے فاسق وفاجر ومستحق غضب الٰہی ومستوجب عذاب دنیوی واخروی ہونے مین کچھ شک نہین اسلیے کہ سب وشتم مسلم کا کائنا من کان موجب فسق ہو چہ جائیکہ سب وشتم علما فتاوی بزازیہ مین ہے الاستخفاف بالعلماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله منحه فضلا علی خیار عباده لو اخلقه علی شریه یهانته عن رسله فاستخفافه بهذا یعلم انه الا من یعوج انتهی واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الهادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیآتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

کتاب الکراہۃ والاستحسان

سوال ٢٠٤ التماس است کہ سائل چند سوالات بالتوضیح والتشریح مرسل داشتہ عنایت فرمایند یکی آنکہ ہرگاہ کسی سب وشتم واہانت عالم وسید ویا استاد خود ویا امام مسجد ویا پدر ومادر خود بسبیل شدت وفحش می سازد حکم او در شریعت شریفہ چگونہ می باشد فرادی فرادی بتوضیح آن ممنون دارند کہ درین طرف اکثار این چنین امور باطلہ از حد وحکم اسلام بحق شان مفقود است وازکیفیت صحابیت وعدم صحابیت شیخ معمر حبشی کہ در شہر ما بحث این از مدت است مسرور فرمایند ہر کسے تبادیلے عمل نماید نزد فقیر روایات احادیث در مسائل وافرہ موجود ندارد قابل الاعتماد وتاویلی نیست نظرا علیہ الاختصار ازکیفیت آن واز مسلک امجر ہے بگوند معی بیا ودلا او بالسکوت عن الشیخین حکم قطعی مرسل بدارند واز کیفیت جواز خواندن نماز جنازہ کہ میت بر جاریانی می باشد بالتوضیح لمسائل جزئیہ روایت شریفہ عنایت فرمایند کہ درین طرف بعض جہلا کہ خود را طالب علم انگارند بعدم جواز بجد کوفتہ صرد واز کیفیت آن مرقوم دارند وحکم ذبح بکاہ ہا زکہ جا غوک نیز گویند چگونہ است حلال یا حرام یا مکروہ تحریما او تنزیہا وحکم بچہ ہائم چگونہ است حلال یا مکروہ یا مباح

ہوالمصوب سب وشتم واہانت عالم دین وسید واستخفاف والدین کفر است اما علمی کہ تفلیش

جائز نیست اہانت این چنین علم جائز ست واہانت اشیا دنا شکری ست وگناہ واگر عالم ست کفو اہانت اما ہم
اگر قابل اہانت شرعا نیست گناہ است واہانت وسب وشتم مادر و پدر خود گناہ کبیرہ است واگر اہانت و
سب وشتم شان حلال دارد البتہ کافر شود اما صحابیت شیخ عمر جبشی کہ ظاہرش تکذیب صحابیت او کنند
بلا توقف صحابی نیست چون رتن ہندی وتحقیق این معنی در ظفر الامانی در رسالہ ذہبی وغیرہ می باید دید و خواندن
نماز میت کہ بر جنازہ و سریر باشد از رسول خدا ثابت شیخ در حدیث انس کہ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ
روایت کردہ اند و ہم نماز جنازہ رسول خدا شد چنانکہ میت ایشان صلی اللہ علیہ وسلم بر سریر بود طحطاوی
آوردہ لما غسل وکفن ووضع علی السریر تا آنکہ نقل کردہ انھم صلوا علیہ وکفا بنا قدوۃ ونیز در شروط جواز
صلوۃ جنازہ ابوالسعود آوردہ اما طہارۃ مکانہ فان کان علی الجنازۃ فیجوز وبعد اللتیا واللتی می نگارد
الحاصل اما طہارۃ الارض انما یشترط علی ما فی القنیۃ اذا وضع المیت بدون جنازۃ اما ہنا فلا اشتراط
طہارۃ الارض متفق علیہ ومولانا شاہ اسحق قدس سرہ می نویسند خواندن نماز جنازہ بر چارپائی جائز ست
زیراکہ نعش مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بر سریر نہادہ نماز جنازہ خواندہ اند واہل عرب تخت وچارپائی
را سریر میگویند ودر قاموس مرقوم ست کہ الشریط خوص مفتول یشرط بہ السریر ونحوہ والخوص
بالضم ورق النخل انتہی یعنی شریط برگ درخت خرما ست کہ آنرا تافتہ بصورت رسن باریک میکنند از ان
سریر را فند پس باین سریر را در عرف پارسیان چارپائی ودر عرف اہل ہند کھاٹ می نامند چنانچہ شیخ
عبدالحق در ترجمہ مشکوۃ شریف در بیان ترجمہ سریر فرمودہ کہ در ہندی آنرا کھٹ گویند پس لفظ سریر در
لغت عرب عام ست کہ اطلاق آن بر تخت وچارپائی وامثال ذلک آمدہ فمن منع صلوۃ الجنازۃ علی
ہذا السریر فذلک من جہلہ بمحاورات العرب انتہی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفا اللہ عنہ

سوال ۱۳۹ سنہ ۲۸ زید نے کہا کہ فتوی عالم کوئی چیز نہیں تم میری بات سنو **ہو المصوب** اس صورت میں
زید کو توبہ کرنا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفا اللہ عنہ ۱۵

سوال ۱۴۲ سنہ زید نے
نہ کسی مفتی کا فتوے دیکھا آنکھ سے نہ عبارت اُسکی دیکھی نہ سنی اور الزام لگا دیا کہ پانی کسی عورت مسلمان
کا جھوٹا پینے کو ناجائز اور مکروہ لکھا ہے اور اُسپر لعن وطعن اور وہابی اور بے ایمان کہنا کیسا ہے **جواب**
زید اس حالت میں گنہگار رہا تو توبہ نصوح اُسکو لازم ہے بغیر اطلاع حقیقت الامر الزام لگا دینا اور افترا کرنا کبائر
سے ہے اور لعن وطعن کرنا اور وہابی اور بے ایمان کہنا ہر مسلمان کے حق میں کبیرہ ہے چہ جائیکہ کسی عالم کے

حق مین تمام نصوص قرآنیہ واحادیث ایسے امور کی ممانعت سے مالامال ہین واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ
القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔ سوال ١٥١٩ کسیکہ کنز الدقائق را
ضلالت گوید یا سفر السعادت را سبب گمراہی داند حکم آن چیست بینوا توجروا ۔ ھو المصوب اگر کسے این ہر دو
کتاب را موجب ضلالت بدین وجہ داند کہ در آن ہر دو کتاب مسائل شرعیہ موافق کتاب اللہ وسنت
رسول اللہ واجماع وقیاس اند آنکس از احاطہ اسلام بیرون خواہد شد لانہ اہان الدین ومن اہان
الدین فقد کفر جملہ فقہا تصریح این امر می سازند علامہ حافظ الدین بزازی در فتاوے خود می آرند اذا
القی الفتوی علی الارض او قال عذ ن دریۃ الفتوی [illegible] او قال این چہ شرع ست یکفر لانہ رد حکم
الشرع انتہی وہمچنین اگر موجب ضلالت بدین وجہ دانستہ کہ این ہر دو کتاب تصنیف علما حنفیہ است شدہ
استہزا واستخفاف بہ علما ہم کفر است علامہ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی تحقیق این امر کما حقہ در کتاب خودی
بہ الاعلام بقواطع الاسلام ساختہ اند و اگر سبب ضلالت آن ہر دو کتاب نقصان علم مصنف آنہا وعدم
اعتبار شان پندارد پس حال آن باید شنید کہ صاحب کنز رئیس الفقہا ابوالبرکات عبداللہ بن احمد الملقب
بحافظ الدین نسفی صاحب منار ووافی وغیرہ است وفات او در سنہ ٧١٠ھ واقع شد فقہا کہ بعد او آمدند ثنا
خوان او ماندند وکنز الدقائق را مستند شمردہ اند [illegible] علامہ فخر الدین زیلعی در شرح خود می نویسند
اما بعد فانی لما رأیت المختصر المسمی بکنز الدقائق احسن مختصر فی الفقہ حاویا لما یحتاج الیہ من الواقعات
مع لطافۃ حجمہ واختصار نظمہ احببت ان یکون لہ شرح متوسط الخ واما سفر السعادت پس مصنف
آن شیخ مجد الدین ابو طاہر محمد بن یعقوب شیرازی است وفات او در سنہ ٨١٧ھ واقع شد فقیہے جلیل شافعی
المذہب بر طریقہ اہل حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ او را از مجددین مائۃ ثامنہ شمردہ اند تصانیف
او بسیار نافع ومفید ہستند مگر در بعض تصانیف بر مسلک تعصب رفتہ ودر سفر السعادت اکثر اقوال خلاف
مذاہب مجتہدین مقرر ساختہ ودر خاتمہ آن اقتدا با بن جوزی اختیار ساختہ احادیث صحاح را ثابت نشدہ
گفتہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در شرح سفر السعادت جابجا تعرض ساختہ وبر مواضع زلل وبر مسامحات مطلع
کردہ پس عالم متدین را باید کہ حسن وقبح منبر ساختہ عامل شود وجاہل محض متعصب را از مطالعہ آن منع
سازد مگر تا این قدر باید کرد کہ وقوع مسامحات وغیرہ موجب این امر نیستند کہ آن کتاب محکوم بہ ضلال شود چہ
خطا از لوازم بشریت ست باید دید کہ ابن جوزی در باب احادیث بمسلک تعصب گرفتہ احادیث صحیحہ

و حسنہ و ضعیفہ را کہ در صحاح ستہ موجود اند موضوع گفتہ چنانچہ حافظ ابن حجر وغیرہ تصریح آن ساختہ و موضوع
را از غیر موضوع ممیز ساختند و ہمچنین بعض حنفیہ بہ شافعیہ و شافعیہ بہ حنفیہ تعصب کردند با اینہا ہمہ کسے از علماء
ایشان را ضال نہ گفتند عالم زمانہ را باید کہ عوام کالانعام بلکہ خواص کالعوام را ازین چنین کلمات باز دارد
و اگر کسے کنز الدقائق را بدین وجہ موجب ضلالت داند کہ آن کتاب فقہ حنفی ست و امام ابو حنیفہ قیاس را
بر حدیث مقدم می ساختند پس آن شخص مخطی ست و نسبت تقدیم قیاس بر حدیث بطرف امام اعظم رح افترای
محض ست عارف ربانی عبد الوہاب شعرانی در میزان کبری می نویسند اعلم ان ہذا الکلام صدر من
الجاہل المتعصب و قد روی الامام ابو جعفر بسندہ المتصل الی ابی حنیفۃ انہ کان یقول کذب علی اللہ و افتری
علینا من یقول اننا نقدم القیاس علی النص اعتقادنا و اعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفۃ انہ لو عاش
حتی دونت الاحادیث و بعد رحیل الحفاظ فی جمعہا من البلاد و ظفر بہا لترک کل قیاس لکن لما کانت
ادلۃ الشرع متفرقۃ فی عصرہ کثر القیاس فی مذہبہ بالنسبۃ الی الائمۃ الاخری و قد صح عنہ و عن الائمۃ
کلہم اذا صح الحدیث فہو مذہبنا انتہی واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی بخدمت
جناب مولانا عبد الحی صاحب لا زال شموس علمکم طالعۃ۔ بعد ہدیۂ سلام مسنون گذارش اینکہ درین روزہا بعض تحریرات
طعن آمیز بہ نسبت سلف صالحین از تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ سیما بہ نسبت امام ہمام نعمان بن ثابت
ابی حنیفہ رحمہ اللہ تعالی خاطر جماعتی حق پسند از مقلد و غیر مقلد را بآزار رسانیدہ و ہمون عبارت بعض
برادران اردو دان و فارسی سوادان را جسارت بر طعن و زبان درازی دادہ کہ بے باکانہ بہ تمسک و استناد
ہمان عبارات زبان تشنیعات بہ نسبت امام اعظم رحمہ اللہ میکشایند کہ امام ہمام از علم حدیث بہرہ نداشتند و
بالتعیین ازین چنین کلمات اکثر مردمان میگویند کہ اگر مولانا عبد الحی صاحب این کلمات را کہ بذیل نوشتہ
می آید موجب قباحت و سوء ادب بہ نسبت امام اعظم رح فرمایند تلقی بقبول کردہ البتہ کف لسان کنیم و آن جماعت
بزعم خود آنجناب را ہم مثل خود از طاعنین ابی حنیفہ رح می انگارند لہذا کلمات اساءت سمات از دفتر و
صحائف طاعنین برچیدہ بخدمت میفرستیم کہ آیا از کلمات ذیل مطاعن بر می آید یا نہ و آنچہ ارادت بہ نسبت
فضل و کمال علمی جناب را باشد قلم و دستخط خود برین قرطاس تحریر فرمایند کہ بیچارہ برادران از ہامون تحقیقی
و بد زبانی رہند ہمین تحریرات تحریر زبان بکف لسانی متوجہ شوند بینوا توجروا۔ ان حضرت کو یعنی حضرت امام رح کو
سفر کا اتفاق کم ہوا اور انکے وقت میں جمع ہونے کتب حدیث کا اتفاق نہوا پس جو کچھ کوفے میں بیٹھے بیٹھے

بحر میں لکھتے ہیں اور عقد میں ہے: لعب الشطرنج مکروہ کراھۃ تنزیھیۃ وقیل حرام وقیل مباح والاول اصح واما اذا انضم
الیہ اشتغال عن صلوۃ اوغیرھا فالتحریم اذ ذاک لیس للشطرنج نفسہ وھو مکروہ اذا لم یواظب
علیہ فان واظب حل فانہ یصیر صغیرۃ کما ذکرہ الغزالی فی کتاب التوبۃ من الاحیاء انتھی ملخصا
وابن حجر ہیتمی شافعی در زواجر عن اقتراف الکبائر میگوید فی فتاوی النووی الشطرنج حرام عند اکثر العلماء
وکذا عندنا ان فوت بہ صلوۃ او لعب بہ علی عوض فان انتفی ذلک کرہ عند الشافعی وحرم عند
غیرہ انتھی ونسبت حلت بنگ بطرف امام احمد غیر درست نیست بنگ کہ بعربی آنرا حشیشہ و ورق القنب
میگویند در زمانہ ائمہ اربعہ نبودہ بعد مرور زمانہ کثیر شائع شدہ وفقہاء مذاہب اربعہ بالاتفاق فتوی بحرمتش دادہ
در زواجر می نویسد وحکی الغزالی وابن تیمیۃ الاجماع علی تحریم الحشیشۃ قال ومن استحلہا
فقد کفر وانما لم یتکلم فیہا الائمۃ الاربعۃ لانہا لم تکن فی زمنہم وانما ظہرت فی
اخر المائۃ السادسۃ واول المائۃ السابعۃ حین ظہرت دولۃ التتار انتھی وحلت شراب
جوشیدہ اگرچہ در بعض کتب حنفیہ واقع شدہ مگر آن قول مردود است وانتساب آن بسوی امام اعظم افتراست
در منح الغفار شرح تنویر الابصار می نویسد الطبخ لا یؤثر فیہا لانہ للمنع من ثبوت
الحرمۃ لا لرفعہا بعد ثبوتہا الا انہ لا یحد فیہ ما لم یسکر منہ علی ما قالوا لان الحد فی
النیئ خاصۃ ذکرہ فی تبیین الکنز من غیر ذکر خلاف وھذا ھو الظاہر الذی یجب ان یعول
علیہ وبہ یظھر لک ضعف ما فی القنیۃ من قولہ خمر طبخت وذالت مرارتہا حلت انتھی
ونیز ہمچنین است در درمختار ورد المحتار است لعل ھذا الفرع متفرع علی ما قدمناہ عن بعض المعتزلۃ من
ان الحرام من الخمر ھو المسکر یدل علیہ انہ فی القنیۃ نقلہ عن القاضی عبد الجبار احد مشائخ المعتزلۃ انتھی
ونسبت حلت لواطت بطرف امام مالک بہتان است در رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ می نویسد اتفق الائمۃ
الاربعۃ علی تحریم اللواطۃ وانہ من الفواحش العظام وھل یوجب الحد قال الثلاثۃ یوجب
الحد وقال ابو حنیفۃ یعزر فی اول مرۃ فان تکرر منہ قتل انتھی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ﴿سوال﴾ جو کچھ لوگ مذہب سے انکار
کرتے ہیں اور تقلید سے منکر ہوتے ہیں اور اپنے مکانوں میں اور جا بجا اظہار اس کا کرتے ہیں مگر جہاں کہ کہ
مسجدوں میں بخوف اہل مذہب کے رفع یدین نہیں کرتے اور آمین بجہر نہیں کہتے مگر سینہ پر ہاتھ باندھتے

ہین ایسے لوگونکو ہم لوگ اپنی مسجدونمین آنے دین یا نہین اور اُنکے پیچھے اقتدا درست ہی یا نہین کیونکہ وہ لوگ اکثر امام بھی ہو جاتے ہین مکلف خدمت ہی کہ جواب مین عبارت عربی اور اُردو دونون ارقام فرمائی جاوے بینوا توجروا الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب وہ لوگ جو مقلد کسی امام مجتہد کے مذہب کے نہین اور خود رتبہ اجتہاد نہین رکھتے ہین اور متبعین اپنے اہوا غیر شرعیہ کے بنام نہاد عمل بالحدیث کے ہین لیکن بخوف مقلدین یا بوجہ آخر مساجد اہل سنت مین رفع یدین وغیرہ نہین کرتے ہین انکو ممانعت دخول مساجد اور حضور صلوۃ نکرنا چاہیے اسواسطے کہ اس فعل اور اعتقاد سے وہ لوگ کافر نہین ہین البتہ تارک واجب ہین اور جب وہ اپنے اس فعل کو مخفی کرتے ہین تو مسجد مین آنے سے اشاعت بھی اس امر قبیح کی نہین ہی پس ممانعت کی کوئی وجہ ظاہر نہین ہی اور ایسا امر قبیح نہین ہی کہ جسکی وجہ سے ممانعت تجویز کیجاوے مگر نماز ایسے صاحبون کے پیچھے موافق مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مکروہ ہی لہذا انکو امام نکرنا چاہیے قال فی الدر المختار ویکرہ امامۃ عبد واعمی ومبتدع [illegible] وتغافلت کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ انتہی مختصرًا واللہ سبحانہ اعلم محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صواب عنایت اللہ ولد حبیب اللہ خان۔ جواب صحیح ہی بیشک جبتک یہ لوگ کوئی مفسدہ مذہبی کا اور اضلال مقلدین وتفریق باعث وغیرہ مساجد مین نکرین تو ممانعت مساجد سے نکیجاوے محمد عبد القادر خان بن حیدر علیخان ہو المصوب فی الواقع ایسے لوگون کو مسجد سے ممانعت کرنا نہین درست ہی اور انکے پیچھے اقتدا درست ہی بعض حنفیہ کے نزدیک مطلقا اور بعض کے نزدیک اس شرط کہ امام مراعات مذہب مقتدی کی کرے اور کسی مفسد و مبطل صلوۃ کا استعمال نکرے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

باب التقلید

سوال ۔ چہ میفرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ تقلید یا اجتہاد در ایمان واعمال ہر دو درست ہست یا درینہا از اجتہاد بہر صورت از عبارت کتاب بدلائل مفصل ارشاد شود دوئی تقلید واجتہاد در ایمان واعمال نیز بیان شود بینوا توجروا ہو المصوب اجتہاد وتقلید در فروع فقہیہ جائز است نہ در اصول عقائد وجہ بیان مذہب واصول عقائد متفق اند اتفاقی کہ صحت در عملیات است وتقلید در ایمان ممنوع لیکن در صحت ایمان

مقلد کلامی ست مختار است که صحیح ست و موجب عصیان بجهت ترک نظر و استدلال زیرا که تقلید عبارت ست
از قبول قول قائل بلا دلیل و اجتهاد عبارت ست از بذل فقیه طاقت خود را در استخراج حکم شرعی نظری کما هو
مصرح فی اصول الفقه و ایمان در شرع اقرار و تصدیق ست کما قال فی الفقه الاکبر الایمان هو الاقرار و
التصدیق پس نفی تصدیق شرعی ایمان را مطلق داشته اند خواه بنظر و استدلال باشد خواه بغیر آن لیکن نظر و
استدلال را مکمل ایمان شمرده اند و هیچ کس نگفته که تصدیق بنظر و استدلال شرط ایمان ست پس نزد اولین ایمان
مقلد صحیح ست و موجب عصیان و نزد آخرین صحیح نیست کما قال ملا علی القاری فی شرح فقه الاکبر ومنها
ان ایمان المقلد وهو من غیر دلیل صحیح عند ابی حنیفة و سفیان الثوری و مالک والاوزاعی والشافعی
واحمد و عامة الفقهاء واهل الحدیث رحمهم الله ولکنه عاص بترک الاستدلال بل نقل بعضهم
الاجماع علی ذلک وعند اکثر المتکلمین ان ترک النظر والادلة العقلیة وعند المعتزلة ما لم یعرف کل مسئلة بدلالة
العقل علی وجه یمکنه دفع الشبهة لا یکون مؤمنا قال القونوی وعند الشیخ انما یحکم بایمانه اذا عرف
ما یجب اعتقاده بالله بالدلیل وان لم یمکنه مجادلة الخصم وحل ما یوردون علیه من الشبهة حتی اذا عجز
عن شیء من ذلک لم یحکم باسلامه وقال الاشعری شرط صحة الایمان ان یعرف کل مسئلة من
مسائل الاصول بدلیل عقلی غیر ان الشرط ان یعرف ذلک بقلبه ولا یشترط ان یعبر عن ذلک بلسانه و
هذا وان لم یکن مؤمنا عنده علی الاطلاق ولکنه لیس بکافر بوجود ما یضاده بکفر وهو التصدیق
فهو عاص بترک النظر والاستدلال فهو فی مشیة الله کسائر العصاة ان شاء عفی عنه وادخله الجنة
وان شاء عذبه بقدر ذنبه ثم صار عاقبة امره الجنة انتهی ولا یخفی ان هذا مناف لما سبق
من کلامه حیث جعله شرط صحة الایمان وان ارید به شرط صحة کمال الایمان فهو متوافق
مع الجمهور فی هذه المسألة ثم الاظهر ما قاله ابو الحسن الرستغفنی وابو عبد الله الحلیمی من
انه لیس الشرط ان یعرف کل مسائل بالدلائل العقلیة ولکن اذا بنی اعتقاده علی قول الرسول
بعد معرفته بدلالة المعجزة انه صادق فان النقل کاف لصحة ایمانه وهذا لا ینافی ما سبق عن الجمهور علی الحکم
بصحة ایمان تارک الاستدلال فیما یتعلق بالایمان علی حسب الاقبال والایقان اذ الایمان وهو التصدیق المأمور
به فلا یعتبر فی نیل الثواب به سواء وجد منه التصدیق عن دلیل او عن غیر دلیل واما اذا
اعتقد وجعل فی المقالة حتی الداعی لما الیه علی انه ان کان حقا فحق وان کان باطلا فباطل

فهذا المقلد لیس بمؤمن بلا خلاف لانه شاك فی ایمانه وقیل معرفة مسائل الاعتقاد کحدوث العالم ووجود الباری وما یجب له وما یمتنع علیه من ادلتها فرض عین علی کل مکلف فیجب النظر ولا یجوز التقلید وهذا هو الذی رجحه الامام الرازی والامام الآمدی والادلة النظریة دلیل اجمالی واما النظر بدلیل تفصیلی یتمکن معه من ازالة الشبهة والزام المنکرین وارشاد المسترشدین ففرض کفایة انتهی

والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب نمقه احقر العلما خادم احمد غفر له الله الصمد ـ سوال ـ شخصی را مذهب شافعی و شخصی را مذهب امام اعظم پس اگر مذهب یک امام گذاشته مذهب دیگر قبول سازد روا است یا نه ـ جواب ـ مقلد را نمی رسد که تقلید امام دیگر نماید چنانچه تفصیلش حضرت ابی واستاذی قدوة المحققین خاتم الفقهاء والمحدثین مولانا محمد معین علیه الرحمة در استفتای تقلیدیه بخطی خود افادم فرموده اند علما فرموده اند که مجتهد را نمی رسد که تقلید آن گذاشته اختیار تقلید دیگری نماید چه قبله توجه یکی باید چه امام شریعت وچه شیخ طریقت تا بنای توحید محکم و قدم تحقیق راسخ گردد و علیه اتفاق العلماء قال العلامة عبد الرحیم فی نهایة السوال اذا قلد مجتهدا فلیس له تقلید غیره اتفاقا وفی التحریر لابن الهمام وغیره لو التزم مذهبا معینا کمذهب ابی حنیفة والشافعی فیجب الاستمرار علیه لعدم الانتقال لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبة الحقیة [illegible] مختصرا انتهی

والله اعلم حرره خادم العلما الصمد علی محمد غفر له الله الاحد ـ سوال ـ کسیکه انکار مذاهب نماید مذهب گرفتن را بدعت دانسته اتباع کتب حدیث را دعوی نماید مبتدع است یا کافر اقتدا باو در نماز جایز است یا مکروه یا باطل فقط ـ ۲ ـ کسیکه تتبع رخص شرعیه [illegible] کند یعنی هرچه آسان باشد مذهب خود گرداند مبتدع است یا غیر آن حکم اقتدای نماز باو چیست فقط ـ ۳ ـ مردی جاهل تقلید هیچ کسی از ائمه بر خود لازم نگیرد بلکه هر یک از ائمه در اعتقاد خود مقتدا و پیشوا داند [illegible] خود هر عالم را که متقی و پرهیزگار یابد بگفته او عمل کند بدون تقلید مذهب حکم او چیست مبتدع یا غیر آن فقط ـ ۴ ـ مردی عالم غیر مجتهد اگر عمل خود را بدین طور گرداند که آنچه در کتاب الله خواهم یافت عمل خواهم کرد و اگر در کتاب الله نخواهم یافت در احادیث رسول الله خواهم یافت عمل خواهم کرد و اگر در آن نیافتم آنچه مجتهدان عصر اجماع کرده باشند بر آن عمل خواهم کرد و اگر این هم نباشد آنچه در فقه ابی حنیفه یا شافعی خواهد بود عمل خواهم کرد بهمین جهت خود را حنفی یا شافعی نگوید و از رای خود هیچ مسئله نگوید و در فهم معنی قرآن و حدیث هم اعتماد بر رای خود نمی نماید اگر شاهد مجتهدین بر آن معنی یابد عمل کند حکم آن چیست بر صواب است یا بر غلط فقط ـ ۵ ـ کسیکه کنز الدقائق را ضلالت [illegible] یا منفذ السعادت را سبب گمراهی داند حکم آن چیست ـ جواب ـ این همه مسائل از کتب فقه معتبره

ارقام فرمودہ شود بینوا توجروا هو المصوب جواب سوال اول آنکہ قواعد او مقرر شدند وجزئیات او
منقح گردیدند بر تقدیر [illegible] آنکہ منقح شدن علم حدیث وفقہ سنت محدثین وفقہا جزاهم الله خیرا ضبط
کتب کردند وصحیح را از سقیم وتفسیر الآیات با حدیث ساختند ومراد را حسب طاقت بیان فرمودند فی الماد
الاجتهاد بذل الفقیه وسعه والحدیث وهو علم الحدیث والفقه انتهى مجتهدان شریعت کہ بتتبع احکام نمودند وروز
وشب در بذل طاقت باستخراج مسائل شرعیہ صرف نمودند اگر بصواب رسیدہ باشند ماجورند بدو اجر واگر خطا
خواہند بود ماجور بیک اجر فی المسلم الثبوت المختار ان لله حکما معینا فی الوقائع الاجتهادیة اوجب طلبه و
نصب علیه دلیلا فمن اصابه فله اجران ومن اخطأ فله اجر واحد لا امتثاله امر
الاجتهاد ببذله الوسع انتهى درین صورت اگر کسے مذہب امامے اختیار نماید وخود را شافعی یا حنفی گوید والله
ومسائل شرعیہ را کہ امام او از ادلہ اربعہ استنباط کردہ معمول بہا گرداند قابل مذمت نیست این امر مجدد دین نبود
بل از قبل شریعت مفصل اعمال ارکان شریعت وتقلید ایشان عین تبعیت وتقلید پیغمبر علیه السلام است قال
الله تعالى فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون وهذا عام فیمن لا تعلمون وفیما لا یعلمون من
المسئول عنه کذا فی کتب الاصول وقال الله تعالى اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
ونمی گویند که این چنین مقلد ضال است وهم ضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل قال الحافظ
جلال الدین السیوطی فی بعض رسائله ان جهلا من الناس قالوا ان النبی صلی الله علیه
وسلم جاء بشرع واحد ومن این المذاهب الاربعة فهم منحرفون عن السداد
وفی مائة المسائل اتباع مسائل مذاهب اربعه بدعت نیست نه سیئه نه حسنه بلکه اتباع آنها اتباع سنت است زیراکه
اختلاف در مذاهب اربعه یا اختلاف صحابه است در اقتدای اختلاف صحابه حدیث اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم
اهتدیتم وارد است یا اختلاف مذاهب اربعه اختلاف قیاس است وحجیت قیاس بنصوص ثابت است پس
اتباع ایشان نص است ونیز اختلاف مذاهب اربعه اختلاف ظاهر حدیث است واستنباط حدیث یعنی بظاهر حدیث
تمسک میکنند وبعضی عمل بمستنبط حدیث چنانچه در صحیح بخاری ومسلم وغیره مذکور است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم وقتیکه مردمان
را سوی بنی قریظه فرستادند فرمودند که لا یصلین احد صلوة العصر الا فی بنی قریظة بعض مردمان در طریق نماز
عصر خواندند بنا بر آنکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم را منظور این بود که در رفتن تاخیر نکنند نه آنکه نماز را فوت در وقت کنند
وبعض بموجب ظاهر الفاظ حدیث در طریق نخواندند تا اینکه در بنی قریظه رسیدند وقتیکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم شنیدند

برا حدی انکار نفرمودند پس عمل بر ہر دو طور جائز شد ہمین طور ست اختلاف در مراسیل بعد ازین چگونہ بدعت خواہد شد
انتہی قال الحافظ بن حجر فی فتح المبین اما ما لا ینافی ذلک بان یشہد لہ شیء من ادلة الشرع
او قواعده فلیس برد علی فاعله بل مقبول منه کاستخراج علوم اللغة والنحو والمعانی والبیان
فذلک کله معلوم حسنه ظاهر فانه معین علی معرفة کتاب الله وفهم معانی کتابه وسنة
رسول الله صلعم فیکون مامورا او کوضع المذاهب وتدوینها فانه مقبول من فاعله مثاب محمود علیه انتہی
وکسیکہ تتبع احادیث نماید وامتیاز صحیح وسقیم سازد وناسخ ومنسوخ را شناسد وبطریق تحقیق وتفصیل محدثین وشراح احادیث
معانی آن را دریافتہ عامل آن شود او ہم قابل فہم نیست تشابہ بدین ثابت اینہا از دائرہ اسلام خارج نشد کہ این عین اسلام
است ومقتضاست اذا ثبت الشیء ثبت بلوازمہ وقتیکہ اسلام او محقق شد نماز پس او جائز شد روی ابو داؤد
عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصلوة واجبة علیکم خلف
کل مسلم برا کان او فاجرا وان عمل الکبائر انتہی واما عامی پس او را جائز نیست کہ بمجرد سماع
حدیث عامل آن شود چہ نمی داند کہ حالش چگونہ است فی کفایة العامی اذا سمع حدیثا لیس له ان یاخذه
بظاهره لجواز ان یکون مصروفا عن ظاهره او منسوخا بخلاف الفتوی انتہی وهکذا فی التنویر شرح
التحریر انتہی **جواب سوال دوم** تتبع رخص شرعیہ یعنی رخص مذاہب اگر بقصد تلہی است حرام است بالاجماع
ہمچو آنکہ حنفی شطرنج علی رأی الشافعی بقصد لہو عمل نماید وشافعی بشرب مثلث بقصد لہو عامل شود واگر بقصد تلہی نیست
ہر مذہب صحیح جائز است درین صورت متتبع رخص مبتدع نخواہد شد ونماز پس وی جائز خواہد بود فی المسلم شرحه
لبحر العلوم (ویتخرج منه) ای مما ذکر انه لا یجب الاستمرار علی مذهب (جواز اتباعه رخص
المذاهب ولا یمنع منه مانع شرعی اذ للانسان ان یسلک الاخف علیه اذا کان له الیه سبیل) بان
لم یظهر من الشرع المنع والتحریم (وبان لم یکن عمل فیه) هذا مبنی علی منع الانتقال عما عمل به
ولو مرة (وکان علیه السلام یحب ما خفف علیهم) لکن لا بد ان لا یکون اتباع الرخص للتلهی
کمن حنفی للشطرنج علی رأی الشافعی قصدا الی اللهو وکشافعی شرب المثلث لیتلهی ولعل هذا
حرام بالاجماع لان التلهی حرام بالنصوص القاطعة (وما عن ابن عبد البر انه لا یجوز للعامی تتبع الرخص اجماعا
فقد ابعد مانع شرعی من اتباع رخص المذاهب (لا حجة بالمنع) ای یمنع هذا الاجماع (اذ فی تفسیق متتبع الرخص
عن الامام احمد روایتان) فلا اجماع ولعل روایة التفسیق انما هو فیما اذا قصد التلهی فقط لا لغیره انتہی

اما درین تتبع شخص بلاملاحظه چند امور ضروری ست از انجمله نه واقع شدن تلفیق یعنے بسبب ترکیب مذاهب صورتی
متحقق نشود که بهر دو مذهب مثلا روا نباشد مثلا فصد را ناقض وضو نه پندارند و باز بهمان وضو نماز عقب امام
بے قراءت فاتحه بگذارد یا آنکه وضو سازد و مسح یکموی سر نماید و با قتدا نماز گذارد و سوره فاتحه را نخواند که
در هیچ مذهب روا نباشد وضو بر مذهب حنفی باطل گشت و نماز بر مذهب شافعی فی الدر المختار ان
الحکم الملفق باطل بالاجماع انتهی و از انجمله عدم اضرار مثلا نکاح بلا شهود بر مذهب امام مالک منعقد کرد باز مطابق
رای حنفیه حکم ساخت که مهر لازم نشد پس درین ترکیب یکسر ضرر زن ست هرگز در پیچ چنین امور نباید بود
فی الطحاوی وکان قلد الحنفی فی الکافی نکاح بغیر شهود ثم اراد الرجوع عن التقلید ای یحکم بمذهبه
بان المهر لا یلزمه فلیس له ذلک ولیس المراد نفی جواز التقلید مطلقا بل فی نحو ما ذکرها لان الرجوع
عنه ههنا یلزم منه ضرر ابغیرا انتهی واز انجمله که نسبت دین نظر نباشد فان اللعب فی الدین حرام
بالاجماع کذا فی شرح المسلم بحر العلوم انار الله برهانه والله اعلم جواب سوال سوم اگر آن شخص
نسبت کابر شریعت سوء ظن ندارد و قصدش تخطیه نباشد و افساد مردم ملحوظ نظر او نبود اتباع اقوال عالمے
معتبر صادق متقی معتقد فیه و بگفته او عمل در منصوصات درا جائز ست واما در مسائل اجتهادیه واجب ست
پیرو تقلید مجتهدی مولانا شاه عبد العزیز علیه الرحمة در فتح العزیز تحریر میفرمایند کسانیکه اطاعت آنها بحکم خدا فرض
است شش گروه اند از انجمله مجتهدین شریعت و شیوخ طریقت زیرکه حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع
است بر عوام زیرا که فهم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان را میسر ست انتهی وفی المسلم
وشرحه بحر العلوم قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام عن تقلید اعیان
الصحابة رضی الله عنهم فان اقوالهم قد یحتاج فی استخراج الحکم منها الی تفسیر
کما فی السنة ولا یقدر العوام علیه (بل یجب علیهم اتباع الذین سیروا) ای تعمقوا
(وبوبوا) ای اوردوا ابوابها لکل مسألة علیحدة (فهذبوا) مسألة کل باب (ونقحوا)
کل مسألة عن غیرها (وجمعوا) بینها بجامع (وفرقوا) بفارق (وعللوا) ای اوردوا
لکل مسألة مسألة علة (وفصلوا) تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی بعلم
الفقه لا لاعیان الصحابة المجملین القول (وعلیه بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمة
الاربعة (لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرهم وفیه ما فیه) فی الحاشیة قال العراقی انعقد

الاجماع على ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير حجر واجمع الصحابة
على ان من استفتى ابا بكر وعمر اميري المؤمنين فله ان يستفتي ابا هريرة ومعاذ
ابن جبل وغيرهما ويعمل بقولهم من غير نكير فمن ادعى برفع هذين الاجماعين فعليه البيان انتهى
فقد بطل بهذين الاجماعين قول الامام وقوله اجمع المحققون على كذا ثم في كلامه
خلل آخر وهو ان التبويب لا دخل له في التقليد وكذا التفصيل فان المقلد ان فهم
مراد الصحابي عمل والا رسال عن مجتهد آخر فافهم وبطل بهذا قول ابن الصلاح
ايضا ثم في قوله خلل آخر اذ المجتهدون الآخرون ايضا بذلوا جهدهم مثل بذل
الائمة الاربعة وانكار هذا مكابرة وسوء ادب بل الحق انه انما منع من منع تقليد غيرهم لانه
لم يبق رواية مذهبهم محفوظة حتى لو وجد رواية صحيحة من مجتهد آخر يجوز العمل بها الا ترى
ان المتاخرين افتوا بتحليف الشهود اقامة له موقع التزكية على مذهب ابن ابي ليلى انتهى ملخصا
ودر شرح مسلم گوید وغير المجتهد المطلق ولو كان عالما يلزمه التقليد لمجتهد ما فيما لا يقدر عليه من
الاجتهاديات اي تحصيله ومعرفته فقط لا فيما على تحصيله باجتهاده بناء على ان التجزي في الاجتهاد انتهى
ودر شرح تحرير مي گويد واعلم انك قد علمت ان التكليف من الشارع ليس الا العمل بفتوى مجتهد على التخيير وتخصيص العمل
بفتوى مجتهد دون مجتهد تحكم بحت لا يلتفت اليه بل هو تغيير لحكم الشارع من غير برهان وهم رحمهم الله لواسقه انتهى

جواب سوال چہارم حکم آن عالم غیر مجتہد از جوابات سوالات سابقہ صاف ظاہر ست حاجت اعادہ نیست
واللہ اعلم جواب سوال پنجم اگر کسے کنز الدقائق یا سفر السعادت را سبب گمراہی بدین وجہ داند کہ مسائل او
موافق منصوصات قرآن وحدیث واجماع نیست ومستخرجات قیاس مجتہدین نہ آنکس از دائرہ اسلام بیرون خواہد شد
لانکارہا الادلۃ الشرعیۃ واگر سبب گمراہی آن دو کتاب نقصان علم مصنف آنہا پندارد حاشا وکلا صاحب
کنز الدقائق امام حافظ الدین ست جمہور اتفاق دارند بر جلالت قدر و وفور علم او وصاحب سفر السعادت شیخ محمد مجد الدین
الشیرازی الفیروزآبادی اللغوی القرشی الشافعی نزیل الحرم الشریف المکی ست رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبد الحق محدث
دہلوی رح بسیار مدح اوست واگر کنز الدقائق را بدین وجہ سبب گمراہی داند کہ فقہ حنفی ست وامام اعظم امامنا
ابو حنیفۃ الکوفی علیہ الرحمۃ قیاس را بر احادیث نبوی مقدم میداشتند مسائل او اکثر مخالف حدیث اند حاشا و
کلا مجتہدین اربعہ محدثین بودہ اند ولوازم حدیث دانی خوب احاطہ وحصر فرمودہ بودند وہیچ خلاف حدیث عمل

نمیگردد روی البیهقی فی المدخل باسناد صحیح الی عبد الله بن المبارک قال سمعت ابا حنیفة رحمه الله یقول
اذا جاء عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن الصحابة رضی الله عنهم نختار
من قولهم واذا جاء من التابعین زاحمناهم ونقل انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی انتهی
آری جائیکه در احادیث و قرآن و اجماع صحابه مصرح مسئله نمی یافتند باشرائط اجتهاد بدان مصروف سعی میشدند
وهذا امر رضی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم روی انه بعث معاذا الی الیمن فقال
بما تقضی یا معاذ قال بکتاب الله قال فان لم تجد قال بسنة رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم قال فان لم تجد قال اجتهد برأیی قال الحمد لله الذی وفق رسول رسوله بما یرضی به رسوله
وبعضی صحابه و تابعین بحضور صحابه اجتهادی فرموده اند و انکاری و زجری بر ایشان نشده و اتباع قول ایشان گردیده
و تفصیل آن در کتب اصول مذکور است اما سفر السعادت پس صاحبش غالبا در آن کتاب بر مذهب محدثین از اصحاب ائمه
رفته و در بسیاری از مواضع سخن برخلاف مذاهب مجتهدین گفته و ادعای فساد و بطلان مخالف مدعای خود نموده
و دعوی عدم صحت احادیث وارده در آن کرده از این قبیل مسامحات رو داده شیخ عبد الحق محدث دهلوی جزاه
الله خیر الکشف شبهات فرموده و شرحش کما ینبغی نموده عالم متقی را می باید که آن کتاب را با شرح تطبیقی داده حسن
را از قبیح ممتاز ساخته بکار خود مصروف باشد والله یهدی الی سواء السبیل والله اعلم نمقه محمد عبد الحلیم تجاوز الله
الکریم عن سیأته بفضله العمیم [محمد عبد الحلیم] اصاب من اجاب والله اعلم و علمه اتم حرره ابو البرکات المدعو بتراب علی
عفی عنه [تراب علی] هو الموفق تائید الجواب الاول فی الواقع هر که حقیقت مذاهب اربعه را انکار نماید
مبتدع و ضال است چه آن منکر اجماع است قال ابو زکریا النووی الشافعی فی روضة الطالبین اما
الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربع حتی اوجبوا تقلید واحد منهم هؤلاء علی
الامة ونقل امام الحرمین فی البرهان الاجماع علیه وفی التفسیرات الاحمدیة قد وقع علی ان الاتباع انما یجوز
الاتباع فلا یجوز الاتباع لابی یوسف ومحمد وزفر وشمس الائمة اذا کان قولهم مخالفا للاربع وکذا لا یجوز
الاتباع لمن حدث مجتهدا مخالفا لهم ولعل منشأ ما قالوا ان الائمة اذا اختلفوا علی اقوال کان ما عداها
باطل و نیز مقلد مبتدع گروهی است کما هو مصرح فی الکتب الفقهیة المعتبرة والجواب الثانی چه هست تا ابد انکه
که مشهور است نفس و اتباع هوا و تتبع رخص درست نبود مگر احتیاط و ورع در مذهب دیگر بیشتر یابد یا در حرج عظیم وقع افتد
صعب مبتلا گردد و بحکم رجوع بمذهب دیگر مخلصی نیابد بحکم الضرورات تبیح المحذورات جائز بود و قرار داده علماء و اصول کتب

در آخر زمان تعیین وتخصیص مذہب ست وضبط وربط کار دین ودنیا ہم درین صورت بود از اول تخییر
است ہر کدام را کہ خواہد اختیار نماید صورت دارد لیکن بعد از اختیار یکے بجانب دیگری رفتن سبب توہم سوء
ظن وتفرق وتشعب در اعمال واحوال خواہد بود وقرار داد علمای متاخرین برین ست وھو المختار وفیہ التخییر
کذا قال الشیخ عبد الحق الدھلوی علیہ الرحمۃ وقال عبد الرحیم فی نہایۃ السوال اذا قلد مجتہدا فلیس لہ
تقلید غیرہ اتفاقا وفی مطالب المؤمنین قال فخر الدین محمد اگر این مرد عامی ست ساقط القول والشہادۃ
شود واز ہمہ فاسقان بدتر باشد واگر عالم ست مبتدع وضال گردد وواجب بود منع وی وزجر وی حکی
ان رجلا من اصحاب ابی حنیفۃ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد الشیخ ابی بکر الجوزجانی
فابی الرجل ان یزوجہ الا ان یترک مذہبہ لمذہب اصحاب الحدیث فیقرأ خلف الامام
ویرفع یدیہ عند الانحطاط ونحو ذلک فاجابہ الی ذلک فقال الشیخ بعد ما سئل من ھذہ
الحادثۃ النکاح جائز ولکن اخاف علی ھذا الرجل ان یذھب ایمانہ وقت النزع فقیل لم ذلک قال
لانہ استخف بمذھبہ الذی ھو حق عندہ واخذ مذھبا ھو عندہ لیس بحق فلا اخاف علی ایمانہ
لا استخفافہ بدینہ قال ولو ان رجلا من اھل الاجتہاد یرجع من مذھبہ فی مسألۃ او اکثر منہا باجتہاد
لما یوضح لہ من الکتاب والسنۃ او غیرھما من الحجج لم یکن ملوما بل کان ماجورا فاما الذی لم یکن من اھل
الاجتہاد فانتقل من قول الی قول من غیر دلیل لکن لما یرغب من غرض الدنیا فھو مذموم آثم مستوجب للتعزیر لارتکابہ المنکر فی الدین
واستخفافہ بمذھبہ وحنفیان را نماز گزاردن عقب چنین شخص اگر در طہارت وارکان نماز موافق مذہب حنفی
عمل می نماید مکروہ است والا غیر جائز اگر جواب السوال الثالث مرد جاہل را تقلید واتباع یکے از ائمہ اربعہ واجب ولازم
است قال خاتم المحققین عبد الحق الدہلوی این چہار تن از امامان دین ومقتدایان ملت اند کہ ضبط وربط احادیث
واقوال صحابہ وسلف وتطبیق وتوفیق میان آن نمودہ وتفسیر وتاویل وبیان ناسخ ومنسوخ کردہ وغایت جہد
مجہود درین باب فرمودہ استنباط احکام بقیاس واجتہاد از نصوص کتاب وسنت نمودہ اند غیر مجتہدان را دلو
کالو اعالمین متقین جز تابع بودن چارہ وسبیلی نیست وبالجملہ مذاہب حق وطریق وصول بمنزل مقصود والی آ
در آمد خانہ دین این چہار اند وہر کہ راہی ازین راہہا ودری ازین درہا اختیار کردہ برآمد بگر رفتن خواہد عبث زیادہ باشد
وکارخانہ عمل را از ضبط وربط بیرون انگندن واز راہ مصلحت بیرون افتادن ست واین طریقہ متاخران
است کہ اتباع مجتہدی واحد را لازم واجب دانستہ می شمارند وشکی نیست کہ این طریقہ محکم ومضبوط است انتہی واتباع علما

زبان برد و گوشزد است یعنی آنکہ اتباع علمای حنفیہ یا شافعیہ یا مالکیہ یا حنبلیہ بخصوصہا می نماید فہما و دیگر آنکہ عالم
ہر مذہبی کہ از مذاہب اربعہ می باشد تقلیدش می نماید فہو ممنوع و محظور قال المحقق الدہلوی و چون وحدت
وجہہ در مذاہب اربعہ قرار یافت اکنون تابع مجتہدی را نمی رسد کہ تقلید آن گذاشتہ تقلید دیگری نماید قبلہ توجہ
یکے باید چہ امام شریعت و چہ شیخ طریقت تا بنای توحید محکم و قدم تحقیق راسخ گردد و علیہ اتفاق العلماء انتہی
و نیز چنین شخص در جواب سوال دوم مذکور گذشتہ **الجواب الرابع** رای عالم مسئول عنہ خطا ست زیرا کہ
تجویز تقلید یکے از ائمہ اربعہ ہر یکی را سبیلی نیست لان من اذا تمسک بالکتاب والسنۃ فلا یخلو اما ان یکون لہ قدرۃ
معرفۃ وجوہہ و معانیہ و طرقہ و احکامہ اولا والثانی لا بد ان یکون لہ مع ذلک ملکۃ
الاستنباط والقدرۃ التامۃ علی استخراج المسائل اولا والاول ہو المجتہد ولا کلام فیہ بل نحن
ایضا مقرون بعدم اتباع المجتہد الآخر والثانی اما ان یکون تابعا لاحد من الائمۃ الاربعۃ فہو
المراد اولا یکون تابعا لاحد بل یقول انی عامل علی الاصول التی ہی ثلثۃ ولست بتابع لاحد فیقول لہ
ان یکون اصول الشرع ثلثۃ انما ہو اول مسئلۃ بناہ ابو حنیفۃ وایضا لا اقل من ان یحتاج فی
المسئلۃ القیاسیۃ و معرفۃ الناسخ والمنسوخ و فی معرفۃ کون الاجماع قطعیا مقدما علی خبر
الواحد و یکون العام المخصوص البعض ظنیا و امثالہ من جمیع تقسیمات الکتاب والسنۃ والاجماع
واحکامہا اذ ما کل ذلک الا اصطلاحات ابی حنیفۃ فالی ای شئ یہرب یلزم التبعیۃ ضرورۃ و
اما الثانی و ہو انہ اذا التزم التبعیۃ یجب علیہ ان یدوم علی مذہب التزمہ ولا ینتقل الی مذہب
آخر فلان الانتقال یوجب ان یظہر عندہ بطلان المذہب السابق والحال ان اہل کل مذہب
یقول بحقیۃ المذاہب الاربع فقد وقع فیما الجئ علی ان العامی لا وجہ لہ الی الانتقال والعالم غایۃ
وجہ انتقالہ ترجیح الادلۃ من جانب المرجوع الیہ وہو موقوف علی ازدیاد الفضیلۃ و نقصانہا فان
کل واحد تنصب دلائل علی طبق مذہبہ والعالم الغیر المجتہد لیس فی قدرتہ ترجیح المذاہب بسبب الدلائل
فان ذلک موقوف علی معرفۃ اصطلاحات کل واحد و معرفۃ الکتاب بتقسیماتہ الاربعۃ وکذا السنۃ
مع تقسیماتہا المختصۃ بہا والاجماع باقسامہا الثلثۃ والاقیسۃ بشروطہا واحکامہا وارکانہا ووقوعہا و
کل ذلک متعذر فی حق المقلد ومع ذلک لا یعلم ما ہو الحق عند اللہ تعالی فالانتقال من مذہب الی
مذہب آخر کذلک لا یجوز ان یعمل فی مسئلۃ علی مذہب و فی الاخری علی آخر لان العامی لا وجہ لہ فی ہذا الباب

واما العالم فالظاهر انه لا وجه له اليه الا العلم بان الامام الفلانی قد اخطأ فی المسألة الفلانية
واصاب فی الفلانية والامام الفلانی على عكس هذا كما ان يقرء الحنفی الفاتحة عقيب الامام فانه
لا يجوز ان اعتقد انه قد اصاب الشافعی رح فی ذلك بخلاف ابی حنيفة رح فانه باطل بالضرورة
وان ظن ان دليل الشافعی رح وهو قوله عليه السلام لا صلوة الا بفاتحة الكتاب
صريح فی هذا المعنى فذلك موقوف على معرفة هذا الحديث ومعرفة الحجة لابی حنيفة رح
ومعرفة انه لا حجة وسبق من هذا وامثال ذلك مما هو ليس من شان المقلد لان كل احد بمذهبه
على مذهبه دلائل وشواهد ولكل وجهة هو موليها وفوق كل ذی علم عليم هذا خلاصة ما فی التفسير الاحمدی

الجواب الخامس كسيكه كنز الدقائق وسفر السعادت وغيره كتب احاديث وفقه را موجب گمراهی وضلالت
تصور نمايد كافر ست لان اهانة علم الدين كفر قال فی العالمگيرية نقلا عن التاتارخانية رجل قال
قياس ابو حنيفه حق نيست يكفر والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه احقر العلما خادم احمد غفر الله الصمد

[خادم احمد] الجواب صحيح موافق لاهل السنة والجماعة كتبه الفقير محمد عبد الرزاق عفی عنه الروايات التی استخرجها
المجيب من الكتب المعتبرة معتبرة وماخوذة عند علماء اهل السنة والجماعة حرره عبده المسكين
ابو الخير معين الدين تجاوز الله عن سيئاته يوم الدين [محمد معين الدين ١٣٠٦]

هو الموفق للجواب والملهم للصواب جواب از سوال اول اينكه حقيقت مذاهب ائمه اربعه رحمهم الله تعالى رحمة واسعة در كتب معتبره
ببراهين لامعه مبين ودر زبر مستند وبحجج ساطعه مبرهن منكرش باليقين مفسد دين قال فی التفسيرات الاحمدية
فی بيان الآيات الشرعية فان قلت اذا كان الحق فی موضع الخلاف واحدا فما معنى حقية المذاهب
الاربعة قلت معناه ان الواحد يحتمل ان يكون فيما قاله الشافعی رح ويحتمل ان يكون فيما قاله ابو حنيفة رح
فيكون كل من المذاهب الاربعة حقا بهذا المعنى انتهى ودر تهذيب المذاهب گويد روايت كرده شده
است باسناد صحيح از ابن عباس رضی الله تعالى عنه كه فرشته نزد رسول الله صلى الله عليه وسلم بيامد وگفت خوابی ديده ام
كه ميان زمين وآسمان خيمه نصب كرده شده آنرا چهار طناب است هر چهار را چهار مرد نگاه ميدارند فرمود آن خيمه دين اسلام
وچهار مردان كه ميدهی ايشان چهار مردانی اند كه بعد من ظاهر شوند وصاحب مذهب باشند انتهی وتقليد احدی از مجتهدين
اركان اربعه است دين درين زمان بر سائر اهل ايمان واجب ولازم وبد داننده اين مبتدع وآثم كما ستصرح
ان شاء الله تعالى عن قريب ادعائش باتباع كتب حديث وعمل بحديث رسول صلى الله عليه وسلم لغو وباطل وغير مقبول است

چه بعامی بلکه بعلمای این زمان عمل بحدیث بدون اقتدای مجتهدان غیر جائز و نارواست زیرا که بر مستعمل بحدیث
معرفت اقسام عامه و خاصه سنت و اوصاف آنها و حال اهل روایت از بدایت تا نهایت و مواضع ورود آن و
محاورت و عادت اهل لسان در آن بلده دادن واجب و لابدی و جمیع این امور در اهل علم این روزگار مفقود
قال شیخ الهند مولانا عبد الحق الدهلوی علیه رحمة الحق القوی اما درین روزگار رستن این کار صورت نه بندد چه
مجتهدان دین احادیث و آثار را تتبع نموده ناسخ را از منسوخ و صحیح را از سقیم جدا ساخته و تحقیق و تاویل
آن فرموده و تطبیق و توفیق میان آنها داده مذهبی قرار داده اند عوام مسلمانان را بلکه علمای ایشان را
درین روزگار این قوت و طاقت کجاست که این کار از دست ایشان برآید ایشان را جز متابعت مجتهدان
کردن و در پی ایشان رفتن حیلتی نبود و چاره نه والعهدة علیهم این کار متقدمین محدثین را میسر بود انتهی
بالجمله کسیکه انکار مذاهب نماید و تمذهب را ذمیم پندارد و اتباع کتب حدیث را دعوی سازد درین زمانه مبتدع است
واقتدا بیش مکروه فی تنویر الابصار و یکره امامة عبد و اعرابی و فاسق و اعمی الا ان یکون اعلم
القوم و مبتدع لا یکفر بها وان کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلا انتهی **جواب از سوال ثانی**
اینکه در التزام مذهب معین میان علمای علام و شیوخ اسلام اختلاف است و بنابر همین در تتبع رخص شرعیه نیز
بعضی بعدم وجوب التزام و جواز تتبع قائل اند والیه ذهب امام اهل الکشف والشهود والواقف
باسرار الوجود خلیفة الله فی الارضین معجزة من معجزات سید النبیین خاتم الولایة المحمدیة
فی فتوحاته المکیة رضی الله عنه وارضاه واوصلنا ببرکته الی غایة ما یتمناه و متبعه من هو بین
المحققین کالشمس بین النجوم ملک العلماء مولانا بحر العلوم قدس الله سره الخطیر فی شرح التحریر
و بیشتر دیگران از متاخرین التزام مسلک بعینه لازم و تتبع رخص شرعیه فاسق آثم قال فی التفسیر المسطور آنفا
ولکن ینبغی ان یقلد واحدا التزمه ولا یؤول الی آخر انتهی وقال فی الاصول الرضا الانتقال من
مذهب بعد التقلید به الی مذهب فاکثر العلماء علی انه لا یجوز بشهوة النفس واتباع الهوی وتتبع
الرخص الا اذا رجح حقیة المجتهد الاخر فی اعتقاده او رأی الفضل والاحتیاط والورع اکثر
فی مذهبه او ابتلی بواقعة صعبة و حرج عظیم لا یجد المخلص منها الا بالعمل بمذهب آخر و علیه
حجة الاسلام واما طریق المتاخرین فالتخصیص والتعیین بمذهب وهو الاقرب الی دفع الانتشار فی امور الدین
ولا یختار من المذاهب ما یشاء بل منع بعضهم عن التقلید بغیر الائمة الاربعة لانضباط مذاهبهم انتهی

وہمین مصلحت ست درین زمان برای علما و عوام مسلمانان و عدم التزام تقلید و تتبع رخص بدون تقیید
موجب تشتت حال و تفرق اعمال بس بسلک رخصت و مسالہ رفتن و سبیل حیلہ برای جستن ناروا و
مرتکبش مبتدع مکروہ الاقتدا قال الامام جلال الدین المحلی رح فی شرح جمع الجوامع ثم فی خروجه عنه اقوال
احدها انه لا یجوز لانه التزمه وان لم یجب التزامه وثانیها یجوز والتزام ما لا یلزم غیر ملزم
ثالثها انه لا یجوز فی بعض المسائل والاصح انه یمتنع تتبع الرخص فی المذاهب بان یأخذ
من کل منها ما هو الاهون فیما یقع من المسائل وعن ابی اسحق انه یفسق به انتهی
جواب از سوال ثالث اینکه در اتباع یکے از مجتهدان علیهم الرحمة والرضوان میان مشایخ کرام و فقهای عظام
از متقدمین و متاخرین رح اختلاف ست بعضی گفته اند که غیر مجتهد مطلق را جز تابع الشان بودن و پیروی یکے
نمودن چاره نبود و دلیلش فی شرح جمع الجوامع لما تقرر سابقا یجب علی العامی وغیره ممن لم یبلغ مرتبة
الاجتهاد التزام مذهب معین من مذاهب المجتهدین یعتقده ارجح من غیره او مساویا له
وان کان فی نفس الامر مرجوحا علی المختار المتقدم ثم فی المساوی ینبغی السعی فی اعتقاده ارجح
لیتجه اختیاره علی غیره انتهی وقال الامام ابن الهمام رئیس الفحول فی تحریر الاصول نقل
اجماع المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة بل من بعدهم الذین سبروا
ووضعوا ودونوا وعلی هذا ما ذکر بعض المتاخرین من منع تقلید غیر الاربعة لانضباط مذاهبهم
وتقیید مسائلهم وتخصیص عمومها ولم یدر مثله فی غیرهم الآن لانقراض اتباعهم وهو صحیح انتهی وایضا فیه
غیر المجتهد المطلق یلزمه التقلید وان کان مجتهدا فی بعض مسائل الفقه وبعض العلوم کالفرائض علی القول
بالتجزی وهو الحق فیما لا یقدر علیه او مطلقا علی نفیه وقیل فی العالم بشرط تبیین صحة مستنده والا لم یجز لنا
عموم فاسئلوا فیمن لا یعلم فیما لا یعلم لتعلیقه بعلة عدم العلم وایضا لم یزل المستفتون یتبعون بلا ابداء مستند ولا نکیر انتهی
و بعضی از متقدمین بعدم آن والیه ذهب القاضی البهاری رح فی مسلم الثبوت وشارحه فی شرح تحریر الاصول وفواتح
الرحموت ولعله اقتدار بالقدماء الاعلام [illegible] السلام و مختار درین روزگار اتباع احدی از مجتهدین مقتدای یکی
از ائمه اربعه دین ست کما یشهد به قول نقاد الحدیث النبوی الشهیر بشاه ولی الله الدهلوی فی عقد الجید
فی احکام الاجتهاد والتقلید اعلم ان فی الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظیمة وفی
الاعراض عنها کلها مفسدة کبیرة ونحن نبین ذلک بوجوه احدها ان الامة اجتمعت

علی ان یعتمدوا علی السلف فی معرفۃ الشریعۃ فالتابعون اعتمدوا فی ذلک علی الصحابۃ و تبع
التابعین اعتمدوا علی التابعین و ہکذا فی کل طبقۃ اعتمد العلماء علی من قبلہم والعقل یدل علی حسن
ذلک لان الشریعۃ لا تعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا یستقیم الا بان یاخذ کل طبقۃ عمن
قبلہا بالاتصال ولا بد فی الاستنباط من ان یعرف مذاہب المتقدمین لئلا یخرج من اقوالہم فیخرق
الاجماع ویستعین فی ذلک بمن سبقہ لان جمیع الصناعات کالصرف والنحو والطب والشعر
والحدادۃ والتجارۃ والصباغۃ لم یتیسر لاحد الا بملازمۃ اہلہا فاذا تعین الاعتماد علی
اقاویل السلف فلابد من ان یکون اقوالہم التی یعتمد علیہا مرویۃ بالاسناد الصحیح او مدونۃ
فی کتب مشہورۃ وان تکون مخدومۃ بان یبین الراجح من محتملہا وتخصیص عمومہا فی بعض
المواضع ویجمع المختلف فیہا ویبین علل احکامہا والا لم یصح الاعتماد ولیس مذہب فی ہذہ
الازمنۃ المتاخرۃ بہذہ الصفۃ الا ہذہ المذاہب الاربعۃ اللہم الا الامامیۃ والزیدیۃ
وہم اہل البدعۃ لا یجوز الاعتماد علی اقاویلہم وثانیہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاہب الحقۃ الا ہذہ الاربعۃ کان اتباعہا اتباعا للسواد الاعظم
والخروج عنہا خروجا عن السواد الاعظم فما ذہب الیہ ابن حزم حیث قال الحرام ولا یحل لاحد
ان یاخذ قول احد غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا برہان الی اخرہ فی من لہ ضرب من
الاجتہاد ولو فی مسئلۃ واحدۃ وفیمن ظہر علیہ ظہورا بینا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ... وانہ لیس
منسوخ انتہی ملخصا وفی الانصاف فی سبب الاختلاف اعلم ان الناس کانوا فی الاولی والثانیۃ
غیر مجتمعین علی التقلید بمذہب واحد وبعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان
لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان فان قیل کیف یکون شیء
واحد غیر واجب فی زمان وواجبا فی زمان اخر مع ان الشرع واحد فلیس فی الاقتداء
بالمجتہد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافیا قلت الواجب ان یکون
فی الامۃ من یعرف الاحکام الفرعیۃ عن ادلتہا التفصیلیۃ اجمع علی ذلک اہل الحق ومقدمۃ
الواجب واجب فاذا کان للواجب طرق متعددۃ وجب تحصیل طریق من تلک الطرق واذا
کان لہ طریق واحد وجب ذلک الطریق بخصوصہ کما اذا کان الرجل فی مخمصۃ شدیدۃ
[illegible]

وکان لدفع مخمصة طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه من الصحراء والاصطياد وما يتقوت به يجب
تحصيل طريق من تلك الطرق لا على التعيين ثم انسدت تلك الطرق الا طريق واحد فوجب ذلك الطريق
بخصوصه وكما كان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث واجبة لان رواية
الحديث لا سبيل لها اليوم الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون بالنحو واللغة لان لسانهم
كان عربيا لا يحتاجون لهذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة اللغة العربية واجبة لبعد العهد عن
العرب الاول وشواهد ما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس وجوب التقليد لامام بعينه
لانه قد يكون واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان انسان بل جاهل في بلاد الهند او بلاد ما وراء النهر
وليس هناك شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد بمذهب ابي حنيفة
ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملا بخلاف
ما اذا كان في الحرمين فانه يتيسر هناك معرفة جميع المذاهب ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير
ثقة ولا ان ياخذ من كتب غير مشهورة كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق انتهى ملخصا
پس هر جاهل را بشنیدن تقلید مجتهدی ناشد از عهدهٔ وجوب بیرون نشود و هرکه بتقلید آن یک از دائرهٔ لزوم خارج
گردد فی المذکور فالمقلد اذا قلد ای مجتهد یخرج عن عهدة الوجوب انتهى و ویرا
لازم ست که در همه کار بر قول عالمی متقی تحفة التقلید والمسلک که بطبق تصریح فقهاء فتوی بیان سازد
دوفق منقول شرح بر ترجمهٔ احادیث نماید جواب از سوال رابع اینکه عالم غیر مجتهد اگر تقلید کار برد
برصواب است لا بر خطا بلکه هیچ مکروه الاقتدا جواب از سوال خامس اینکه کسیکه کنز الدقائق
وسفر السعادة را از کتب دینیه باعث ضلالت وموجب گمراهی داند ودر پی اهانت آن گردد کافر شود لان
اهانة العلم كفر كما صرح به في شرح الفقه الاكبر لملا علي قاري عليه رحمة الرب الباري والله اعلم وحكمه
احكم وفقنا الله الى السبيل السوي والصيانة عن الطريق الضال والمسلك الغوي كتبه الفقير الاثيم ابو الاحياء محمد
نعيم الرب الحكيم من زمرة اولي جنة النعيم ۲۰ رجب سنه [illegible]

اجعلني من ورثة جنة النعيم

جواب سوال

اول آنکه مذهب گرفتن را بدانستن چند صورت دارد و حکم هر صورت جدا است یکی آنکه مجتهدین را بدو نهم
کتاب وسنت بر آورده اند احکام شرعیه واتباع آن مسائل را بداند من حیث آنکه از کتاب وسنت
مستخرج ست اتباع او ناجائز ست چرا که اهانت علما کفر ست وانکار کتاب وسنت کفر دیگر ...

انکار مذہب و بد دانستن مذہب گرفتن یعنی اینکه اخذ مذہبی از مذاہب ائمہ مجتہدین و تقلید شان بد ست و منکر بین این چنین شخص مبتدع و ضال و مضل ست چه مذہب رای ست در دین که مجتہدین از کتاب و سنت فهمیده اند پس چگونه قابل انکار باشد و مذہب گرفتن عبارت ست بآن راه رفتن کسی که خود ندانند و این خود واجب ست بموجب عموم فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون و آیۂ واتبع سبیل من اناب الی و آیۂ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر درین آیات امر ست باتباع و سوال از علما و شنیدن سخن علما در صورت ندانستن و نفهمیدن پس امر ای واجب چگونه بد باشد نماز پس چنین شخص جائز و مکروه ست دیگر آنکه انکار مذاہب و بد دانستن مذہب گرفتن بدین معنی که بد دانند التزام مذہبی معین را بطور وجوب یعنی کسانیکه التزام مذہب معین را واجب عقیده سازند و غیر ملتزمین مذہب را بد دانند و با وجود ضرورت خواه یافتن حدیث صحیح اتباع مجتہد خویش نگذارند و نقل از مذہب مجتہد خویش بمذہب مجتہد دیگر از محرمات پندارند بد ندانیان مومن صحیح اند نماز عقب شان صحیح چه این عقیدۂ وجوب التزام موصوف عقیدۂ محدثه است در قرون ثلاثه نبود و تشریع ست من عند نفسه پس انها ما بد انستن بدعت است ما نفس التزام مذہب معین بدون اعتقاد وجوب آن پس بنا بر مصالح و نظم اعمال و عدم تفتت خوب بهتر است و داخل ست در عموم آیات سابقه چه هرگاه اتباع اهل ذکر را شارع واجب گردانید اتباع شخص خاص هم دران داخل ست آخر هر عام در ضمن خاص بودی خواهد شد باقی دعوی اتباع حدیث اگر واقع ست مدعی عارف ست باقسام حدیث و ناسخ و منسوخ و ممیز صحیح از سقیم ست پس عین ایمان ست **جواب سوال دوم** تتبع رخص بقصد تلهی حرام ست قال الله تعالی لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا و لعبا من الذین اوتوا الکتاب والکفار اولیاء و بلا قصد تلهی محض بنظر آیۂ کریمه یرید الله بکم الیسر و حدیث صحیح الدین یسر جائز ست و نزد کسانیکه استمرار بر مذہب واجب ست جائز نخواهد پس قدا با و جائز ست اما وجوب استمرار بر مذہب از کتاب و سنت پس برین دلیلی نیست و تشریع ست من عند نفسه چه کسانیکه استفتا از ابوبکر صدیق رضی الله عنه میکردند از ابو هریره نیز میکردند و عمل می نمودند **جواب سوال سوم** جاہلی که تقلید احدی از ائمه را لازم نگرفته محض گفتۂ عالم متقی دیندار بدون تقلید مذہب راه میرود مومن صحیح ست مبتدع نیست چه تقلید احدی از ائمه بطور تعین لازم نیست بعموم آیۂ کریمه فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون هر مجتهد را در هر مسئله که خواهد اتباع نماید این اتباع و تقلید بر سبیل عموم واجب ست و همین ست معنی واجب مخیر که حجة الله علی العالمین شاه عبد العزیز قدس سره در فتح العزیز فرموده اند و جاہل را خود مذہب نیست

العامی لا مذهب له قول علمای حنفیه ہست رحمۃ اللہ علیہم اجمعین و عالم رای باید کہ روایت فقہیہ را بر کتاب و
سنت عرض نمودہ فتوی دادہ باشد و عامی را اتباع این چنین عالم جائز ہست و تخصیص عمل بفتوے
مجتہدی خاص تغیر حکم شارع ہست از عموم بخصوص بدون برہان و تشریع ہست من عند نفسہ در مسائلے کہ از
استنباط حاصل شوند از ظاہر کتاب و حدیث نہ بر آید اتباع مجتہد ضرور ہست چہ درین مسئلہ اہل ذکر مجتہد ہست لا غیر و آن عالم
متقی خود درین چنین مسائل تابع مجتہدی خواہد بود ورنہ فتوی برای خواہد داد متقی و دیندار نخواہد بود جواب
سوال چہارم این چنین عالم مصیب ہست حق اصابت چہ تمسک بکتاب اللہ بر تمام عالم فرض ہست و حدیث
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم واجب الاتباع ہست ما اتاکم الرسول فخذوہ نص صریح ہست لیکن فہمانیدن
این معنی کہ حدیث صحیح ہست و غیر منسوخ باعانت کتب قوم ضروری ہست و اجماع خود حجت ہست بحکم لا تجتمع امتی
علی الضلالۃ و قیاس بآیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار قابل اعتبار ہست لیکن در قیاس شرائط اجتہاد درکار و
این چنین عالم مجتہد نیست پس اتباع مجتہدے بحکم عموم فاسئلوا اہل الذکر واجب ہست و مسلک این عالم پس
محکم و مطابق مرضی خدا و رسول ہست چنانچہ از آیات کریمہ واضح شد جواب سوال پنجم کتب دینیہ را
سبب گمراہی دانستن کنز الدقائق باشد خواہ سفر السعادت من حیث کتب دینیہ کفر ہست و اگر بسبب بی اعتمادی
بر مصنفین باشد کفر نیست فقط سخاوت علی الفاروقی المہری ۲۴ شہر رمضان چہار شنبہ ۱۳۰۲ھ در شہر جونپور
تحریر یافت ۱۳۰۲ھ سوال ۱۳۷ ایک شخص حنفی مذہب تقلید شخصی کو واجب نہیں جانتا بلکہ جائز کہتا ہے اور نماز میں شرائط
و ارکان و سنن موافق حنفیہ کے بجا لاتا ہے اور آمین بالجہر کہنے والے کو بھی مسنون کا عامل کہتا ہے نماز پیچھے ایسے
شخص کے بلا کراہت جائز ہے یا نہیں اور جو شخص مذکور کی اقتدا کو ناجائز کہے اسکا کیا حکم ہے اور نماز میں
آمین پکار کر کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دینا کیسا ہے بینوا توجروا الجواب ومنہ الصواب الجواب نحمدہ و نستعینہ و
نصلی علیہ عقیدہ جواز تقلید شخصی موافق ہے محققین حنفیون کے جیسا کہ فرمایا علامہ عبد العلی بحر العلوم حنفی نے
شرح مسلم الثبوت میں لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وھذا ھو الحق الذی ینبغی ان یؤمن و یعتقد بہ
اور کہا علامہ ابن الہمام حنفی نے تحریر میں لو التزم مذہبا معینا کابی حنیفۃ رح والشافعی رح فقیل یلزمہ
وقیل لا وھو الاصح اور علامہ شرنبلالی حنفی نے عقد الفرید میں لکھا ہے لیس علی الانسان التزام مذہب معین اور یہی مختار ہے علامہ
محمد عبد الحلیم حنفی مفتی مکہ و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب و امیر حاج و سید بادشاہ و قاضی ابو عاصم اور
بہت سے مشایخ کبار کا حنفیون کے جبکہ عقیدہ اسکا موافق ہوا محققین احناف سلف و خلف کے اور مذہب حنفی

رکھتا ہو اور نماز میں رعایت کرتا ہو شرائط و ارکان و سنن حنفیون کی پس نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا خلاف احد کے
جائز ہو رسالۃ الاہتداء فی الاقتداء ملا علی قاری میں ہو ذهب عامة مشايخنا الى الجواز اذا كان يحتاط فى
موضع الخلاف والا فلا والمعنى انه يجوز فى المراعى بلا كراهة وفى غيره معها ثم المواضع المهمة للمراعاة
ان يتوضأ من الفصد والحجامة والقئ والرعاف ونحو ذلك لا فيما هو سنة عنده مكروه عندنا
كرفع اليدين فى الانتقالات وجهر البسملة واخفائها فهذا وامثاله لا يمكن الخروج عن عهدة الخلاف
فكلهم يتبع مذهبه ولا يمنع مشربه انتهى وفى حاشية الاشباه للخير الرملى الذى يميل اليه
خاطرى القول بعدم الكراهة اذا لم يتحقق منه مفسد كذا فى الشامى ص ۵۸۸ مطبوعہ مصر
اور قول سدیدین یہ ہے يجوز صلوة المسلمين بعضهم خلف بعض كما كان الصحابة رض والتابعين ومن بعدهم
من الائمة الاربعة يصلى بعضهم خلف بعض مع تنازعهم فى هذه المسائل المذكورة وغيرها ولم يقل
احد من السلف انه لا يصلى بعضهم خلف بعض ومن انكر ذلك فهو مبتدع ضال مخالف للكتاب
والسنة واجماع سلف الامة وائمتها وقد كان فى الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرء
البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا يجهر بها پھر کئی سطرون کے بعد لکھا ہو ومع
هذا فكان بعضهم يصلى خلف بعض مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعى وغيرهم يصلون
خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم ان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا وهكذا فى حجة الله البالغة
اور قول عدم جواز اقتدا محض ضلالت و گمراہی ہو فقہ اکبر لابی حنیفہ رح مین ہو الصلوة خلف كل بر وفاجر من
المؤمنين جائزة اسکے تحت مین ملا علی قاری فرماتے ہین فمن ترك الجمعة والجماعة خلف الامام الفاجر
فهو مبتدع عند اكثر العلماء والصحيح انه يصليها ولا يعيدها اور بحر منتقی سے نقل کیا سئل ابو حنيفة عن مذهب
اهل السنة والجماعة فقال كذا وكذا وان يصلى خلف كل بر وفاجر۔ و شرح عقائد مین ہو يجوز الصلوة خلف كل بر
و فاجر لقوله صلى الله عليه وسلم صلوا الخ ولان علماء الامة كانوا يصلون خلف الفسقة واهل الاهواء
والبدع من غير نكير اور کہا حاشیہ مین اسکے خلافا للشيعة فانهم قد اشترطوا العصمة فى الامامة
الصغرى كالكبرى والخوارج ايضا فان الكافر عندهم فاجر پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح اور تمامی
اہل سنت الجماعت کا یہی عقیدہ ہو کہ نماز پیچھے ہر مومن کے جائز اور جو شخص جمعہ اور جماعت ترک کرے بسبب فاجر
ہونے امام کے وہ مبتدع اور ضال ہو اور عقیدہ شیعہ اور خارجی کا رکھتا ہو اور یہ اختلاف شیعہ اور خارجی کا امام کے بدعتی ہونے

کی تقدیر پر ہو اور جبکہ نیک ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہی تو آمین کسی اہل قبلہ کا اختلاف نہیں ہی پس قائل عدم جواز صلوٰۃ کا پیچھے شخص مسئول عنہ کے محض ضال و مضل ہی نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ

جواب سوال دوم مومن کو مسجد سے روکنا خصوصاً فعل مشروع کے سبب سے بڑا گناہ ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا اولئک ماکان لہم ان یدخلوہا الا خائفین لہم فی الدنیا خزی ولہم فی الاخرۃ عذاب عظیم

جواب سوال سوم پیچھے ایسے شخص کے بلا کراہت جائز ہی اور جو شخص مذکور کی اقتدا کو ناجائز رکھے وہ مخطی ہی اور آمین پکار کر کہنے والے کو صرف اسی باعث سے مسجد سے نکلوا دینا درست نہیں ہی واللہ اعلم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم

الجواب صحیح حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الرحیم ابو محی الدین محمد ابراہیم غفر لہ ولوالدیہ یہ جواب صحیح ہی فی الواقع جو حنفی تقلید شخصی کو واجب نہ جانتا ہو اور ارکان وغیرہ موافق حنفیہ کے کرتا ہو اور آمین بالجہر کو بھی مسنون سمجھتا ہو اُسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہی اور حکم کرنا عدم جواز امامت اُس شخص کا ضلالت ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ۱۵۹ ۲۱ کسیکہ انکار مذہب ائمہ و مذہب گرفتن را بدعت داند و اتباع کتب حدیث را دعوی کند حکمش چیست مبتدع است یا چہ **ہو المصوب** اصحاب مذاہب چہ ابو حنیفہ و چہ شافعی و چہ مالک و چہ احمد و چہ غیر ایشان ایشان تدوین مذاہب و استخراج مسائل خلاف شرع نساختند بلا دلیل ہستند ہر یک ہستند و سبب اختلاف فیما بین شان وقوع اختلاف در فہم معنی آیات و احادیث نہ آنکہ احدی را تعصب راہ دادہ باشد یا آنکہ قیاس را بر شرع مقدم کردہ باشد حاشا وکلا جملہ ایشان براۃ از تقدیم قیاس مبرا ہستند و نسبت کنندہ این امر بطرف یکی از ایشان کاذب و مفتری ست و آنچہ کہ بعضی متعصبین حنفیہ را اصحاب الرای می نویسند قول ایشان از بابیہ اعتبار ساقط ست و درینجا لطیفہ بخیال میگذرد و آن اینکہ الف لام کہ داخل بر رای ست عہدی ست و مراد از ان رای دقیق ست پس فی الحقیقہ حنفیہ اصحاب الرای ہستند یعنی اصحاب الرای الدقیق حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی در مجمع مؤسس نے المعجم المفہرس اقرار این امر می سازند کہ آن چنان کہ در مذہب حنفی قواعد منضبط ہستند در مذاہب باقیہ نیستند پس حق جل شانہ از زبان متعصبین وصف حسن حنفیہ خارج کنانید لیکن او شان مطلبش نہ فہمیدند اصل مذاہب مدونہ مخالف آیات و احادیث و اجماع و قیاس نیستند اصل ہر مسئلہ یکی از این چار ست شاہ ولی اللہ دہلوی در انصاف فی بیان سبب الاختلاف می نویسند اما ہم اللہ القسم الی تکن مسئلۃ من المسائل التی تکلم

فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجد وفيها احاديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا
صحيحا او ضعيفا او حسنا او اثرا من آثار الشيخين او سائر الخلفاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه انتهى هرگاه این امر ممهد شد پس میگوییم که منکر مذاهب اربعه و بد دانندهٔ آنها اگر بدین سبب بد
میداند که مذاهب اربعه موافق شرع هستند آن شخص کافر خواهد شد لانه اهان الدین و اگر در اعتقاد خودش میدارد
که مذاهب اربعه خلاف شرع و نصوص هستند پس آن کس مخطی است لما مهدناه آنفا بنظر تامل باید فهمید که اگر
ائمه مجتهدین تحقیق مسائل و تدوین آنها چنانکه هست نمیکردند تمام عالم مظلم و گمراه بودی و کسی را اطلاع
بر حکم شرع حاصل نشدی چه بسیاری از احکام این چنین هستند که از ظاهر نصوص مستنبط نمیشوند پس بد دانستن
این مذاهب احسان فراموشی است اما دعوی اتباع کتب حدیث پس اگر مدعی امتیاز صحیح از حسن و حسن از ضعیف
و ناسخ از منسوخ می سازد و بر طبق محدثین سابقین بر شرح معانی آثار و احادیث و آیات قدرت دارد و سوای
آن بر جمله فنون ضروریه متعلقه کتب حدیث وغیره مهارتی دارد آن کس قابل مدح است و ظاهر است
که وجود این چنین کس فی زماننا هذا مثل وجود عنقا البته در مائه ثامنه بسیار کسان موصوف بصفات مذکوره
یافته شدند و بعد ازان در مائه تاسعه علامه جلال الدین سیوطی خاتمة الحفاظ شدند و بعد ازان در مائه
عاشره هم بعضی علما مثل ملا علی قاری و شیخ عبد الحق محدث دهلوی وغیره قدم بقدم محدثین شدند مگر برتبه
ایشان نرسیدند و بعد ازان تا الی الآن کسی یافته نشد که تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقه نماید فضلا عن المهارة
فيه الا ما شاء الله تعالى في زماننا محدث آنکس را می شمارند که صحاح سته را درس دهد و توضیح مطالب حدیث
عام فهم کرده دهد فانا لله وانا الیه راجعون صاحب کشف الظنون از علامه تاج الدین سبکی نقل میسازد
واعلم ان قصارى نظر ابناء زماننا في علم الحديث النظر الى مشارق الانوار فان ترفعت الى
مصابيح البغوي ظننت انها تصل الى درجة المحدثين وما ذلك الا لجهلهم بالحديث بل لو حفظها
احد عن ظهر قلب وضم اليه من المتون مثليها لم يكن محدثا حتى يلج الجمل في سم الخياط وانما الذي
يعده اهل الزمان بالغا الى النهاية وينادونه محدث المحدثين وبخاري العصر من اشتغل بجامع
الاصول لابن الاثير مع حفظ علوم الحديث لابن الصلاح او تقريب النووي مع انه ليس في شيء من رتبة
المحدثين انما المحدث من عرف المسانيد والعلل واسماء الرجال وحفظ مع ذلك جملة مستكثرة من المتون وسمع الكتب الستة
ومسند احمد وسنن البيهقي ومعجم الطبراني وضم الى هذا القدر الف جزء من اجزاء الحديث فهذا اقل درجاته انتهى

مقام غور ست که هرگاه این حال زمانه وجود بستگی که قبل مائهٔ عاشره است شده حال این زمانه چه تحریر شود
محدثین زمانهٔ ما که خود را مجدد المذهب میدانند و مذاهب حقه را باطل می شمارند گمراه کننده هستند زیرا که مثلا
اگر سند کدامی مسئلهٔ حنفیه یا شافعیه در صحاح سته نیافتند میگویند که امام ابوحنیفه یا شافعی درین باب خلاف
حدیث کرده اند و نمیدانند که فن حدیث بر صحاح سته منحصر نیست کتب احادیث لاتعد ولاتحصی تصنیف شده اند
فعدم السند فی الصحاح الستة لا یستلزم عدمه فی جمیع الکتب والله اعلم بالصواب وعنده ام الکتاب حرره محمد عبد الحی

سوال مرد جاهل تقلید هیچ کسی از ائمه بر خود لازم نگیرد بلکه هیچ یکی از ائمه در اعتقاد خود مقتدا و پیشوای خود
داند در زمان خود هر عالم را که دیندار و متقی یابد بگفتهٔ او عمل سازد بدون تقلید مذهب حکم او چیست

هو المصوب علما قدیما و حدیثا در باب لزوم تقلید مذهب معین اختلاف دارند بعضی قائل بوجوب تقلید
معین شده اند علامه محلی شافعی در شرح جمع الجوامع می نویسند یجب علی العامی وغیره ممن لم یبلغ مرتبة
الاجتهاد التزام مذهب معین من مذاهب المجتهدین یعتقده ارجح من غیره او مساویا له وان کان فی نفس
الامر مرجوحا علی المختار انتهی وامام همام کمال الدین بن الهمام در تحریر الاصول می طرازند نقل الامام الاجماع
علی منع تقلید العوام لاعیان الصحابة ومن بعدهم الذین وضعوا ودونوا وعلی هذا ما ذکره
بعض المتأخرین من منع تقلید غیر الائمة الاربعة لانضباط مذاهبهم وتقیید مسائلهم لم یدر
مثلهم غیرهم الی الان انتهی ومختار بعض علما آنست که تقلید مذهب معین ضرور نیست هر کس را اختیار است
که بهر مذهبی که خواهد عمل نماید بشرطیکه خالی از استخفاف مذهبی و تعصب باشد و اگر مسلک تعصب یا استخفاف یکی از
مذاهب اربعه اختیار کرده باشد واجب التعزیر ست ذو المناصب الشیخ ابن الحاجب در مختصر اصول می آرند لا
یرجع عن قول المجتهد بعد تقلیده اتفاقا وفی حکم آخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ینکر فلو التزم
مذهبا معینا کمذهب مالک او الشافعی فثالثها کالاول انتهی و مستند ائمهٔ دین قاضی عضد الملة والدین در
شرح آن می نویسند اذا عمل العامی بقول مجتهد فی حکم مسئلة فلیس له الرجوع عنه الی غیره
اتفاقا فاما فی حکم مسئلة اخری فقیل یجوز انه یقلد غیره المختار جوازه للقطع بوقوعه فی زمان الصحابة
وغیرهم فان الناس فی کل عصر کانوا یستفتون المفتین کیف اتفق ولا یلتزمون سؤال مفت معین وقد شاع
هذا ولم ینکر فلو التزم مذهبا معینا فان کان لا یلزمه ففیه ثلثة اقوال اولها یلزمه ثانیها لا یلزمه ثالثها انه کالاول
[illegible] فیها فلیس له الرجوع عنه وما لا ففی غیره اتبع فیما شاء انتهی

در مسلم الثبوت و شرحه مولانا ولی الله اللکنوی یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل فی العلم
عند الاکثر وقیل هم اکثر الحنابلة واختاره ابن الحاجب تبعهم المصنف وحکی عن احمد انه یجب النظر
فی الارجح وهو المختار عند الامامیة وهل یقلد المقلد غیر من یقلده اولا فی غیر ما عمل به اولا المختار نعم للعلم
بالاستفتاءات من استفتائهم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابة مرة واحدا من المجتهدین ومرة
واحدا من غیرهم ولو التزم مذهبا معینا فهل یلزم الاستمرار علیه فقیل نعم حتی شدد بعض المتکلمین
وقالوا الحنفی اذا ترک مذهب امامه یعزر والحق انه تعصب لا دلیل علیه اصلا وانما هو تشریع من عند نفسه
او قیل لا قال فی التیسیر شرح التحریر هو الاصح اذ لا واجب الا ما اوجبه الله وبالجملة لا یجب تقلید مذهب
معین بل جاز الانتقال لکن لا بد ان لا یکون ذلک علی قصد التلهی وتوهین کبار المجتهدین انتهی ملخصا
وهمچنین بحر العلوم مولانا عبد العلی در شرح مسلم الثبوت و در شرح تحریر اظهار عدم وجوب تقلید مذهب معین شرعا
را حق می سازند و تحقیق درین باب آنست که عوام ازین چنین مسائل باز داشته شوند خصوصا عوام زمانه هذا
ایشان را بجز تقلید مذهبی چاره دیگر نیست واگر ایشان مجاز در اختیار مذاهب و تخییر می شوند بهر آئینه فتنها در
دین واقع می سازند و زبان طعن و تشنیع بر ائمه کبار خصوصا اعظم الائمه امام ابوحنیفه وغیره کشاده می گویند که ما را
ازین مذاهب کار نیست کتاب الله و سنت رسول الله کافی است و نمی فهمند که تقلید این مذاهب عین تقلید
نصوص است کلام حضرت جل وعلا فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون شاهد عادل آن نسبت و پر ظاهر که عالمی
که آن جاهل آنرا مقتدا و مستند خود مقرر سازد اگرچه اتقی باشد ائمه سابقین بدرجها افضل خواهند بود پس
ترجیح تقلید آن عالم بر تقلید ائمه ترجیح مرجوح است وعلامه فخر الدین زیلعی در شرح کنز و شیخ الاسلام بدر الدین عینی
وغیره تصریح می سازند که الاحکام تتبدل بتبدل الازمنة وشاهد آن است روایت ابوداود از حضرت عائشه
لو ادرک رسول الله ما احدثه النساء لمنعهن من المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل وهمین سبب صاحب هدایه و شمس الائمه
سرخسی بلکه جمله فقهای حنفیه وشافعیه در مواضع متعدده بعد تنقیح مسئله می نویسند لکن هذا امر لا یفتی به الناس بر ناظر کتب فقه
این امر مخفی نخواهد ماند پس اگرچه مختار راجح نزد محققین عدم وجوب اختیار مذهب معین است لیکن مختار برای فتوای عوام فی زماننا
همین است که تقلید مذهب معین واجب یا مستحسن گفته شود کما هو مذهب بعض شیوخ مگر اگر ایشان برین امر مطلع نکرده شوند البته
عالم ماهر متقی متدین که خالی از تعصب باشد اگر اختیار مختار خود کند اولی و احسن است عارف ربانی عبد الوهاب
شعرانی در میزان می نویسند کان سیدی علی الخواص اذا سأله انسان عن التقلید بمذهب معین الآن هل

هو واجب ام لا يقول له يجب عليك التقليد بمذهب مادمت لم تصل الى عين شهود الشريعة فهناك
لا يجب عليك التقليد بمذهب لانك ترى اتصال جميع المذاهب بها انتهى شاه ولی الله محدث دہلوی
در حجة الله البالغه می نویسند هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجمعت الامة على جواز تقليدها
الى يومنا هذا وفى ذلك من المصالح ما لا يخفى لاسيما فى هذه الايام التى قصرت الهمم جدا واشربت
النفوس الهوى واعجب كل ذى رأى برأيه وما ذهب ابن حزم من ان التقليد حرام
فغلط انتهى ودر عقد جيد فى احكام التقليد می طرازند اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربع فيه
مصلحة عظيمة وفى الاعراض عنها مفسدة عظيمة ونحن نبين ذلك بوجوه احدها ان الامة
اجمعت على ان يعتمدوا على السلف فى معرفة الشريعة فالتابعون اعتمدوا على الصحابة وتبع
التابعين اعتمدوا على التابعين وهكذا اعتمد العلماء فى كل طبقة من قبلهم والعقل يدل على
حسن ذلك واذا تعين الاعتماد على اقاويل السلف فلابد ان تكون اقاويلهم التى يعتمد عليها
مروية باسناد صحيح او مدونة فى كتب مشهورة وليس مذهب من المذاهب بهذه
الصفة الا هذه المذاهب الاربعة اللهم الا مذهب الامامية والزيدية وهم اهل
البدعة لا يجوز الاعتماد على اقاويلهم وثانيها قال رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان
اتباعها اتباعا للسواد الاعظم انتهى ودر انصاف فى بيان سبب الاختلاف می آرد اعلم ان الناس
كانوا فى المائة الاولى والثانية غير مجتمعين على التقليد بمذهب معين وبعد المائتين ظهر
فيهم التمذهب وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب فى ذلك
الزمان فان قيل كيف يكون شئ واحد واجبا فى زمان وغير واجب فى زمان مع ان الشرع
واحد قلت الواجب الاصلى هو تقليد من يعرف الاحكام الفرعية عن ادلتها التفصيلية اجمع على ذلك
اهل الحق فاذا كان للواجب طرق متعددة وجب تحصيل طريق من الطرق من غير تعيين واذا كان
له طريق واحد تعين ذلك الطريق بخصوصه كما كان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار فى يومنا هذا كتابة
الحديث واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون بالنحو والصرف واللغة لان لسانهم
كان عربية ثم صار فى يومنا هذا معرفتها واجبة فاذا كان انسان جاهل فى بلاد الهند وما وراء النهر ليس

مذهب شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتب هذه المذاهب فیجب علیه ان یقلد بمذهب ابی حنیفة
و یحرم علیه ان یخرج من مذهبه بخلاف ما اذا کان فی الحرمین لانه یتیسر هناک معرفة جمیع المذاهب انتهی ملخصاً
خلاصه مرام اینکه مردی جاهل که تقلید مذهبی لازم نگیرد و بقول عالم متدین عمل می سازد اگر آن کس خالی از تعصب و
استخفاف دین و طعن بر ائمه مجتهدین وغیره باشد و عالمی که مستند او است نیز مهارتی کامل در باب تحقیق مسائل
داشته باشد و اثر تعصب در آن نباشد و طعن کسی از مجتهدین از زبان او بما در نشود پس درین صورت آن کس مجاز
است در باب عدم التزام معین لیکن فی زماننا چنین عالم متدین نظر نمی آید و نه چنین جاهل متدین الا ما
شاء الله تعالی والله اعلم حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه ۱۲ سوال ۲ کسیکه تتبع رخص شرعیه را مذهب خود
گرداند حکم آن چیست مبتدع است یا نه هو المصوب تتبع رخص شرعیه اگر بقصد تلهی باشد حرام است بالاجماع
مثل آنکه حنفی برای تلهی اختیار مذهب امام شافعی در شطرنج سازد و اگر بقصد تلهی نباشد مضائقه ندارد و متتبع مبتدع نخواهد
شد مگر ازین چنین امور عوام منع کرده شوند و عالم متقی را مضائقه نیست کذا قال بحر العلوم فی شرح مسلم الثبوت و
شاه ولی الله محدث دهلوی در ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء می آرند فی المصابیح قال رسول الله ان الدین یسر و
لن یشاد الدین احد الا غلبه فسددوا و قاربوا و ابشروا و ذکر البغوی عن عمیر قال ادرکت
من اصحاب رسول الله اکثر من سبعین فما رأیت قوما اهون سیرة ولا اقل تشدیدا منهم وعن ابراهیم
انه قال اذا بلغک فی الاسلام امران فخذ ایسرهما وقال الشعبی اذا اختلف علیک فی الدین فخذ
ایسرهما فان ایسرهما اقربهما الی الحق لان الله تعالی یقول یرید الله بکم
الیسر ولا یرید بکم العسر. و ازین آثار صاف مفهوم میشود که تلفیق رخص مذاهب اربعه بعد از آنکه مخالف نص
قرآن و حدیث مشهور و اجماع سلف و قیاس جلی نباشد حسن است خلافا للفقهاء المتاخرین بل نسبه بعضهم الی
الفسق انتهی کلامه و فی المسلم و شرحه لمولانا ولی الله اللکنوی نعم یتخرج ای یستنبط منه ای من جواز
اتباع غیر المقلد الاول کما هو مختار ابن الهمام من ان تقلید مذهب معین لیس بواجب شرعا جواز
اتباع رخص المذاهب ای اخف ما هو اهون علیه من المذاهب فلا یمنع منه مانع شرعی اذ للانسان
ان یسلک الاخف علیه اذا کان له الیه ای الی الاخف سبیل ثم بین السبیل
بقوله بان لم یکن عمل فیه ای فی ذلک المحل المختلف فیه باخر ای بقول اخر مخالف لهذا الاخف و
کان علیه الصلوة والسلام یحب ما خفف علیهم و ما نقل عن ابن عبد البر انه لا یجوز للعامی تتبع

الرخص اجماعًا كما حكيناه عنه في التيسير شرح التحرير والمنهاج اي بمنع صحة النقل عنه ولو سلم
فلا نسلم صحة دعوى الاجماع اذ في تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فكيف يتحقق الاجماع
وحمل بعضهم رواية التفسيق على ما اذا قصد التلهي انتهى كلامهما وتمام الكلام عليه ابينا در شرح
تحرير الاصول مرقوم است والله اعلم حرره محمد عبد الحي عفا الله عنه ۔ سوال ۱۲۳ ۔ مردي عالم غير مجتهد اگر عمل خود را
باين طور گردانده كه انچه در كتاب الله خواهم يافت عمل خواهم كرد و اگر در كتاب الله نخواهم يافت در احاديث انچه خواهم
يافت عمل خواهم كرد و اگر در آن نيافتم انچه مجتهدان عمل كرده باشند بران عمل خواهم كرد و اگر اين هم نباشد انچه در فقه
حنفي يا شافعي خواهد بود عمل خواهم كرد و بهمين جهت خود را حنفي يا شافعي گويد و از راي خود در هيچ مسئله نگويد در فهم
معنى قرآن و حديث نيز اعتماد بر راي خود نكند آيا بر صواب است يا بر خطا بينوا بالصواب ۔ الجواب اين چنين عالم بر
صواب است بشرطيكه مهارتي كامل داشته باشد و تميز در ناسخ و منسوخ و صحيح و موضوع و ما يتعلق بها كردن ميتواند
و همين مسلك علماي سابقين و فضلاي ماهرين بود عارف رباني عبد الوهاب شعراني در ميزان مي نويسند
سمعت سيدي عليا الخواص يقول اعتقادنا في جميع الاكابر من العلماء انهم ما
سلموا بعضهم لبعض الا لعلمهم بصحة اقوالهم ومستنداتهم لا بحسن الظن فيهم من
غير ان يطلعوا على صحتها وقد تقدم ان بعض اتباع المجتهدين وصل الى شهود عين
الشريعة وقال كل مجتهد مصيب كابن عبد البر المالكي والشيخ ابي محمد الجويني وقد صنف ابو محمد
كتابا المسمى بالمحيط ولم يتقيد فيه بمذهب وكذلك الشيخ عبد العزيز الف كتابا سماه الدرر الملتقطة
في المسائل المختلطة افتى بها على المذاهب الاربعة انتهى حاصل مرام اينكه شريعت غرا و اصول
آنها مثل چشمه هستند و مذاهب متفرقه مثل نهرهاي متفرقه پس عالمي كه مرتبه عليا نصيب او شده و بر اصول مسائل ايمه مطلع
شده او را حاجت اين امر نمانده كه اتباع يكي از ايمه نمايد و كتب فقه ايمه ملاحظه كند فاما كسيكه باين مرتبه نرسيده او را جز
اتباع مجتهدين في زماننا چاره ديگر نيست رفعا للفساد و دفعا للخصومة والعناد نعم مي بيني طريقه اهل حديث و تفسير
را كه او شان بر اصول مسائل ايمه مطلع بودند و صحيح را از سقيم خوب مي دانستند حاجت اين امر نيز داشتند كه نظر بر كتب
خلافيات نمايند و اگر كدام مسئله در فقه حنفي يا شافعي يا غير آن خلاف حديث صحيح مي يافتند بران عمل نمي كردند بخلاف
علماي ما بعد ايشان كه او شان را اين چنين مرتبه نصيب نشده پس اگر كسي را اطلاع بر عين شريعت غرا حاصل نشود
حتما جنبش بطرف كتب خلافيات باقي نخواهد ماند اگر بنظر تعصب و اعتقاد اين امر كه ايمه خلاف شرع مسائل را استخراج

کردند ترک تقلید ایمہ مے نماید درین صورت آثم خواہد شد فانما لکل امرء ما نوی واللہ یعلم ما فی قلوبکم واللہ اعلم بالصواب وعندہ خیر الثواب حررہ عبدہ الراجی عفو ربہ القوی محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ ۱۲۹۳ سوالات ۱۲۹۳ جو بمقدمہ سہارنپور بذریعہ وکیل عدالت آئے تھے اور اُسکے جوابات تحریر ہوئے **سوال اول** مسلمان ہونیکے لیے ایک مذہب حنفی شافعی وغیرہ ہونا خدا اور رسول نے شرط کیا ہی یا نہین اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امامون کے وقت مین لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہین اور امامون نے اپنی اپنی تقلید کرنے کو کہا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب کے بعد کے سو برس تک مسلمان لوگ تقلید ایک امام خاص کی نہین کرتے تھے اور وہ مسلمان غیر مقلد اصحاب اور تابعین اچھے سچے مسلمان تھے یا اُنکے بعد کے مقلدین حنفی شافعی کہلانے والے حدیث اور قرآن کے عامل سے ناراض ہونے والے اچھے ہین اور پیغمبر صاحب نے صحابہ اور تابعین غیر مقلد لوگ کے زمانے کو اچھا کہا ہی یا نہین اور اُسکے بعد کے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہی یا نہین قوی دلیل سے بیان کیجیے **جواب نمبر ۱** نام میرا مولوی عبد الحی بن مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن فرنگی محل عمر تخمیناً ۳۲ سال بقول صالح بیان کرتا ہون حنفی وغیرہ ہونا مسلمانی میں شرط نہین کہا گیا ہے اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امام کے وقت مین حنفی شافعی وغیرہ سے مسلمان موسوم نہ تھے اماموں نے اپنے قول کے تقلید کی اجازت دی ہی اُس حالت مین جب خلاف قرآن وحدیث نہو مسلمان زمانہ اصحاب اور تابعین کے اچھے تھے اُن لوگون سے جو عامل متدین قرآن وحدیث سے ناراض ہین اور پیغمبر صاحب نے زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو اچھا کہا ہی اور پچھلے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہی نقطہ العبد محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ **سوال نمبر ۲** اگر کسی ایک امام کا مقلد بادشاہ ہو یا اور کوئی مسجد بنا دے تو وہ مسجد بنانے والے کی ملکیت مین باقی رہتی ہی یا نہین اور ہر مسجد مین ہر مسلمان اپنے طور مشروع پر مستحق نماز پڑھنے کا بیک وقت و بیک جماعت ہی یا نہین **جواب نمبر ۲** مسجد بنانے والے کی ملکیت مین مسجد نہین رہتی ہی اور اُسمین سب مسلمان بطور شرع نماز ادا کر سکتے ہین اور ایک وقت اور ایک جماعت سے بھی پڑھ سکتے ہین الا ایک ساعت مین ایک ہی مسجد مین دو جماعت نہین پڑھ سکتے **سوال نمبر ۳** جو شخص بموجب قرآن وحدیث کے نماز ادا کرے اور ہر مسئلون مین مقلد ایک امام خاص کا نہو اور سب امامونکو برحق جانکر جسکا جو مسئلہ موافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت وجماعت ہی یا نہین **جواب نمبر ۳** ایسا شخص مندرجہ سوال نمبر سوم مسلمان سنت جماعت ہی بشرطیکہ قابلیت قرآن اور حدیث سمجھنے کی رکھتا ہو اور تعصب نہ [illegible]

اسکو منظور نہو سوال نمبر ۳ آمین بالجہر کہنا نماز مین پیغمبر صاحب کا قول و فعل ہو یا نہین اور یہ اسلام کی
بات ہو یا کفر کی و حنفی کی کسی کتابون سے اور صحیح صحیح حدیث سے ثابت ہو یا نہین اور مسلمانون کا فعل قدیم
ہو یا نہین جواب نمبر ۳ آمین بالجہر کہنا پیغمبر صاحب کا فعل ہے اور یہ اسلام کی بات ہو اور صحیح حدیث
سے ثابت ہو اور حنفی بھی اس مضمون کو لکھتے ہین مگر اختلاف ہو اور بہت سے مسلمان قدیم کا یہ فعل ہے
سوال نمبر ۵ حنفیون کی کسی کتاب مین آمین بالجہر کہنے والے کے یا اُسکے ساتھ کے نماز والون کی نماز کا
ٹوٹنا یا کسی اور قسم کا حرج اور نقصان ہونا اُسکے امام نے لکھا ہو یا نہین جواب نمبر ۵ آمین بالجہر کہنے
سے کہنے والے یا اُسکے ساتھیون کی نماز کا ٹوٹنا یا نقصان ہونا اور پہونچنا کسی کتاب معتبر حنفی مین نہین
لکھا ہو سوال نمبر ۶ آمین بالجہر سے ناراض ہونا مسلمانون کا فعل ہو یا یہودیون کا حدیث سے کیا ثابت
ہو اور کسی امام یا عالم کے قول سے قرآن اور حدیث پر نہ عمل کرنے والا اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو
معیوب سمجھ کر خود عمل نکرے اور عمل کرنے والے کو برا جانے وہ ازروی قرآن و حدیث کے کون ہو جواب
نمبر ۶ باوصف علم اس امر کے کہ آمین بالجہر کہنا فعل نبوی ہو اُس سے ناراض ہونا کام مسلمان کا نہین ہے
اور حدیث کا حال اوپر بیان ہو چکا ہو اور جو قول امام کا یا کسی عالم کا یقیناً خلاف قرآن اور حدیث کے ہو اُسپر
عمل کرنا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ دینا مسلمان کا فعل نہین ہو اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو باوجود جاننے
اس بات کے کہ یہ حکم نبوی ہو معیوب سمجھے تو وہ شخص مسلمان نہین ہو اور عاملون کو برا جاننا درست نہین ہو
سوال نمبر ۷ امور مذہبی مین مثل آمین بالجہر رسم و رواج کو دخل ہو یا نہین اور اگر ہو تو زور سے آمین کہنے والا
مسلمان آہستہ کہنے والے حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہو یا نہین جواب نمبر ۷ امور و احکام مذہبی مین
رسم و رواج کو دخل نہین اور زور سے آمین کہنے والا اگر منظور اسکو اتباع شریعت ہو اور فساد منظور نہو تو
حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہو سوال نمبر ۸ اگر کسی کو کوئی شخص مسجد مین نماز پڑھنے سے یا اور کسی طرح
یاد الٰہی سے روکے تو روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مین بڑا ظالم اور اسکے واسطے دنیا مین رسوائی
اور آخرت مین عذاب سخت کا حکم کیا ہو یا نہین جواب نمبر ۸ جو شخص کسیکو مسجد مین نماز پڑھنے سے یا یاد الٰہی
سے بغیر وجہ شرعی کے روکے اُسکو اللہ تعالیٰ نے ظالم کہا ہو اور عذاب سخت کا موعود کیا ہو سوال نمبر ۹
کسی حاکم کا یہ حکم کہ مسلمان لوگ مسجد مین اندر نماز کے آمین بالجہر نہ کہین دست اندازی امور مذہبی مین ہو یا
نہین اور آمین بالجہر کہنے والون کو اس کی اتباع سے نقصان دینی ہو یا نہین اور مسجد مین اذن عام ہو اسکی

ہر مسلمان کے اپنے طور پر ہے یا نہیں **جواب نمبر ۹** آمین بالجہر کو منع کرنا امور مذہبی میں دست اندازی ہے اور آمین بالجہر کہنے والے کا نقصان دینی ہے اور مسجد میں ہر مسلمان کے واسطے بطور شرعی نماز پڑھنے کی اجازت ہے

فقط العبد محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

سوالات صحیح و جواب آن

سوال نمبر ۱ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد و تقلید کرنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں **جواب نمبر ۱** ہم مقلد ہیں اور تقلید کرنا جائز نہیں سمجھتے ہیں **سوال نمبر ۲** اگر کوئی شخص بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور اسکے فعل و حرکات کے سبب خلاف طریقہ مسلمانوں کے و تفرقہ انداز جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہو اور عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے والا پایا جاتا ہو اسکے فتنہ و فریب سے بچنے کے لیے اسکو اپنی جماعت سے باہر کر دینا چاہیے یا نہیں **جواب نمبر ۲** جس شخص کا فعل تمام مسلمانوں کے خلاف ہو اسکو جماعت سے باہر کرنا درست ہے اور جسکا فعل بعض مسلمانوں کے موافق ہو اور بعض کے خلاف ہو اور وہ فعل موافق شریعت ہو اسکو جماعت سے باہر کرنا نہیں درست ہے اور جو شخص گمراہ کرنے والا معلوم ہوتا ہو اسکو بطور شرعی تفہیم کیا جاوے کہ وہ گمراہ کرنے سے باز رہے اور جماعت میں تفرقہ ڈالنا جائز نہیں ہے **سوال نمبر ۳** عام مسلمانوں کو ضرور ہے یا نہیں کہ حفاظت اس بات کی کریں کہ مسجد میں فساد و فتنہ نہ ہووے اور کوئی ایک مفسد کہ جسکا مقصود یہ ہووے کہ عام نمازیوں کو متحیر و منغض کر دیں کوئی فعل خلاف طریقہ عام نمازیوں کے کرنے نہ دیں **جواب نمبر ۳** عام مسلمانوں کو ضرور ہے کہ فتنہ و فساد سے مسجد کو محفوظ رکھیں اور جس شخص کا فعل موافق شرع کے ہووے اگرچہ طریقہ عام نمازیوں کے مخالف ہووے اس سے منغض یعنی آزردہ نہوں اور کسی شخص سے ابتدا فساد کی نکریں اور جو مفسد کہ بد نیتی سے فساد پر آمادہ ہو اسکے فساد کو بذریعہ حاکم وقت دفع کریں **سوال نمبر ۴** مجتہدین نے مسائل کو قرآن و حدیث سے نکالا ہے یا اپنے دل سے لکھا ہے **جواب نمبر ۴** مجتہدین نے مسائل قرآن یا احادیث سے نکالے ہیں صرف اپنی رائے سے حکم نہیں دیا **سوال نمبر ۵** آمین بالجہر کہنا حنفیوں کے طریقہ کے خلاف ہے یا نہیں **جواب نمبر ۵** حنفیہ چپکے سے آمین کہنے کو نماز میں سنت کہتے ہیں اور آمین بالجہر کو بھی جائز کہتے ہیں **سوال نمبر ۶** اگر آمین بالجہر نہ کہے اور آہستہ کہے تو گنہگار رہوگا یا نہیں اور آمین بالجہر کہنے کا ثواب زیادہ ہے یا کہ فتنہ و فساد و خونریزی سے مسلمانوں کے بچنے کا ثواب زیادہ ہے **جواب نمبر ۶** آمین آہستہ کہنے سے گنہگار نہوگا

اور فتنہ وفساد وخونریزی سے بچنے کا ثواب زیادہ ہے آمین بالجہر کہنے میں اسوجہ سے کہ آمین بالجہر کا سنت
ہونا یا آہستہ کہنے کا سنت ہونا صحابہ ومجتہدین میں مختلف فیہ ہے اور فتنہ وفساد کی حرمت اتفاقی ہے
سوال نمبر ۷ باعتبار دینداری مسلمانوں کے مکہ معظمہ ومدینہ منورہ اسلام کا دیس ہے یا نہیں اور مکہ معظمہ ومدینہ
منورہ میں تقلید کرنا جاری ہے یا نہیں **جواب نمبر ۷** مکہ معظمہ ومدینہ منورہ اسلام کے دیس ہیں اور تقلید
وہان جاری ہے ۲۷ جنوری ۱۸۸۳ء ۱۲۴ **سوال** بعد خطبہ عیدین کے جو مصافحہ ومعانقہ لوگون میں
مروج ہے وہ مسنون ہے یا بدعت بینوا توجروا ہو المصوب وقت مصافحہ ومعانقہ ابتداء ملاقات ہے پس بعد
نماز عید کے مصافحہ ومعانقہ مسنون نہیں اور علماء اس باب میں مختلف ہیں بعض بدعت مباحہ کہتے
ہیں اور بعض بدعت مکروہہ علی کل تقدیر ترک اسکا اولی ہے کتاب الاذکار للنووی میں ہے اعلم ان المصافحة
مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له في
الشرع ولكن لا باس به فان اصل المصافحة سنة وكونهم حافظوا عليها في بعض الاحوال وفرطوا في
كثير من الاحوال او اكثرها لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها انتهى
اور درمختار میں ہے واطلاق المصنف تبعا للدرر والكنز والوقاية والنقاية والمجمع والملتقى يفيدها
جوازها مطلقا ولو بعد العصر وقولهم بدعة اى مباحة انتهى اور رد المحتار میں ہے وقد يقال
ان المواظبة عليها عند الصلوة خاصة يودي الجهلة الى اعتقاد سنتها في خصوص
هذه المواضع مع ان ظاهر كلامهم لم يفعلها احد من السلف ونقل عن الشافعية
عن ابن حجر انها بدعة مكروهة لا اصل لها في الشرع انتهى اور مدخل ابن الحاج میں ہے
اجاز المعانقة ابن عيينة عند اللقاء من غيبة كانت واما في العيد لمن هو حاضر معك
فلا و اما المصافحة فانها وضعت في الشرع عند لقاء المومن لاخيه واما في العيد
على ما اعتاده بعضهم عند الفراغ من الصلوة يتصافحون فلا اعرفه لكن قال الشيخ
ابو عبد الله بن النعمان ادركت بمدينة فاس والعلماء العاملون بعلمهم متوافرون انهم كانوا
اذا فرغوا من صلوة العيد صافح بعضهم بعضا فان كان يساعده النقل عن السلف فيا حبذا وان لم ينقل
فتركه اولى انتهى حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي
۱۲۵ **سوال** اگر کوئی مجتہد کسی مسئلہ میں خلاف کرے اور کہے کہ یہ اجماع نہیں ہوا کیونکہ اجماع تو تام ہے

ایک زمانے کے جمیع مجتہدین کا کسی مسئلہ مین اتفاق کرنا اور مین بھی ایک مجتہد ہون اس مانے کا کہ یہ مسئلہ میری
اسکے خلاف تحقیق ہوا پس یہ مسئلہ کہ جسمین اکثر مجتہدین موافق ہوئے ہین اس مجتہد کے حق مین اجماعی ہی یا
نہین بحوالۂ کتاب مرقوم فرمائیے ہو المصوب اُس مجتہد کے حق مین جو اپنے اجتہاد کی وجہ سے مخالفت
کرتا ہی وہ مسئلہ اجماعیہ نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۶۶ سوال زید اس امر کا قائل ہو کہ جتنے فرقے متمسک بالقرآن ہین اُنمین سے کوئی فرقہ بہ نسبت کسی
امر مختلف فیہ غیر قطعی کے اگر یہ دعوی کرے کہ ہمارے مذہب کا حق ہونا یقینی ہی اور علم باری تعالی مین ہمارا ہی
مذہب حق ہی تو دعوی اس امر کا غیر صحیح ہی بلکہ یقینی ہونا تو کجا اگر اپنے مذہب کے ظنی ہونے کا دعوی کرے
تو بھی نہین صحیح ہی اور عند اللہ کسی فرقہ کا دربارہ امور مختلف فیہا کے حق ہونا اسکا علم ہمکو کیونکر ہو سکتا ہی
واللہ اعلم دربارہ امور غیر قطعیہ کون فرقہ حق پر ہی کیونکہ حق ایک امر دائر ہی پس اس قول مین زید صادق ہی
یا کاذب ہی اور امور قطعیہ کون کون ہین اجرکم علی اللہ سبحانہ ہو المصوب زید صادق ہی لیکن ظنیت امور
مختلف فیہا غیر قطعیہ مبنی ظنیت دلائل پر ہی اگر دلائل ظنیہ ہین تو مدلول بھی ظنی ہوگا ورنہ نہ اور امور قطعیہ وہ ہین
جو ادلہ قطعیہ سے ثابت ہون جیسے آیات قرآنیہ غیر مؤولہ بتاویل صحیح واحادیث متواترۃ اللفظ والمعنے و
اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد
عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ اصاب المجیب نمقہ محمد امان الحق عفی عنہ۔ فی الواقع زید صادق ہی
اور جو تفصیل مجیب نے کی وہ نہایت صحیح ہی حررہ المراجی الی رحمۃ رب الفلق محمد لمعان الحق عفا اللہ عنہ

۱۶۷ سوال زید ایک شخص کا عمل اور برتاؤ ہر امر مین بالکل موافق مذہب حنفیہ کے ہی اور تحقیق مسائل مین وہ
اگر اسطرح کی عبارت لکھے کہ زمانۂ سلف مین درمیان صحابہ کے اور تابعین اور تبع تابعین کے آپسمین مسائل جزئیہ
کے درمیان مین اختلاف ہوتا گیا ہی اور باوجود اسکے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے کسیکو انکار نہ تھا
اور کوئی شخص التزام کرلے اس امر کا کہ ایک ہی شخص کے قول و فعل کو مانے اگرچہ حق خلاف اُسکے کیون نہو تو
یہ بات ابتک ثابت نہوئی اور کسی اہل علم کا قول نہین پس ایسا شخص حنفیت سے بسبب ایسی عبارت لکھنے
کے خارج ہوگیا یا نہین بینوا توجروا ہو المصوب ایسا شخص حنفیت سے بسبب اس عبارت کے خارج
نہوگا حنفیت عبارت کتمان حق سے نہین ہی تا قائل اس امر صحیح کا حنفی نرہے بہت حنفیہ معتبرین اپنی کتب
مین اسی مضمون کو لکھ گئے مفتی عنایت اللہ مفتی الحنفیہ بمکہ معظمہ المتوفی فی سنہ ١٠٥٠ ہجری کہ حنفیہ معتبرین سے ہین اپنے رسالہ

القول السدید فی مسائل التقلید میں لکھتے ہیں قد کان الصحابة یقتدی بعضهم ببعض وکذا التابعون و
غیرهم المجتهدون ولم ینقل عن احد من السلف انه کان لا یری الاقتداء بمن یخالفه فی بعض
المسائل ولو فی خصوص الطهارة بل کان یقتدی بعضهم ببعض انتهى اور بھی لکھتے ہیں لا
علینا ان لا ناخذ بما ظهر لنا صوابه خلافه اذ انعم الله علینا بحصول ضرب من النظر یمکننا الوثوق به
علی الصواب هذا ونحن مع ذلک بحمد الله لا نخرج عن ربقة التقلید لامامنا الاعظم ابی حنیفة
المقدم انتهى حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۔ سوال (۱۲۱)
ہم لوگ حنفی مذہب ہیں اگر کوئی شخص دوسرے امام کے مذہب کا ہماری دعوت کرے مثلاً شافعی یا مالکی یا حنبلی
مذہب کا اور انکے طریق میں جو کھانا درست ہے اور ہمارے مذہب کے خلاف ہے اسکو کھا دیں یا نہ کھا دیں
ہو الموفق جو چیز ہمارے امام کے نزدیک کھانا حرام ہے ہم مقلدین کو اسکا کھانا درست نہیں ہے واللہ اعلم
محمد عبد الهادی الانصاری عفی عنہ (۱۲۲) سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین وفضلائے شرع متین اس
مسئلہ میں کہ اہل سنت وجماعت کے یہاں اثبات عقائد عمل کے باب میں کتنے دلائل ہیں اور فقہائے مہرین اور متاخرین
علما کی تحریر کوئی سند کے عقائد عمل کے باب میں مستند ہو سکتی ہیں یا نہیں اور مکہ اور مدینہ کے علما اور ایران اور توران
کے علما اور بغداد ومصر کے علما اور اسلامبول اور بیت المقدس کے علما کے قول وفعل بعد قرون ثلاثہ کے دوسروں کے لیے
حجت شرعی ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو المصوب عام لوگوں کو اہل سنت وجماعت کے علما کے اقوال اثبات
عمل کے لیے اور انکے دستخط کافی ہوتی ہیں خواہ وہ مکہ کے ہوں یا مدینے کے یا کسی اور بستی کے بحر الرائق میں ہے
یجب ان یستفتی من عرف علمه وعدالته او باخبار ثقة عارف او باستفاضة انتهى اور بھی اسی
کتاب میں ہے ویکفی المستفتی بعشر قعتاده سول ثقة انتهى اور شرح [illegible] سے حامدیہ میں ہے وظیفة العوام
التمسک بقول الفقهاء واتباعهم فی اقوالهم وافعالهم دون التمسک بالکتاب والسنة کذا
فی الدیات فی آخر الدیة ثم لا اختیار للعامی فی اقوال الماضیین وله الاختیار فی اقاویل علماء
عصره اذا استووا فی العلم والصدق والامانة کذا فی دیات الملتقط المتعلق بالحکومة فخیره
علماء عصره باقاویل الصحابة لا یسع للجاهل اخذ شیء منها حتی یختار له العالم بالدلیل انتهى والله اعلم حرره الفقیر
محمد قیام الدین عبد الباری عفا الله عنہ (۱۲۳) سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس
مسئلہ میں (۱) سائل نے کسی اپنے شخص سے مسئلہ دریافت کیا جبکہ اپنے سے زیادہ اہل تصور کیا بلحاظ علمیت

وبزرگی سمجھا اور وہ شخص عالم نہیں ہے تو اسکا قول لائق اعتماد ہے یا نہیں (۲) چھوٹی چھوٹی کتابوں پر عمل رسالۂ
تجہیز و تکفین مصنفہ محمد عمران صاحب متوطن مصطفےٰ آباد و ضروریات دین مولفہ مولوی شیخ محمد صاحب و باب
راہ نجات و تحفۃ الہند ستارہ وغیرہ وغیرہ پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں (۳) مولود سعیدی مولود شہیہ مجمع البرکات مولود
جدید میلاد محمدی راحت قبول مستند و صحیح ہیں یا نہیں بینوا الجواب مسئلہ عالموں سے دریافت کرنا چاہیے
غیر عالم کا قول یا اسکی تصنیف معتبر نہیں مگر جبکہ اسنے عالم سے سنا ہو اور کتاب بھی چھپی ہوئی ہو یا لکھی ہو اگر عالم کی تصنیف کی
ہوئی اور معتبر ہو ورنہ نہیں واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ سوال ۔ جملہ ائمہ اربعہ
رحمہم اللہ تعالیٰ مقلد ہے اور کسی مجتہد یا اور عالم جنہوں نے کوئی مسئلہ خلاف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے کہا ہو
انکی تضلیل اور انکو گمراہ کہنا درست ہے یا نہیں اور گمراہ کہنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے اور داؤد ظاہری گمراہ ہے
اسلیے کہ وہ ظاہر پر چلتا تھا ایسا کہنا روا ہے یا نہیں اور داؤد ظاہری کو مطلق گمراہ کہنا یا اس مسئلہ میں جو اس
کرکے جو داؤد ظاہری نے ربائبکم اللاتی فی حجورکم میں کہا ہے کہ اگر ربیبہ گود میں ہو تو حرام ہے والا نہیں اس
کہنے کے سبب داؤد ظاہری کو گمراہ کہنا جائز ہے یا نہیں اور داؤد ظاہری کے کہنے کے موافق اگر کسی نے
عقیدہ رکھا تو کیا وہ بھی داؤد ظاہری کے شریک گمراہ ہوا یا نہیں اور اس عبارت سے تفسیر آیات الاحکام کا
کیا مطلب و مراد ہے پھر ربائب کے حرمت میں دو قیدیں ذکر کی ہیں ایک اللاتی فی حجورکم دوسری من
نسائکم اللاتی دخلتم بہن پہلی قید اتفاقی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور داؤد نے کہا ہے
کہ جو ربیبہ اسکی گود میں نہو تو وہ حرام نہیں اور دوسری ربائبکم سے متعلق ہے الخ بینوا توجروا جواب
قید اللاتی فی حجورکم کی بمذہب صحیح و مختار جمہور اتفاقی ہے اور داؤد کے نزدیک موافق روایت علی
مرتضیٰ رض کے اتفاقی نہیں ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے سواء کانت فی حجرہ او فی حجر غیرہ وھو مذھب
الجمھور وشرطہ علی وداود ورجع ابن مسعود الی قول الجمھور انتہی اور اگرچہ صحیح اس باب میں قول جمہور ہے مگر داؤد
ظاہری کو اسکے خلاف سے گمراہ کہنا نہیں جائز ہے کیونکہ اختلاف مسائل فرعیہ باعث تفسیق و تضلیل کا نہیں
ہے تذکرۃ الحفاظ میں ہے قال یحیی بن سعید الانصاری رحمہما اللہ تعالیٰ اھل العلم اھل توسعۃ وما برح المفتون
یختلفون فیحلل ھذا ویحرم ھذا فلا یعیب ھذا علی ھذا ولا ھذا علی ھذا انتہی اور شرح مقاصد میں ہے
المحققون من الماتریدیۃ والاشاعرۃ لا ینسب احد منھما الآخر الی البدعۃ والضلالۃ خلافاً للمبطلین
المتعصبین حتی ربما جعلوا الاختلاف فی الفروع ایضاً بدعۃ وضلالۃ انتہی اور کسی مجتہد کو اور ایسے ہی

داؤد ظاہری کو کسی مسئلہ مین کہ انھون نے خلاف ائمہ اربعہ یا جمہور کے کیا ہو اگرچہ وہ مسئلہ انکا غیر معقول باطل ہو گمراہ
کہنا نہین درست ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال [illegible] ما قولہم رحمہم اللہ درصورتیکہ شخص حنفی مذہب خود را بر مذہب شافعی یا مالکی یا حنبلی ترجیح دہد آیا
این درست ست یا نہ وشخصے کہ حنفی المذہب باشد ودلائل مذہب شافعی را ضعیف مرجوح داند آیا این شخص
عامل بعمل صالح بود وابن اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باشد یا نہ وکسیکہ مذاہب اربعہ را مرجوح دانستہ عمل بحدیثیکہ بزعم
خود صحیح دانستہ میکند وطاقت علمی این قدر ندارد کہ میان احادیث صحیحہ وضعیفہ ومتعارضہ امتیاز کند وقوی را از
ضعیف جدا نماید وآنکہ حقیقت مذاہب اربعہ را انکار کند وخلاف اجماع علما داند وتقلید ائمہ اربعہ را بدعت داند
آیا این شخص از اہل بدعت ست یا نہ **جواب** در کتاب اشباہ می نویسد اذا سئلنا عن مذہبنا ومذہب
مخالفنا فی الفروع یجب علینا ان نجیب بان مذہبنا صواب یحتمل الخطأ ومذہب مخالفنا خطأ یحتمل
الصواب انتہی دفقیکہ مذہب خود مذہب حنفی اختیار کرد لازم ست کہ ترجیح خواہد داد چون ترجیح مذہب
خود را داد غیر مذہب خود را مرجوح خواہد دانست ومذاہب اربعہ را مرجوح نباید دانست اتباع ایشان را اتباع
کتاب وسنت باید دانست وکسیکہ امتیاز ندارد میان احادیث کہ صحیح ست یا غیر صحیح پس بر و لازم ست کہ
اتباع علما نماید وکسیکہ حقیقت مذاہب اربعہ ندا ند وانکار اتباع ایشان کند آن کس ضال ست واللہ اعلم المجیب
مولوی محمد اسحاق حنفی ہو المصوب **جواب سوال اول** درصورتیکہ شخصے مذہب حضرت امام الائمہ سراج الامۃ
قدوۃ الفقہاء والمحدثین اجمعین ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمۃ وعلی من تبعہ الی یوم الدین اختیار کرد بر وی لازم وواجب
است کہ مذہب خود را بر جمیع مذاہب ترجیح دہد وصواب داند لما فی الدر المختار وغیرہ اذا سئلنا عن
مذہبنا ومذہب مخالفنا فی الفروع یجب علینا ان نجیب بان مذہبنا صواب یحتمل الخطأ ومذہب
مخالفنا خطأ یحتمل الصواب واذا سئلنا عن معتقدنا ومعتقد خصومنا قلنا وجوبا الحق ما نحن
علیہ والباطل ما علیہ خصومنا انتہی واللہ اعلم **جواب سوال دوم** ہر شخصیکہ حنفی المذہب باشد
واجب ست بر وی کہ دلائل مذہب خود را ترجیح دہد ودلائل غیر را مرجوح وضعیف داند وفی الواقع دلائل حنفی
بر دلائل شافعیہ رجحان وغلبہ دارند لان من مذاہب ابی حنیفۃ وجوب تقلید الصحابی فیما قال ویقولہ
الشافعی نحن رجال وہم رجال وابو حنیفۃ تقدم اقسام من الحدیث علی القیاس من غیر خلاف
ونزاع فہو اکثر موافقۃ للاحادیث وادخل واثبت قدما فی الاتباع وایضا یجوز نسخ الکتاب بالمشہور

من الحديث المأثور ويعمل بالمراسيل من غير توقف وتاويل ولا يعمل بالقياس الا اذا كانت
علة موثرة لا بقياس تناسب وشبه وطرد فانها متروكة عنده وغير مقبول كما
حقق في كتب الاصول قال الامام الحجة عبد الله بن المبارك سمعت ابا حنيفة يقول ما جاء
من رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاحاديث فبالراس والعين وما جاء من الصحابة
من الآثار فكذلك نختار بلا شك وريب لكن اذا جاء من التابعين فنحن وهم سواء نزاحمهم
في البحث وكنا للحق طالبين وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري ان اصحاب ابي حنيفة كلهم
متفقون على ان الحديث وان كان ضعيف الاسناد اقدم واولى من القياس والاجتهاد
والكلام في تقديم الحديث على القياس وعكسه كثير طويل ونقل عن صاحب الكشف منا
ان هذا الفرق والتفصيل متحدث وخبر الواحد مقدم على القياس بلا تفصيل وما ذكر
في كتبنا من الدلائل العقلية والقياسات الفقهية انما هي ترجيح بعض الاحاديث على بعض
بالخصوص وليس كما زعم المخالفون من قبيل القياس في مقابلة النصوص وايضا ما تضعيفه
الشافعي من بعض الاحاديث التي تمسك بها ابو حنيفة كما ذكر في الكتاب فهو تضعيف بعض
الرواة الذين قبله فهو عنده كان صحيحا بلا شك وارتياب وما قيل ان الحنفية يتركون
اكثر الاحاديث فهو مردود لانهم لا يتركون حديثا الا ما كان مخالفا للقوانين الكلية التي
قننها الشارع المقنن وسماها علم الشرائع وبيان ذلك انا تتبعنا فوجدنا في الشريعة صنفين
من الاحكام صنف هو القواعد الكلية المطردة المنعكسة كقولنا لا تزر وازرة وزر اخرى وقولنا
الغنم بالغرم وقولنا الخراج بالضمان وقولنا العتاق لا يحتمل الفسخ وقولنا البيع يتم بالايجاب
والقبول وقولنا البينة للمدعي واليمين على من انكر ونحو ذلك مما لا يحصى وصنف وردت
في حوادث جزئية واسباب مختصة كانها بمنزلة الاستثناء من تلك الكليات فالواجب
على المجتهد ان يحافظ على تلك الكليات ويترك ما وراءها لان الشريعة المصطفوية في الحقيقة
عبارة عن تلك الكليات والاحكام المخالفة لتلك الكليات لا ندري اسبابها ومخصصاتها على
التعيين فلا يلتفت اليها مثال ذلك ان البيع يبطل بالشروط الفاسدة قاعدة كلية
وما ورد في قصة جابر رضي الله عنه انه اشترط الحملان التي بمدينة في بيع الجمل قضية

شخصية جزئية فلا تكون معارضة لتلك الكلية وكذا احاديث المصراة لا تعارض القاعدة الكلية التي تثبت بالشرع قطعا وهي قولنا الغنم بالعزم ونحو ذلك من المسائل ولزم من هذا ترك العمل باحاديث كثيرة وردت على هذا النسق الجزئي في مخالفة الاحاديث الواردة على النسق الكلي لكنهم لا يبالون بها بل يعد من الاجتهاد المحافظة على الكليات وردت الجزئيات في تلك الكليات مهما امكن فالذي اختاره الامام الاعظم وتابعوه وهو امام بمنزلة رئيس اهل الهدى وهو امام الائمة من المحدثين الفقهاء والمجتهدين وكلهم عيال ابي حنيفة كما قال الامام الشافعي وعن ابن المبارك قال ما رأيت في الفقه مثل ابي حنيفة وعن وكيع قال ما لقيت افقه من ابي حنيفة وهو عظيم الامامة وكان يوثر رضى الله على كل شئ ولو اخذته السيوف في الله لاحتملها والحاصل ان ابا حنيفة من اعظم معجزات المصطفى عليه السلام بعد القرآن وحسبك من مناقبه اشتهار مذهبه ما قال قولا الا اخذ به امام من الائمة الاعلام وقد جعله الله الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى هذه الايام الى ان يحكم بمذهبه عيسى عليه السلام وهو الامام السابق في العلوم الدينية كالصديق الاكبر رضى الله عنه السابق في الاسلام له اجره واجر من دوّن الفقه والفه وفرع احكامه على اصوله العظام الى يوم الحشر والقيام وهذا يدل على امر عظيم اختص به من بين الانام وسائر العلماء العظام كيف لا وقد تبعه على مذهبه كثير من الاولياء الكرام كابراهيم ادهم ومعروف الكرخي وعاصم القاري وابن المبارك المحدث ووكيع بن الجراح وغيرهم ممن لا يحصى له عدة ان يستقصي والجملة فليس ابو حنيفة في زهده وورعه وعبادته وعلمه وفهمه بمشارك وما قال ابن المبارك

لقد زان البلاد ومن عليها
امام المسلمين ابو حنيفة
باحكام وآثار وفقه
كآيات الزبور على صحيفة
فما في المشرقين له نظير
ولا في المغربين ولا بكوفة
يبيت مشمرا سهر الليالي
وصام نهاره لله خيفة
فمن كابي حنيفة في علاه
امام للخليقة والخليفة
رأيت العائبين له سفاها
خلاف الحق مع حجج ضعيفة
وكيف يحل ان يوذى فقيه
له في الارض آثار شريفة
وقد قال ابن ادريس مقالا
صحيح النقل في حكم لطيفة
بان الناس في فقه عيال
على فقه الامام ابي حنيفة

فلعنة ربنا اعداد رمل	علی من رد قول ابی حنیفة	وصحّ ان اباحنیفة سمع

الحدیث من سبعة من الصحابة کما فی منیة المصلی وقال الامام النووی الشافعی فی تهذیب الاسماء واللغات کان فی زمنه اربعة من الصحابة انس بن مالک وعبد الله بن ابی اوفی وسهیل بن سعد وابو الطفیل والبسط فی اعلام الاخیار والله اعلم بالصواب

جواب سوال سوم حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرمودہ وقتیکہ باجماع علما متحقق گشت کہ اجتہاد برایمہ اربعہ ختم شدہ لازم ست غیر مجتہد را وان کان عالما تقلید یکے از ایمہ اربعہ وتقلید غیر ایشان مانند تقلید اقوال صحابہ را ودیگر مجتہدین کہ داؤد وابن لیلی وغیرہ ممنوع انتہی وباجماع جمیع علما بر این ست کہ واجب ست بر ہر یک کہ تقلید امامی از ایمہ اربعہ وعمل براقوال اصحاب شان بکند زیرا کہ این کس بدرجہ اجتہاد نرسیدہ لفقد الاجتهاد فی هذا العصر لما فی نهایة السؤال قال امام الحرمین اجمع المحققون على ان العوام ليس لهم ان يتعلقوا بمذاهب اعيان الصحابة رض بل عليهم ان يتبعوا مذاهب الائمة الذين سبروا ونظروا وبوبوا الابواب وذكروا اوضاع المسائل لانهم اوضحوا طرق النظر وهذبوا المسائل وبينوها وجمعوها وذكر العلامة ابن الصلاح الشافعی ایضا ما حاصله انه يتعين تقليد الائمة الاربعة دون غيرهم لان مذاهب الاربعة قد انتشرت وعلم تقييد مطلقها وتخصيص عامها وشرط فرعها بخلاف مذهب غيرهم وفی تحریر ابن الهمام الحنفی نقلا عن برهان الامام قال اجماع المحققين على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة بل عليهم ان يتبعوا من بعدهم الذين سبروا ووضعوا ودونوا قال ابن امیر الحاج فی التقریر شرحها لتحریر بل عليهم ان يتبعوا مذاهب الائمة الذين سبروا ووضعوا ودونوا لانهم اوضحوا طرق النظر وهذبوا المسائل وبينوها وجمعوها بخلاف مجتهدی الصحابة رض فانهم لم يعتنوا بتهذيب مسائل الاجتهاد ولم يقرروا لانفسهم اصولا تفي باحكام الحوادث كلها وان كانوا اعظم واجل قدرا قال الامام النووی الشافعی فی الروضة فلو عرف العامی مسألة او مسائل بدليلها لم يكن له ان يفتی بها ولا لغيره ان يقلده ويأخذ بقوله فيها وقيل ان كان نقليا جاز وان كان قياسيا فلا والصحيح الاول والعالم الذی لم يبلغ رتبة الاجتهاد كالعامی فی انه لا يجوز تقليده على الصحيح وفی شرح المختصر اذا تكلم المجتهدون فی مسألة واختلفوا فيها على قولين او على اقوال فلا يجوز لمن يأتی بعدهم احداث قول آخر وعليه الاكثرون وجزم به فی المعالم واختاره الامام الآمدی وحضرت خاتم المحدثين عبدالحق دہلوی فرمودہ این چہار تن از امامان دین ومقتدایان ملت اند کہ ضبط وربط

احادیث و اقوال صحابه و سلف تطبیق و توفیق میان آنها نموده و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کرده و
غایت بذل مجهود درین باب فرموده استنباط احکام بقیاس و اجتهاد از نصوص کتاب و سنت نموده اند و غیر مجتهدان
را اوله کانوا عالمین و متقین جز تابع بودن چاره و سبیلی نیست و بالجمله مذاهب حق و طرق وصول بمنزل مقصود و ابواب
در آمد خانه دین این چهار اند و هر که راهی از این راهها و دری از این درها اختیار نموده براه دیگر رفتن و دری دیگر
گرفتن عیب و بیهوده باشد و کارخانه عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راه مصلحت بیرون افتادن است
و این طریقه متاخران است که اتباع مجتهد واحد را از واجبات می شمارند و شک نیست که این طریقه محکم تر
و مضبوط تر است اگر کوئی که تابع مجتهدی را رسد که چون حدیث صحیح مخالف مذهب در نظر آید مذهب ابگذارد و
عمل بحدیث کند یا نه گویم دریافت صحت و ضعف احادیث درین روزگار نیست مگر باقوال محدثان و محدثان
و ایشان بر شاگردان ائمه اربعه نمیرسند پس مدار کار در حق و اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمه مجتهدین باید و چون ایشان حدیثی
متلقی بقبول کرده عمل بدان نموده انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علمای محدثین که مشهور هستند مناسب نباشد و
الزام ایشان بحکم این جماعت تحکم و مکابره است چه ایشان مثل ائمه اربعه در تنقید و تصحیح حدیث قوت ندارند و شان شان
کما لا یخفی لیس لمقلد الا نعم ست که در جرح و تعدیل و تصحیح و تنقید اعتماد بر قول امام خود نماید و حدیثی که
ایشان روایت کرده و از وی حکم استنباط نموده عمل بروی نماید و بحدیث دیگر که نزد امام وی مرجوح و ضعیف
است یا خلاف مذهب امام وی هرگز عمل نه نماید لانه متروک العمل به عند امامه و علیه ان یلزم قول
امامه و لا یرجع الی قول غیره بتصحیح الحدیث و غیره انتهی کلامه ملخصا قال سند المحدثین امام
المحققین ابن الهمام کمال الدین ما صححه البخاری و مسلم و نظیرهما مما لا یجب علینا قبوله کیف
وکم من راو یختلف فیه الناس باجتهادهم فمن جارح و معدل فعسی ان یکون الذی
عدلوه مجروح عندنا اما مناذلک ما ضعفوه او ضعفوه لا یجب علینا ان نقول به کیف
عسی ان یکون الذی جرحوه عندنا موثوقا فاذن لا اعتماد لنا الا ما ذکره اصحابنا السابقة
قال بعض اذا کان فی المسألة قول لابی حنیفة و صاحبیه خالفه حدیث یکون بصحته یجب اتباع قولهم
دون الحدیث لانا لا نظن لابی حنیفة و صاحبیه عارضوا الحدیث مع صحته و صحة الاستنباط منه الا لظن
بهم انهم لم یبلغهم الحدیث لقرب زمانهم و علمهم و حضرت قدوة العلماء العظام تاج الفقهاء الکرام مولانا عبد العزیز
دهلوی فرموده کلامه که پیرو مذهب ائمه اربعه هرگاه حدیث صحیح بخلاف قول امام خود یابد عمل بحدیث کند نه فی الحقیقة مذهب امام بدین است

محمول ست بر زمان ایشان زیرا که بعد ایشان وجود اجتهاد متعذر بلکه مفقود و تقلید لازم لهذا جمیع علما که بعد ایشان
گذشتند با وجود ملکه استنباط و عبور کتاب و سنت و معرفت اختلافات فقها را اجتهاد نه سپردند زیرا که ثقاقت
فهم و کثرت عبور و صلاح قلب و نور باطن و بے طمعی و خلوص از هوا و مزید تقوی و سلیقه و فهم حدیث و واقف لغت قدیمه
چنانکه ازین مجتهدین مروی گشته در خود نیافتند و استنباط خود را قاصر یافتند و در جرح و تعدیل سواے نقل
اقوال ایشان مسلکے ندیدند و حکم کردند بتحریم اجتهاد و وجوب تقلید بائمه اربعه و حق تعالی ایشان را رحمت کند
که بر جادهٔ قدیم و راه مستقیم سالک شدند و حکم محکم کردند که دران مصالح بیشمار یافته میشود یکے این ست که
مقتضای جبلت مردم این ست که هر کس بر فهم خود می نازد و مرتبهٔ کمال دیگری را اگرچه اجمالاً اعتقاد نماید اما
بشهادت وجدان با وجود استقرار امری در خاطر خود قول فقیهی را نیز از امثال خود و اقران خود قبول نمی کند هیچ جاے
هم درجگان خود پس درین صورت اگر یک کس دعوی شروط اجتهاد بهم رسانیده استنباطات احکام خلاف
سلف می نموده هر یکے موافق استعداد خود چه ناقص و چه متوسط راہے می پیمود و اختلاف بحدی میرسید
که اتحاد شریعت در عبادات و معاملات برهم می خورد و باب امر معروف و نهی منکر مسدود می شد چنانچه تا وقتیکه
مردم بر چهار مذاهب استوار نشدند و تقلید ایشان اختیار نکردند هفتاد و چند فرقه پیدا شدند و بعد از ایشان
تابعان همه فرقها باقی ماندند و مذاهب دیگر منقرض نگشت انتهی کلام الشریف ملخصاً و علمای حنفیه بهزار و علمای
شافعیه جمیعاً و علمای مالکیه و حنبلیه باجمعهم اجماع کرده اند برانکه مجتهد مستقل و مطلق بعد ائمه اربعه کسے نشده و
اجتهاد بر ایشان ختم شد و بعد ایشان کسی بمرتبهٔ اجتهاد نرسیده بسبب فقدان شرائط اجتهاد چه اجتهاد یعنی
بذل طاقت فقیه در تحصیل حکم شرعی ظنی لابد ست در آن چند چیز اول معرفت کتاب الله و احادیث رسول الله یعنی شرط
این ست دانستن آن هر دو کتاب و سنت معانی لغویه و شرعیه و جمیع وجوه از عام و خاص و مطلق و مقید
و مجمل و مبین و ناسخ و منسوخ و غیره و من السنة معرفة متونها صحیحها و حسنها و ضعیفها و متصلها
و مرسلها و منقطعها و مفصلها و مقلوبها و مشهورها و غریبها و عزیزها و متواترها و آحادها
و افرادها و معروفها و شاذها و منكرها و معللها و موضوعها و مدرجها و غير ذلك من انواعها المعرفات و معرفة
علم الاسانيد اعني معرفة حال رجالها و صفاتهم المعتبرة في ضبط اسمائهم و انسابهم و مواليدهم و مدة زمانهم
و غير ذلك من الصفات و معرفة التدليس و المدلسين و طرق الاعتبار و المتابعات و معرفة احكام اختلاف
الرواة في الاسانيد و المتون و الوصل و الارسال و الوقف و الرفع و القطع و الانقطاع

وزیادۃ الثقافۃ و معرفۃ الصحابۃ والتابعین واتباعہم واتباع اتباعہم ومن بعدہم
ثالث اطلاع بر مذاہب اصحاب فقہاء ومن بعدہم اجماعا واختلافا تا نقض اجماع لازم نیاید ومذہب رکیک ایشان نشود
رابع معرفت وجوہ قیاس بہیچ طرق مذکورہ فی الاصول فعرفت جلیہ وخفیہ وتمیز الصحیح من الفاسد و
یعرف ان الاصل ان یکون معقول المعنی وان لا یکون مختصا بالنصوص وان لا یکون معدولا بہ
بالقیاس وغیر ذلک خامس معرفت لسان عرب لغۃ واعرابا قدیما وجدیدا لان الشرع ورد
بالعربیۃ وبہذہ الجہۃ یعرف عموم اللفظ وخصوصہ واطلاقہ وتقییدہ واجمالہ وبیانہ ویعرف
علم اللغۃ والصرف والنحو والمعانی والبیان والاصول سادس معرفت اصول اعتقادی یعنی علم کلام سابع جودت فہم وملکہ
تہذیب در استنباط از کتب عربیہ قواعد منطق وضوابط مہمہ مدونہ در کتب تحصیل ثامن تخلیۂ نفس از ہوای تعصب تاسع اتصال
روحانی پیدا کردن بجناب نبی مصطفیٰ علیہ السلام ذکرہ المحدث عبد العزیز الدہلوی عاشر تصفیۂ نفس از شبہات ظلمانیہ
عمل رد النور الی فرق فہمیدہ و شرائط دیگر کہ در علم اصول مذکور اند وفی السراج اجتہاد فی شرط الاجتہاد حفظ
المبسوط للامام الاعظم وقال سند المحدثین امام المحققین زکریا النووی الشافعی فی روضۃ
الطالبین اجتماع ہذہ الشروط متعذر فی عصرنا لخلو العصر عن المجتہد المستقل صرح الامام حجۃ الاسلام
الغزالی والرافعی والقفال من الشافعیۃ انہ وقع فی زماننا ہذا الخلو عن المجتہد نقل امام
الحرمین فی البرہان الاجماع علیہ قال جمال الدین فی نہایۃ السؤال اتفقوا علی انقراض المجتہد
عن زمان مدید ونقلہ الامام علی انہ لیس فی ہذا الزمان مجتہد والاجماع حجۃ وقال
ابن الملک فی سراج الاذکار لم یوجد المجتہد بعد المائۃ الرابعۃ وفی المیزان قال العلامۃ الجلال
السیوطی ان الاجتہاد المطلق علی قسمین مطلق غیر منتسب کما علیہ الائمۃ الاربعۃ ومطلق منتسب
کما علیہ اکابر اصحابہم الذین بلغوا مقام الاجتہاد والمطلق المنتسب الذی لم یخرج صاحبہ عن
قواعد امامہ کابی یوسف ومحمد وابن المنذر ومن ابن القاسم واشہب المزنی وابن شریح
فہؤلاء کلہم وان افتوا الناس بما لم یصرح بہ امامہم فلم یخرجوا عن قواعدہ ولم یدع
الاجتہاد المطلق غیر المنتسب بعد الائمۃ الاربعۃ الا الامام محمد بن جریر الطبری ولم یسلم ذلک
لہ ان قلت ہل یجب التقلید بمذہب معین فالجواب نعم تجب علیہ ذلک لئلا یضل فی نفسہ
شیئا غیرہ وکان سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ اذا سألہ السائل عن التقلید بمذہب معین

الآن هل هو واجب ام لا يقول له يجب عليه التقليد بمذهب فان قلت هل يمكن لاحد الآن
الوصول الى مقام احد من الائمة الاربعة فالجواب لا الا ان الناس الآن يصلون الى ذلك من
طريق الكشف فقط لا من طريق النظر والاستدلال فان ذلك مقام لم يدعه احد بعد الائمة
الاربعة الا محمد بن جرير ولم يسلموا له ذلك كما مر وجميع من ادعى الاجتهاد المطلق انما
مراده المطلق المنتسب الذي لا يخرج عن قواعد امامه كابن القاسم مع مالك ومحمد
وابي يوسف مع ابي حنيفة والمزني والربيع مع الشافعي اذ ليس في قوة احد بعد الائمة
الاربعة ان يفرز الاحكام ويستخرجها من الكتاب والسنة فما نعلم ابدا ومن ادعى ذلك قلنا له
فاستخرج بها شيئا لم يسبق لاحد من الائمة استخراجه فانه يعجز وفي الدر المختار وغيره
قد ذكروا ان المجتهد المطلق قد فقد واما المقيد فعلى سبع مراتب مشهورة وقال العلامة
الكفوي في اعلام الاخيار الفقهاء على سبع طبقات الاولى طبقة المجتهدين في الشرع
كالائمة الاربعة ومن سلك مسلكهم في تاسيس قواعد الاصول واستنباط الاحكام والفروع
من الادلة الاربعة الكتاب والسنة والاجماع والقياس على حسب تلك القواعد من غير تقليد
لاحد لا في الفروع ولا في الاصول والثانية طبقة المجتهدين في المذهب كابي يوسف ومحمد
وسائر اصحاب ابي حنيفة القادرين على استخراج الاحكام عن الادلة المذكورة على القواعد
التي قررها استاذهم ابو حنيفة فانهم وان خالفوه في بعض احكام الفروع لكنهم يقلدونه
في قواعد الاصول وبه يمتازون عن المعارضين في المذهب يفارقونهم كالشافعي ونظائره
المخالفين لابي حنيفة في الاحكام غير مقلدين له في الاصول الثالثة طبقة المجتهدين في المسائل
التي لا رواية فيها عن صاحب المذهب كالخصاف وابي جعفر الطحاوي وابي الحسن الكرخي
وشمس الائمة السرخسي وشمس الائمة الحلواني وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين
قاضي خان وامثالهم فانهم لا يقدرون على المخالفة للشيخ لا في الاصول ولا في الفروع لكنهم يستنبطون
الاحكام في المسائل التي لا نص فيها عنه على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
الرابعة طبقة اصحاب التخريج من المقلدين كالرازي واضرابه فانهم لا يقدرون على الاجتهاد
اصلا لكنهم لاحاطتهم بالاصول وضبطهم للمأخذ يقدرون على تفصيل قول مجمل ذي وجهين

وحکم مبهم محتمل لامرین منقول عن صاحب المذهب او عن واحد من اصحابه المجتهدین
برایهم ونظرهم فی الاصول والمقایسة علی امثاله ونظائره من الفروع وما وقع فی بعض
المواضع من الهدایة من قوله کما فی تخریج الرازی فی هذا القبیل والخامسة طبقة اصحاب
الترجیح من المقلدین کابی حسن القدوری وصاحب الهدایة وامثالهما وشانهم تفضیل بعض
الروایات علی بعض آخر بقولهم هذا اولی وهذا اصح درایة وهذا اوضح روایة وهذا
اوفق للقیاس وهذا ارفق للناس السادسة طبقة المقلدین القادرین علی التمییز بین الاقوی
والضعیف وظاهر المذهب وظاهر الروایات والروایة النادرة کاصحاب المتون الاربعة
المعتبرة من المتاخرین مثل صاحب الکنز وغیره وشانهم ان لا ینقل فی کتابهم الا الاقوال
المردودة والروایات الضعیفة السابعة طبقة المقلدین الذین لا یقدرون علی ما ذکر انتهی
وفی جلد المفتی فی مذهب الشافعی وعلم ان المجتهد اما مستقل او غیر مستقل الاول انعدم
وغیر المستقل من المجتهدین المنسوبین الی مذهب الشافعی اربعة الی آخر ما قال وقال
القرطبی المالکی المجتهد ضربان احدهما المجتهد المطلق وهو المستقل باستنباط الاحکام من ادلتها
فهذا لا شک فی انه اذا اجتهد ماجور لکنه یعز وجوده بل قد انعدم فی هذه الازمان ثانیهما مجتهد فی
مذهب امام الی آخر ما قال وقال الخلیل الحنبلی ان المجتهد المطلق قد انعدم بعد الائمة الاربعة المجتهد
فی المذهب یعز وجوده انتهی وان شئت الاطلاع علی هذا المرام فعلیک بمطالعة کتاب المسمی تبیان المرام من عدم
القراءة خلف الامام قال العلامة الکفوی فی جواهر الفتاوی نقلا عن ابی محمد بن نصر الرازی قال المبتلی بالمسائل الحادثة
انه اخبر عالم زمانه باقاویل الصحابة لم یسع للجاهل ان یختار قول احد منهم لان اقاویل الصحابة اجتهاد و
اقاویل الجهال غیر ثابتة ولیس الی الجهال قبول الاخبار واختیارها انما یلزمهم ما یختاره عالم زمانهم والله اعلم بالصواب
جواب سوال چهارم تقلید ائمه اربعه و اتباع یکی از ایشان بدعت نیست بلکه عین اتباع سنت است زیرا که مذهب
ایشان ماخوذ است از تحقیق از اقوال و افعال رسول الله صلی الله علیه وسلم و آثار صحابه رضی الله عنهم پس اختلاف در
مذاهب ایشان از اختلاف صحابه است و در اقتدای اختلاف صحابه حدیث صحیح وارد است اصحابی کالنجوم فبایهم
اقتدیتم اهتدیتم و یا اختلاف مذاهب از علت اختلاف قیاس است و حجت قیاس بنصوص ثابت است فی علم الاصول
پس اتباع ایشان در قیاس اتباع نص است والله اعلم بالصواب جواب سوال پنجم نیز اختلاف مذاهب

اربعہ اختلاف ظاہر حدیث و استنباط حدیث ست بعضی بظاہر حدیث تمسک میکنند و بعضے عمل باستنباط حدیث
و ہر دو بزبان صادق مصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممدوح اند چنانچہ در صحیح بخاری و صحیح مسلم مذکور ست کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ مردمان را سوی بنی قریظہ فرستادند فرمودند کہ لا یصلین احد صلوٰۃ العصر الا فی
بنی قریظۃ بعض مردمان در راہ نماز عصر خواندند بنا برآنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را منظور بود کہ در رفتن تاخیر نکنند
نہ آنکہ نماز را فوت در وقت کنند و بعض بموجب ظاہر لفظ حدیث در طریق نخواندند تا اینکہ در بنی قریظہ رسیدند
وقتیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدند بر احدی انکار نفرمودند پس عمل بہر دو طور جائز شد ہمین طور این ست
اختلاف مذاہب اربعہ و نیز ضروری ست برای عمل ترجیح معمول بہ والا عمل بمرجوح طریقۂ علما نیست تا
وقتیکہ نزد مجتہد حقیقت استنباط خود ثابت نمیشود حکم آن نمی نماید واللہ اعلم فرمودہ اند تابع را نمیرسد کہ تقلید
آن گذاشتہ اختیار تقلید دیگرے نماید چہ قبلۂ توجہ یکے باید چہ امام شریعت و چہ شیخ طریقت تا بنای
توحید محکم و قدم تحقیق راسخ گردد و علیہ اتفاق العلماء قال العلامۃ عبد الرحیم فی نهایۃ السول اذا قلد
مجتهدا فليس له تقليد غيره اتفاقا وفي التحرير لابن الهمام وغيره لو التزم مذهبا معينا كمذهب ابي حنيفة
وغيره يجب الاستمرار عليه ويحرم الانتقال لان الالتزام لا يخلو عن اعتقاد غلبة الحقية فيه فلا
يتركه فان قيل اليس الاختلاف رحمة قلنا لا على الاطلاق اذ لو كان على الاطلاق لادى الى ان
الشئ الواحد في ساعة واحدة حلال وحرام وجائز وفاسد ومكروه ومباح وفي هذا تناقض
وان التناقض منفي عن كتاب الله تعالى فثبت ان اجراء هذا اللفظ لو ثبت في الاصل انما كان
في الفروع ممن هو اهل الاجتهاد واما في حق من ليس من اهل الاجتهاد فانما تابع من
هو اعلم منه قال الامام النووي في روضة العلماء الذي انتسب الى مذهب لا يجوز
له هذا الفعل بل يلزمه ان يقلد امامه وبه قطع ابو الحسن الكيا وهو جار في كل من لم يبلغ
رتبة الاجتهاد من الفقهاء واصحاب سائر العلوم لئلا يلتقط رخص المسائل [illegible]
بخلاف العصر الاول فلم يكن مذاهب مدونة فسقط رخصها فعلى هذا يلزمه
ان يختار مذهبا يقلد في كل شئ وليس له التمذهب بمجرد انتهى وايضا اذا عمل العامي بقول
مجتهد في مسألة فليس له الرجوع الى غيره اتفاقا لانه كان عاميا فلو كلفناه بالترجيح والاجتهاد
في طلب العلم لكان تكليفا بالمحال لقصوره عن معرفة مراتب المجتهدين وترجيح الفاضل

بالمفضول منهم وان كان عالما فقيها غير مجتهد فهو كالعدم فى الميزان قد بلغنا عن الشيخ عز الدين بن جماعة المقدسى وغيره الذين يفتون الناس بالمذاهب الاربعة كان اذا افتى عاميا يحكم على مذهب امام يامره ويفعل جميع شروط ذلك الامام الذى افتاه بقوله ان تركت شرطا من شروط لم تصح عبادتك على مذهبه لا غيره او العبادة الملفقة من عدة مذاهب لا تصح الا اذا اجتمعت شروط ذلك المذاهب كلها انتهى وذلك منه احتياطا للدين وخوفا ان سبب فى نقص عبادة احد من المسلمين وتمام الكلام فى فتاوى الكرخى وسراج المهذب وشروح التحرير والله اعلم بالصواب

جواب سوال ششم وہر کہ حقیقت مذاہب ائمہ اربعہ را انکار کند مبتدع ست چہ آن منکر اجماع است و منکر اجماع کافر ست عند الاکثر وهو الذى يتبع غير سبيل المؤمنين فى الميزان كان ابن حزم يقول جميع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشريعة وان تخفى دليله على العوام ومن انكر ذلك فقد نسب الائمة الى الخطاء وانهم يشرعون ما لم ياذن به الله وذلك ضلال من قائله عن الطريق وانه يجب اعتقادهم انهم لولا راوا ذلك دليلا ما شرعوه فان قيل من اين جعلتم كلام المجتهدين من جملة الشريعة مع ان الشارع لم يصرح بما استنبطوه فالجواب انه تجب حملهم على انهم علموا ذلك الوجوب او التحريم من قرائن الادلة او علموا انه مراد الشارع من طريق مستقيم لا بد لهم من احد هذين الطريقين وقد يجتمعان عند بعض المجتهدين فان قال قائل فما تقولون فيما ورد فى دم من الاحاديث والاقوال فالجواب مثل ذلك لا مقابل له بل هو شرع مجمع عليه فلا ياتى فى مرتبة الميزان وذلك كالحديث الذى نسخ مقابله وكالقول الذى رجع عنه المجتهد اذا اجمع العلماء على خلافه انتهى البسط فى الفتاوى والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه خادم العلماء الراسخين محمد المدعو بالمعين تجاوز الله عن سيأته يوم الدين

محمد حسین

باب در بیان مسائل متفرقہ

سوال ۳۳ درصورتیکہ ائمہ اربعہ در مسئلہ اختلافی کردہ باشند حق بجانب ہر واحد باشد یا بجانب یک احدی و انچہ مشہور ست کہ واحد ست و درمیان اربعہ دائر ست راست ست یا باطل **جواب** نفی نماند کہ حق در احکام

بود و اہی از طرف شارع حقیقی کہ ایزد جل وعلا است بمعنی مامور بہ واقع ونفس الامر واحد ست دائما ابدا آگاہ باشند کہ ائمہ
اربعہ بدان حق متفق باشند چنانچہ عدد رکعات نماز فرائض پنجگانہ واکثر عقائد اسلامیہ کہ ارکان ایمان واسلام
باشند اندرین صورت حق واحد ست کہ ہر یک بدان رسیدہ لیس ہر یک از مجتہدین در صورت اتفاق در
عمل در واقع بحق می باشند بدین معنی کہ واصل بحق ست نہ باین معنی کہ حق چہار یا پنج است و بہ ہر یک یکی رسیدہ
وگاہ باشد کہ مجتہدین در مسئلہ مختلف باہم باشند اندرین صورت یکی از ائمہ مصیب بحق خواہد بود بمعنی اصابتہ
الی الحق فی نفس الامر والاتیان بالمامور بہ فی الواقع وآن مصیب درین صورت بحق باشد بمعنی واقع وعمل ہر دو دیگران مخطی
وغلط واز اصابتہ الی الحق دور ومہجور بمعنے حرمان از نفس الامر الا در عمل بحق باین معنی کہ ماخوذ نیست پس حق واحد
است کہ دائر ست درمیان اربعہ و در صورت اتفاق وہر یک دران رسیدہ گویا درین صورت ہمہ ائمہ ومذاہب
ومجتہدین بمنزلہ واحد ہستند کہ بحق واحد رسیدند ہمچنان حق واحد ست و دائر در اربعہ در موضع خلاف کہ یکے
بدان رسیدہ و دیگری بخطا رفتہ اما در عمل کل بحق اند کہ ماخوذ نیستند نہ باین معنی کہ حق در موضع خلاف متعدد ست
وہر یک بحق ست زیرا کہ این تعدد باطل ست نزد عقل بداہتہ چہ اکثر مجتہدین قائل بحرمت شئ باشند مثل
ابی حنیفہ رح بحرمت گفتار ودم جواز صلوۃ کسیکہ وضو کردہ فصد کردہ دیگرے حل ہمان شئ مانند حل گفتار که
شافعی رح بحل اکلش قائل ست ونیز جواز نماز رگ زدہ واجتماع حل وحرمت در شئ واحد در زمان واحد ولعلت
صدور امر واحد از آمر واحد محال وباطل ست چنانچہ در نور الانوار شرح منار آوردہ (وحکمہ الاصابۃ بغالب
الرای) ای حکم الاجتہاد لذکرہ قریبا او حکم القیاس لذکرہ فی الاجمال اصابۃ الحق بغالب
الرای دون الیقین (حتی قلنا ان المجتہد یخطی ویصیب الحق فی موضع الخلاف واحد) ولیکن
لایعلم ذلک الواحد بالیقین فلہذا قلنا بحقیۃ المذاہب الاربعۃ (وما علم باثر ابن مسعود رض
فی المفوضۃ) وہی التی مات عنہا زوجہا قبل الدخول بہا ولم یسم لہا مہر فسئل ابن مسعود عنہا
فقال اجتہد فیہا برائی ان اصبت فمن اللہ وان اخطأت فمنی ومن الشیطان ارئی لہا مہر
مثل نسائہا لا وکس ولا شطط) وکان ذلک بمحضر من الصحابۃ ولم ینکر احد منہم فکان اجماعا علی ان الاجتہاد یحتمل
الخطأ (وقالت المعتزلۃ کل مجتہد مصیب الحق فی موضع الخلاف متعدد فی علم اللہ تعالی) وہذا باطل
لان منہم من یعتقد حرمۃ شئ ومنہم من یعتقد حلہ وکیف یجتمعان فی الواقع وفی نفس الامر (وقد
روی ہذا) ای کون کل مجتہد مصیبا (عن ابی حنیفۃ رح ایضا) ولذا نسبہ جماعۃ الی الاعتزال (وہو منزہ عنہ

وانما غرضه ان كلهم مصيب في الصواب دون الواقع على ما عرفت في مقدمة البزدوي وغيره انتهى واگر
بالفرض حق واحد نباشد بلکه متعدد باشد و هر مجتهد بر حق واقعی و نفس الامر باشد و در ان حق واحد در اربعه باطل
است پس لازم خواهد آمد که هر مجتهد در هر مسئله اتفاقی باشد خواه اختلافی کاہے مخطی نباشد بلکه همیشه مصیب باشد
پس بنا برین فرض بطلان اجماع صحابه رضوان الله علیهم اجمعین لازم خواهد آمد که اجماع بسته اند بر یکه مجتهد گاه مخطی باشد
وگاه مصیب و بطلان اجماع صحابه باطل است کما لا یخفی پس احتمال خطای مجتهد گاه گاه در هر و خطا نباشد مگر در خلاف چهار ائمه
غلطی ممکن نیست بیمن برکت معجزه احمدی که فرموده لا یجتمع امتی علی الضلالة و جواز خطا در هر چهار ضلالت نیست مگر دوام بودن حق دائم
در مذاهب اربع و ذلک ما قلنا بجواز و اثبتنا کما لا یخفی والله اعلم حرره محمد رحمت الله عفی عنه ۱۲ **سوال** نمبر ما قولکم رحمکم الله
اندرین مسئله که حنفی المذهب در کدام مسئله اتباع شافعی اگر کند جائز است یا نه و نکاح موقت در مذهب
شافعی جائز است یا نه و اگر جائز است حنفی درین مسئله خاص اگر اتباع شافعی کند عاصی خواهد شد یا نه بینوا
توجروا **هو الموفق** علما فرموده اند تابع مجتهد را نمی رسد که تقلید آن گذاشته اختیار تقلید دیگری نماید چه قبله توجه
یکے باید چه امام شریعت و چه شیخ طریقت تا بنای توحید محکم و قدم تحقیق راسخ گردد و علیه اتفاق العلماء قال
العلامة عبد الرحيم في نهاية السؤال اذا قلد مجتهدا فليس له تقليد غيره اتفاقا وفي التحرير لابن الهمام
وغيره لو التزم مذهبا معينا كمذهب ابي حنيفة وغيره يجب الاستمرار عليه ويحرم الانتقال لان
الالتزام لا يخلو عن اعتقاد حقية فيه فلا يترك فان قيل اليس الاختلاف رحمة قلنا لا على
الاطلاق اذ لو كان على الاطلاق لادى الى ان الشيء الواحد في ساعة واحدة على شخص واحد
حلال وحرام وجائز وفاسد ومكروه ومباح وفيه تناقض ان التناقض منفي عن كتاب الله فثبت
ان اطراد هذا اللفظ لو ثبت في اصله انما كان في الفروع ممن هو اهل الاجتهاد واما في حق
من ليس من اهل الاجتهاد فانما يتبع من هو اعلم منه انتهى وقال العلامة عبد الوهاب بن احمد
الشعراني في الميزان ثالثها ان يكون الحامل له امرا دنيويا كالذي ولكنه من المتقيد بالزائد عادة
على ما يليق بحاله وهو فقيه في مذهبه واراد الانتقال لغرض الدنيا الذي هو من شهوات نفسه
المذمومة فهذا امر اشد وربما وصل الى حد التحريم لتلاعبه بالاحكام الشرعية لمجرد غرض الدنيا
مع عدم اعتقاده في صاحب المذهب الاول انتهى ازین عبارت صاف ظاهر است که برای شهوات نفس تقلید مذهب
دیگر نمودن مکروه تحریمی ست بلکه اشد ازان والله اعلم تمت بخادم اولیاء الله الصمد علی محمد غفر له الله الاحد ۲۲ ذیقعده

الاهو رابعهم هو على العرش وعلمه فى كل مكان اما فالشهم فى ذالك من حيثهم بقوله انتهى اى كونه تعالى رابعهم با لعلم لا بالذات وقال الامام الذهبى فى كتاب العرش قال الامام الحافظ ابو نصر السنجرى فى كتاب الابانة له ايمتنا كسفيان الثورى ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا فى الانتباه وقال الامام الغزالى فى كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة فى قوله بمعنى العلم والادراك كما فى تعريفات الجرجانى الاحاطة ادراك الشىء بكماله ظاهرا وباطنا انتهى وقال الامام فخر الدين الرازى فى التفسير الكبير فى قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم لابد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازانى فى رسالته فاضح الملحدين فى رد قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى ولا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحو لا بنفس الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثانى فى المكتوب الحادى والثلثين من الجلد الاول — علوم سابق كه مبنى بر اتحاد و وحدت وجود بودند رو بزوال آوردند احاطه و سريان از قرب و معيت ذاتيه كه در ان مقام منكشف شده بود منتفى گشتند و بيقين معلوم گشت كه صانع را جل شانه با عالم ازين نسبتهاى مذكوره هيچ ثابت نيست احاطه و قرب او تعالى علمى است چنانچه مقرر اهل حق است شكر الله سعيهم الى ان قال عجب است كه شيخ محى الدين بن عربى و تابعان او ذات واجب تعالى را مجهول مطلق گويند و محكوم عليه هيچ حكمى ندانند مع ذلك احاطهٔ ذاتى و قرب و معيت ذاتيه اثبات نمايند وما هو الا حكم على الذات تعالى وتقدس فالصواب ما قاله العلماء من اهل السنة من القرب العلمى والاحاطة العلمية انتهى

ان اقوال مذكوره سے معلوم ہوا كہ اہل سنت كے سلف و خلف كا اجماع ہے خداى تعالىٰ كے قرب اور اُسكى معيت ذاتى نہونے پر الا فرقۂ ملحدہ وجودیہ كہ انكے خلاف كا كچھ اعتبار نہيں كيونكہ انكا

روایة عن احمد وطائفة کثیرة من الفقهاء لا یجوز ثم ذکر انه لو التزم مذهبا معینا
کابی حنیفة والشافعی فقیل یلزمه وقیل لا وهو الاصح انتهی وقد شاع ان العامی لا مذهب له
اذا علمت ذلک ظهر لک ان ما ذکره النسفی من وجوب اعتقاد ان مذهبه صواب یحتمل
الخطاء مبنی علی انه لا یجوز تقلید المفضول وانه یلزمه التزام مذهبه وان ذلک لا یتأتی
فی العامی وقد رأیت فی آخر فتاوی ابن حجر الفقیه التصریح ببعض ذلک فانه سئل عن عبارة
النسفی المذکورة ثم حرر ان قول ائمة الشافعیة کذلک ثم قال ان ذلک مبنی علی الضعیف
من انه یجب تقلید الاعلم دون غیره والاصح انه یتخیر تقلید ای شاء ولو مفضولا وان
اعتقد کذلک وحینئذ فلا یمکن ان یقطع او یظن انه علی الصواب بل علی المقلد ان یعتقد
ان ما ذهب الیه یحتمل انه الحق ثم قال ابن حجر ثم رأیت المحقق ابن الهمام صرح بما یؤیده
حیث قال فی شرح الهدایة ان اخذ العامی بما یقع فی قلبه انه صواب اولی وعلی هذا
اذا استفتی مجتهدین فاختلفا علیه الاولی ان یأخذ بما یمیل الیه قلبه منهما وعندی انه
لو اخذ بقول الذی لا یمیل الیه جاز ایضا لان میله وعدمه سواء والواجب علیه تقلید
مجتهد وقد فعل انتهی وقال السید احمد الطحطاوی فی حواشی الدر المختار قوله خطاء
یحتمل الصواب هذا بناء علی ان الحق واحد وهو المشهور واما لم یجزم بخطاء المخالف فی
الفروع لما تقدم من ان المجتهد یخطی ویصیب فالمراد ان ما ذهب الیه امامنا صواب
عنده الا مع احتمال الخطأ واما بالنظر الینا فکل واحد من الاربعة مصیب فی اجتهاده فکل
مقلد یقول هذه العبارة علی لسان امامه الذی قلده ولیس المراد انه یکلف کل مقلد
اعتقاد خطاء المجتهد الآخر الذی لم یقلده لان تقلیده واحدا منهم انما یسوغ بقدر
ضرورة التقلید بسبب کون المقلد لیس من اهل النظر فی الادلة لاستنباط الاحکام الظنیة
فیقلده فی ذلک فقط انتهی **جواب السوال الثانی** و ما بعده هذه الاشعار المنسوبة
الی ابن المبارک قول الشافعی فیها ثم قیل ذکر اللعنة وعکر اللعنة من ابن المبارک لان الشافعی فقد
نقل جمع من المحدثین کالخطیب والنووی وابن حجر وغیرهم ان الشافعی قال
من اراد ان یتبحر فی الفقه فهو عیال علی ابی حنیفة وهذا القول منه مشهور وفی کتب النقاد

مسطورٌ وهو الذی نظمه ابن المبارك فقال ؎ وقد قال ابن ادریس مقالا صحیح النقل فی حکم لطیفة + بان الناس فی فقه عیال + علی فقه الامام ابی حنیفة + والذی یستشکل من قوله فلعنة ربنا الخ هو ان اللعنة لا یجوز علی مسلم بل علی کافر معین ایضًا بعد موته وایضًا رد الائمة بعضهم علی بعض شایع وهو غیر مستنکر لاسیما اذا کان لاحقاق الحق فما وجه کون الرد علی ابی حنیفة بخصوصه موجبا اللعنة والجواب عن هذه الاشکالات علی ما بسطته فی مقدمة عمدة الرعایة فی حل شرح الوقایة وغیره من رسائلی ان اللعنة قد یجیئ بمعنی الحرمان مطلقا عن رحمة الله وهو غیر جائز علی المسلمین وقد یجیئ بمعنی الابعاد عن رحمة الله المختصة بالصلحاء والابرار وهو جائز علی العصاة والفساق وقد ورد فی الاخبار الصحیحة اللعن علی شارب الخمر وساقیه وعاصره ومعتصره وبایعه وحامله وعلی الراشی والمرتشی وعلی اکل الربوا وموکله وشاهدیه وکاتبه وعلی من ذبح لغیر الله ومن اذی خلق الله والواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والمتشبهین بالنساء والمتشبهات بالرجال الی غیر ذلك کما لا یخفی علی من له نظر فی کتب الحدیث من اصحاح الستة وغیرها فح فلا یستبعد کون الرد علی ابی حنیفة موجبا للفسق الموجب للابعاد والطرد ثم المراد بالرد لیس مطلقه حتی یستشکل بصنیع الائمة بل الرد بتحقیر له وحط له عن منزلته وطعنا فی رتبته بحیث یؤدی بمقلدیه کما هو الشان اکثر العوام الذین کالانعام بل الخواص کالعوام ومثل هذا الرد المشتمل علی السب والشتم لاشبهة فی کون الراد به فاسقا یجوز اللعنة به بالمعنی الثانی ولیس الشعر المذکور متضمنا علی اللعن علی معین بل انما فیه اللعن علی غیر معین فلا ریب فی جوازه وبهذا کله وضح لك صحة قول الحلبی فی حواشی الدر المختار المراد من قوله رد تحقیرا له منکرا ان یکون فیه قوة الاجتهاد والا فلم تزل الائمة ترد اقوال بعضهم بعضا فهم مثابون علی ذلك لنصرة الحق بحسب ظنهم وکان الاستاذ یقول علی من حط قدر ابی حنیفة انتهی اما قول الطحطاوی فی حواشیه ردا علی الحلبی فیه غایة من رده بهذه الصفة المتقدمة ان یکون قد ارتکب محرما وهو لا یلعن بل لا یجوز لعن کافر بخصوصه انتهی فباطل لما اسلفناه قال ابن عابدین الشامی فی رد المحتار ای علی من رد ما قاله من الاحکام الشرعیة محتقرا لها فان ذلك موجب

للطرد والابعاد لا بمجرد الطعن علی الامام لنفسہ لان غایۃ الحرمۃ فلا یوجب اللعن لکن لیس فیہ لعن شخص معین فہو کلعن الکاذبین ونحو ہم من العصاۃ انتہی ہذا ما خطر بالبال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی]

۱۷۶ **سوال** ۔ علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کیا ارشاد فرماتے ہین کہ ایک گروہ وہابیون کا کہ اول مین سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے اور جب حنفیونکے ساتھ نماز پڑھتے تھے تو نیچے ناف کے ہاتھ باندھتے ہین اور رفع یدین کرتے ہین اور پیچھے امام کے سورہ فاتحہ پڑھتے ہین چھ نوافل جو ہملوگ حنفی پڑھتے ہین اسکو وہ سخت منع کرتے ہین اور جنگلی گوہ کو حلال کرکے کھاتے ہین اور چند مسلمانون کے سامنے ذبح کیا ہے اور بہت سے مسلمانون کے سامنے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ سوائے کتے اور سور کے کل جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کرنا درست ہے آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا از روے شرع کے درست ہے یا نہین اور انکو اپنے مکان پر آنے دینا اور انکی وعظ یا کلام سننا از روے شرع کے جائز ہے یا نہین فقط بینوا توجروا ہو المصوب فرقہ وہابیہ فرقہ مفسدین ہے جیسا کہ استاذ علام مولانا محمد عبد الحی نور اللہ مرقدہ نے آثار مرفوعہ مین تصریح کی ہے انکے پیچھے نماز پڑھنا درست نہین ہے اگر وہ جہت باری تعالی ثابت کرتے ہون اور ختم نبوت حقیقی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہون ورنہ انکے پیچھے نماز مکروہ ہے اور درصورتیکہ افساد دین شیوہ اس فرقہ کا ہے تو اقتدا اسکی حرام عند الشرع ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی سامحہ اللہ یوم التلاقی عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

۱۷۷ **سوال** ۔ کیا فرماتے ہین علمائے اہل سنت وجماعت اس امر مین کہ یہ گروہ غیر مقلدین جنکے عقائد مین ہے کہ اول یہ ہے کہ خدائے تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے چنانچہ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۵ مین مندرج ہے دوسرا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین معصوم ہین حالانکہ مولوی حسین علی خان اپنی کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۲ مین انبیا علیہم السلام کے بھول چوک کا احکام دینی مین مقر ہین اور اسکی صحت پر مولوی نذیر حسین صاحب وشریف وغیرہما اکابر غیر مقلدین کے مواہیر ہین تیسرا یہ ہے کہ حضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ نصر المومنین مصنفہ آخون صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۱۲۹ مین الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی لکھا ہے کہ جسکے معنی یہ ہین

کہ بعض کے خاتم ہین نہ سب کے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سبکے ہین چہارم حدیث آحاد یعنے
سواے حدیث متواتر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہین ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سواے ایک دو معجزہ کے صادر نہین ہوے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر
سے ثابت نہین چنانچہ کتاب دلیل محکم مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی مین موجود ہی پنجم اجماع کل امت
جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہین ہی چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ لاہور کے
صفحہ ۱۳۱ اور کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۲۳ مین ایسا موجود ہی ششم مجتہد کا قیاس شرع مین معتبر نہین ہی چنانچہ معیار الحق کے صفحہ ۹
مین اور کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۳۶ مین موجود ہی ہفتم مسئلہ رجعت کے قائل ہین یعنی حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ کے زمانے
مین بعض مردے جو اُنکی محبت مین مرے ہین قبور سے قبل قیامت زندہ ہوکر اُنسے مستفید ہونگے چنانچہ کتاب
دراسات اللبیب مصنفہ مولوی معین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۹ مین موجود ہی ہشتم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اُنکے
ہمراہی ارشاد نبیہ مین حضرت فاطمہ زہرا کو خطا پر ہین چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۱ مین موجود ہی نہم حضرت ابوبکر صدیق رض حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کینہ رکھتے تھے
چنانچہ کتاب اعتصام السنۃ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبد اللہ محمدی معروف جھاؤ ساکن مئو متصل آلہ آباد
کے صفحہ ۶۹ مین مذکور ہی دہم چارون اماموں کے پیرو اور چارون طریقون کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور
چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ یہ سب لوگ کافر ہین اُسی کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ ۷۵ مین مذکور ہی (۱)
یہ اہل سنت و جماعت مین داخل ہین یا مثل اور فرقون ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہین (۲) اُنکے
ساتھ مخالطت اور مجالست اور انکو اپنی مسجد مین آنے دینا درست ہی یا نہین (۳) اور اُنکے پیچھے نماز پڑھنا
درست ہی یا نہین بینوا توجروا **ہو الموفق** یہ گروہ جنکے عقائد مخالف عقائد حقہ ہین اہل سنت سے خارج ہین
اور اُنکے ساتھ مخالطت و مجالست بغرض تحفظ اپنے عقائد کے اور اُنکو اپنی مسجد مین آنے دینا بخیال فساد
اور اُنکے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز درست نہین واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد
عبد الحمید غفر لہ اللہ الوحید۔ واقعی قائل عقائد مذکورہ اہل سنت سے خارج ہی بلکہ بعض عقائد اسمین کفر ہین نماز
انکے قائل کے پیچھے جبتک توبہ نکرے بلا کراہت جائز نہین بلکہ جو عقائد اس مین کفر ہین اُس کے قائل
کے پیچھے جبتک توبہ نکرے ہرگز نماز درست نہین مساجد مین بخیال دفع فساد ایسون کو نہ آنے
دینا چاہیے واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری

۲۲۸ سوال ۱۳۰۲ کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین رحمکم اللہ اس مسئلہ میں کہ از روے شریعت شریف وہابی کسکو کہتے ہیں اور وہابیونکے عقائد شرعا کیا ہیں جو شخص حنفی مذہب والیکو وہابی کہے وہ خاطی ہے یا مصیب بینوا المصوب بعرف میں وہابی پیروان محمد بن عبدالوہاب نجدی کو کہتے ہیں اور انکے عقائد جامع الشواہد میں جو طبع ہو چکی ہے مشرح موجود ہیں اور حنفی بمعنے اسکے کہ مقلد امام ابو حنیفہ کا وہابی غیر مقلد کو کہنا صریح خطا ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۳۰۹

سوال ۲۲۳ (۱) کیا فرماتے ہیں علماے اہل سنت وجماعت اس امر میں کہ یہ گروہ غیر مقلدین کہ جنکے عقائد میں ہے اول یہ ہے کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ پانچ میں مندرج ہے دوسرا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں حالانکہ مولوی حسین خان اپنی کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۱ میں انبیا علیہم السلام سے بھول چوک کا احکام دینی میں مقر ہے اور اسکی صحت پہ مولوی نذیر حسین صاحب وشریف وغیرہما اکابر غیر مقلدین کے مواہیر ہیں تیسرا یہ ہے کہ حضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ نصر المومنین مصنفہ آخون صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۱۴۲ میں الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی لکھا ہے کہ جسکے معنی یہ ہیں کہ بعض کے خاتم ہیں نہ سب کے حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام خاتم النبیین سب کے ہیں چوتھا یہ ہے کہ حدیث آحاد یعنی سواے متواتر کے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے سواے ایک دو معجزے کے صادر نہیں ہوے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہیں چنانچہ کتاب دلیل محکم مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی میں موجود ہے پنجم اجماع کل امت جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہیں ہے چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ایک سو اکتیس ۱۳۱ اور کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ دو سو چوالیس ۲۴۴ میں موجود ہے ششم مجتہد کا قیاس شرع میں معتبر نہیں چنانچہ معیار الحق کے صفحہ اٹھاسی میں اور کتاب اعتصام السنۃ کے صفحہ دو سو چھتیس ۲۳۶ میں موجود ہے ہفتم مسالہ رجعت کے قائل ہیں یعنی حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں سب مردے جو انکی محبت میں مرے ہیں قبروں سے قبل قیامت زندہ ہو کر انسے مستفید ہونگے چنانچہ کتاب اربعین ... مصنفہ مولوی معین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۵ میں موجود ہے ہشتم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انکے

ہمراہی ارشاد مدینہ مین حضرت فاطمہؓ کو خطا پر ہین چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۱۳ مین موجود ہے ختم حضرت
ابوبکر صدیق رضہ حضرت فاطمہ زہرا رضہ کے ساتھ اور حضرت عمر رضہ حضرت علیؓ کے ساتھ کینہ رکھتے تھے چنانچہ
کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبد اللہ محوری معروف چہاد ساکن موضع متصل آگرہ آباد کے
صفحہ ۶۹ مین مذکور ہے دہم چارون امامون کے پیرو اور چارون طریقون کے تابع یعنے حنفی۔ شافعی۔ مالکی
حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ مجددیہ یہ سب لوگ کافر ہین اسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۹۵
مین مذکور ہے (۱) یہ اہلسنت و جماعت مین داخل ہے یا مثل اور فرقون ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہے (۲)
اُنکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور انکو اپنی مسجد مین آنے دینا درست ہے یا نہین (۳) اُنکے پیچھے نماز
پڑھنی درست ہے یا نہین **ہو الموفق** یہ گروہ جنکے عقائد مخالف عقائد حقہ ہین اہل سنت سے خارج ہے اور
اُنکے ساتھ مخالطت اور مجالست بغرض تحفظ اپنے عقائد کے اور انکو اپنی مسجد مین آنے دینا بخیال فساد
اور اُنکے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز درست نہین واللہ اعلم و حکمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ ابو حید ابوالحامد محمد عبد الحمید
عفی عنہ ۱۵ رجب ۱۳۱۳ [محمد عبد الحمید] واقعی قائل عقائد مذکورہ اہل سنت سے خارج ہے بلکہ بعض عقائد اس مین کفر
ہین نماز انکے پیچھے جب تک توبہ نکرے بلا کراہت جائز نہین بلکہ جو عقائد اس مین کفر ہین اُنکے قائل کے
پیچھے جبتک توبہ نکرے ہرگز نماز درست نہین مساجد مین بخیال دفع فساد ایسون کو نہ آنے دینا چاہیے واللہ
اعلم بنقہ تراب اقدام اولیاء اللہ الباری محمد المدعو بعبید الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیأتہ الفیضہ نعیم الجاری
ابن الفقیہ الزاہد النبیہ العابد مقبول من رفع السماء بغیر عمد مولانا المرحوم علی محمد غفر لہ اللہ الاحد [محمد عبید الہادی]
فی الحقیقت جو شخص عقائد مسطورہ استفتا رکھتا ہے اہل سنت و الجماعت سے خارج ہے اُس سے مخالطت نہین درست
ہے ایسے لوگون کا مساجد مین آنے دینا موجب فساد ہے واللہ اعلم حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ و ستر
عیوبہ ۱۸۰ **سوال** ۱۲۱ جو اقوام اہل اسلام ہین سب ایک ہی دستور شرع شریف پر قائم ہین یا مختلف دستور
پر بینوا توجروا **جواب** جتنے اقوام اہل اسلام ہین تمام ممالک مین سب ایک ہی دستور شرع شریف پر
معاملات مین قائم ہین موافق فتوے حنفی کے مگر تھوڑے روزون سے شہر لکھنؤ مین معاملات شیعہ مین
فتوی امامیہ کا لکھا جاتا ہے واللہ اعلم حررہ محمد نعمت اللہ عفی عنہ۔ الجواب صحیح کتبہ محمد یوسف عفی عنہ۔ صح الجواب حررہ
ابوالبقا محمد عبد الحکیم غفر لہ اللہ الکریم ۱۸۱ **سوال** ۱۲۹ از علمای کرام کسیکہ علم آن داشتہ باشند رقم فرمایند کہ جناب
حضرت غوث الثقلین حنفی مذہب بودند یا حنبلی و آنحضرت پیشتر کدام مذہب داشتہ بعد ترک آن حنبلی مذہب

اختیار فرمود و از ترک یکے و اختیار دیگری لازم می آید کہ اول را بر ثانی راجح دانستہ باشند یا نہ امید کہ بلا تعصب جواب سوالات صحیح صحیح رقم فرمایند ہو المصوب شیخ عبد الحق محدث دہلوی کان نفعنی علی مذہب الشافعی واحمدی فرماید و انتقال غوث پاک بر مذہب حنبلی ست و ترک مذہبی و اختیار مذہب دیگر ہمچنین کس را جائز ست و از اختیار مذہبی بد دانستن مذہب دیگر لازم نمی آید واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ القوی ما صدر عنہ من الاثم الجلی والخفی **سوال** شخصے نام خود کہ ہدایت علی میداشت بایہام اسمای شرکیہ تبدیل نمودہ ہدایت العلی نہاد شخصی بران معترض شد کہ لفظ ہدایت مشترک است بین معنیین ارائۃ الطریق والایصال الی المطلوب وہکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک ست بین اسمای الٰہیہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ مجیب گفت کہ درین صورت تائید اثبات مدعای من ست چہ ہرگاہ لفظ ہدایت و علی مشترک شد بین معنیین پس برین تقدیر چہار احتمال متحقق می شوند یکے ازان از ہدایت معنی اول و از علی اللہ جل شانہ دوم از ہدایت معنی ثانی و از علی جل جلالہ سوم از ہدایت معنی اول و از علی حضرت علی کرم اللہ وجہہ چہارم از ہدایت معنی ثانی و از علی حضرت علی پس سہ احتمال اول خالے از ممانعت شرعیہ ہستند البتہ احتمال رابع خالی از ممنوعیت نیست چہ در جملہ اسماے شرکیہ مفہوم می شود الحق پس ہر اسم کہ دائر میشود بین اسمای شرکیہ و عدمہا احتراز ازان لابدی ست بلکہ واجب کما ہو ثابت و اگر کسی بر اسم متنازع فیہ قیاس نمودہ بر عبد اللہ شرک ثابت کند و یا یا علی گفتن ممانعت نماید آیا اعتراض معترض و قیاس او صحیح ست یا نہ و بر تقدیر صحت اعتراض تائید کلام مجیب قرار می یابد چنانکہ معترض صاحب تصور فرمودہ اند بینوا توجروا **ہو المصوب** لفظ علی کہ از اسمای الٰہیہ است الف لام بران زائد می شود یا برای تعظیم چنانکہ در الفضل والنعمان وغیرہ رضی در شرح کافیہ می نویسد وقد یزاد اللام فی العلم وقال الکوفیون قد یکون اللام للتعظیم کما فی اللہ فی الاعلام ولا یعرفہا البصریون انتہی ملخصا و ابن مالک در الفیہ و شراح الفیہ در اعلام زیادت لام ذکر کردہ بہ الفضل ونحو ذلک ممثل کردہ اند و علی کل تقدیر لام بر اسماے الٰہیہ سوای لفظ اللہ جزو علم نیست و بر لفظ علی کہ از اسمای مرتضی رض ست لام داخل نمی شود بحر العلوم در حواشی میر زاہد ملا جلال می نویسند دخول اللام علی الاعلام فصیح سوی انہ ما یجی علی مسماہ الصلوٰۃ والسلام سوی لفظ علی رضی اللہ عن مسماہ انتہی بنا بر علیہ ہدایت العلی اولی است از ہدایت علی بید اولی اشتباہ اضافت ہدایت بسوی علی مرتضی رض نیست و در صورت ثانیہ

بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال و اشتراک لفظ علی اشتباہ امر ممنوع موجود در اسامی از قسم آنکہ نہادہ شدن
غیر مشروع سازد احتراز لازم ہمین سبب علما از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند واما در عبد اللہ وغیرہ پس
اینہا امر غیر مشروع نیست بل ہو احب الاسماء الی اللہ تعالی ما ورد بہ الحدیث و ہمچنین در یا علی ہرگاہ معتقد وند
پروردگار باشد نزاعے نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی
والخفی ۱۲۹۸ھ سوال کسی شخص کا نام عبد الرسول یا عبد النبی یا عبد الحسین وغیرہ رکھنا درست ہے یا نہیں بینوا
توجروا الجواب ھو المصوب ایسا نام جس میں اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو شرعا درست نہیں ہے اور
اگرچہ صرف اسی قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہو بسبب احتمال اسکے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے
مگر بوئے شرک سے ایسا نام رکھنا خالی نہیں ہے قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہیں
اور علمای امت محمدیہ نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے تفسیر جلالین میں ہے ھو الذی خلقکم من نفس
واحدۃ آدم وجعل خلق منہا زوجہا حواء لیسکن الیہا فلما تغشاہا جامعہا حملت حملا خفیفا
ھو النطفۃ فمرت بہ ذہبت وجاءت لخفتہ فلما اثقلت بکبر الولد فی بطنہا واشفقا
ان یکون بہیمۃ دعوا اللہ ربہما لئن آتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین
فلما آتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتاہما بتسمیۃ عبد الحارث ولا ینبغی ان یکون
عبد الا للہ ولیس باشراک فی العبودیۃ لعصمۃ آدم وروی عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لما ولدت حواء طاف بہا ابلیس وکان لا یعیش لہا ولد فقال
سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ہذا من وحی الشیطان وامرہ
رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب انتہی ملخصا اور جمل کے حواشی جلالین میں ہے
ولیس الجعل المذکور باشراک للہ بل ہو شرک فی التسمیۃ وہذا لا یقتضی الکفر انتہی
اور شرعۃ الاسلام میں ہے ولا یسمی حکیما ولا حکما ولا ابا عیسی ولا عبد فلان انتہی اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر
میں ہے اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک انتہی
اور ملا علی قاری کی شرح مشکوۃ میں ہے ولا یجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبی ولا غیرہ مما شاع بین الناس
انتہی اور ابن حجر مکی کی شرح منہاج میں ہے ویحرم ملک الاملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی او
عبد الکعبۃ او الدار او علی او الحسین لایہام التشریک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی جامع الفتاوی کہتا ہی کہ سند المحدثین شیخ عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ
نے دربارۂ جواز تسمیہ عبد النبی وعبد الرسول ایک مستقل رسالہ لکھا ہی جو چاہے اُسکو دیکھے کلام ہے
تو نفس جواز مین مگر اسماے مبارکہ عبد اللہ عبد الرحمن محمد احمد انشاء اللہ کے ہونے مین شک نہین ہے
جیسا کہ استعمال لفظ عبد کا باضافت مخصوصہ خصوصاً جبکہ دفع ایہام شرک کے ساتھ ہو قبیح نہین ہی
مسلمان کا عبد النبی نام رکھنا خود اس اضافت کے مقصد کو ظاہر کرتا ہی جس طرح انبت الربیع البقل
واللہ اعلم ۱۸۳ **سوال اول** ۱۵۸ کدام محقق از اہل اصول وفقہا بانب موکدیت بر مواظبت صحابہ بسنت ثابت است
ودر کدام کتاب آمدہ است **سوال دوم** از کدام حدیث مواظبت خلفای راشدین بر سنت رکعت تراویح
ثابت ست بینوا توجروا **ہو المصوب** **جواب سوال اول** آنچہ مشہور و در مختصر ست اصول متداولہ
مذکور ست السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن ارباب نظر دقیق این تعریف را مخدوش
ساختہ بلفظ او الخلفاء زائد کردہ اند وتصریح این امر کردہ اند کہ ہمچنان کہ در ترک سنت نبوی عتاب خواہد شد
در ترک سنت خلفای راشدین نیز شیخ الاسلام بدر الدین العینی در بنایہ شرح ہدایہ می نویسند سنۃ العمرین
لا شک ان فی فعلہما ثواب وفی ترکہما عقاب لانا امرنا بالاقتداء بہما لقولہ
علیہ الصلوۃ والسلام اقتدوا باللذین بعدی ابی بکر وعمر فاذا کان الاقتداء بہما
مامورا بہ یکون واجبا وتارک الواجب یستحق العقاب والعتاب انتہی ملخصاً ومحقق عصر
کمال الدین ابن الہمام در تحریر الاصول می آرد قسم الحنفیۃ العزیمۃ الی فرض ما قطع بلزومہ و
واجب ما ظن وسنۃ الطریقۃ الدینیۃ فیہ علیہ الصلوۃ والسلام او الراشدین او بعضہم انتہی ملتقطا
وبحر العلوم مولانا عبد العلی در شرح تحریر می نویسند ینبغی ان یراد اعم من ان یکون طریقۃ دینیۃ مستمرۃ فی
الدین منہ صلی اللہ علیہ وسلم بان باشرہ اولا بان استمر الناس علیہا باذنہ او باذن الخلفاء
انتہی وعلامہ عبد العزیز بخاری در کشف اصول البزدوی می طرازد اما التراویح فی رمضان فانہا سنۃ
الصحابۃ فانہ لم یواظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل واظب علیہا الصحابۃ وہذا
مما یندب الی تحصیلہ ویلام علی ترکہ لکنہ دون ما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لان
سنۃ النبی اقوی من سنۃ الصحابۃ ہذا عندنا واصحاب الشافعی یقولون السنۃ ما واظب علیہ النبی علیہ
السلام فاما النفل الذی واظب علیہ الصحابۃ فلیس بسنۃ وہو علی اصلہم مستقیم فانہم لا یرون اقوال

الصحابة حجة وعندنا اقوالهم حجة فيكون افعالهم سنة لانها طريقة امرنا باحيائها لقوله تعالى لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة ولقوله عليه الصلوة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين انتهى
وامیر کاتب اتقانی صاحب غایۃ البیان در تبیین شرح منتخب حسامی می نویسد اعلم ان السنة في اللغة هي الطريقة حسنة كانت او سيئة يدل عليه قوله عليه السلام من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة وفي عرف الشرع يراد بها طريقة الدين اما للرسول او للصحابة حتى يقال سنة الرسول او سنة خلفاء الراشدين ولا يختص مطلق السنة بسنة الرسول خلافا للشافعي وقال القاضي ابو زيد يحتمل انه لم يبلغه استعمال السلف اطلاق السنة على طريقة العمرين والصحابة لانه كان بعد ابي حنيفة بقرن او بقرنين وحكمها ان يطالب المراد باقامتها ويعاقب على تركها لانه لا يخلو اما ان تكون طريقة للرسول او طريقة للصحابة وكل واحدة من الطريقتين امرنا باحيائها ونهينا عن اماتتها انتهى
وعلامہ فصیح الدین رحمہ اللہ در شرح وقایہ می آرد السنة الطريقة المسلوكة في الدين بلا وجوب ولا افتراض وفسرها بعضهم بما واظب مع الترك احيانا وذكر في المحيط السنة سنتان سنة النبي صلى الله عليه وسلم وسنة اصحابه فسنة الرسول هي الطريقة التي واظب عليها كركعتي الفجر وسنة الصحابة الطريقة التي واظبوا عليها انتهى وطحطاوی در حاشیہ مراقی الفلاح می آرد السنة عند الحنفية ما فعله النبي صلى الله عليه وسلم او صحبه بعده قال في السراج ما فعله النبي او واحد من اصحابه فان سنة اصحابه امر عليه السلام باتباعها بقوله عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين وقوله اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم انتهى
علامہ عبد العزیز بخاری صاحب کشف در تحقیق منتخب حسامی می آرد ذكر ابو اليسر اما حكم السنة فهو ان كل فعل واظب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل التشهد في الصلوة والسنن الرواتب يندب الى تحصيله ويلام على تركه مع لحوق اثم يسير وكل فعل لم يواظب عليه بل تركه في بعض الاحوال كالطهارة لكل صلوة وتكرار الغسل في اعضاء الوضوء والترتيب في الوضوء فانه يندب الى تحصيله ولا يلام على تركه واما التراويح في رمضان فانها سنة الصحابة اذ لم يواظب عليها رسول الله بل واظب عليه الصحابة وهذا مما يندب الى تحصيله ويلام على تركه ولكنها

دون ما واظب علیہ الرسول فان سنۃ النبی اقوی من سنۃ الصحابۃ قال ابو یسر
وھذا عندنا واصحاب الشافعی یقولون السنۃ نفل واظب علیہا الرسول فاما النفل الذی
واظب علیہ الصحابۃ فلیس بسنۃ وھی علی اصلھم فانھم لا یرون اقوال الصحابۃ حجۃ فلا یرون
افعالھم ایضاً سنۃ وعندنا اقوالھم حجۃ فیکون افعالھم سنۃ وذکر غیرہ انہ لا خلاف فی ان السنۃ
ھی الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین سواء کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم او لغیرہ من اعلام الدین وانما
الخلاف فی ان اطلاق لفظ السنۃ ایقع علی سنۃ رسول اللہ او یحتمل سنتہ وسنۃ غیرہ علی ما عرفت انتھی
وعلامہ ابن کمال پاشا در ایضاح شرح اصلاح می آرد السنۃ ما واظب علیہ النبی علیہ الصلوۃ والسلام علی سبیل
العبادۃ مع الترک بلا عذر ھذا ھو المشھور فی حدہ المسطور فی الکتب فیہ قصور لان ما
واظب علیہ الخلفاء الراشدون ایضاً من السنۃ الا ترے الی ما قال صاحب الھدایۃ
فی التراویح والاصح انھا سنۃ لانہ واظب علیہ الخلفاء الراشدون والدلیل علی
انھا سنۃ قولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی انتھی
وھمچنین ست در شرح الفائق وغیرہ ازین عبارات صاف واضح شد کہ نزد محققین از ترک سنت خلفا نیز استحقاق
عتاب میشود وسنت مؤکدہ ہمچنان کہ بمواظبت نبوی میشود بمواظبت خلفا نیز جواب سوال دوم مواظبت
نبوی کہ موجب سنت مؤکدیت ست بر دو قسم ست یکی آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارتکاب فعلی
مداومت فرمایند مثل جماعت وسنن رواتب وغیرہ دوم آنکہ آنحضرت بامری امر و ترغیب علی سبیل المداومت
فرمایند نہی ہینی کہ اذان را جملہ علما از شرقا و غربا سنت مؤکدہ می نویسند باوجود آنکہ خود آنحضرت بنفس نفیس یکبار
ہم اذان نگفتند چہ جای آنکہ مواظبت بران کردہ باشند وہمچنین مواظبت خلفا ہم بر دو قسم ست یکی
مواظبت فعلی دوم مواظبت امری وتشریعی وہر یکے ازین چار قسم مستوجب ملامت بتارک میشود
چنانچہ از تحریر بحر العلوم در شرح تحریر واضح ست وجمہور اصولیین اگرچہ بتصریح این امر نکردہ اند مگر از کلام
ایشان بہ واضح عدیدہ این تفصیل مفہوم میشود بعد تمہید این امر باید دانست کہ در باب مواظبت بر کمال
خلفا بر بیست رکعت تراویح حدیثی صریح یافتہ نشد لیکن طائفۃ کثیرہ فقہا واصولیین تصریح بدان کردہ اند
حتی کہ ابن الہمام نیز در شرح قول صاحب ہدایہ والاصح انھا سنۃ لمواظبۃ الخلفاء الراشدین می نویسند
فیہ تغلیب اذ لم یرو ذلک عن الصدیق بل عمر وعثمان وعلی انتھی ودر جای دیگر نوشتہ اند عن ابی یوسف ان

امکن اداؤها فی بیته مع مراعاة سنة القراءة یصلیها فی بیته لقوله علیه السلام افضل الصلوة
فی بیوتکم وجوابه ان قیام رمضان مستثنی من ذلک لما تقدم من فعله علیه السلام والعذر
فی ترکه وفعل الخلفاء الراشدین انتهی اما مواظبت تشریعی خلفاء بر بست رکعت پس از روایات عدیده
ثابت ست وہمین قدر برای بودن این مقدار سنت مؤکده واستحقاق ملامت از ترک آن کافی ست
فروی البیهقی فی کتاب المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمر بعشرین رکعة
والوتر وروی مالک عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی رمضان فی زمان
عمر بثلث وعشرین رکعة وروی البیهقی بسند صحیح انهم کانوا یقیمون علی عهد عمر بعشرین
رکعة وعلی عهد عثمان وعلی مثله وروی اصحاب السنن عن عبد الرحمن قال خرجت مع عمر فی
رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه ویصلی الرجل فیصلی بصلاته
الرهط فقال عمر والله انی لارانی لو جمعت هؤلاء علی قارئ واحد لکان امثل فجمعهم علی ابی بن کعب
قال ثم خرجت معه لیلة اخری والناس یصلون بصلاة قاریهم فقال عمر نعمت البدعة هذه
علامه زرقانی در شرح موطا می نویسند قال ابن عبد البر فیه ان عمر کان لا یصلی معهم اما لشغله بامور
الناس واما لانفراده بنفسه فی الصلوة انتهی وعینی در شرح هدایه می آرد فی المغنی عن علی انه امر رجلا
ان یصلی بهم فی رمضان بعشرین رکعة والوتر انتهی ازین روایات وامثال آنها صاف واضح که بر
بست رکعت در زمانه خلفاء ثلثه باذن خلفاء وترغیب ورضای شان مداومت شده وذلک ما اردناه
پس از نیجا و مقدمه سابقه شد اول اینکه عشرون رکعة مما واظب علیه الخلفاء ولو تشریعا ورضاء وکل
ما واظب علیه الخلفاء فهو سنة مؤکدة واز ترتیب این هر دو نتیجه برآمد عشرون رکعة فی التراویح
سنة مؤکدة وبضم تارک السنة المؤکدة معاتب وملام برآمد تارک عشرین رکعة معاتب وهذا هو
الذی اردناه مما علقناه علی الهدایة والله اعلم بالصواب وعنده ام الکتاب حرره الراجی عفو ربه القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی وحفظه عن موجبات الغی ومن شاء زیادة التفصیل
فی هذا المبحث فلیطالع رسالتی احیاء السنة بتحقیق تعریف السنة سوال ۱۲ چه میفرمایند علمای دین
علیهم الرحمة که جمیع بدعت ضلالت ست کما هو المفهوم من الاحادیث یا بعض از انها مباح ومندوب
است کما قال العلماء لیس الحکم دوم جناب والا در تعریف بدعت وتقسیم آن تحقیق باشد رقم فرمایند بینوا توجروا

هو المصوب اعلم انی اتلو علیک اولا اقوال علماء العظام فی تفسیر البدعة ثم اختصر
وابین ما هو الاحق بالاتباع فی کتاب العین للخلیل البدع بالفتح احداث الشیء والبدع بالکسر
الشیء الذی یکون اولا والبدعة ما ابتدع من الدین وفی القاموس البدعة بالکسر الحدث فی
الدین بعد الاکمال او ما استحدث بعد النبی صلی الله علیه وسلم من الاهواء والاعمال قال
الامام النووی الشافعی فی شرح صحیح مسلم کل بدعة ضلالة البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال
سبق وفی الشرع احداث ما لم یکن فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقوله صلی الله
علیه وسلم کل بدعة ضلالة عام مخصوص والمراد غالب البدع قال العلماء البدعة خمسة اقسام
واجبة ومندوبة ومحرمة ومکروهة ومباحة فمن الواجب نظم ادلة المتکلمین للرد علی
الملاحدة والمبتدعین وشبه ذلک ومن المندوبة تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط
وغیر ذلک ومن المباح التبسط فی الوان الاطعمة وغیر ذلک والحرام والمکروه ظاهران و
قد اوضحنا المسألة بامثلتها المبسوطة فی تهذیب الاسماء واللغات فاذا عرفت ما ذکرته علمت
ان الحدیث العام مخصوص وکذا ما اشبهه من الاحادیث الواردة ویؤید ما قلناه قول
عمر رضی الله عنه فی التراویح نعمت البدعة ولا یمنع من کون الحدیث عاما مخصوصا قول
کل بدعة مؤکدا بکل بل یدخله التخصیص مع ذلک لقول الله تعالی یدمر کل شیء انتهی
قال الشیخ علی القاری الحنفی فی المرقاة شرح المشکوة وشر الامور محدثاتها یعنی البدع
الاعتقادیة وکل بدعة ضلالة قال فی الازهار هذا مخصوص ای کل بدعة سیئة ضلالة
لقوله صلی الله علیه وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها وجمع
ابوبکر وعمر رضی الله عنهما القرآن وکتبه بین المصحف وجدد فی عهد عثمان قال النووی
البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث ما لم یکن فی عهد رسول الله
صلی الله علیه وسلم وقوله صلی الله علیه وسلم کل بدعة ضلالة عام مخصوص قال الشیخ
عز الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد البدعة اما واجبة کتعلیم النحو لفهم کلام
الله ورسوله صلی الله علیه وسلم وکتدوین اصول الفقه والکلام فی الجرح والتعدیل واما
محرمة کمذهب الجبریة والقدریة والمرجئة والمجسمة والرد علی هؤلاء من البدع الواجبة

لان حفظ الشریعۃ من ہذہ البدع فرض کفایۃ واما مندوبۃ کاحداث الرباط والمدارس
وغیرہا مما کان احداثہ لم یعہد فی الصدر الاول وکالتراویح ای بالجماعۃ العامۃ والکلام
فی الدقائق الصوفیۃ واما مکروہۃ کزخرفۃ المساجد وترویق المصاحف یعنی عند الشافعیۃ
واما عند الحنفیۃ فمباح واما مباحۃ کالمصافحۃ عقیب الصبح والعصر ای عند الشافعیۃ واما
عند الحنفیۃ فمکروہ والتوسع فی لذیذ الماکل والمشارب والمساکن وتوسیع الاکمام وقد
اختلفوا فی کراہۃ بعض ذلک ای کما قدمنا قال الشافعی رح ما احدث مما یخالف الکتاب
او السنۃ او الاثر او الاجماع فہو ضلالۃ وما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئا من ذلک فلیس
بمذموم وقال عمر فی قیام رمضان نعمت البدعۃ ہذہ آخر کلام الشیخ النووی فی تہذیب
الاسماء واللغات وروی عن ابن مسعود ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وفی
حدیث مرفوع لا یجتمع امتی علی الضلالۃ انتہی قال الشیخ عبد الحق الدہلوی الحنفی
فی شرح المشکوۃ قال القاضی عیاض المالکی کل ما احدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فہو بدعۃ والبدعۃ فعل ما لا سبق الیہ فما وافق اصلا من السنۃ یقاس علیہا فہو محمود
وما خالف اصول السنن فہو ضلالۃ ومنہ قولہ علیہ السلام کل بدعۃ ضلالۃ انتہی
یعنی ان قولہ کل بدعۃ ضلالۃ مخصوص بالبعض انتہی قال ابن التیمیۃ الحنبلی حافظ
الحدیث فی المنہاج البدعۃ ہی الحادث فی الامر فان کان بغیر دلیل شرعی قبیحۃ وان
وافق اصول الشرع فبدعۃ حسنۃ والبدعۃ قد تذکر ویراد بہا القبیحۃ وقد یراد بہا الاحداث
المطلق انتہی وفی مصباح الزجاجۃ علی سنن ابن ماجۃ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور
محدثاتہا قال فی النہایۃ جمع محدثۃ بالفتح وہی ما لم یکن معروفا فی کتاب ولا سنۃ ولا اجماع
وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعۃ ضلال قال فی النہایۃ البدعۃ بدعتان بدعۃ ہدی
وبدعۃ ضلال فما کان فی خلاف ما امر اللہ بہ ورسولہ فہو فی حیز الذم والانکار وما کان
واقعا تحت عموم ما ندب اللہ الیہ وحض علیہ او رسولہ فہو فی حیز المدح وما لم یکن لہ مثال
موجود کنوع الجود والسخا وفعل المعروف فہو من الافعال المحمودۃ ولا یجوز ان یکون ذلک
فی خلاف ما ورد الشرع بہ لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد جعل لہ فی ذلک ثوابا فقال من سن

احادیث و اقوال صحابه و سلف تطبیق و توفیق میان آنها نموده و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کرده و
غایت بذل مجهود درین باب فرموده استنباط احکام بقیاس و اجتهاد از نصوص کتاب و سنت نموده اند و غیر مجتهدان
را اولو الکانوا عالمین متقیین جز تابع بودن چاره و سبیلی نیست و بالجمله مذاهب حق و طرق وصول بمنزل مقصود و ابواب
در آمد خانه دین این چهار اند و هر که راهی از این راهها و دری از این درها اختیار نموده براه دیگر رفتن و در دیگر
گرفتن عیب و بیهوده باشد و کارخانه عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راه مصلحت بیرون افتادن است
و این طریقه متاخران است که اتباع مجتهد واحد را از واجبات می شمارند و شک نیست که این طریقه محکم تر
و مضبوط تر است اگر گویی که تابع مجتهدی را رسد که چون حدیث صحیح مخالف مذهب در نظر آید مذهب بگذارد و
عمل بحدیث کند یا نه گوییم دریافت صحت و ضعف احادیث درین روزگار نیست مگر باقوال محدثان و متون
و ایشان بر مشابه ایمه اربعه نمیرسند پس مدار کار در حق و اعتماد بر تصحیح و تنقید ایمه مجتهدین باید چون ایشان حدیثی
متلقی بقبول کرده عمل بدان نموده انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علمای محدثین که مشهور هستند و ایمه نباشد و
الزام ایشان بحکم این جماعت تحکم و مکابره است چه ایشان مثل ایمه اربعه در تنقید و تصحیح حدیث قوت ندارند
کما لا یخفی پس مقلد را لازم است که در جرح و تعدیل و تصحیح و تنقید اعتماد بر قول امام خود نماید و حدیثی که
ایشان روایت کرده و از وی حکم استنباط نموده عمل بر وی نماید و بحدیث دیگر که نزد امام وی مرجوح و ضعیف
است یا خلاف مذهب امام وی هرگز عمل نه نماید لانه متروک العمل به عند امامه و علیه ان یلزم قول
امامه و لا یرجع الی قول غیره بتصحیح الحدیث و غیره انتهی کلامه ملخصا قال سند المحدثین امام
المحققین ابن الهمام کمال الدین ما صححه البخاری و مسلم و نظیرهما مما لا یجب علینا قبوله کیف
وکم من راو یختلف فیه الناس باجتهادهم فمن جارح و معدل فعسی ان یکون الذی
عدلوه مجروح عندنا اما منا فذلک ما ضعفوه او وضعوه لا یجب علینا ان نقول به کیف و
عسی ان یکون الذی جرحوه عدلا موثوقا فاذن لا اعتماد لنا الا ما ذکره اصحابنا السابقة
قال بعض اذا کان فی المسألة قول لابی حنیفة و صاحبیه خالفه حدیث یحکم بصحته یجب اتباع قولهم
دون الحدیث لانا لا نظن لابی حنیفة و صاحبیه عارضوا الحدیث مع صحته و صحة الاستنباط منه الا نظن
بهم انهم لم یبلغهم الحدیث لقرب زمانهم علیهم و حضرت قدوة العلماء العظام تاج الفقهاء الکرام مولانا عبد العزیز
دهلوی فرموده کلام [illegible] ایمه اربعه هر که حدیث صحیح بخلاف قول امام یابد عمل بحدیث کند [illegible] فی الحقیقة مذهب امام این است

اسم الاخری الی البدعة والضلالة خلافاً للبطلین حتی انما جعلوا الاختلاف فی الفروع الفقہیاً
بدعة وضلالة کالقول بحل متروک التسمیة عمداً و عدم نقض الوضوء بالخارج من غیر السبیلین
وجواز النکاح بدون الولی والصلوٰة بدون الفاتحة ولا یعرفون ان البدعة المذمومة هی
المحدث فی الدین من غیر ان یکون فی عهد الصحابة والتابعین ولا دل علیه الدلیل الشرعی ومن
الجهلة من یجعل کل امر لم یکن فی زمن الصحابة رضی الله عنهم بدعة مذمومة وان لم یقم
دلیل علی قبحه تمسکاً لقوله صلی الله علیه وسلم ایاکم ومحدثات الامور ولا یعلمون ان المراد
بذلک هو ان یجعل فی الدین ما لیس منه انتهی قال العلامة فی البحر الرائق اما المبتدع فهو
صاحب البدعة وهو کما فی المغرب اسم من ابتدع الامر اذا ابتداه واحدثه کالرفعة من الارتفاع
والخلفة من الاختلاف ثم غلب علی ما هو زیادة فی الدین او نقصان وعرفها الشمنی بانها
ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من علم او عمل او حال
بنوع شبهة واستحسان وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماً انتهی وفی الدر المختار البدعة هی
اعتقاد خلاف المعروف عن رسول الله صلی الله علیه وسلم لا بمعاندة بل بنوع من الشبهة انتهی
قال ابن الملک قوله صلی الله علیه وسلم من ابتدع بدعة ضلالة فیه اشارة الی ان البدعة
بدعة حسنة وبدعة سیئة فالسیئة ضلالة یأثم مبدعها کالبناء علی القبور وتجصیصها
والبدعة الحسنة توجر مبدعها ولا یأثم مثل تدوین الکتب علی الترتیب المخصوص وتدوین
الاحادیث والعلوم وغیر ذلک مما فیه قربة بالله تعالی انتهی قال الامام السخاوی فی شرح
الفیة الحدیث البدعة هی ما احدث علی غیر مثال متقدم فیشمل الممدوح والمذموم ولذا
قسمها العز بن عبد السلام الی الاحکام الخمسة ولکنها خصت شرعاً بالمذموم مما هو خلاف
المعروف عن النبی صلی الله علیه وسلم فالمبتدع من اعتقد ذلک لا بمعاندة بل بنوع
الشبهة انتهی قال الشیخ الدهلوی فی شرح سفر السعادت اما بدعت مراد بدان اعتقاد
چیزیست که احداث کرده شده برخلاف آنچه معلوم و معروف ست از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بنوع شبہہ
تاویل باطل نه بطریق عناد وآنچه در عمل ست آنرا داخل فسق داشته اند وبدعت دو قسم ست یا اعتقادی
ست که مستلزم کفر ست یا عملی که موجب فسق ست انتهی فاذا عرفت ما تلونا علیک من اقوال

العلماء فاستمع الآن ما هو الاحق بالاتباع وهو ما قاله امام العارفين سيد الاولياء الكاملين حجة الاسلام والمسلمين سند الايمان والمؤمنين ابو حامد الغزالي عليه الرحمة البدعة في الاعتقاد وبعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل والزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في العادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال لا سيما اذا صادمت سنة مؤكدة واما البدعة في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال بل تركها الاولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمنارة عون لاعلام وقت الصلوة وتصنيف الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة والفرق الضالة نهي عن المنكر وذب عن الدين فكل منها ماذون فيه بل مامور به لان البدعة الغير السيئة ما لم يحتج اليه الاوائل ثم احتاج اليه الاواخر وراه حسنا على سبيل الاجماع بلا خلاف ونزاع وعند الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في عبادة البدنية المحضة كالصوم والصلوة وقراءة القران واصناف كل منها بل لا يكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم وقوع الفعل في الصدر الاول ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم التنبه له او للتكاسل عنه او الكراهة وعدم مشروعيته والاولان منتفيان في العبادات البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا ينقطع وبعد ظهور الاسلام وغلبة اهله لم يكن منها مانعا وكذا عدم التنبه لها والتكاسل عنها مستحيل ايضا اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها بدعة مكروهة غير مشروعة انتهى قال العلامة الرومي الحنفي بعد نقل كلام الغزالي وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب وفيهم رجل يقول كبروا عند كذا وكذا وسبحوه عند كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا فيقولون فحضرهم فلا يسمع ما يقولون قال فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد فقتم على اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم يعني ان ما تفعلونه اما ان يكون بدعة ظلماء اذا لم تدركه الصحابة ما فاتهم بعدم تنبههم له او تكاسلهم عنه فلو شعروا من جنس امرهم بطريق العبادة والثاني مستحيل

فتبین الاول وهو کونه بدعة ظلماء وهکذا یقال بکل من اتی فی العبادات البدنیة المحضة بصفة لم تکن فی زمن الصحابة اذ لو کان وصف العبادة فی الفعل المبتدع یقتضی کونه بدعة حسنة لما وجد فی العبادات ما هو بدعة مکروهة وقد وجد فیها البدعة المکروهة علی ما صرح العلماء فی تصانیفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فیها ومثل القیلة و الترضیة والتامین فی اثناء الخطبة وانواع النغمات الواقعة فیها وفی الاذان وقراءة القرآن ومثل الجهر بالذکر امام الجنازة وقدام العروس فی الطرقات الی غیر ذلک من البدع المنکرة الواقعة فی العبادات ولیس لاحد ان یقول انها لیست من قبل البدعة السیئة المکروهة بل هی من قبل البدعة الحسنة المشروعیة بدلیل کون بعض الاشیاء المحدثة بعد الصحابة حسنا کبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخیرات التی لم تعهد فی عهد الصحابة ان یقال ما ثبت حسنه بالادلة الشرعیة الصحیحة فهو اما ان لا یکون بدعة قبیحة فیقتضی صدم العام فی الحدیث علی حاله او یکون مخصوصا من هذه العام والعام الذی خص منه البعض دلیل فی ما عدا المخصوص فمن ادعی ثبوت حسن العبادة المحدثة وکونها مخصوصا من هذه العام یحتاج الی دلیل یصلح ان یکون مخصصا لان عادة اکثر البلاد وقول کثیر من الزهاد والعباد لیست فیما یصلح ان یکون معارضا لکلام الرسول صلی الله علیه وسلم وکذلک الدلیل المخصص هو الدلیل الشرعی من الکتاب والسنة والاجماع الذی هو مختص باهل الاجتهاد من لیس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو فی حکم العوام لا یفید بکلامه الا ان یکون موافقا للاصول والکتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت علیه السنة والاجماع من ان کتاب الله تعالی ما یدل علیها ایضا وهو انه تعالی قال ام لهم شرکاء شرعوا لهم من الدین ما لم یاذن به الله تعالی فمن احدث شیئا یتقرب به الی الله تعالی من قول او فعل من غیر ان یشرعه الله تعالی فقد شرع من الدین ما لم یاذن به الله تعالی فمن تبعه فقد اتخذه شریکا ومعبودا کما قال الله تعالی فی حق اهل الکتاب اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدی بن حاتم للنبی صلی الله علیه وسلم ما عبدوهم فقال علیه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا فی دین لم یاذن به الله تعالی

فقد اتخذه ربا فعلم من هذا ان كل بدعة فى العبادات البدنية المحضة لا يكون الا سيئا ورب لا ينتبه كثير من الناس بين السنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنه نفوسهم ومال اليه طباعهم يكون حسنا فيغيرون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبطا كخبط عشواء لا يفرق بين الورطة المهلكة والجادة المحنية فى ثبتها وايضا فى هذا ان يقال ان الناس لا يحدثون شيئا الا انهم يرونه مصلحة اذ لو اعتقدوا انه مفسدة لم يحدثوه فاذا رآه الناس مصلحة ينظر فى السبب فاذا كان السبب امرا قد حدث بعد النبى صلى الله عليه وسلم فحينئذ يجوز احداث ما تدعو اليه حدا الله كتنظيم الدلائل فان السبب الداعى اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا فى عهده صلى الله عليه وسلم لم يحتج اليه وان كان المقتضى لفعله موجودا فى عهده عليه السلام لكن تركه لعارض بعده عليه السلام فذلك يجوز احداثه كجمع القرآن فان المانع منه فى حياته عليه السلام كون الوحى لا يزال ينزل فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع بموته صلى الله عليه وسلم واما ما كان المقتضى بفعله فى عهده عليه السلام موجودا من غير وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعله عليه السلام قاصدا فهو تغيير لدين الله تعالى اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام او حث عليه ولما لم يفعله عليه السلام ولم يحث عليه علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان فى العيدين فانه لما احدثه بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بكراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليلا على كراهة ذكر الله تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل فى العمومات التى من جملتها قوله تعالى واذكر الله ذكرا كثيرا وقوله تعالى ومن احسن قولا ممن دعا الى الله لكن لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعل عليه السلام كان سنة كذلك ترك ما تركه عليه السلام مع وجود المقتضى وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام لما امر بالاذان فى الجمعة دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده ويقول هذا زيادة عمل صالح لا يضره زيادة او يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت شرائعهم فان الزيادة فى الدين لو جازت لجاز ان يصلى الظهر اربع ركعات والظهر ست ركعات [illegible] هذا زيادة عمل صالح لا يضره زيادة لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يتدين به

المبتدع من الحلوة والفضيلة ان كان ثابتا فى عصره عليه السلام ومع هذا لم يفعله عليه السلام
فيكون تركه مثل هذا الفعل سنة متقدمة على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه
غير مشروع فى الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع فى الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان
الفسق اعم من البدعة فكل بدعة فسق من غير عكس ولهذا قيل البدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقص الرسول
عليه السلام وان كان فى زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى
بالصواب فيكون مشاقا لله ولرسوله فالاستحسان مع كراهة الشرع ونهيه هو الاحداث فى
الدين وانه تعالى قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم
عليهم نعمته كما اخبر به فى كتابه الكريم وقال اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى
فالزيادة على الكمال نقصان واختلال بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر فى الاصول ان حسن
الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفان بالشرع لا بالعقل فكل فعل امر به فى الشرع فهو حسن
وكل فعل نهى عنه فى الشرع فهو قبيح قال الامام الغزالى فى كتاب الاربعين فى اصول الدين اياك ان
تستحسن بذهنك وتقول كل ما كان خيرا ونافعا فهو افضل وكل ما كان اكثر كان انفع فان
عقلك لا تهتدى الى اسرار الامور الالهية وانما يعقلها قوة النبى عليه السلام فعليك بالاتباع
فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف تذهب الى الصلوة فى جميع اوقاتها
وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وبذلك ينتهى الوقت الى ثلث
النهار وقال فى الاحياء كما ان العقل تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان التجربة
التجربة سبيل اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع فى الآخرة مع ان التجربة غير متطرقة
اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله
تعالى والمبعدة عنه فذلك مما لا مطمع فيه وقال صاحب مجمع البحرين فى شرحه اورد ان رجلا
يوم العيد فى الجبانة اراد ان يصلى قبل صلوة العيد فنهاه على رضى الله عنه فقال الرجل
يا امير المؤمنين اتنهانا عن الصلوة وقال على رضى الله عنه انى اعلم ان الله تعالى لا يثيب
على فعل حتى يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم او يحث عليه فتكون صلوتك عبثا
والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به وبمخالفتك لسنته وتبارك [illegible]

بعد الفجر اکثر من رکعتی الفجر لانہ علیہ السلام لم یزد علیہما مع حرصہ علی الصلوٰۃ فانظر
کیف جعل عدم فعلہ علیہ السلام فی باب العبادات دلیلا علی الکراہۃ وقال ابن الہمام فما تردد
من العبادات بین الواجب والبدعۃ یاتی بہ احتیاطا وما تردد بین البدعۃ والسنۃ یترکہ
لان ترک البدعۃ لازم واداء السنۃ غیر لازم وفی الخلاصۃ مسئلۃ تدل علی ان البدعۃ اشد
حذرا من ترک الواجب حیث قال اذا شک فی صلاتہ ہل صلاہا ام لا ان کان فی الوقت
فعلیہ ان یعیدہا وان خرج الوقت ثم شک لا شئ فیہ ولو کان شک فی صلاۃ العصر
یقرأ فی الرکعۃ الاولی والثالثۃ ولا یقرأ فی الثانیۃ والرابعۃ فتعیین الاولین بالقراءۃ فی الفرض
واجب وقد امر بترکہ حذرا عن احتمال وقوع النفل بعد العصر وہو بدعۃ مکروہۃ وروی
عن سفیان الثوری انہ کان یقول البدعۃ احب الی ابلیس من کل المعاصی لان المعاصی
یتاب عنہا والبدعۃ لا یتاب عنہا وسیجئ ذلک ان صاحب المعاصی یعلم بکونہ مرتکب
المعاصی فیرجی لہ التوبۃ والاستغفار واما صاحب البدعۃ فیعتقد انہ فی طاعۃ وعبادۃ
ولا یتوب ولا یستغفر وہذا ما حکی عن ابلیس انہ قال قصمت ظہور بنی آدم بالمعاصی والاوزار
فقصموا ظہری بالتوبۃ والاستغفار فاحدثت بہم ذنوبا لا یستغفرون منہا ولا یتوبون عنہا
وہی البدع فی صورۃ العبادۃ فان قیل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا علی عدم
کراہۃ ما اعتادوہ من البدعۃ بحدیث شائع بینہم وہو ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن وما رآہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح وہل یصح ہذا الاستدلال منہم ام لا
یصح فالجواب علی ما ذکرہ بعض الفضلاء ان ہذا الاستدلال لا یصح والحدیث حجۃ علیہم
لا لہم لانہ بعض حدیث موقوف علی ابن مسعود رواہ احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابو نعیم
ہکذا ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد فاختار
لہ اصحابا فجعلہم انصار الدین ووزراء نبیہ فما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما رآہ
المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح لا شک ان اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان
الحدیث حینئذ یکون مخالفا لقولہ علیہ السلام ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہم فی
النار الا واحدۃ لان کلا من فرق الامۃ مسلم یری مذہبہ حسنا فیلزم ان لا یکون فرقۃ منہا

فی النار ولکن البعض المسلمین یری شیئا حسنا وبعضهم یراه قبیحا فی زمان لا یتمیز الحسن
من القبیح بل هو اما للعهد والمعهود ما ذکر فی قوله فاختار له اصحابا فیکون المراد بالمسلمین
الصحابة فقط او للاستغراق حسا تمی الجنس فیراد بالمسلمین اهل الاجتهاد الذین هم الکاملون
فی صفة الاسلام صرفا للمطلق الی الکمال لان المطلق عند عدم القرینة ینصرف الی الفرد الکامل
وهو المجتهد فیکون المعنی ما رآه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما رآه
الصحابة او اهل الاجتهاد قبیحا فهو عند الله قبیح ویجوز ان یکون للاستغراق الحقیقی فیکون المعنی
ما رآه جمیع المسلمین حسنا فهو عند الله حسن وما رآه جمیع المسلمین قبیحا فهو عند الله قبیح
وما اختلف فیه فالعبرة فیه للقرون المشهود لهم بالخیر لا للقرون المشهود لهم بالکذب وعدم
الاعتماد فی قوله علیه السلام خیر القرون قرنی الذین بعثت فیهم ثم الذین یلونهم ثم الذین
یلونهم ثم یفشو الکذب فلا یعتمد اقوالهم وافعالهم ولا ریب ان الصحابة والتابعین و
الائمة المجتهدین کانوا یرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبیحا فهو عند الله قبیح ومثله
قوله علیه السلام لا یجتمع امتی علی الضلالة فان المراد بالامة فی هذا الحدیث اهل الاجماع
الذین هو لکل مجتهد لیس فیه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق یورث التهمة ویسقط العدالة
وصاحب البدعة یدعو الناس الی البدعة ولا یکون من الامة علی الاطلاق لان المراد بالامة
مطلقة اهل السنة والجماعة وهم الذین طریقهم طریق النبی صلی الله علیه وسلم واصحابه دون
اهل البدع والضلال کما قال النبی صلی الله علیه وسلم امتی من اتبع سنتی ویجوز ان یراد
بامتی جمیع الامة بناء علی ارادة الاضافة کاللام ان یکون للاستغراق فیکون المعنی لا یجتمع
جمیع امتی فی زمان من الازمنة علی الضلالة کما یجتمع الیهود والنصاری بعد نبیهم علی الضلالة
فیکون هذا الحدیث موافقا لقوله علیه السلام لا یزال طائفة من امتی قائمین بامر الله لا یضرهم
من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله انتهی اقول وبالله التوفیق ان البدعة لها معنیان
احدهما اللغوی عام وهو المحدث مطلقا سواء کان من العبادات او العادات والثانی شرعی خاص
وهو الزیادة فی الدین او النقصان منه بعد الصحابة بغیر اذن الشارع لا قولا ولا فعلا
لا صریحا ولا اشارة فانها فی الحدیث المذکور وان کانت عامة تشتمل بجمیع المحدثات لکن

ان من عمل عملا علیه امر الشرع فهو صحیح کاستنباط المسائل وتدوین النحو والکلام وغیره مما شهدت قواعد الشریعة الغراء الحسنة ومن عمل عملا لیس منه بان لم یشهد له نص ولا قیاس ولا غیرهما من الادلة المقررة فی الاصول المتفق علیها وهی الکتاب والسنة والاجماع والقیاس والاستدلال والاستصحاب عند بعض فهو ناقص مطرود وبالدلیل غیر معتد به والله اعلم

میگوید بندهٔ مسکین تغمده الله تعالی بالغفران که این حدیث شریف من احدث فی امرنا هذا الخ مبین حدیث کل بدعة ضلالة هست و به تنقیح این حدیث آن حدیث منقح خواهد شد پس باید شنید که معنی احداث نو پیدا کردن چیزی ست و آن صادق می آید بر هر چیزی که نه خود آن چیز در شرع ثابت باشد و نه نظیر این چه ثبوت نظیر آن چیز در حکم ثبوت نفس آن چیز ست بدلیل قوله تعالی ما کنت بدعا من الرسل چه پر ظاهر ست که خود آنجناب نبود و نه شریعت آنجناب بخصوصها بلکه نظیر آنجناب که در وصف رسالت و نظائر شریعت آنجناب از شرائع متقدمه در زمان سابق متحقق بود بناءً علیه از ذات آنجناب و شریعت بدعیت نفی کرده شد پس معلوم شد که در باب نفی بدعیت شیء وجود نظیر الشیء هم در زمان سابق کفایت میکند پس آنچه خودش یا نظیر او در قرون ثلثه مشهود لها بالخیر مروج گردیده و آن تعامل بلا نکیر در آن قرون جاری شده بود و بعد بسبب کسالت مردمان موقوف شده اظهارش ایجاد و اختراع و احداث نخواهد بود بلکه احیای سنت ست و باعث استحقاق اجر ست کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احیی سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من اجورهم الحدیث مانند نماز عیدین در عیدگاه و علی هذا القیاس امری که در زمان خلفای راشدین مروج شده مانند جمع کردن کلام الله و نوشتن وی در مصحف در زمان حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه و خواندن نماز تراویح با جماعت در اول شب در زمان حضرت فاروق اعظم رضی الله عنه و اذان اول بر روز جمعه در زمان حضرت ذو النورین رضی الله عنه و مانند آن از مخترعات و محدثات نخواهد بود بلکه آن هم سنت ست لقوله صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین بلکه هرچه در زمان دیگر صحابه مروج شده آن هم بدعت و محدثه نیست بلکه معروف ست و مامور به فی الدین ست لقوله تعالی کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف الایة بلکه هرچه در قرون ثلثه که خیریت آن قول مخبر صادق علیه السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث ناطق ست مروج

شده باشد آن هم از بدعات نیست پس بدعت آنست که بعد قرون ثلاثه محدث شده است و مراد از بودن
آن شئ یا نظیر در زمان آنجناب آنست که آنجناب بآن عمل کرده باشند یا امر فرموده باشند یا کسی دیگر در
آن زمان عمل کرده باشد بآن و آنجناب با وجود اطلاع بر آن انکار نفرموده باشند ازین هر سه قسم
بالاجماع سنت است و مراد از وجود آن چیز یا نظیر او در قرون ثلثه آنست که در قرنی فی الدین اختراع
بدعات نیست از قرون مذکوره بلا نکیر تعامل آن جاری شده باشد و بی رد و قدح رواج یافت
باشد نه آنکه کسی اورا بطریق ندرت بعمل آورده باشد مانند طلب کردن اعرابی دعای استغفار امر از زبان
مبارک جناب رسالت مآب صلی الله علیه وسلم در زمان عمر بن الخطاب رواه عبد البر فی الاستیعاب که آن
بلاشبهه بدعت است و نه آنکه کسی چیزی بعمل آورده باشد قوله فی امرنا یعنی کسیکه اختراع کند در کار ما و کار ما
است که کار پیغمبر صلی الله علیه وسلم بیان شرائع بود در عبادات و معاملات و تشریع در عبادات آنست
که طاعت و معاصی بیان فرمایند ای چیزی را که موجب رضامندی پروردگار یا باعث نزول سخط کردگار
باشد تعیین فرمایند پس امر اول از جنس طاعت میگردد و امر ثانی از جنس معاصی و فاعل فعل اول ممدوح
و مرتکب فعل ثانی مذموم و ملام و تشریع در معاملات پس آنهم فی الحقیقت راجع بعبادات است زیرا که
شارع هر معامله را بوجهی تعیین فرموده که اگر آنرا بآن وجه اقامت نماید مطابق رضای پروردگار گردد
صاحب آن بران ملام نگردد و اگر بغیر آن وجه اقامت نماید شرعا ملوم میشود پس ازین واضح شد
که اختراع امری که از جنس طاعات و معاصی شرعیه نمی دانند و صاحب آن را ممدوح شرعا نمی پندارند مثل
اقسام اطعمه لذیذه و انواع البسه فاخره و امثال آن از قبیل اختراع فی الدین و اختراع بدعات نیست زیرا چه
این اشیا از دینیات نیستند که بآن صادق آید که آن احداث چیزیست در دین اسلام هان اگر شخصی
این امورات را و دیگر عبادات را از جنس طاعات شرعیه شمارد و بجد التزام نماید که فاعل آنها را ممدوح
و تارک آنها را عاصی قرار دهد پس برین تقدیر این امور از جنس بدعات شمرده خواهند شد و آن شخص مبتدع
خواهد شد قوله ما لیس منه یعنی هرکه اختراع کند در دین اسلام چیزی را که نباشد از ان دین یعنی مخالف کتاب
و سنت باشد پس استنباط مسائل قیاسیه بقیاس صحیح از جنس احداث فی الدین و اختراع بدعات نیست
قوله فهو رد پس آن مردود و باطل است زیرا که دین کامل شد و جمیع مشروعات و ممنوعات ظاهر شده
امری ازان مخفی نمانده پس هرکه ناقص خواهد کرد در امر دین یا کم خواهد کرد یا چیزی دیگر دران مخلط خواهد کرد

پس نخواهد شد این زیادت و نقصان بلحاظ آنکه در امر دین قصوری دیده چیزی برای اکمالش زائد نمود
و یا در آن زیادت بے فائده تصور نموده آنرا کم کرد پس بالیقین آن زیادت و نقصان مردود
خواهد شد زیرا که دین عبارت ست از اتباع آثار آیات و اخبار و استنباط احکام از آن پس براهی
که سندش از کتاب و یا از سنت نخواهد بود لا ظاهرًا ولا خفیًا ولا ملفوظًا ولا مستنبطًا مردود ست بمصداق حدیث
رای مذکور پس مفهوم حدیث مسطور چنین منقح شد که هر که اختراع کند چیزی را که نه خود آن در شرع ثابت
باشد و نه نظیر آن و آنرا از جنس طاعات شرعیه یا معاصی شرعیه یا رسوم لازمه بجدیکه تارک آن مطعون
و ملام گردد شمارد پس آن امر مردود و باطل ست ای حرام ست یا مکروه بالجمله حضرت امام حجة الاسلام
امام ابو حامد غزالی در احیاء العلوم و دیگر کتب خود بعد از تقریر طویل ثابت کرده که هر بدعتیکه در عبادات
بدنیه محضه مثل صوم و صلوة وغیره بدعت سیئه ست و بدعت مباحه منحصر در عبادات مالیه است مثل
بنای مدارس و خانقاه اما در عبادات بدنیه محضه پس بدعت نمی باشد مگر بدعت سیئه و همین ست مراد
از حدیث رسول مقبول کل بدعة ضلالة یعنی هر امر محدث در امر دین یعنی در عبادات ضلالت و عصیان
است چه دین کامل شد و احکامات دینیه جمیعا و امورات شرعیه طرا بوجه اکمل و اتم بزبان مبارک حضرت
محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم مبین و مصرح شدند الآن چیزی از آن ناقص کردن یا زائد کردن گمراهی
و بے دینی ست و عقیده بد داشتن ست با صاحب بلاغ مبین علیه و علی آله اکمل الصلوة و اتم السلام
الی یوم الدین پس ملخص کلام این ست که بدعت احداث کردن در دین ست چیزیرا
که از دین نیست پس امریکه در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم و یا در قرون ثلثه که مشهود لها بالخیر ست
مروج بود اظهارش هرگز احداث و بدعت نیست و مراد از امورات دینیه آنست که بر کردن آنها ثواب
مترتب باشد یعنی از جنس عبادات باشد پس احداث امورات دنیویه که در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم
نبودند بدعت نیست هان اگر آنها را بجدی لازم گیرند که آنرا از عبادات شمارند و فاعل آنرا ممدوح و تارک
آنرا مذموم شمارند یقینًا از بدعات مذمومه خواهند بود مانند رسومات عادیه درین زمان که بحدی لازم
گرفته اند که تارک آنها را ملام پندارند لهذا از بدعات مذمومه و ممنوعات شرعیه شمرده میشوند و امریکه در
زمان رسول مقبول علیه السلام نبود از جنس عبادات ست بے شبهه ضلالت ست اگرچه بصورت عبادت
است چه اگر عبادت دینیه می بود رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بیان میفرمود و صحابه کرام بعمل می آوردند

و وقتیکه ایشان ترک کردند معلوم شد که آن غیر مشروع است وان کان علی صورة العبادة کالاذان فی
العیدین والجماعة فی النوافل سوی التراویح فی الکسوف والاستسقاء بلکه قاعدهٔ اصولیهٔ قانون شرعی
مقرر است که عبادت بسبب تخصیص مشروع خواه تخصیص بزمان باشد یا بمکان یا بوجه دیگر بدعی می شود
مثل صلوة الرغائب بالجماعة والصلوة فی لیلة النصف من شعبان وفی تخصیص الجمعة للعبادة الی
غیر ذلک من البدع المنکرة السیئة ابطلها اجلة العلماء و وقتیکه ظاهر شد که بدعت در عبادت مخصوص است
پس اموریکه وسائل عبادت اند یعنی بآنها تحصیل امری دیگر که عبادت است مقصود است ایجاد آنها بدعت نیست
مانند تدوین علوم کلام و اصول و نحو وغیره که از آن مقصود دانستن عقائد و فرائض و واجبات و معرفت کلام الله
و اعجازش و کلام رسول است آری اگر کسی آنها را عبادت مقصوده بالذات شمارد بحدیکه شخص را که معرفت
عقائد و کلام الله و کلام الرسول و معرفت فرائض و واجبات کما هی حقها بسلیقه و یا بذوق طبع یا بسماعت
از علما حاصل کرده ملام پندارد و از درجهٔ علما کم شمارد البته بنسبت او از قبیل بدعات خواهد گردید و آن
مبتدع خواهد شد و چه شارع امر بمعرفت فرائض و واجبات وغیره کرده و طریقهٔ خاص برای تحصیل آنها
تعیین نفرموده بعضی را معرفت آنها بطریق تعلم علوم حاصل شد و بعضی را بطریق دیگر و از هر دو طریق یکی است
و هر دو مستحسن است اگر بغیر التزام است و اگر بالتزام است پس آن طریقهٔ عبادت مقصوده از عادات
خارج شد لهذا بدعت و امر محدث در دین خواهد شد و علی هذا القیاس دیگر اموریکه برای تحصیل مقاصد شرعیه
بطریق وسائل در شان جمهور ناس متداول میگردد از جنس بدعات نمیتوان گفت مثلا اقامت جهاد
امور سیه است و شارع طریق آنرا تعیین نفرموده پس اگر درین زمان کسی در تحصیل وی بصنعت گوله اندازی
و بندوق اندازی سعی نماید و در اختراع انواع توپها و بندوقها و تپنچه ها و امثال آن کوشش نماید آنرا مبتدع
نتوان گفت تا وقتیکه نفس این امور را قطع نظر از وسیله بودن آنها از جنس طاعات شرعیه و ترک آن را از
جنس معاصی شرعیه نه پندارد و مثلا شخصی قوی هیکل و صاحب شجاعت که اقامت جهاد با حسن وجوه بشمشیر و
نیزه و تیر فقط بدون حاجت توپ وغیره نماید پس اگر او را از جنس مجاهدین فی سبیل الله شمرند و در ادای
مقامات کار مجاهدین و فضیلت جهاد قصور با او عائد نسازند و اگر او را بسبب فقدان صنعت مذکوره قاصر
از دیگر [illegible] مجاهدین دارند و از درجات عالیهٔ ایشان ساقط دانند پس برین تقدیر این امور مذکوره
المقصد از جنس بدعات [illegible] گردانند خواهد گشت و قس علیه امثله اخری پس لازم است بر هر کس که تقا

را موافق اہلسنت و جماعت و عبادات را بطرز ایشان ادا نماید و زیادت و نقصان از طرف خود نکند و الا
مبتدع ضال خواہد شد و بالیقین داند که ارحم الراحمین جل و علی حضرت رحمة للعالمین علیه الصلوة والسلام
را برای تزکیه نفوس مردمان ارسال کرده بود و ہر عبادت بلکه ہر عادت که داخل تزکیه بود با حسن وجوه بیان
فرمودند و صحابه کرام موافق فرمودهٔ خدا و رسول بجا آوردند و کمال دین در زمان ایشان حاصل شده چیزی
در کمالش باقی نماند الیوم اکملت لکم دینکم شاہد بر آن ست و عملیکه بی فرمودهٔ خدا و رسول بجا آورده شود
باطل ست و اطیعوا الله و اطیعوا الرسول دلیل قوی بر وی ست و ضابطه این ست ہر کس موجد ہر چیزی برا که
ایجاد می کند آنرا مصلحت می پندارد و بیقین می داند پس سبب و باعث ایجاد مصلحت مذکوره باید دید که اگر آن
سبب در زمان پیغمبر ﷺ حاصل نبود بلکه بعد زمان مذکور حادث شده پس درین ہنگام احداث آن امر نو
جائز ست للاحتیاج الیه بعده صلی الله علیه وسلم مانند تکلم دلائل برای رد ملاحده که بسبب داعی الی التکلم ظہور
فرق ضاله ست و ظہور آنہا در زمان پیغمبر نشده که احتیاج به تکلم دلائل می شد پس تکلم دلائل جائز ست و
علی ہذا القیاس تدوین نحو و معانی و اصول که بعد رسول علیه السلام دین در عجم رسیده و اہل عجم را بدون تعلیم
علم نحو و دیگر علوم دریافتن دین و احکام شرع ممکن نبود برای ایشان علوم مذکوره مدون شدند و علی
ہذا القیاس استخراج مسائل عن الدلائل بوقوع واقعهٔ جدیده محتاج به شد و قس علیه غیره من آلات الحرب و
امثالها الشئ احتیج الیها بعد الرسول لدفع الکفار و المبتدعین و اگر سبب آن امر نو در زمان پیغمبر بود و لکن بسبب
عارض که مانع بود رواجش دران زمان نشد و بعد پیغمبر صلی الله علیه وسلم آن مانع زائل شد احداث وی
ہم جائز ست مانند جمع کردن قرآن شریف که در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم باحتمال زیادت و نقصان
بانزال وحی جمع کرده نشد بعد وفات آنحضرت ﷺ آن مانع زائل شد احتیاج بجمع افتاد و اگر باعث آن
امر نو در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود با وجود عدم مانع آن امر نو در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بوقوع نیامد پس احداث وی بدعت سیئه است چه اگر آن امر نیک بود و دران مصلحت می بود آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بآن امر میکرد پس وقتیکه آن امر در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم با وجود عدم مانع مامور
و محدث نشد دانسته شد که دران مصلحت نیست بلکه آن امر سراسر قبیح و بد ست مثاله کالاذان فی
العیدین وغیره مما مر سابقا و لب کلام این ست که کل بدعة ضلالة بر معنی حقیقی خود ست و عام حقیقی
ہر امر محدث در دین ضلالت و گمراہی ست اگر از جنس عقائد ست کفر ست و اگر از عبادات ست

حرام ست ومکروه ست واگر از عادات ملتزمه بنی اسرائیل اتباع کرده ست کما هو الحق عند التحقیق و هو مذهب
المحققین کالامام الغزالی والامام ابی بکر الطرطوسی والامام ابی عبد الله بن الحاج وابن الجوهری ومحمد بن یعقوب
فیروزآبادی والشیخ رحمة الله علیهم اجمعین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله اجمعین اللهم اجعلنا
من اهل السنة والجماعة واجعلنا من المؤتمرین بقولک الکریم ان الله یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون واحفظنا من العقائد الفاسدة
والاعمال المبتدعة والاقوال المخترعة واحسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا
والآخرة یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین آمین یا رب العالمین یا خیر الحافظین حرره
محمد المدعو بالمعین غفرله **سوال** چه میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین صورت
که حدیث ما رآه المؤمنون حسنا فهو عند الله حسن وحدیث من سن فی الاسلام سنة حسنة فله
اجرها واجر من عمل بها تا آخر حدیث وفرموده حضرت عمر رضی الله عنه در حق تراویح نعمت البدعة هذه این
همه صحیح ست یا غلط وموضوع اگر صحیح ست در کدام کتب صحاح وغیره نشان آن بیان شود زید میگوید
که هر دو حدیث اول غلط وموضوع ست وصحیح کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار وفرمایند که درین حدیث
کل بدعة ضلالة در رجال وغیره کلامی کرده اند یا نه بینوا توجروا **جواب** همه حدیث مذکور صحیح ست و
در کتب صحاح موجود چنانچه نشان هر یک باسم کتاب می نویسم حدیث اول در موطا مرقوم ست قال محمد
بهذا کله نأخذ لا باس بالصلوة فی شهر رمضان ان یصلی الناس تطوعا بامام لان المسلمین قد
اجمعوا علی ذلک ورأوه حسنا وقد روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ما رآه المؤمنون
حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح انتهی ودر مسند امام احمد این حدیث
هم مسطور ست وحدیث دوم در صحیح مسلم مکتوب ست وحضرت امام نووی علیه الرحمة در شرح صحیح مسلم تحت این
حدیث افاده میفرمایند من سن سنة حسنة او سیئة ومن دعا الی هدی او ضلالة قوله صلی الله علیه
وسلم من سن سنة حسنة ومن سن سنة سیئة الحدیث وفی الحدیث الآخر من دعا الی هدی
ومن دعا الی ضلالة هذان الحدیثان صریحان فی الحث علی استحباب سن الامور الحسنة وتحریم سن الامور السیئة
وان من سن سنة حسنة کان له مثل اجر کل من یعمل بها الی یوم القیمة ومن سن سنة سیئة کان
علیه مثل وزر کل من یعمل بها الی یوم القیمة وان من دعا الی هدی کان له مثل اجور

من تبعه او الی ضلالة کان علیه مثل آثام تابعیه سواء کان ذلک الهدی والضلالة هو الذی
ابتداه او کان مسبوقا الیه وسواء کان ذلک تعلیم علم او عبادة او ادب او غیر ذلک قوله صلی الله
علیه وسلم فعمل بها بعده معناه ان سنها سواء کان العمل فی حیوته او بعد موته
والله اعلم انتهی و حدیث سوم در باب الخ صحیح بخاری مذکور است و صاحب مرقاة تحت این حدیث
گفته ای هذه البدعة [illegible] البدعة ما احدث علی غیر مثال سابق ویطلق فی
الشرع علی ما یقابل السنة ای ما لم یکن فی عهده صلی الله علیه وسلم ثم تنقسم الی الاحکام الخمسة
انتهی وهی البدعة الواجبة علی الکفایة کالاشتغال بالعلوم العربیة من النحو والصرف والمعانی
والبیان و من المحرمة کمذاهب اهل البدع و من المندوبة کاحداث المدارس و من المکروهة
کزخرفة المساجد و من المباحة کالتوسع فی لذائذ المآکل والمشارب والملابس وتوسیع الاکمام انتهی
وحدیث چهارم در سنن ابی داود و جامع ترمذی و ابن ماجه مسطور است و صاحب جامع الاصول که جامع صحاح سته
است در تحت این حدیث افاده فرموده [illegible] فی کتاب والسنة والاجماع
الابتداع اذا کان من الله وحده فهو اخراج الشیء من العدم الی الوجود وهو تکوین الاشیاء بعد
ان لم تکن ولیس ذلک الا الی الله تعالی فاما الابتداع من المخلوقین فان کان فی خلاف ما امر
الله به ورسوله فهو فی حیز الذم والانکار وان کان واقعا تحت عموم ما ندب الله الیه وحض علیه
او رسوله فهو فی حیز المدح وان لم یکن مثاله موجودا کنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف
فهذا فعل من الافعال المحمودة لم یکن الفاعل قد سبق الیه ولا یجوز ان یکون ذلک فی خلاف
ما ورد الشرع به لان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد جعل له فی ذلک ثوابا فقال من سن سنة
حسنة کان له اجرها واجر من عمل بها وقال فی ضده من سن سنة سیئة کان علیه وزرها
ووزر من عمل بها وذلک اذا کان فی خلاف ما امر الله به ورسوله ویعضد ذلک قول عمر بن الخطاب
رضی الله عنه فی صلوة التراویح نعمت البدعة هذه لما کانت من افعال الخیر وداخلة فی حیز المدح
سماها بدعة ومدحها وهی وان کان النبی صلی الله علیه وسلم قد صلاها الا انه قد ترکها
ولم یحافظ علیها ولا جمع الناس علیها فمحافظة عمر علیها وجمع الناس لها وندبهم الیها [illegible]
بدعة [illegible] خادم اولیاء [illegible] علی محمد غفر له [illegible] شوال روز سه شنبه سنه ۱۲[illegible]

۱۸۹ **سوال** ۳۲۵ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ کسی مرد مسلمان کو کسی ایک امر کا جو محض لغو و باطل ہو بسند صحیح کتب فقہ و احادیث نبوی کے یقین کرنا و محض اپنی سینہ زوری و جہالت کو راہ دینا شرعاً جائز ہی یا نہین دوم ایسے اشخاص قابل ملامت ہین یا نہین سوم آنکہ ہندہ نے بوقت اپنی وفات کے زید کو اس امر کی وصیت کی کہ میری وفات کے بعد جنازہ کی نماز تم پڑھانا اور زید سید بھی ہی اور قابلیت امامت کرنیکی رکھتا ہی وہان موجود بھی ہی اب اس صورت مین بدون اجازت موصی لہ یعنے زید مذکور کے اگر کسی دوسرے نے امامت کی اور نماز جنازہ پڑھائی تو نماز جنازہ جائز ہی یا نہین وصیت وصی یعنے ہندہ مذکور کو صواب کامل پہونچا یا نہین چہارم آنکہ زید نے باسم اللہ خواہ بسم اللہ پڑھکر مٹی کی گولی ایک جانور پرندہ خواہ جانور چارپایہ کے ماری کہ جانور فوراً چھت سے گر کر بعد دو منٹ کے مر گیا یا خواہ زمین مین بیٹھا تھا اب اس صورت مین اس مضروبہ جانور کا گوشت کھانا شرعاً جائز ہی یا نہین پنجم آنکہ نفع لینا مردہ جانور کی ہڈی و چمڑے و دم و شاخ سے خواہ وہ جانور مردہ حرام ہو یا حلال جائز ہے یا نہین بحوالہ کتب معتبر فقہ و حدیث حنفیہ کے جواب باصواب سے سرفراز فرماوین بینوا بالکتاب توجروا

بالصواب بالعصمۃ (۱) جو امر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ مین نہو اور نہ کسی اصل مین اصول شرعیہ سے داخل ہو وہ بدعت ضلالت اسکا اہتمام کرنا ناجائز اور اہتمام کرنیوالا فاسق ہی (۲) امورات شرعیہ مین تحقیق کی قوت رکھکر تحقیق نہ کرنا قابل ملامت ہی (۳) زید اگر ولی ہی اور تقدم فی الاستحقاق الامامۃ ہے تو امامت اسکو کرنا چاہیے یا اجازت دینا چاہیے ورنہ اولی بالامامت امام ہوگا کیونکہ وصیت فی الامامۃ باطل ہی لما فی الدر المختار والفتوی علی بطلان الوصیۃ بغسلہ والصلوۃ علیہا انتہے (۴) جن جانورون یا پرندون کا ذبح کرنا ممکن ہو تو انمین ذبح ضروری ہی اور مجرد گولی لگنا کافی نہین سے فی الدر المختار ولا یحل ذبیحۃ صید مستانس لان ذکاۃ الاضطرار انما یصار الیہا عند العجز عن ذکاۃ الاختیار اور اگر غیر ممکن و مشکل ہی کافی ہی دیکھے جوہرہ نیرہ توحش او تعذر ذبحہ کافی تنویر الابصار اور بے تسمیہ حرام ہی (۵) نفع لینا مردے جانور کی ہڈی سے اور چمڑہ مدبوغ و شاخ سے خواہ وہ حلال ہو یا حرام جائز ہی مگر خنزیر اور آدمی انکے کسی چیز سے انتفاع جائز نہین ہی لما فی کتب الفقہ واللہ اعلم

حررہ محمد عبد الباقی [مہر: محمد عبد الباقی]

۱۹۰ **سوال** ۳۲۶ جو بات خلاف شرع ہی اسکو شریعت مین بلا تحقیق کسی علما و فضلا کے داخل کرنیوالا گنہگار ہوگا یا نہین اور اہل اسلام پر دینی

خواہ دنیوی معاملات مین اتہام لگانے والا اور جھوٹا فتوی لگاکر پیش کرنیوالا اور جسکو لیاقت فتوی لکھنے کی نہو یعنے نہ شریعت کے قواعد سے واقف ہو اور نہ عالم و فاضل ہو اپنی عقل و قیاس سے لکھ دیوے ایسے لوگ گنہگار ہونگے یا نہین اور ایسے شخصون کی بابت شریعت کیا حکم دیتی ہے **ہو المصوب** جو شخص دین مین نئی بات جسکی اصل نہین ہو داخل کرے وہ سخت گنہگار ہو جو کوئی بات نہ معلوم ہو اُس کو علما سے دریافت کرلے اور بغیر علم کے فتوی دینے والا سخت برا ہو اُسکے لیے وعید و ترنج کی ہو اور اپنے قیاس کو اور عقل کو دخل دینے والا بھی ایسا ہی ہو واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ محمد قیام الدین عبد الباری ۱۲۸۹ **سوال ۱۳۴** در احکام شرعیہ لفظ اقوی و احوط علامت فتوی ست یا علامت فعل مستحب ہر کدام کہ باشد در شال آن عبارت کتاب را نقل فرمایند و الفاظیکہ بر مفتے بہ دلالت کند از کتاب برآوردہ دہند **جواب** لفظ احوط از علامات افتاء ست کما فی الدر المختار حیث قال وفی اول المضمرات اما العلامات للافتاء فقولہ وعلیہ الفتوی وبہ یفتی وبہ ناخذ وعلیہ الاعتماد وعلیہ العمل الیوم وعلیہ عمل الامۃ وھو الصحیح او الاصح او الاظہر او الاشبہ او الاوجہ او المختار ونحوھا مما ذکر فی حاشیۃ البزدوی انتہی قال شیخنا الرملی فی فتاواہ وبعض الالفاظ آکد من بعض فلفظ الفتوی آکد من لفظ الصحیح والاصح والاشبہ وغیرھا ولفظ یفتی آکد من علیہ الفتوی والاصح آکد من الصحیح والاحوط آکد من الاحتیاط انتہی وہمچنین لفظ اقوی کما یفہم من الکتاب المذکور حیث قال ناقلا عن رسالۃ آداب المفتی واذا ذیلت بالصحیح او المأخوذ بہ او بہ یفتی او علیہ الفتوی لم یفت بمخالفتہ الا اذا کان فی الہدایۃ مثلا ھو الصحیح وھو الکافی بمخالفتہ ھو الصحیح فیخیر فیختار الاقوی عندہ الالیق والاصلح انتہی واللہ اعلم حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ ۱۲۹۰ **سوال ۱۳۵** جبکہ کسی شہر مین اکثر لوگ بدعات اور محرمات مین گرفتار ہون اور اُنکو اُس سے بچنا چندان دشوار ہو تو بسبب عموم بلوا کے اُسی حرمت اور بدعت کو مفتی بجواز بدل سکتا ہو یا نہین اور خدا کے نزدیک بھی اُس بدعت اور حرمت کا عذر اُٹھ جاتا ہو یا نہین اور مفتی ماخوذ ہوتا ہو یا نہین **جواب** مفتی بسبب عموم بلوا کے منہیات قطعیہ اور بدعات سیئہ کو بدون ضرورت شرعیہ کے ساتھ جواز کے بدل نہین دیسکتا اور نہ عذر بدعت اور حرمت کا عند اللہ اُٹھ جاتا ہو واسطے کہ بموجب الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے جو دین حق قرن اول یعنی قرون ثلثہ

مین قرار پایا سو وہی حد دین اسلام کی ٹہر چکی اور بعد قرون ثلثہ کے قدیم اور تحلیل کسی امر دین اور منا ہی اسلام کی گویا تنسیخ حدود مقررۂ قرون ثلثہ کی ساتھ بدعات مخترعہ کے ہی اور جو سب بدعات کہ تحت من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد آپ مردود ہین کیونکہ ناسخ دین مقبول کے ہونگے اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جو لوگ کہ ارتکاب منہیات اور بدعات سیئہ مین گرفتار رہین بیشک وہی لوگ جملۂ ظالمین مین سے ہین اور جو مفتی آمر بالمعروف اور ناہی منکر نہوا بلکہ بسبب نمو ہم بلوا اُن ظالمون کے بدون ضرورت شرعیہ کے منہیات ساتھ جواز کے بدل دیگا بیشک دلمین ان ظالمین مرتکبین منہیات کیطرف جھک جائیگا کیونکہ انکی اعمال نامرضیہ پر راضی ہوا ہوگا جیسا کہ تفسیر جلالین مین تحت مین اس آیہ کے لکھا ہی ولا ترکنوا تمیلوا الی الذین ظلموا بمواد ۃ او مداھنۃ او رضی باعمالکم فتمسکم لقیکم النار یعنے مت جھکو انکی طرف جو ظالم ہین پھر تمکو لگیگی آگ پس جسوقت محبت اُن ظالمون سے اور راضی ہونا اُنکے اعمال پر حرام قطعی ہی اور منہیات سے ہوا تو فتوی تجویز اُنکے اعمال منہیہ اور بدعات سے کیا پوچھنا کیونکہ ایسا مفتی ایسے فتوے دینے سے مرتکب دو گناہ کبیرہ کا ہوتا ہی ایک ترک امر معروف اور نہی منکر کا کہ یہ دونون بموجب وامر بالمعروف وانہی عن المنکر فرض ہین اور دوسرا استحلال حرام کا بدون حکم شرعی کے کہ جسکا انجام ارتداد کیطرف ہوتا ہی نعوذ باللہ منہا سوم مفتی کو چاہیئے کہ بموجب قول باری تعالے کے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ اول گرفتاران معصیات کو اعمال سیئہ سے باز رکھے ورنہ خود اُنسے بیزار رہے واللہ اعلم حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ

سوال اگر شارع نے کسی علت سے کوئی حکم بیان کیا بعد مدت کے وہ علت جاتی رہی تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ حکم باقی نرہے چنانچہ ابن عباس نے طواف مین رمل کے سنت ہونیکا انکار کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو باوجودیکہ زوال علت کا یقین تھا پھر فرمایا کہ جو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین کرتے تھے اُسے نچھوڑین گے تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ زوال علت سے زوال حکم ہوتا ہی اگر ہوتا ہی تو یہ قاعدہ کلیہ ہی یا اسکا کوئی خاص موقع ہی **ھو المصوب** احکام شرعیہ کے مناشی بواعث تشریع ہین اکثر وقوع سے احکام کا ارتفاع نہین ہوتا ہی اور اکثر مناشی غلطی کے ساتھ مشتبہ ہو جاتے ہین اسی سبب سے بعض احکام منصوصہ کے تعارض بقا میں اشتباہ ہوتا ہی نظائر اسکے بہت ہین منجملہ اُسکے حکم رمل ہی

کہ منشا اُسکی شریعت کا مشرکین کا دفع خیال تھا مگر بعد اس منشا کے ارتفاع کے بھی یہ حکم باقی رہا اسیوجہ سے حجۃ الوداع مین رمل کیا گیا باوجودیکہ وہ منشا باقی نرہا اور منجملہ اُسکے حکم غسل روز جمعہ ہی کہ بعد ارتفاع اُسکے منشا ای شریعت کے جو کہ سنن ابی داؤد وغیرہا مین مروی ہی باقی رہا اور علل احکام کے ارتفاع سے ارتفاع حکم بالضرور ہوگا مگر بدو شرط ایک یہ کہ شرعاً یہ امر ثابت ہو کہ اس حکم کی یہ علت ہی دوسرے یہ کہ یہ بھی معلوم ہو کہ اس حکم کی اسکے سوا اور کوئی علت نہین ہی ورنہ ممکن ہی کہ ایک معلول العلل شتے ہو لیکن ایک علت کے عدم سے عدم حکم نہ لازم آویگا اور اگر علت کی علیت قطعی نہو بلکہ اجتہادی ظنی ہو اُسکے ارتفاع سے ارتفاع حکم بھی ظنی ہوگا هو الاصل والله اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۹۲ سوال ۱۲۱ از عبارات نور الانوار معلوم میشود کہ توریت و انجیل منسوخ نیستند و مولانا سعدی میفرمایند کہ از آیات وعزا بہا آورده گردد کہ توریت و انجیل منسوخ کرده شد پس بزال التنافی بینہما بینوا توجروا هو المصوب نسخ توراۃ و انجیل در جمیع احکام نیست چہ بعض احکام این ملت موافق ملت بنی اسرائیل بوده اند البتہ بسیاری از احکام و میثاق بنی اسرائیل درین شریعت منسوخ شده قال الله تعالی فی صفة نبینا صلی الله علیہ وسلم یامرھم بالمعروف وینہاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیہم الخبائث ویضع عنہم اصرھم والاغلال التی کانت علیہم والله اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۹۳ سوال ۱۲۲ نقل خط مشتمل استفتا مولوی حیات الحسن صاحب مرہانی از حیدرآباد دکن وعلیکم السلام یہ جو آپ نے دریافت فرمایا ہی کہ کوئی حدیث تعداد آیت مین وارد ہوئی ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ دیلمی نے مسند فردوس مین فیض بن وثیق کے طریقہ سے بروایت ابن عباس رضی الله عنہما روایت کی ہی درج الجنۃ علی قدر آی القران بکل آیۃ درجۃ فتلک ستۃ آلاف آیۃ ومائتا آیۃ وست عشرۃ آیۃ بین کل درجتین مقدار ما بین السماء والارض مگر فیض کے بارہ مین یحیی بن معین کہتے ہین کذاب خبیث تو یہ حدیث قابل احتجاج نہین رہی اور بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار دوسو سولہ ۶۲۱۶ آیتین قرآن کی ہین حضرت ابن عباس سے عثمان بن عطا کے طریق سے جو مروی ہی ایسی سند سے جسکے رجال مین کلام نہین ہی قال جمیع آی القران ستۃ آلاف آیۃ وستمائۃ وست عشر آیۃ معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار چھسو سولہ ۶۶۱۶ آیتین ہین اتقان مین دانی سے مروی ہی کہ تمام لوگون کا اس بات پر اتفاق ہی کہ قرآن کی آیتین چھ ہزار ضرور ہین اگرچہ ہزار سے

زیادہ ہین یا نہین تو بعض کہتے ہین کہ زیادہ نہین ہین اور بعض کہتے ہین زیادہ ہین پھر زیادہ ہونے مین اختلاف ہے کہ کسقدر زیادہ ہین بعض کہتے ہین چھ ہزار دو سو چار ہین بعضے کہتے ہین چودہ ۱۴ بعضے انیس ۱۹ بعضے پچیس ۲۵ بعضے چھتیس ۳۶ کہتے ہین ابوعبداللہ موصلی شرح قصیدۂ ذات الرشد مین لکھتے ہین تعداد آیت مین قرآن کے اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل شام اور اہل بصرہ اور اہل کوفہ نے اختلاف کیا ہے اہل مدینہ کے نزدیک پھر تعداد مین دو قول ہین ایک تو وہ جو ابی جعفر یزید بن القعقاع اور شیبۃ السفاع نے کہا اور دوسرے وہ جو اسمٰعیل بن جعفر ابی کثیر انصاری نے کہا ہے اور اہل مکہ تعداد آیت کی عبداللہ ابن کثیر سے بروایت ابن مجاہد عن ابی بن کعب روایت کرتے ہین اور اہل شام کی روایت ہارون بن موسیٰ الاخفش وغیرہ سے ہے بروایت عبداللہ بن ذکوان واحد بن یزید الحلوانی وغیرہ عن ہشام بن عمارۃ دابن ذکوان وہشام عن ایوب بن تمیم القاری عمرو بن حارث کہتے ہین کہ تعداد قرآن کی جس طرح ہم کہتے ہین عدد اہل شام کے ہین ہمارے استادون نے انکو بعض صحابہ سے سنا ہے اور روایت کیا ہے اسی کو عبداللہ ابن عامر الیحصبی وغیرہ نے ہم سے بروایت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ اور ہمارے زمانہ مین بھی جو ہندوستان مین تعداد آیتون کی قرآن مین چھاپی جاتی ہین بروایت اخفش کے ہے اور مدار اہل بصرہ کا تعداد آیت قرآن مین عاصم بن العجاج الجحدری پر ہے اور اہل کوفہ حمزہ بن حبیب الزیات وابی الحسن الکسائی اور خلف بن ہشام کی روایت کے موافق لکھتے ہین اور حمزہ کہتے ہین کہ اس تعداد کو ابن ابی لیلیٰ نے بروایت ابی عبدالرحمن السلمی عن علی بن ابی طالب ہم سے روایت کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قول تعداد آیت مین بسند صحیح آنحضرت سے ثابت نہین ہوا نہ کسی خاص تعداد پر آیتون کے اجماع ہوا بلکہ موافق اپنی اپنی روایتون کے ہر ایک امام قرأت نے ایک تعداد آیتون کی اپنے شاگردون کو بتا دی اور اسی کے موافق انکے شاگردون نے پڑھنا شروع کیا کیونکہ بعض علما کہتے ہین کہ یہ صحیح قول ہے کہ آیتون کا علم بھی توقیفی ہے یعنے محض روایت پر موقوف ہے عقل کو اسمین دخل نہین اسی قول کے موافق زمخشری کہتے ہین کہ الآیات توقیفی لا مجال للقیاس فیہ آیات توقیفی ہین اسکے جاننے مین قیاس کو گنجائش نہین ہے اور بعضے کہتے ہین ہر کلام تام پر آیت ہو سکتی ہے اور اختلاف کا سبب آیتون مین اسوجہ سے ہوا کہ آنحضرت نے آیتون تک توقف فرمایا اس بات کے بتانے کو یہ آیتین مثل [illegible] کے توقیفی ہین پھر قصہ تمام [illegible] کی وجہ سے آپ نے ملا دیا یعنی بات ہو جانے کے لیے کچھ تو خیال آیا [illegible]

توقف سے معلوم ہو چکا سننے والے نے خیال کیا کہ اس کے درمیان کوئی آیت نہیں ہے بے فصل کی ہے اور کوئی نقص مدعا کو پہونچ گیا اس نے وہان سے ہر آیت کبھی کہین اسکا عکس ہو گیا تو اب معلوم ہو گیا کہ قرآن متداول مین تعداد اخفش کی روایت سے ہے اور مولانا روم نے کسی دوسری روایت کے موافق لکھا ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۱۳۱۲

سوال ۱۶۰۱ شخصے گوید یا اعتقاد دارد کہ معنی واقعی این آیہ کریمہ این ست کہ من میگویم اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے زجر والزام مخاطبیکہ اعتراض میکرد چنین تفسیر فرمودہ یعنی خلاف واقع بیان نمودہ پس تفسیر رسول قابل قبول نباشد نہایت ما مخصوص بمعترض گردد (تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم را ائمہ حدیث روایت کردہ و تحسینش کردہ و جمہور مفسرین نامش داشتہ قبول نمودہ) پس این چنین گفتن یا اعتقاد داشتن شرعا جائز باشد یا نہ و در این صورت تغلیط و تخطیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تکذیب رسول و دروغ نسبتن بر رسول خدای عز و جل لازم آید یا نہ و فی الحقیقت کسی را خواہ نبی باشد یا نہ برای دفع الزام معاند یا برای زجرش قرآن را بخلاف واقع تفسیر نمودن جائز ست یا نہ و بر تقدیر عدم جواز ہر کہ اعتقاد جوازش دارد یا تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم را خلاف واقع دانستہ بتغلیط و تخطیہ اش پیش آید شرعا حکمش چیست مومن کامل ست یا مبتدع یا فاسق یا کافر و زندیق بینوا المدعی بالدلیل لکم الاجر الجزیل ہو المصوب کسی را خواہ نبی باشد یا غیر نبی جائز نیست کہ برای دفع الزام معاند و زجر تفسیر قرآن بر خلاف واقع سازد و اعتقاد ہیچو امور در حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الحاد و زندقہ ست بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم بود کہ معانی قرآنیہ حسب مراد پروردگار بیان فرمایند و بغرض دیگر بیان واقعی را مخفی نسازند و غیر واقعی را تفسیر نگردانند قال اللہ تعالی فی کتابہ مخاطبا لہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس وقال تعالی انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ ۔ و در اتقان فی علوم القرآن مینویسد قال ابن تیمیۃ فی کتاب الفہ فی ہذا النوع یجب ان یعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین لاصحابہ معانی القرآن کما بین الفاظہ فقولہ تعالی لتبین للناس ما نزل الیہم یتناول ہذا وہذا انتہی و ہم در ان از کتاب مذکور منقول ست ان الصحابۃ والتابعین اذا کان لہم فی الآیۃ تفسیر جاء قوم فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذہب اعتقدوہ و ذلک المذہب لیس من مذہب الصحابۃ

والتابعين صار مشاركا للمعتزلة وغيرهم من اهل البدع في مثل هذا . في الجملة من عدل عن مذهب الصحابة والتابعين وتميل الى ما يخالف ذلك كان مخطئا في ذلك بل مبتدعا لانهم كانوا اعلم بتفسيره ومعانيه كما انهم اعلم بالحق الذي بعث الله به رسوله انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۔ سوال ۔ درین اطراف رواج ست که بعضے بیان را ابتدا ء درس پارہ چند از کلام مجید نزدیک استاد میخوانند پس ازان بتعلیم علوم مشغول می شوند چون حصول علم دست دہد بقیہ کلام اللہ بے استماع از استاد بلی سند واجازت آن تلاوت میکنند پس این چنین تلاوت مشروع است یا نہ بینوا توجروا ۔ ھو المصوب مشروع ست جلال الدین سیوطی در اتقان فی علوم القرآن می نویسد ادعی ابن خیر الاجماع علی انه لیس لاحد ان ینقل حدیثا عن النبی صلی الله علیه وسلم ما لم یکن له به روایة ولو بالاجازة فهل یکون حکم القرآن کذلک فلیس لاحد ان ینقل آیة او یقرأها ما لم یقرأها علی شیخ لم ار فی ذلک نقلا ولذلک وجه من حیث ان الاحتیاط فی اداء الفاظ القرآن اشد منه فی الفاظ الحدیث ولعدم اشتراطه وجه من حیث ان اشتراط ذلک فی الحدیث انما هو لخوف ان یدخل فی الحدیث ما لیس منه او یتقول علی النبی صلی الله علیه وسلم ما لم یقله والقرآن محفوظ متلقی متداول میسر وهذا هو الظاهر انتهی ثم ان الاجازة من الشیخ غیر شرط فی جواز التصدی للاقراء والافادة فمن علم من نفسه الاهلیة جاز له ذلک وان لم یجزه احد وعلی ذلک السلف الاولون والصدر الصالح وکذلک فی کل علم وفی الاقراء والافتاء انتهی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۔ سوال ۔ الحمد لله رب العلمین الرحمن الرحیم چونکہ آیت بالا کی نسبت دلیل درپیش ہے وہ یہ ہے کہ لفظ الرحمن بتشدید جو کہ رے مشدد ہے اسمیں کون حروف وقت پڑھنے کے ملانا چاہیے یعنی وہ نون جس پر نشان ہے وہ ملنا چاہیے یا کہ وہ الف جو کہ قبل رے مشدد مذکورہ بالا و لام ساکن کے با حرکت ہے کہ جس پر نشان ہے وہ بتایا جائے ۔ ھو المصوب نون کو رے سے ملانا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفا اللہ عنہ ۔ سوال ۔ الجیس بے سند قرات قرآن پر قادر ہے یا نہ ۔ ھو المصوب کتاب لقط المرجان فی احکام الجان میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں سئل ابن عبد السلام عن الجن یقول ان الشیطان یقدر

موید حدیث داخل نخواہند شد شیخ الاسلام بدر الدین اہدل در رسالہ مرضیہ فی نصرۃ مذہب الاشعریۃ می نویسند
اعلم ان المجدد انما هو بغلبة الظن ممن عاصره بقرائن احواله والانتفاع بعلمه ولا يكون المجدد
الا عالما بالعلوم الدينية الظاهرة والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة ثم قد يكون
واحدا في العالم كله كعمر بن عبد العزيز في المائة الاولى لانفراده بالخلافة وكالامام
الشافعي على راس المائتين لاجماع المحققين على انه لم يظهر في زمانه وقد يكون اثنين وجماعة اذا لم يحصل الاجماع
على واحد بعينه ثم قد يكون في اثناء المائة من هو افضل من المجدد وانما كان التجديد على راس المائة لانخرام
علماء الامة غالبا واندراس السنن واظهار البدع فيحتاج الى تجديد الدين فياتي الله بالخلف عن السلف انتهى
وجلال الدين سیوطی در مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد می گوید قال ابن الاثیر اختلف العلماء في تاويل
هذا الحديث كل واحد في زمانه واشاروا الى القائم الذي يجدد للناس دينهم على راس كل مائة
سنة وكان كل قائم قد مال الى مذهبه وذهب بعض العلماء الى ان الاولى ان يحمل الحديث على
العموم فان قوله صلى الله عليه وآله وسلم من يجدد لها دينها لا يلزم منه ان يكون المبعوث على راس المائة
واحدا بل قد يكون واحدا وقد يكون اكثر فان انتفاع الامة بالفقهاء وان كان نفعا عاما في
امور الدين فان انتفاعهم بغيرهم ايضا كثير مثل اولي الامر واهل الحديث والقراء
والوعاظ واصحاب الطبقات في الزهد ينفعون بفن لا ينفع به الآخر اذ الاصل في حفظ
الدين حفظ قانون السياسة واشاعة العدل الذي به تنضبط الروايات والزهاد ينفعون
بالمواعظ والحث على لزوم التقوى والزهد في الدنيا فالاحسن والاجدر ان يكون ذلك
اشارة الى حصول جماعة من الاكابر المشهورين على راس كل مائة سنة يجددون للناس دينهم ويحفظونه عليهم في
اقطار الارض ولكن الذي ينبغي ان يكون المبعوث على راس المائة رجلا مشهورا معروفا مشارا اليه في كل فن من هذه الفنون وقد كان
قبل كل مائة ايضا من يقوم بامر الدين وانما المراد بالذكر من انقضت المائة وهو حي عالم مشهور مشار اليه انتهى
ازین عبارات واضح شد کہ سید احمد بریلوی کہ ولادت شان در سنہ ۱۲۰۱ ہجری بود و مریدشان مولانا اسمعیل دہلوی
و غیرہ مصداق حدیث داخل نیستند چہ مجدد را ضرور است کہ آخر یک صدی و اول صدی دیگر باین صفت یابند
تعیش [illegible] شد و اشتہار تام این حضرات را این دو تا ثانی صدی سیزدہم حاصل گشتہ بعد چندی گذشت
[illegible] اکثر تعیین مجدد این [illegible] کردہ اند [illegible] وصف داشتہ اند تفصیل این مباحث در رسالہ حافظ ابن حجر عسقلانی

مسمی بہ الفوائد الجمۃ فی من یبعثہ اللہ لہذہ الامۃ و رسالہ جلال الدین سیوطی مسمی بہ تنبئۃ من یبعثہ اللہ علی راس المائۃ وغیرہ باید دید و از معائنہ این رسائل واضح ست کہ در صدی اول مجدد مائۃ اولی بالاتفاق عمر بن عبد العزیز بودند و مجدد صدی دوم امام شافعی اتفاقا و از مجددین صدی سوم قاضی ابو العباس بن شریح شافعی و ابو الحسن اشعری و محمد بن جریر طبری و از مجددین صدی چہارم ابو بکر بن الباقلانی و ابو الطیب صعلوکی وغیرہ و از مجددین صدی پنجم امام غزالی و از مجددین صدی ششم امام فخر الدین رازی و از مجددین صدی ہفتم تقی الدین بن دقیق العید و از مجددین صدی ہشتم زین الدین عراقی و شمس الدین جزری و سراج الدین بلقینی و از مجددین صدی نہم جلال الدین عبد الرحمن سیوطی و شمس الدین سخاوی و از معائنہ خلاصۃ الاثر فی اعیان قرن الحادی العشر وغیرہ واضح ست کہ از مجددین الف شہاب الدین رملی و ملا علی قاری وغیرہ بودند و بس واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی ۱۲

سوال ۱۲ جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بعد میرے میری امت کے تہتر فرقے ہو جاوینگے ایک ناجی اور سب ناری ہونگے آیا ناری سے مراد کفار ہیں یا مسلمان فاسقان کہ بسبب عصیان کے دوزخی ہو جاوینگے بعضے صاحب فرماتے ہیں کہ رافضی کہ شیخین کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں کافر ہو گئے بعضے کہتے ہیں کہ سب اہل ہوا کافر ہیں ایک فرقہ مسلمان ہی جسکو اہل سنت و جماعت کہتے ہیں اور بعضے صاحب فرماتے ہیں کہ رافضی کی توبہ قبول نہیں بلکہ اسکو قتل کرنا واجب ہی جو شرح شریف میں لکھا ہوا رقام فرمائیں بینوا توجروا **جواب** کتابوں عقائد اور فقہ میں اسطرح لکھا ہی کہ بہتر فرقے جو اہل ہوا ہیں ایک بھی کافر نہیں ہی چنانچہ عبارت اُن کتابوں کی جو یہاں موجود ہیں بعینہ مفصلہ ذیل میں لکھی جاتی ہیں اور عبارت فتاوے کی سب الشیخین کفر ہی اسکا بھی جواب لکھا جاتا ہی بغور ملاحظہ فرماویں بلکہ اعتقاد کفر کا اہل ہوا جو بدعتی ہیں اُنکی طرف رکھنا بھی کفر ہی اول تو یہ ہی کہ تمہید ابو الشکور سلمی میں لکھا ہی کہ جو حدیث شریف تفرقہ امت میں وارد ہوئی ہی اُسمیں اختلاف ہی چنانچہ ایک روایت میں لکھا ہی ستفرق امتی من بعدی ثلثۃ وسبعون فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ اور روایت دوسری میں کلہم فی الجنۃ الا واحدۃ قیل ما تلک الواحدۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم الزنادقۃ بغور ملاحظہ فرماویں کہ کفر دونوں حدیثوں سے ثابت نہیں ہوا بلکہ دوسری حدیث سے جنتی ہونا ثابت کیا ہی کفار کے واسطے کہیں بھی لفظ آیا ہو ویا کسی عالم نے اُنپر حکم جزیہ یا استرقاق بسبب کفر کے لکھا ہو اور دوسرے ایک مقام پر لکھا ہے

اعلم ان الدین هم الجماعة والجماعة هم اهل السواد الاعظم والسواد الاعظم هم الذین بین الجبر والقدر وبین التشبیه والتعطیل وبین النصب والرفض وسئل ابو حنیفة رح عن السنة والجماعة فقال لا تفضیل [illegible] ولا تشبیه ولا تعطیل وروی عن ابی حنیفة رح انه قال شهادة اهل الاهواء مقبولة فاذا قبل شهادتهم دل انهم اهل الاسلام وروی عن محمد بن الحسن رح انه قال الصلوة خلف المبتدع جائز الا انه یکره ولانه اعتقد البدعة على زعمه انه حق وهو [illegible] الثانی [illegible] فی ذلک واستدل [illegible]

اور جاننا چاہیے کہ بہتر فرقے جو کتابوں میں ہیں انکا احوال مرقوم ہے اسمیں بھی کئی فرقے مثل شاخوں کے ظاہر ہوئے ہیں چنانچہ فرقہ ناجیہ چار قسم ہو کر پھر [illegible] اسی قسم ہو گئے چنانچہ تفصیل انکی [illegible] موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی ہر فرقہ میں اقسام ہو گئے جو شخص جس فرقہ کا کام کریگا اوسی میں شمار کیا جاویگا چنانچہ فرقہ وہابیین کو معتزلہ کہتے ہیں اب تفصیل فرقوں اور بیان ہر ایک کی بدعت کا موجب طول ہے غرض سائل جو ہے سب الشیخین کفر ہے یا نہیں اور توبہ انکی قبول یا قتل انکی تو یہ ہے اسکا جواب لکھا ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں لکھا وسب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو الشکور السلمی فی تمهیده وذلک لعدم ثبوتها مبناه وعدم تحقیق معناه فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت یستوی الشیخان وغیرهما فی هذا الحکم ولانه لو فرض ان احدا قتل الشیخین بل والختنین [illegible] لا یخرج عن کونه مسلما عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم ان السب دون القتل نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر لا محالة وعلى تقدیر ثبوت الحدیث فیجب ان یؤول کما اول حدیث من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر ای مستحلا للترک اه

اور دوسری جگہ شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ جمع کرنا دونوں کا مشکل ہے ایک تو یہ اہل قبلہ کافر نہیں ہیں چنانچہ سب فقہا اور متکلمین کا بھی یہ قول ہے اور دوسری عبارت فتاوے کی سب الشیخین کفر ہے وجہ اشکال کی بیان کر کے پھر جواب لکھتا ہے یدفع الاشکال بان نقل کتب فتاوی مع جهالة قائله وعدم اظهار دلیله لیس بحجة من ناقله اذ مدار الاعتقاد فی المسائل الدینیة على الادلة القطعیة مع ان فی تکفیر المسلم قد یترتب مفاسد جلیة وخفیة وقال امام ابن الهمام فی شرح [illegible] هذه الحکایة [illegible] انه لم یکفر من ذکرنا

من اهل الهواء مع ما ثبت عن ابی حنیفة والشافعی من عدم تکفیر اهل القبلة من المبتدعة کلهم محمول على ان ذلك المعتقد فی نفسه کفر اور صاحب درمختار نے باب امامت مین لکھا ہی کہ نماز صاحب بدعت کی مکروہ تنزیہی ہی مبتدع ای صاحب اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة وکل من کان من قبلتنا لا نکفر بها حتی الخوارج الذین یستحلون دماءنا واموالنا وسب اصحاب الرسول صلی الله علیه وسلم وینکرون صفاته تعالى وجواز رؤیته لکونه عن تاویل وشبهة بدلیل قبول شهادتهم اور باب شہادت مین لکھا ہی تقبل من اهل الاهواء ای اصحاب بدع ولا نکفر کجبر وقدر ورفض وخروج وتشبیه وتعطیل وکل منهم اثنا عشرة فرقة فصارت اثنین وسبعین الا الخطابیة صنف من الروافض یرون الشهادة لشیعتهم ولکل من حلف انه محق فردهم لا بسبب بدعتهم بل لتهمة الکذب دیکھیے کہ اس عبارت مین کہین کفر ثابت نہین کیا بعضے صاحب فرماتے ہین کہ مرتد کا باب مین صاحب درمختار نے واسطے بے ادبی کرنے انبیاء کے اور بے ادبی کرنے شیخین کے جناب مین حکم قتل فرمایا ہی اور عبارت اُس مقام کی یہ ہی والکافر بسب الشیخین او احدهما فی البحر من الجوهرة معزیا للشهید من سب الشیخین او طعن فیهما کفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وهو المختار للفتوی انتهی وجزم به فی الاشباه درمختار کے مصنف نے آپ ہی اس مسئلہ کو رد کیا ہی اس قول سے لکن فی النهر وهذا لا وجود له فی اصل الجوهرة وانما وجد على هامش بعض النسخ فالحق بالاصل مع انه لا ارتباط له بما قبله انتهی اصل حال مسئلہ کا یہ ہی کہ جس زمانے مین بحر اور اشباہ تصنیف ہوئی تھی تو مصنف بحر و اشباہ نے لکھا تھا سب الشیخین کفر ولا تقبل توبته اُس زمانے مین بھائی مصنف کا جس نے نہر الفائق شرح کنز الدقائق تصنیف کی ہی جسکا نام عمر بن نجیم ہی اور چند علمای شہر مثل شیخ امین الدین عبد العال وغیرہ جمع ہوکر آئے اور دریافت کیا کہ یہ مسئلہ سب الشیخین کفر کا کہان سے لکھا ہی کہا جوہرہ سے لکھا ہی جو قدوری کی شرح ہی علماؤن نے جوہرہ نیرہ طلب کیا تو جواب دیا کہ میرا جوہرہ آگ مین جل گیا اور شہر مین سے جوہرہ منگوا کر دیکھا یہ مسئلہ نہ پایا کہا کون سی جگہ سے نقل کیا تھا مقام تبلایا تو عبارت جوہرہ مین بھی اُس سے ملا کر دیکھا تو ہر چند اول و آخر سے ربط دیا نہ لگا یا مسئلہ کی وہین خطا ظاہر ہوگئی وقال السید الحموی فی شرح الاشباه حکی عن عمر بن نجیم ان اخاه افتی بذلك فطلب منه النقل فلم یوجد

الا علی طریق الجوہرۃ اور پھر تمرتاشی نے اسی عبارت کے آگے لکھا ہے اقول علی فرض ثبوت ذلک فی عامة
نسخ الجوہرۃ لا وجہ له یظہر فما قدمنا من قبول توبته من سب الانبیاء عندنا خلافا للمالکیة و
الحنابلة واذا کان کذلک فی سب الانبیاء فالقول بعدم قبول توبته من سب الشیخین بل لم یثبت عن احد
من الائمة فیما اعلم بالفرض اگرچہ کفر بات ہیں جیسے بھی یہ لازم نہیں آتا ہے کہ اسکی توبہ قبول نہیں اور حکم کرنا
ساتھ کفر کے بہت مشکل ہے اختیار میں لکھا ہے اتفق الائمة علی تضلیل اهل البدع اجمع وتخطئتهم و
سب احد من الصحابة وبغضه لا یکون کفرا لکن یضلل وذکر فی فتح القدیر ان الخوارج الذین یستحلون
دماء المسلمین واموالهم ویکفرون الصحابة حکمهم عند جمهور الفقهاء اهل الحدیث حکم البغاة
خیال کیجیے کہ خوارج جو سب سے زیادہ بدعتی ہیں چنانچہ درمختار سے مذکور ہوا انکے واسطے بھی حکم کفر کا
نفرمایا قال ابن منذر وهو اخر من کلام المجتهدین ما یقع فی کلام اهل المذهب تکفیر کثیر ولکن
لیس من کلام الفقهاء الذین هم المجتهدون بل من غیرهم ولا عبرة لغیر الفقهاء بہت تفصیل سے
ردالمحتار میں جو شرح درمختار ہے مسلمانی ثابت کی ہے جن صاحب کو زیادہ تحقیق منظور ہو دیکھ لیویں طول کے
سبب سے یہاں نہ لکھا بلکہ چند باتیں ضروری نقل کردیں اور ردالمحتار میں لکھا ہے ولم یعلل احد
لعدم قبول شهادتهم بالکفر کما تری نعم استثنوا الخطابیة لانهم یرون شهادة الزور
لاشیاعهم او للحالف وکذا نص المحدثون علی قبول روایة اهل الاهواء فهذا فیمن یسب
عامة الصحابة ویکفرهم بناء علی تاویل له فاسد فعلم ان ما ذکره فی الخلاصة من انه کافر
قول ضعیف مخالف للمتون والشروح بل هو مخالف لاجماع الفقهاء کما سمعته وقد الف
العلامة ملا علی قاری رسالة فی الرد علی الخلاصة وبهذا تعلم قطعا ان ما عزی
الی الجوهرة من الکفر مع عدم قبول التوبة علی فرض وجوده فی الجوهرة باطل لا اصل له
ولا یجوز العمل به وقدمنا انه اذا کان فی المسئلة خلاف ولو روایة ضعیفة فعلی المفتی ان
یمیل الی عدم التکفیر فکیف یمیل هنا الی التکفیر المخالف للاجماع فضلا
عن میله الی قتله وان تاب وقد مر ایضا ان المذهب قبول توبة ساب
الرسول صلی الله علیه وسلم فکیف ساب الشیخین والعجب من صاحب البحر
حیث تساهل غایة التساهل فی الافتاء بقتل مسلم معتمدا علی ما عزی الی الجوهرة

کا اسنے نہین لکھا گیا۔ باب الحیض مین لکھا ہے لا یفتی بکفر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ اور دوسری جگہ لکھا ہی اذا کان فی المسئلۃ وجوہ یوجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل الی ما یمنعہ تعجب ہی صاحب بالعلم سے کہ باوجود ان دلائل قویہ قائل باسلام دلیل ضعیف کو ترجیح دیکر کفر ثابت کرے اور یہانتک حکم دیوے کہ توبہ بھی اُسکی قبول نہین بلکہ قتل اُسکی تو یہ ظاہر ہی کہ گویا سب علما کے قول کا انکار ہے در مختار مین لکھا ہی منکر الاجماع کافر اور تمہید ابو الشکور سلمی مین لکھا ہی من قال لمؤمن یا کافر او شہد بالکفر علی مومن فانہ یصیر کافرا وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من شہد علی امتی بالکفر فهو اولی بہ اہل اہوا جو تہتر فرقے مین داخل ہین اسواسطے جو حدیث تفرق افتراق امت مین واقع ہوئی ہی اُسمین لفظ امتی ہی امت حضرت موسی اور حضرت عیسی کا شمار اسمین داخل کرکے نہین فرمایا تھا اُسکی واسطے اور حدیث ہی انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسی علی احدی وسبعین فرقۃ وبعد عیسی علی اثنین وسبعین فرقۃ وستفرق امتی من بعدی علی ثلاثۃ وسبعون فرقۃ اگر سب فرقہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کرینگے تو تہتر فرقے کیونکر ہونگے پس اگرچہ کفار بھی امت دعوت مین ہین پس معلوم ہوا کہ مراد امت سے امت اجابت ہی جنہون نے اسلام قبول کیا تھا المراد بالامۃ من یجمعہم دائرۃ الدعوۃ من اہل القبلۃ لانما اضافہم الی نفسہ [illegible] ما ورد فی الحدیث علی ہذا الاسلوب فالمراد بہ اہل القبلۃ ولو اراد بہ امۃ الدعوۃ فتناول بہا اصناف الکفر [illegible] یکون تفریق الامۃ الی ثلث وسبعین خداوند تعالی غفور الرحیم اور تواب الرحیم ہی اُسکی رحمت کا منکر ہونا نہ چاہیے توبہ سبکی قبول ہی اگرچہ پیغمبرون کی جناب مین بے ادبی کی ہو اُسکی توبہ بھی قبول ہے چنانچہ رد المختار شرح در المختار سے مذکور ہوا صفۃ الرحمۃ لا یتغیر وان تغیر احوال الامۃ اور نیک کام بھی برائی کو دور کرتے ہین لقولہ تعالی ان الحسنات یذہبن السیئات واللہ اعلم بالصواب المجیب عبد الحی ابن افضل العلما والفضلا مولانا محمد عبد الرب افاض اللہ علینا من برکاتہ ہو المصوب واقعی حدیث ستفرق امتی ثلاث وسبعین فرقۃ مین مراد امت اجابت ہی کہ عبارت اہل اسلام سے ہی نہ امت دعوت علامہ دوانی شرح عقائد عضدیہ مین لکھتے ہین ای امۃ الاجابۃ وہو الذین امنوا بالنبی صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم وہو الظاہر فان اکثر ما ورد فی الحدیث علی ہذا الاسلوب ارید بہ اہل القبلۃ انتہی اور سب شیخین موجب کفر نہین ہی ابو الشکور سلمی تمہید مین لکھتے ہین کلام الروافض مختلف فبعضہ یکون کفرا وبعضہ

فلو قال ان علیاً کان الٰہا نزل من السماء کفر ولو قال النبی کان علیاً وجبرئیل اخطأ کفر ومنہم من قال ان علیاً افضل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہذا کلہ کفر واما الذی یکون بدعۃ ولا یکون کفراً فہو قولہم ان علیاً کان افضل من الشیخین ومنہم من قال یجب اللعن علی من خالف علیاً کالشیخین ومعاویۃ وغیرہا کلہ وما شیہ بدعۃ لیس بکفر لانہ صادر عن تاویل انتہی اور مولانا عبدالعلی شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین الصحیح عند الحنفیۃ بان الروافض لیسوا بکفار والوجہ فیہ ان مذہبہم وفہمہم فی ما ذکروا زعماً منہم انہم علی الدین المحمدی وان کان زعمہم ہذا باطلاً وما کذبوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فی زعمہم فہو غیر ملتزمین الکفر والتزام الکفر کفر دون لزومہ انتہی ملخصاً ہرگاہ روافض کا کافر ہونا ثابت ہوا اُنکی توبہ قبول ہونے مین شک نہین ہاں اور اگر بالفرض والتقدیر روافض کافر ہون اُس صورت مین بھی اُنکی توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہین ہی مقام غور ہی کہ جو شخص مشرک ہو اور اللہ جل شانہ کا شریک بناتا ہو اگر وہ توبہ کرے قبول ہو جاوے کیا روافض مشرک سے بدتر ہوگئے کہ توبہ اُنکی قبول نہو گی اور صاحب جوہرہ نے جوہرہ سے جو مسئلہ عدم قبول توبہ روافض کا نقل کیا ہی وہ غلط ہی قابل التفات کے نہین کیونکہ مخالف ہی نصوص قرآنیہ کے قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً انہ ہو الغفور الرحیم واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبدالحی اللکنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الشین ابن المرحوم مولانا محمد عبدالحلیم ادخلہ اللہ فی دار النعیم ۔ فی الواقع حدیث افتراق امت مین ناری سے مراد مسلمین فاسقین ہین کہ شامت عصیان سے دوزخ مین جاوینگے اور روافض کہ حضرات شیخین کی شان مین بے ادبی کرتے ہین اور اسیطرح سب اہل ہوا کافر نہین ہین اُنکی توبہ مقبول ہی فی المسامرۃ ان قول ابی حنیفۃ انہ لا یکفر احد منہم وفی شرح الکمال ان عدم تکفیرہم ہو المنقول عن جمہور المتکلمین والفقہاء وان الشیخ الاشعری قال ان الاسلام یجمعہم واللہ علیم بالصواب وبیدہ الہدایۃ وحسن الثواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ الولی الرب الحکیم ؀ سوال ۲۴؎ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ زید کہتا ہی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کیواسطے دعا فرمائی ہی کہ یا اللہ میری اُمت کو طاعون مین اجر دیکھا اور یہ جھوٹ ہی بلکہ حضرت صاحب کی دعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی راہون پر فرشتے نگہبان مقرر ہوگئے ہین کہ قیامت تک طاعون اور دجال اسمین نہ آسکے

چنانچہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انقاب المدینة ملئکة لا یدخلها الطاعون
والدجال بخاری و مسلم میں یہ حدیث شریف ہے پس اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ طاعون بھی ایک بلا ہے جس سے
بچنے کے واسطے حضرت کی دعا کی برکت سے فرشتے مدینہ منورہ کی راہوں پر مقرر ہو گئے ہیں اگر یہ کوئی چیز
اچھی ہوتی تو ضرور تھا کہ حضرت صاحب واسطے اہل ایمان مدینہ کے اسکو مقرر فرماتے کہ سب مدینہ والے اسی
بیماری میں مرا کرتے اور یہ بیماری مدینہ منورہ سے کہیں نجانے پاتی یہی وجہ ہے کہ حضرت کو مدینہ منورہ بہت
مرغوب تھا اور سکان مدینہ کی بزرگی سکان دیگر بلاد و امصار سے ہے پھر جب مدینے میں فرشتے مقرر ہیں کہ یہ
بلا وہاں نجانے پاوے اور دیگر بلاد و امصار میں یہ بیماری جاوے تو ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت یہ بلا ہے جس سے
حضرت صاحب کی بدولت اہل مدینہ نے نجات پائی اور یہ بلا بھی مثل بلاء دجال کے ہے پس قول زید کا معتبر ہے
یا عمرو کے قول کا اعتبار ہے ہو الملہم للصواب قول زید کا معتبر ہے حدیث شریف میں آیا ہے اللھم اجعل فناء امتی
فی الطاعون اسکو روایت کیا ہے ابن حجر نے بذل الماعون میں چند طرق سے منجملہ اسکے امام احمد حنبل نے
ابو موسی اشعری سے روایت کیا ہے اور بطریق کریب بن الحارث بن منبہ نے ایک جماعت سے روایت کیا اللھم
اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالطعن والطاعون اور اسی حدیث ثانی کو امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں اور
ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں عفان سے روایت کیا ہے اور ابو نعیم نے بروایت اسمعیل سمویہ و ہدبہ بن خالد
و یحیی الحمانی روایت کیا ہے اور ابن ابی عاصم نے کتاب الجہاد میں بطریق عبدالواحد کے اس حدیث کو اخراج
کیا ہے اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہے اپنی صحیح کی کتاب الجہاد میں مسدد کی روایت سے اور علماء نے اس
حدیث کو مخصوص ایک جماعت صحابہ کے ساتھ کیا ہے اور عمرو کے شک کا دفع یہ ہے کہ حدیث شریف سے ثابت
ہے کہ طاعون طعن کفار میں ہے مومن انس کے لیے اور کفار خواہ انس سے ہوں خواہ جن سے ممنوع ہیں
اور بعض جواب دیتے ہیں کہ طاعون جو عام طور سے ہو جیسے طاعون عمواس اور جارف وہ مدینہ میں
داخل نہیں ہوگا اس جواب کو قرطبی نے ذکر کیا ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ یہ ایک معجزہ ہے کیونکہ اطباء اسکے
علاج سے عاجز ہیں اور برکت سے آنحضرت کے ایک شہر میں یہ خاصیت ہے کہ یہ مرض نہیں ہو سکتا ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ طاعون کے بدلے میں مدینہ طیبہ میں آنحضرت نے بخار کو اختیار کیا پھر بخار کے لیے
دعا کی کہ جحفہ میں بھیجدیا جائے تو مدینہ پاک ہو گیا ان دونوں سے اور بعض کہتے ہیں کہ مدینہ چھوٹی
بستی ہے اگر طاعون بھیجا جاتا تو ساری بستی غارت ہو جاتی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین

عبد الباری عفا اللہ عنہ سوال ٢٠٣ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ
مین کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہو کہ میری امت طاعون مین مرے دوم ایک شخص نے
راہ خدا مین اپنی جان دی اور شہادت حاصل کی اور دوسرا شخص طاعون مین مرا تو ان دونون کا رتبہ مساوی
ہوگا ہو الموفق للصواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہو کہ اللهم اجعل فناء امتی فی الطاعون
چنانچہ بذل الماعون مین حافظ ابن حجر نے لکھا ہو وهو في رواية ابی بلابة عن معاذ
اللهم اجعل فناء امتی فی الطاعون انتهى اور بروایت ابن سعد وغیرہ ابو بردہ نے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کی ہو اللهم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلك بالطعن والطاعون اور شہید
طاعون مین ثواب شہادت وبعض صفات اخرویہ کے اندر مساوات ہو جنانچہ بذل الماعون مین اور
بہت سے فضائل مین شارکت نہین پس رتبہ شہید طاعون کا بعد مرتبہ شہید معرکہ کے ہو واللہ اعلم حررہ الفقیر
محمد ضیاء الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ سوال ٢٠٤ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس
مسئلہ مین مشہور ہو کہ جس مکان مین کتا رہتا ہو یا اسکے جسم کا ایک بال گرتا ہو وہان فرشتے رحمت کے نہین آتے ہین
معلوم ہوتا ہو کہ کتا مجسم نجس ہو اور نجاست بھی اسکی معروف ہو لہذا اسکے نجس ہونے کی کیا ہو دوسرے یہ کہ سگ
اصحاب کہف کا جسکا ذکر قرآن مجید مین ہو کیون نجس نہین اور وہان فرشتے رحمت کے کیون آتے تھے
یا وہ کتا ان کتون کے نطفہ سے نہین تھا یا اسکے عادات انکے برعکس تھے بینوا توجروا ہو الموفق سے
الواقع جس مکان مین کتا ہوتا ہو اس مین ملائکہ نہین آتے ہین جیسا کہ مشکوۃ شریف مین حدیث موجود ہو
عن ابی طلحة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير متفق عليه
اور وجہ اسکی شارحین نے یہ لکھی ہو کہ کتا نجاست کھاتا ہو اور بعض اسکا شیطان ہوتا ہو اور ملائکہ دونون
سے متنفر ہین اور یہان ملائکہ سے مراد ملائکہ رحمت کے ہین سواے محافظین کے جیسا کہ ملخص طیبی و مرقاۃ
کا ہو من الدخول فی بیت فيه كلب كونه ياكل النجاسة ولان بعضه يسمى شيطانا والملائكة ضد
الشيطان وهؤلاء الملائكة غير الحفظة لانهم لا يفارقون المكلفين اور کتا نجس العین نہین ہے
شامی وحاشیہ درمختار مین موجود ہو قوله وكلب سوره نجس عند اصحابنا جميعا اما على القول بنجاسة
عينه فظاهر واما على القول الاصح بطهارة عينه فلان لحمه نجس ولعابه متولد من لحمه و
لا يلزم من طهارة عينه طهارة سوره لنجاسة لحمه ولا يلزم من نجاسة سوره نجاسة

حدیث کذا فی البحر اور سگ اصحاب کہف نجاست نہین کھاتا ہے اُنکی رفاقت کی وجہ سے اُسکو خدای تعالی نے
مقبول کرلیا ہے وہ بوجہ مقبولیت کے بالغ آدمی کے مانند ہوگا نہین ہو لیکن اُسپر قیاس اور کتون کا نہین ہوسکتا ہے
واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد الباسط الانصاری عفر لہ اللہ الباری ۔ ۲۰۷ سوال کیا فرماتے ہین علماے
دین اس مسئلہ مین کہ کیا مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ کلام اللہ بالکل صحیح نہین اور اُسکے پڑھنے سے عقائد مین
فتور آنے کا تو اندیشہ نہین ہے ہو المصوب اگر ٹھیک اور موافق لغت عربیہ کے ترجمہ کیا ہے تو کیا وجہ ہے
کہ اُسکے پڑھنے سے عقائد فاسد ہوجائین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

۲۰۸ سوال شہر یست و مساحت آن از طرف ساحل مطلوب ست
پس بموجب طریقہ صاحب خلاصۃ الحساب باسطرلاب یا تختہ مسطح وغیرہ بمقام ب قائم کردہ
برنقطہ از نقاط عرض نہر خط شعاعی برآوردیم مثل ا ب از ہمان نقطہ ب بحالت سابق خط
شعاعی ب ج اخراج نمودیم درین صورت خط ب ج بر نقطہ ج کہ محاذی ارض مسطح ست منتہی خواہد شد زیرا کہ بسبب
منع ارضی از نفوذ شعاع خط مذکور ازین موقع تجاوز نخواہد کرد تاہم خط وہمی را از مرکز ارض بلکہ الی الی نہایۃ رسیدن
ممکن زید میگوید کہ خط ب ج کہ بر نقطہ ج منتہی شد علتش جز این نیست کہ خط مذکور بوضع معین از نقطہ معین
خارج گردیدہ ست وکثافت ارض از نفوذ آن درعمق مانع ست ومقصود مسئلہ ہم برین قدر تمام ست الا بر ودآن الی
نہایۃ ممکن و در انقطاع وانتہای این خط برین نقطہ معین مثلث ا ب ج را اثری نیست و از ہمین واثبات تعین وتشخص این
نقطہ از مسائل ہندسہ غیر متعلق بلکہ از مسائل علم المناظر کہ از فروع طبیعیہ است و درین استدلال البتہ جہ متمسک ست مجادل آنکہ مابین
ب ج و مثلث ا ب ج نسبت عموم وخصوص من وجہ متمسک ست ومجادل آنکہ مابین خط ب ج و مثلث ا ب ج نسبت عموم وخصوص
من وجہ ثابت ست زیرا کہ ازین مسئلہ خاص مثلث ا ب ج و خط ب ج ہر دو در یک مادہ اجتماع یافتہ اند و در
دیگر مواد مثلا وقتیکہ ازین مسئلہ خاص قطع نظر کردہ شود دران حال ہم اگر خط ب ج بشرطیکہ از ہمان نقطہ معین و وضع معین
خارج کردہ آید لا جرم از نقطہ ج تجاوز نخواہد کرد و دران حالت مثلث ا ب ج موجود نخواہد بود و علی ہذا القیاس در
صورت عدم وقوع ارض درین موقع با وجود تحقق این مثلث خط ب ج درانیجا منتہی نخواہد شد پس درین صورت یک
مادہ اجتماع ودو مادہ افتراق متحقق ست پس اگر وقوع این نقطہ را در مثلث ا ب ج علت تعین وتشخص این
نقطہ قرار دادہ شود در مواد افتراقیہ انفکاک علت از معلول خود لازم آید وجہ دوم آنکہ اگرچہ بسبب وقوع
این خط در ین مثلث خاص تعین این نقطہ بحسب قواعد مثلثات درین موقع ممکن باشد لیکن تحقق این

موضع یا مرورش لا الی نہایۃ بجانب عمق خارج از بحث ست و اگر در آنجا یا نتہی نباشد الی غیر النہایۃ مرورش ممکن بلکہ لو جہ
نافع و تمام مرورش بعد انقطاع الی ما لانہایۃ لہ ممکن ست چنانکہ انتہای خط شعاعی کہ از نظر بطرف نہر رفتہ ضروری
نیست چہ بعد مماس آن بعد از نظر نہر مرورش بجانب عمق ممکن نیست پس اگرچہ انقطاع در انتہای خط خارج را بران نقطہ
معینہ یعنی ح در اثبات مطلب اثری نیست تا بہ مثلث ا ب ح را در انقطاع دخل ست ولیکن در تعیین نقطہ تقاطع و تشخص آن
کہ نہایہ در ما ست مثلث ا ب ح را مع مثلث دیگر بحسب مسائل ہندسہ دخلی ہست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو
ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۲۹ **سوال** ۳۲ جناب مولوی عبد الحی صاحب
بعد واجب آنکہ مکلف ہوں مولوی محمد حسین لاہوری و مولوی عبد العزیز لودہیانہ والے کا میرے روبرو مباحثہ
شروع ہوا اور فریقین نے تصفیہ اس مسئلہ کے واسطے آپکو منصف مقرر کیا ہے تحریرات فریقین بجنسہ ارسال ہیں آپ
روئداد وسل کو موجب حکم کتاب اللہ و سنت نبوی فیصل فرما کر میرے نام کاغذات ارسال فرماویں تاکہ نتیجہ فیصلہ
سے فریقین کو اطلاع دیجاوے کیونکہ اگر احد الفریقین کے پاس کاغذات پہونچیں گے تو جانب ثانی کو رنج ہوگا
کاغذات بولہ کے واپسی محصول بھی ارسال ہے الراقم سردار جیند سنگہ رئیس و آنریری مجسٹریٹ کاٹھگڑھ ضلع
ہوشیارپور تھانہ بلاچور ۱۸ مئی ۱۸۸۷ء

استفتای مکالمہ و تقریرات فریقین

مسئلہ فضیلت سکان حرمین شریفین مابین محمد مولوی عبد الحی صاحب بمصنف قرار پایا ہے الراقم عبد العزیز

جواب میں نے مولوی عبد الحی صاحب کی منصفی مسئلہ فضیلت سکان حرمین میں تسلیم کی محمد حسین عفا اللہ عنہ

سوال آپ فضیلت کلی سکان حرمین کے مدعی ہیں اور ہر صفت میں انکو افضل بتلاتے ہیں یا کسی وصف خاص
میں **محمد حسین** آپ نے حرمین کی فضیلت سے کیا مراد لیا ہے اور آپ وصف خاص کسکو کہتے ہیں اور تمسک اس
مسئلہ میں آپ کس دلیل سے کرتے ہیں **جواب** وصف کلی کی تشریح کیا ہوں کہ ہر وصف میں یعنی علم و فہم
و تقوی و فضل سکونت اور وصف خاص سے مراد ایک صفت ان حضرات سے ہے اور میرا تمسک کرنا ابھی
آپکو کہاں معلوم ہوا ہے تو سائل ہوں تمسک کا مدعی کا ہے مدعی آپ ہیں جس دلیل سے آپ تمسک
کرینگے میں اس کا جواب دونگا **محمد حسین جواب** جب تک آپکو کوئی دلیل ادلہ
شرعیہ سے نہ ملیگی پس جواب متعذر ہے کیونکہ جس دلیل کو تم تسلیم نہیں کرتا اسکا بیان بے فائدہ ہے اسلیے
آپکو لازم ہے کہ اپنا تمسک بیان کریں تاکہ جواب دیا جاوے اور آپنے جو کل قرآن کی آیتیں بفضیلت

آپ ادعاے مذکور سے کوئی وجہ تھا کہ انکار کیا چاہتے ہین پس انکار کو آپکے ہٹنے بچانے توبہ کے قرار دیا کیونکہ الا انکار بین
انتظار توبہ اور فضائل سکان حرمین شریفین کے بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت ہین کئی قسم کے ہین لیکن یا بین
اس مناظرہ کے علاوہ مقصود یہ ہو کہ سب علماے اطراف اور دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو گیا مقصود سے
ہین یہ امر فضائل اور بہتر ہے اجرمین شریفین کے علما کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعہ احادیث مشتملہ استفتا جو
پیش کیا جاتا ہو اس پر دال ہو جو آپنے دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت [illegible] تقرر اسلام کی لائے
تھے اسلیے مین نے آپکے عام دعوے کے مقابلہ مین تقسیم کی اور عام کے انہین افراد کو توڑا اور وہ آیت میری تقسیم کا مقابلہ
آپکے عموم دعوے کے ہر گز مقابلہ مخصوص احادیث کے پس آپکا سمجھنا کہ ہماری احادیث کے سامنے آیت پڑھی آپکی
غلطی فہم ہے اور وہ پیدا ہوئی اس غلطی سے کہ آپنے دعوی مین ابہام اور تعمیم کی تھی خیر اب تو آپ اس دعوے کو چھوڑتے
ہین تو مین اس امر کو آپکے بچانے توبہ کے قرار دیتا ہون اسلیے کہ انکار خطا سے توبہ ہی ہو اور جو آپنے دعوی کیا ہو
کہ ہم اس وصف خاص مین فضیلت کے مدعی ہین کہ منصفی مقدمات دینیہ مین وہ افضل ہین اور اس دعوی پر آپنے
احادیث مشتملہ فتوی پیش کیے ہین سو مین کہتا ہون کہ آپکے اس دعوے مین اولا یہ بات تعین طلب ہو کہ کس زمانہ کے
لوگ اس فضیلت کے محل ہین آیا ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے اسے تعین فرماوین تو آپکا دعوی
دیکھا جاویگا کہ وہ آپکے دعوی کا مثبت ہو یا نہین جواب ہمارا دعوی اول یہ ہو کہ علماے حرمین شریفین کو اس زمانہ
مین منصف قرار دینا بر وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہماری شرائط
مشتہرہ مین عقد انعقاد شرائط مناظرہ کا [illegible] داخل کیگئی تھی شاہد عدل ہو کیونکہ بسبب نہ ماننے اس شرط کے یہ بحث شروع
ہوئی تھی اور اس شرط کو بعینہ نقل کیا جاتا ہو کہ منشا مجلس و ناظرین کو اغراض [illegible] ظاہر ہو کہ توبہ کسکی طرف عائد ہوتی ہے
شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو منصف مقرر کیا جاوے آپکو
لازم ہو کہ آپ تو منصفی علماے حرمین کی منظور فرماوین یا ایسے فتوی جو واسطے ثبوت مذمت سکان حرمین یعنی جو علما اور اتقیا
اور مومنین وہانکے موجود ہین تحریر فرماوین کیونکہ آپکا اول روز سے یہی دعوی ہو سبکے روبرو ظاہر اور عیان ہو تا کہ فتوے
ہر دو فریقین کے منصف کے پاس ارسال کیے جاوین جواب بیشک جناب نے اپنی شرط مین علما کی منصفی کا ذکر کیا تھا
ولیکن جب آپنے دعوی کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہو کہ شرط اور شی ہو اور دعوی مشروط یعنی جسکی
لیے شرط مقرر کیگئی ہو اور ہے لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علما کی ہوئی مشروط مین بھی وہی تصریح کیجاوے خصوصا
جبکہ الفاظ دعوی مین تعمیم [illegible] سے کسی ثابت ہو کہ آپ اپنے دعوی عام سے رجوع کرسکتے [illegible] مین [illegible]

پڑھتے ہین اور شرط ثالث مین منصفی علما کی چاہتے تھے ولیکن دعوی آپکا یہ تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے زبان کوئی خبیث رہنے نہین پاتا وہان کے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جسکے مقابلہ مین مین نے تقسیم کی اور کہا تھا کہ مکہ اور مدینہ پرکئی زمانہ آئے ایک زمانہ قبل نبوت یا ہجرت ہوئیکے کہ اسمین کفر ظاہر رہا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کہ اسوقت بھی بعض منافق موجود تھے جنپر وہ آیت پڑھی گئی وہ زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوا اسمین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہوگئے تھے جنکو صدیق اکبر رض نے مارا اور بعض نے اکابر صحابہ کو جلیسے حضرت عثمان رض اور حضرت عمر رض کو شہید کیا پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جسمین یزید پلید کے لشکر سے حرکتین تیاز زناد قتل مدینہ مین سرزد ہوئین اور مکہ مین عبدالملک نے چڑھائی کی ان دلائل سے مینے آپکے اس عام دعوے کو توڑا جواب فرماتے ہین کہ جو مکہ مین رہتے ہین ایسے ہوتے ہین میرا صریح کلام یہ ہے کہ مکہ ہمارے دین و ایمان کا رکن ہے و لیکن وہان کے سبھی لوگ ہمیشہ یکسان نہین رہے آپ فرمائیے آپکی درخواست منصفی سے یہ کہان لازم آتا ہے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے برخستہ بیان فضائل ساکنان مکہ کے ان ساکنان مین قید علماء و فضلاء کی لگادی ہو اور میرا نہ لکھنا اُن آیات کو جو مین نے منافقون کی مذمت مین بیان کی تھین اسلیے تھا کہ بدون تقسیم مشروط اور تقریر سمت مقصود کے لکھنا لکھانا محال اب جو آپ پہلے اپنے دعوے کا ثبوت لکھ چکین گے اور مجھے آپکے خلاف مین کچھ دعوی ہوگا تو پھر وہی آیتین لکھدونگا جواب وجہ دوم وہ شرط اگر سمجھیے کہ ایک دعوی ہوگیا ہو ولیکن بوقت اول دعوے کے وہ مغایر دعوی کیا تھا جواب وجہ سوم آپکا افتراء محض افتراء ہو اور جو آپ کا غذات مسل مین اسکا نشان چاہتے ہین محل تعجب ہو وہ تو گفتگو زبانی تھی مسل کہان ہو جس سے نشان دون مسل تو وہی ہوئی جسمین آپ مدعی فضیلت ساکنان ہو [illegible] ہو وہ ہے جواب وجہ چہارم آپکی کسی لفظ سے تمام تحریر مین ابتک اس بات کی نہین آتی ہو کہ آپ [illegible] سے ساکنان ہر زمانہ کی بہتری کے باب مین منصف ہین یا قرون ثلثہ [illegible] کہ میرا سوال ہو جس جگہ وہ عبارت ہو جس سے یہ بات سمجھی جاوے وہان سے ایک سطر تحریر فرمائیے جواب وجہ پنجم مین بابت تمام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہوا کہ جو وہان کے بسے ہین تمام لوگ مسلمان و ہنود حاضرین مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور برے بھی ہین اور کہتا ہون کہ اس جگہ کے بسنے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا اور یہ بھی میرا کہنا تھا اور دعوے کے نہ تھا بلکہ اولًا [illegible] آپکے دعوے مین تھا اور وہ بھی پہلے زبانی گفتگو مین ہوچکا اور جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی

مین کسی امر کا مدعی نہین رہا آپسے تعین دعوی اور اُسکی دلیل کا سوال کرتا ہون اور اس بات پر مستعد ہون
کہ جب آپ اپنی دعوے پر دلیل قائم کرین تو پھر مین نظر کرون کہ آپکے کلام مین تقریب تام ہی یا نہین اگر
دلیل سے آپکا دعوی ثابت پاؤن تو مان جاؤن ورنہ سائل بن جاؤن اور اُسکی نفی کے درپے ہو جاؤن او اُسکا رد لکھون
اس اعتبار سے مین سائل مصطلح ہو سکتا ہون - ہنا بان جب مین آپکے دعوے کے اُکھاڑنے کے درپے ہو گیا تو سائل ہونگا
یا نہین علاوہ یہ کہ وہ تعریف سائل مصطلح فن مناظرہ کی ہی اور لغتہً ہر بات پوچھنے والیکو سائل کہتے ہین جیسا کہ ہر سوال
اول ہی اطلاق سے سوال ہو سکتا ہی اور ایسے ہی سائل سے بھی مجیب کو دلیل طلب کرنا نہین آتا اور جو آپنے کہا ہی کہ ہم
کرنا دعوے کا بعد قائم ہونے دلیل کی شان سائل ہی نہین ہی معلوم نہین میری کس بات کے جواب مین ہی دیکر سائل ہنا بعد قائم ہونے
دلیل اور تسلیم دعوے کے میرے کس کلام سے مفہوم ہوتا ہی یہ تو جواب ہی آپ کے اعتراض کا اگر آپ کے کلام کو
دیکھتا ہون تو اُسمین بھی مجھے کئی وجہ سے کلام ہی ولیکن مین اس جگہ اس بحث نوعی کو فضول جانتا ہون اسی
واسطے جب آپنے جملۂ السائل من نصب نفسہ مین نصب کو سین سے لکھا تھا اور ترجمہ بھی اُسکا یہ کیا تھا کہ نسبت
کرے تو درگذر کرکے زبانی آپکو اس غلطی پر متنبہ کردیا اور آپ ہی کے قلم سے سین کو صاد بنوا دیا اگر مجھے
لفظی بحث منظور ہوتی تو خاموش رہتا اور آپکے تحریر کے جواب مین تفصیل و تطویل کرتا یہ جواب آپکے وہ بات کے
ہین اب مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے پھر وہی بات کی اور اپنے دعوے کی دلیل پیش نکی اور
مجھ سائل سے دلیل مانگی اور جواب فرماتے ہین کہ ہم دو تین دن سے دلیل پیش کر رہے ہین یہ تو نرالی دور ہی
کی بات ہی کہ آپ برخلاف واقعہ اظہار کرتے ہین اُسکی کیا مثال دون شرم آتی ہی مین دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے
کو اپنے ہاتھ مین رکھکر دور سے دکھا دیتے ہین ہر چند آپ سے سبھی لوگ یہانتک کہ سردار صاحب بھی کہتے
ہین کہ آپ فتوی دین اور اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرین آپ فتوی میرے ہاتھ مین دیتے نہین پھر صریح
فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل پیش کر رہا ہون اور مجھسے دلیل مذمت چاہتے ہین یہ محال ہی اس
گفتگو مین جسمین تحریر ہوا ہی مذمت کا مدعی نہین جو پیچھے زبانی کہا تھا سو دوسری بات ہی
جواب مین اس گفتگو تحریری کو اُس سے کوئی علاقہ نہین اور باوجود اسکے مین اسی
جواب مین اس اپنی دلیل کو لکھ بھی چکا ہون اب تو ضد چھوڑیے اور اپنے دعوے کا ثبوت تحریر فرمائیے
جس کا وعدہ آپنے آخر تحریر مین کیا ہی مین اُسکو دیکھ کر تسلیم کرون یا رد کرون پھر اُسکو منصف کی طرف بھیجا جاوے
اگر اس امر کے سوا اور کوئی بات پیش کرین گے یعنی پھر وہی لاطائل باتین کرینگے اور اپنا ثبوت پیش

کرین گے تو میری طرف سے اس بات مین خطاب سو اعراض ہی مین ایسی باتون کو لائق جواب نہین جانتا اس بات کا
انصاف ناظرین پر ہی اور جو آپ نے اخیر تحریر مین آیت اور حدیث لکھی ہین اُسی پر خود بھی عمل کرتے تو
اتنی فضول باتین بعید از مطلب و مخالف واقع زبان سے نہ نکالتے اتامرون الناس بالبر وتنسون
انفسکم بھی قرآن ہی کی آیت ہی اور اگر اس مسئلہ مین سوا ایسے قیل وقال کے آپ کو کوئی بات نہین آتی تو اب
دوسرے مسئلہ مین بحث کرین جیسے رفع یدین اور آمین بالجہر اور مثل اسکے اگر وہ بھی منظور نہین تو میری طرف
سے سلام ہی جواب اگرچہ جواب دینے کی حاجت نہین لیکن بنظر فائدہ عام کے جواب بطور اختصار لکھا
جاتا ہی لکھنا وجوہ کا واسطے حل لاطائلیت کے نہین ہوا بلکہ واسطے وضاحت لاطائلیت کلام خصم کے لکھی گئی لیکن
مین نے تقریرًا یا تحریرًا یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین شریفین قبل اسلام بھی بہتر تھے ورنہ کوئی تحریری سند پیش کرو
یا حضار مجلس سے گواہی دلوا دو جیسا کہ مینے گواہ تحریری شرط ثالث کے پیش کیے وہ جو واقعات قتل ابن [illegible] و یزید کی پیش
کیے انکا مقابل احادیث نبویہ مثل ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرہا وغیرہ جو صحاح ستہ
اور مشکوۃ مین موجود ہین پیش کرنا شان محمدیہ سے بعید ہی آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن وحدیث
اور اجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین ہی اب واقعات کو کیون بیان کرتے ہو علاوہ برین آنکہ واقعات مذکورہ سے
بجز مظلومیت انکی کے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا یعنی عبدالملک وغیرہ نے مکہ اور مدینہ پر چڑھائی کرکے ساکنان حرمین
کو بہت ستایا بلکہ ان شدائد سے فضیلت ساکنان حرمین کی عند اللہ ثابت ہوئی لقولہ علیہ السلام اشد
البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور یہ امر بھی ظاہر ہی کہ ہم انکی عصمت کے مدعی نہین ہوتے تا اُسپر کوئی
اعتراض لازم آوے اور جو آپنے حدیث زنا کرنے ماعز کی بطور اہانت ساکنان حرمین کے بیان کی تھی جو حقیقت
مین طعن صحابہ پر ہی اُسکے جواب مین مین نے یہی کہا تھا کہ ہم انکی معصومیت کا دعوی نہین کرتے اور اب آپ
جو فرماتے ہین کہ بعض لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علماء ہین تو انکی منصفی سے منحرف کیون ہوتے
ہو اگر ذی علم مراد نہین تو اسکی سند قرآن وحدیث سے پیش کرو اگر دعوے سے آپ نے اپنی عبارت مین دعوی
عام فضیلت کا مراد لیا ہی تو اُسکا مشروط ہونا ساتھ شرط ثالث ہمارے کے محالات سے ہی [illegible] شرطیۃ الشیٔ
لنفسہ لغیرہ وان احتیج فی صدقہ بعد ذلک شیٔ فافہم قولہ تعالی ان اللہ علی کل شیٔ قدیر
[illegible] علی ذاتہ تدقیق و بالتامل تحقیق آپ خود فرماتے ہو کہ دعوے سے پہلے دعوی تقریر عام آپکا مراد رکھا
گیا ہو دیکھو یہ افترا سے محض ہی لیکن واسطے ہمارے سند کافی ملگئی لہذا اب آپ دعوی تقریر کی سند پہونچانے مقر

ہوسکے پس اب آپ پر دلیل دعوی مذمت تقریری اپنے کی تحریراً واسطے ملاحظہ منصف کے ضروریات سے ہوئی لان المعرفۃ بیستفاد بالقیاس اور اب آپ یون فرماتے ہو کہ ایک سطر واسطے تعیین دعوی اپنے کے نشان دو سو چٹھی تحریر ہماری مین یہ درج ہی دیکھ لو ہمارا دعوی اول سے یہی ہی کہ علمائے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا اس زمانے مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہماری کے چاہیے اطلاق کرنا لفظ سائل کا مقابل لفظ مدعی کے لغویت کسکو لغو کرتا ہی اور کہنا آپکا کہ شاید مین تسلیم کروان آپکے سائل ہونے کو باعتبار اول الیہ کے باطل کرتا ہی والا ہر مجادل کو قتیل کہنا اگرچہ وہ مقتول نہو درست ٹھہرتا وہو کما تری اور آپ جو لکھتے ہو کہ مین نے سین کو صاد بنوایا آپ حلفاً بیان کرو کہ جب آپ نے ہماری تحریر سے نقل کی تھی تو اُس مین صاد تھا یا سین اُسمین تو صاف صاد ہی تھا اور آپ جو فرماتے ہو کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس علم مناظرہ کی کتاب مین درج ہی کہ جو شخص دلائل اپنے زبانی بیان کر چکا ہو اُسکو تحریر کر کے بھی دینا خصم کو ضروریات سے ہی جب آپ نے بمقابلہ احادیث فضیلت کے جو مین نے مجمع عام مین پڑھی تھین معارضۂ دلائل مذمت کے موافق زعم اپنے کے بیان کیے پس تحریر دلائل کی واسطے ملاحظہ منصف کے ضروری کا ہی سو ہم کئی دن سے کہہ رہے ہین کہ مذمت کا فتوی مدلل کرکے تم بھی پیش کرو تا دونون شامل مسل ہوکر منصف کے پاس روانہ کیے جاوین آپ جو بار بار زبان پر لاتے ہین کہ گفتگو فضیلت حرمین کی فضول ہی یہ بات آپ کی بالکل بیجا ہی کیونکہ اکثر فساد عوام کالانعام مین اسواسطے زیادہ برپا ہوتے ہین کیونکہ متبعین مذہب سند عمل درآمد علمائے اور اتقیائے سکنائے حرمین شریفین کی پکڑتے ہین اور آپکے فرقہ کے لوگ سکنائے مکہ کی مذمت کرکے لوگون کی طبیعت کو اشتعال دلاتے ہین اگر آپکو دینا فتوی مذمت کا واسطے ملاحظہ منصف کے منظور نہین ہم فتوی اپنا شامل مسل کرکے منصف کے پاس روانہ کر دیتے ہین اور ختم گفتگو کرکے حضار مجلس کو پیام سلام کا دیتے ہین۔

مدعی فضیلت سکنائے حرمین شریفین — سائل مقابل
مولوی عبد العزیز صاحب — مولوی محمد حسین صاحب لاہوری

خلاصۂ تنازع یہ ہی

کہ مدعی نے دعوی فضیلت ساکنان حرمین کا کیا سائل نے اُسکے جواب مین کہا حرمین شریفین کے لوگ منافق و کافر بھی تھے چنانچہ آیت ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق و آیۃ الاعراب اشد کفرا و نفاقا

اسپر دال ہی بروز مباحثہ سائل نے استفسار کیا کہ آپ فضیلت کلی کے مدعی ہین یا کسی وصف خاص مین اسکے
جواب مین مدعی نے کہا کہ مراد فضیلت کلی سے اور وصف سے کیا ہی اور آپ تمسک اس مسئلہ مین کس دلیل سے
پکڑینگے سائل نے تشریح کی کہ فضیلت کلی عبارت ہی فضیلت سے ہر وصف مین جیسے علم و فہم و تقوی و اول
سکونت وغیرہ اور وصف خاص ایک صفت ان صفتون مین سے ہی اور یہ کہا کہ میرا تمسک آپکو ابھی تک
معلوم نہین ہوا مین تو سائل ہون آپ مدعی ہین آپ جس دلیل سے تمسک کرینگے مین جواب دونگا مدعی
نے کہا کہ جب تک آپ کوئی دلیل دلائل شرعیہ مین سے منظور نکروگے جواب متعذر ہی اس لیے آپکو لازم ہی کہ آپ
اپنا تمسک بیان کرین تا جواب دیا جاوے اور آپ نے جو کل آیہ مذمت اہل مدینہ مین اور مذمت عرب مین
پڑھی تھی اسکو بھی مذمت مین سند جانتے ہو یا اس سے رجوع ہی سائل نے کہا کہ میرے پاس شاید دلیل پیش کرنیکی
اسوقت حاجت ہوگی جب مین آپکے دعوی فضیلت کا منکر ہونگا اور جبکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا
اور میرا انکار یا تسلیم مانا نگیا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہین شاید مین آپکے دعوے کو مان لون
جسوقت مین آپکے دعوے کا منکر ہونگا اسوقت آپ دریافت کرنا کہ تم کونسی دلیل مانگتے ہو اور آیت سے جو مین نے کل دلیل پکڑی تھی
وہ مذمت مین ان لوگون کے پکڑی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین منافق تھے چنانچہ پیشتر بیان ہو چکی کہ مکرر
مدینہ کے لوگ کئی قسم پر ہین ایک وہ جو پہلے آنحضرت کے کافر تھے دوسرے وہ جو حضرت کے زمانہ مین کافر
تھے اور یہ کہا تھا کہ آنحضرت کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جنپر وہ آیہ پیش کی تھی مدعی نے
کہا کہ آپ نے جو آیت مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کی تھی اگر مراد آپکی وہی تھی جو آپ فرما رہے ہین پس
آپ سے خطا ہوئی کیونکہ جو حدیثین ہمنے فضائل مین بیان کین تھین انکا یہ مضمون تھا کہ قبل ورود اور نصرت
اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو پس یہ اہل علم سے بعید ہی اور اگر مراد آپکی بعد تقرر اسلام کے تھی ہو پس اس
جہت تکذیب احادیث کی لازم آتی ہی اور آپ دو تین روز سے جو انکی فضیلت کا رد کر رہے ہین اسلیے آپ کا
دریافت تمسک ضرور ہی سائل نے کہا کہ چونکہ آپ نے دعوی معین نکیا تھا کہ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت
کے مدعی ہین اسلیے مین نے تفصیل و تقسیم کی تھی اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے ثابت ہی مسلم
نہین اور تقرر اسلام کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہی کہ کس وقت سے وہ زمانہ پایا گیا جب آپ حد بیان کرینگے
اسوقت میرا اقرار یا انکار آپکو ثابت ہوگا پہلے سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد تقرر اسلام کے نافی فضیلت کا
وجود مدینہ مین تجویز کرتے ہو مین دو تین روز سے مطلق فضیلت کا منکر نہین ہون آپ اپنا مدعی بیان کرین

کہ کس فضیلت کے مدعی ہین شاید اسکا مین منکر ہون جب آپ منکر ہوا ہین اسوقت مجھسے دلیل لائق تمسک
کا سوال کرین مدعی نے کہا یہ عجب العجائب ہی کہ آپ کے سامنے جب حدیثین فضائل کی بیان ہوئین اور
مضمون احادیث کا صریحا دلالت کرتا ہی کہ مراد زمانہ نفاق وکفر کا نہین پھر بھی ایسی آیت مقابل احادیث کے
بیان کرنا صریح غلطی ہی اور یہ امر ظاہر ہی کہ دعوی فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلا و تقرر اسلام کے ہی نہ
زمانہ کفر ونفاق مین خیر آپ جو کہ ادعاے مذکور سے انکار کیا چاہتے ہین انکار کو بجاے خود بہ تکرار دیا اور
فضائل حرمین شریفین کے بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت ہین کئی قسم کے ہین لیکن مقصود یہ ہی کہ
جب علما سب اطراف ودیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو پس اس صورت مین یہ امر افضل و بہتر ہی کہ حرمین کے علما
کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعہ احادیث مشتمل استفتا پیش کیا جاتا ہی جو اس امر پر دال ہین سائل نے کہا چونکہ
آپ نے دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت زمانہ تقرر اسلام کی لائے تھے اسلیے آپکے دعوے کے مقابلہ
مین مین نے تقسیم کی تھی اور وہ آیت بمقابلہ آپکے عموم دعوے کے تھی نہ خصوص دعوے کے خیر آپ اس دعوی
عام کو چھوڑتے ہین تو مین آپکے اس امر کو بجاے خود برقرار دیتا ہون اور جو آپ نے اب دعوی کیا ہی کہ علماء حرمین صفت
مین یعنی منصفیت مین مدعی ہین کہ منصفی مقدمات دین مین وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپ نے احادیث منضمہ دو ورق
پیش کیے ہین سو مین کہتا ہون کہ اس دعوے مین یہ بات تعین طلب ہی کہ کس زمانہ کے لوگ فضیلت کے محل ہین
ہر زمانہ کی یا خاص قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپ تعین فرماوین تو آپکا فتوی دیکھا جاویگا مدعی نے کہا ہمارا دعوی دل
سے یہی ہی کہ علماے حرمین کا اس زمانہ مین منصف قرار دینا بروقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے بجا ہی
واسطے اس امر کے شرط تیسری ہماری شرائط مشمولہ اصل جو قبل انعقاد شرائط سرکار کے داخل کی گئی تھین شاہد
عدل ہی کیونکہ بسبب نہ ماننے اس شرط کے یہ بحث شروع ہوئی تھی اور وہ یہ تھی شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار
باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکہ اور مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے اب آپکو لازم ہی کہ یا تو منصفی علماء
حرمین کی منظور کرین یا ایک فتوی ثبوت مذمت سکان حرمین مین یعنی جو علما اور اتقیا اور مومنین وہان کے موجود
ہین تحریر فرماوین سائل نے کہا بیشک آپ نے شرط مین منصفی کا ذکر کیا تھا لیکن جب آپ نے عام دعوی
کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہی کہ شرط ایک امر ہی اور مشروط یعنی دعوی جسکے
لیے شرط مقرر کی گئی تھی اور ہی اور یہ لازم نہین کہ شرط مین بالتصریح فضیلت علما کی ہونے سے مشروط مین بھی وہ کیا
بالتصریح سمجھی جاوے اس سے سب کو ثابت ہوگا کہ آپ اس دعوے عام سے رجوع کرتے ہین [illegible]

کو انصاف ناظرین پر چھوڑ کے مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگونکو اس
فضیلت کا جو احادیث نبوی سے ثابت ہو محل قرار دیتے ہین ہر زمانہ کے لوگونکو یا قرون ثلثہ کے یا آج کل کے جب
آپ تعین کیجیے گا مین نظر کرونگا اگر وہ لوگ واقعی آپکے احادیث نبوی کے مصداق ہین تو مین مان جاؤنگا ورنہ اُس
مین عذر کرونگا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنے مجمل دعوے کی بار بار کیون چاہتے ہین مدعی نے کہا کہ جانبین کی عبارت کو
منصف خود تحقیقات کرلیگا اور یہ جو کچھ آپنے لکھا ہو کلام لاطائل ہو جب الزم کے آپ مدعی تھے دلیل [illegible] کیجیے ورنہ آپ
کو اختیار ہو سائل نے کہا مین یہی التماس کرچکا ہون کہ لاطائل ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین ہونا چاہیے و نیز یہ جو آپ
مدعی بناتے ہین اور مجھسے دلیل طلب کرتے ہین محل تعجب ہو وہ کون لفظ میری ہو جس سے میرا مدعی ہونا کسی امر مین ثابت ہوتا ہو
مین تو ابتک سائل ہون البتہ آپ مدعی ہین لیکن آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہو چنانچہ آپنے ایک فتوی بھی دکھلایا تھا اب اُسکو کیونکر لائق
ہو آئندہ دعوے مین تعین کرو اور اُسپر ایک حدیث فتوے کے شاہد ٹھہراؤ پھر مجھسے دریافت کرو کہ تو اُسکو مانتا ہو یا نہین تعین زمان
مدعی نے وجوہ لاطائلیت کلام سائل کا بیان کرنا شروع کیا چند وجوہ سے ایک یہ کہ قول سائل کا ولیکن جب آپنے
دعوی کیا تھا تو عام کیا تھا محض بے سند ہو کیونکہ جب اول ملاقات سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور
شرائط جانبین علحدہ علحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئین تھین اور ہماری تیسری شرط منجملہ شرائط ستہ کے
یہ تھی کہ شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکہ اور مدینہ منصف مقرر
کیے جاوین اس شرط کو آپنے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین کو فاسق وغیرہ الفاظ سے یاد فرمایا مین نے
جواب مین کئی حدیثین فضیلت کی پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین
آپنے اُسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین کی دوسرے روز روبرو سردار صاحب کے مجمع
عام مین پھر اُسی شرط کی تکرار شروع کی اُس روز بھی آپ سکان حرمین کی مذمت کے مدعی ہوئے مین نے
کھڑے ہو کر مجمع عام مین احادیث فضائل کے بیان کیے اُسکے جواب مین آیہ الاعراب اشد کفرا و
نفاقا الآیۃ ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق اور چند واقعات بیان کیے دوسری وجہ یہ کہ
قول آپ کا شرط اور شے ہو اور شرط اور ہو حق ہو لیکن شرط مذکورہ واسطے مسائل مختلفہ کے کی گئی تھی جب جانبین
نے اُس شرط کو بحث قرار دیا بعینہ وہی شرط دعوے ہو گئی تیسری وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ دعوے کے
الفاظ مین تعمیم کی بعض افراد ہو ورنہ اُن الفاظ کو مسل مین نشان دیجیے چوتھی وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ آپ
نے میری بات کا جواب نہین دیا بڑے تعجب کی بات ہو کہ جو عبارت ہماری سر اسر دال ہو اوپر تعین مدعی

کے اُسکے جواب مین آپ نے یہ فرمایا پانچوین وجہ یہ کہ مذمت سکان حرمین کا جواب کئی روز سے ذکر کر رہے تھے اب جب دلیل آپ سے طلب کی گئی تو اُسکو اجنبی بات فرمانے لگے اور آپ کئی جگہ اپنے آپ کو سائل سے تعبیر کرتے ہین حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہے جو مقابلہ مدعی کا بعد قائم ہونے دلیل کے کرے تسلیم کرنا دعوے کا بعد اقامت دلیل کے شان سائل سے نہین قال فی الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم اب آپکو لازم ہے کہ مذمت کی دلیل پیش کیجیے اور فضیلت کی دلیل جو بیان ہو چکی تا دونون منصف علما کے پاس روانہ کی جاوین بعد اسکے سائل نے جواب مین کہا کہ آپکی وجہ اول کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ شرط ثالث منصفی علما کی چاہتے تھے لیکن دعوی آپکا یہی تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جہان کوئی خبیث رہنے نہین پاتا وہان کے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جسکے مقابلہ مین ہم نے تقسیم کی تھی اور کہا تھا کہ مکہ اور مدینہ پر کئی زمانے آئے ایک زمانہ قبل نبوت کہ اُسمین کفر ظاہر تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کہ اُسوقت مین بعض منافق موجود تھے جن پر آیت پڑھی تھی پھر زمانہ جو حضرت کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہوگئے پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے حرکتین بیجا سرزد ہوئین اور مکہ پر عبدالملک نے چڑھائی کی ان دلائل سے مین نے آپ کے دعوے عام کو توڑا اور جواب وجہ دوم کا یہ ہے کہ اگرچہ شرط پیچھے کر ایک دعوی ہوگئی تھی دلیکن اول دعوے کے وہ مغایر تھی اور جواب وجہ سوم یہ ہے کہ افترا کہنا محض افترا ہے وہ گفتگو زبانی تھی کہ جس مین دعوی عام تھا اسمین کہان ہے جسمین نشان دیا جاوے مسل تو پیچھے ہوئی اور وجہ چہارم کا جواب یہ ہے کہ آپ کے کسی لفظ سے تمام تحریر مین بو بھی اس بات کے نہین آتی کہ آپ حرمین کے ساکنان کی ہر زمانہ کے بہتری کے باب منصفی مین مدعی ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے لوگون کے اور جواب وجہ پنجم کا یہ ہے کہ مین مذمت عام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہوا تمام لوگ حاضرین مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور برے بھی ہین اور کہتا ہون کہ اُس جگہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا اور یہ بھی میرا کہنا کچھ بطور دعوے کے نہ تھا بلکہ بطور نقض آپکے دعوے کے تھا اور جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی مین کسی امر کا مدعی نہین ہوا آپ سے تعین دعوی اور دلیل کا سوال کرتا ہون اور سائل لغت مین ہر بات پوچھنے والے کو کہتے ہین اس نظر سے اطلاق سائل کا مجھپر ہو سکتا ہے اور جو آپ فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل پیش کر رہا ہون بڑی دلاوری کی بات ہے کہ آپ برخلاف واقع اظہار کرتے ہین مین جب دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنی

ہاتھ مین رکھکر دور سے دکھا دیتے ہین مین کہتا ہون کہ فتوی مجھے دیدیجیے مین اسکو قبول کرون یا رد کرون آپ
نہین دیتے ہین بعد اسکے مدعی نے کہا کہ ہمنے تقریرًا یا تحریرًا یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین قبل تقرر
اسلام بھی بہتر تھے اور واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے مقابل احادیث نبویہ پیش کرنا شان محمدیہ سے
بعید ہی آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن و حدیث و اجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین واقعات
کو کیون بیان کرتے ہو علاوہ اسکے ان واقعات سے بجز مظلومیت اہل حرمین کے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا اور
یہ امر ظاہر ہی کہ انکے عصمت کے مدعی نہین ہوسے تا پھر کوئی اعتراض لازم آوسے اور اب جو آپ فرماتے
ہین کہ بعض لوگ وہان کے ایسے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو انکی منصفی سے منحرف کیون ہوسے اور ہمارا
دعوی اول سے یہی ہی کہ علمائے مکہ اور مدینہ کا اس زمانہ مین منصفت ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے
کے چاہیے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس کتاب مین مناظرہ کی درج ہی کہ جو
شخص اپنے دلائل فی الحال بیان کرے اسکو تحریر کرکے بھی خصم کو دیا ضرور ہو فقط الجواب ہو المصوب چونکہ متخاصمین اس فقیر سرا یا التقصیر
کے انصاف و محاکمہ پر راضی ہوسے یقین ہی کہ جو امر مین انصافا بلا لحاظ احد الجانبین تحریر کرونگا اسکو دونون
پسند فرماوینگے اور بعد نظر تامہ و فکر وافر کے میری تحریر کو محض انصاف و اظہار حق تصور فرماوینگے بنا ء علیہ
امتثالًا للامر مین متوجہ انصاف کا ہوتا ہون اور امر مکنون کو ظاہر کرتا ہون مخفی نرہے کہ متخاصمین کی تقریرات
امور زائدہ پر کہ مراحل و آداب مناظرہ سے دور ہین مشتمل ہین ان سب سے قطع نظر کرکے بعد معاینہ تقریرات
طرفین کے جو امور واضح ہوسے اسکو مین درج صحیفہ ہذا کرتا ہون **اول** مدعی کو لازم تھا کہ اولا دعوے کی تنقیح
کیا کرتے فرماتے اور دعوی فضیلت سکان حرمین کا علی سبیل الیقین عمومًا یا خصوصًا فرماتے اور سکان کی تقیید ساتھ
علما کے اور فضیلت کی تعیین کہ غرض باب انصاف مین ہی اور تعیین زمانہ فضیلت کرتے تا سائل کو موقع اطالہ
بحث کا نملتا ایسے لوجہ سے منحرف ہوجاتے زیادہ تقریر کی امور غیر مقصود مین امر مقصود فوت نہوتا **دوم** اگرچہ مدعی نے
بوقت تقریر دعوی عام بلا تعیین کیا ہو مگر قرائن حالیہ و مقالیہ تقریرات سابقہ و شرائط سابقہ [illegible]
[illegible] کہ غرض انکی اثبات فضیلت علمای اسلام حرمین تھی اسلام مسلم دلیل [illegible] اس امر پیچ کہ وہ کفار
[illegible] اہل حرمین کو افضل نہین کہہ سکتا اور عقل عاقل مقتضی اس امر کی ہی کہ یہ دعوی سوای مجنون یا
[illegible] کسی سے نہین ہو سکتا پس گو دعوی مدعی عام ہو کہ شامل جمیع ساکنان حرمین ہو مگر قرائن واضحہ
[illegible] کہ وہ خاص ساتھ ساکنان حرمین بعد تقرر اسلام کے بلکہ ساکنین [illegible] حرمین کی [illegible]

مابین متخاصمین کے قبل اس تقریر کے مذاکرہ مشروط ہو چکا تھا اور شرط ثالث مین یہ مضمون مندرج تھا کہ بعد گفتگو کے اگر تکرار جانبین باقی رہے تو واسطے انفصال کے علمای مکہ و مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے اور اگرچہ وہ شرط محل بحث واقع ہو گئی اور وقت مباحثہ کے مدعی نے دعوی مطلقہ کیا لیکن قرینۂ سابقہ سے ظاہر ہی کہ غرض اُس کی اس دعوے سے اجرا اُسی شرط کا تھا پس بالضرورت دعوی اُسکا خاص ہوا اگرچہ اُس نے بوقت دعوی برخلاف آداب مناظرہ اجمال کیا پس ایسی حالت مین سائل کو ہرگز نہین لازم تھا کہ بغرض نقض دعوے عامہ کے آیۂ الاعراب اشد و من اهل المدينة وغیرہ تلاوت کرین یا قصص فتنہ بیان کرین اسواسطے کہ سائل کو مدعی سے تعین دعوی و تعریفات مفردات دعوی وغیرہ اُسوقت کرنا چاہیے جب اُسکا علم نہو اور اگر باوجود علم کے طلب کریگا تو یہ مکابرہ یا مجادلہ ہوگا جیسا کہ ابحاث باقیہ وغیرہ مین مصرح ہی اور مانحن فیہ مین علم اس امر کا کہ دعوی خاص ساتھ علماے حرمین کے ہی بدلالت حال و مقال ہر کس و ناکس کو حاصل ہی پس مقابلہ سائل کا ایسی صورت مین خارج از مناظرہ ہی سوم ہرگز سائل کو بمقتضای مناظرہ نہین لائق تھا کہ آیات مذمت کفار و منافقین حرمین کے تلاوت کرے مگر بعد اسکے کہ اُسنے یہ امر خلاف داب مناظرہ ہوا مدعی کو دلیل مذمت سکان حرمین سائل سے طلب کرنا اور سائل کو مدعی مذمت ٹھہرانا خلاف داب مناظرہ ہی اسوجہ سے کہ ہر ذی عقل اس امر کو جانتا ہی کہ غرض سائل کی اس تلاوت وغیرہ سے صرف نقض عموم و اطلاق دعوی مدعی تھا نہ ادعاے مذمت سکان حرمین یا منقصت علمای حرمین چہارم یہ کہ سائل نے جو بمقابلہ اطلاق دعوے کے وقائع یزید و عبد الملک بن مروان بیان کیے وہ خارج از بحث ہین اسوجہ سے کہ اُن وقائع مین کوئی امر شرارت و خباثت کا اہل حرمین سے نہین ہوا تھا بلکہ اُنپر غلبہ مفسدین کا ہوا تھا پنجم تعین دعوی جو مدعی نے بعد چند تقریرات کے کیے یعنی یہ کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا باب انصاف مین ہے اگرچہ یہ امر اُنکی شرط سابق سے معلوم ہوتا تھا مگر وقت بحث کے ابتدا سے اسکی توضیح ضرور تھی کہ سائل کو موقع سوال کا نہوتا اور وقت دعوے کے اسکا اجمال اس غرض سے کہ جب خصم انکار اس دعوے کا کریگا حضار مجلس سے کہدیا جاویگا کہ دیکھیے یہ مکہ اور مدینہ کے لوگون کی فضیلت سے جو نصوص صریحہ سے ثابت ہی انکار کرتے ہین اور خلاف احادیث اعتقاد رکھتے ہین شان ارباب مناظرہ سے نہین ہو ششم باوجود استفسار سائل کے مرۃ بعد اخری مدعی نے صاف بیان نہ کیا کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا من حیث الانصاف آج کل کے علما کے باب مین ہی یا قرون ثلاثہ کے علما کے باب مین یا بہ نسبت ہر زمانہ کے یہ بھی امر خلاف داب مناظرہ ہی جب سائل استفسار امر ضروری کا کرے مدعی پر اُسکا جواب صاف دینا لازم ہے

عبادات و بحسب شرافت سکونت ثابت ہی اور اسمین کسی مسلم کو نزاع نہین اور اس فضیلت سے فضیلت
من حیث الانصاف لازم نہین ہی بلکہ من حیث العلم بھی ضروری نہین ہی اور حدیث دوم سے یعنی ان اللہ
حبس عن مکۃ الفیل الحدیث شرافت ذاتیہ بلدہ مکہ معظمہ کی ثابت ہی نہ فضیلت علمیہ کان اور حدیث سوم
یعنی واللہ انک لخیر ارض اللہ الی اللہ الحدیث سے بھی فضیلت ذاتیہ زمین حرم مکہ کی اور فضیلت اہل حرمین
بحیثیت شرافت مسکن ثابت ہو نہ فضیلت علمیہ اور حدیث چہارم یعنی ان الدین لیارز الی الحجاز کے بحسب
تصریح شراح حدیث اُس زمانے سے خبر ہی کہ جسمین استیلای کفر تمام اقالیم مین ہوجاویگا اور قوت دین تمام
بلاد مین سے منتفی ہوجاویگی اُسوقت دین حجاز کی طرف مائل ہوگا اور وہان سے زائل نہوگا اور بعض محدثین
کہتے ہین کہ یہ اشارہ ہی اسطرف کہ دین حرمین مین قوی رہیگا اور جس طرح سے مداہنت امور دینیہ و استبداد شہوات
شرعیہ اور بلاد مین ہوگا اُس قدر حرمین مین نہوگا علی کل تقدیر اس حدیث سے فضیلت علما من حیث الانصاف
نہین ثابت ہوگی کیونکہ بقا سے دین اور قلت مداہنت دین شی دیگر ہی اور فضیلت انصاف امر دیگر ہی اور حدیث
پنجم مین لا یرید اهل المدینة بسوء الا اذابه الله فی النار وعید ہی اُسپر جو اہل مدینہ کو ایذا پہونچاوے جیسے عسکر
یزید و عبد الملک بن مروان سے سرزد ہوا فضیلت علما سے کچھ بحث نہین اور مجرد افضلیت اہل حرمین کو من
حیث العلم والانصاف کسی طرح سے دخل ایذا نہین ہان جو شخص اہل مدینہ سے عداوت کرے اور انکو ایذا دے اور
تحقیر اہل حرمین کی کیا کرے اور انکی مذمت کے بیان مین سرگرم رہے وہ البتہ اس وعید مین داخل ہی اور حدیث
ششم یعنی لا یدعها احد رغبة عنها الخ مین مدینہ سے نکل جانیکا اور مدینہ مین رہنے سے قناعت ہونیکا
ذکر ہی بحث سے کچھ علاقہ نہین اور حدیث ہفتم مین یعنی ان ابراهیم الخ ذکر برکت مکہ و مدینہ کا طول و نا سید و غیرہ
مین ہی فضیلت علمیہ سے اسکو کیا علاقہ ہی اور حدیث ہشتم سے یعنی من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت [illegible]
فضیلت موت کی مدینہ مین ثابت ہی اور یہ فضیلت علمیہ پر موقوف نہین اور حدیث نہم سے یعنی انما
المدینة کالکیر شرافت مدینہ کی اس امر کی ثابت ہوئی کہ وہ ایسی جگہ ہی کہ وہان منافق اور خبیث الباطن
بعد قرار اسلام کے نہین رہ سکتا اور یہ نہین ثابت کہ وہان کا ہر عالم علمائے بلاد سے من حیث العلم افضل
ہوتا ہی اور بعض شراح حدیث نے اس حدیث کو بھی زمانہ ظہور علامات قیامت کبریٰ پر محمول کیا ہی کہ اُسوقت
مین مدینہ مین سوائے مومن کامل کے کوئی نہ رہ سکیگا لہذا عموماً فضیلت نہ ثابت ہوئی اور حدیث دہم
یعنی ان اللہ سمی المدینة طابة کچھ دلالت اسپر نہین تام مدینہ کا طابہ ہونا اور چشمہ ہی اور یا اسکے

سکان کا افضل ہوتا اور چیز ہو اور حدیث یازدہم یعنے أمرت بقرية تأكل القرى والمدينة آخر قرى الاسلام خرابا المدينة بھی مقصد سے کو بیگانہ ہی کیونکہ خبر اس امر کی ہے کہ بوقت خراب عالم وقرب قیامت مدینہ سب بلاد کے بعد خراب ہوگا اسکو فضیلت سے کیا علاقہ ہی اور حدیث تبغض العرب فتبغضني اور حدیث من غش العرب لم يدخل في شفاعتي اور حدیث لا يجتمع دينان في جزيرة العرب اور احبوا العرب لثلاث ان سے ایجاب حب عرب وحرمت ایذا وطہارت ملک عرب از نجاست شرک ثابت ہی اصل مقصود سے اسکو کچھ ربط نہین اور احادیث جو فوتسے مدعی مین فضائل یمن وشام کے مذکور ہین وہ بھی مطلب سے بالکل بیگانہ ہی کہان فضیلت علمای حرمین من حيث الانصاف کہان فضیلت یمن وشام **الحاصل** جو احادیث مدعی نے پیش کیے کوئی اُنمین سے مثبت دعوی نہین ہی البتہ فضیلت ذاتیہ بلاد حجاز وقوت دین وبقای اسلام در مدینہ تا زمانہ آخر وتفضیل اہل حرمین بجہت تضاعف ثواب والزام محبت اہل حرمین ووعید موذی ایشان ثابت ہوتی ہی اور اسمین کسی مسلم کو انکار نہین ہوسکتا ہی **یازدہم** ناظرین کتب فقہ وحدیث پر ظاہر ہی کہ زمانہ صحابہ سے تا این زمان مجتہدین فقہا ومحدثین مسائل فرعیہ ودلائل حدیثیہ مختلف رہا کیے اور فیما بین اصحاب مذاہب کے مناظرات ہوا کیے مگر کہین یہ نہین ثابت ہی کہ مختلفین نے رفع خلاف کے واسطے اہل حرمین کو منصف مقرر کیا ہو اور اُنکی تحقیق کو لازم التسلیم سمجھا ہو **دوازدہم** کتب اصول مین مصرح ہی کہ امام مالک کے نزدیک اجماع اہل مدینہ حجت ہی اور عمل صحابہ وتابعین مدینہ اُنکے نزدیک مثل مستند ہی اور سوا اُنکے اور ائمہ مثل امام ابو حنیفہ وغیرہ کے اسمین مخالفت کرتے ہین اور مجتہدین اہل مدینہ کو مساوی باقی مجتہدین کے سمجھتے ہین پس اگر فضیلت اہل حرمین من حيث الانصاف والتحقيق احادیث سے ثابت ہوتی اس مسئلہ مین مخالف نہوتے **الغرض** دعوی اس امر کا کہ علمای حرمین تمام علمای بلاد سے من حيث العلم والانصاف افضل ہین قرون ثلثہ مین یا ہر زمانہ مین اتبک حیز ثبوت تک نہین پہونچا ہان وہان کے علما بلکہ کل سکان کی فضیلت من حيث الثواب والشرافة وغيره ذلك کا کوئی انکار نہین کرسکتا آزے اسقدر ثابت ہی کہ دو طائفہ علما کے فرض کیے جاوین مساوی وسعت علم وتحقیق وانصاف وتدقیق مین ہون اور ایک طائفہ اُنمین سے حرمین کا ہو تو وہ افضل ہوگا الا بستہ ہر گز امر خارج از مقصد ہی حررہ الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلي والخفي۔

الحمد للہ کہ رسالہ تیام الملۃ والدین کی پہلی جلد تمام ہوئی باقی جلدین بھی انشاء اللہ تعالی جلد ہدیۂ ناظرین ہونگی

فہرس مضامین فتاوی قیام الملۃ والدین جلد اول

صفحہ	فہرست مضامین

صفحہ	فہرست مضامین

فہرس مضامین

فہرست مضامین

کتاب العلم

کتاب الکراہتہ والاستحسان

باب التقلید

فہرست مضامین

تمت